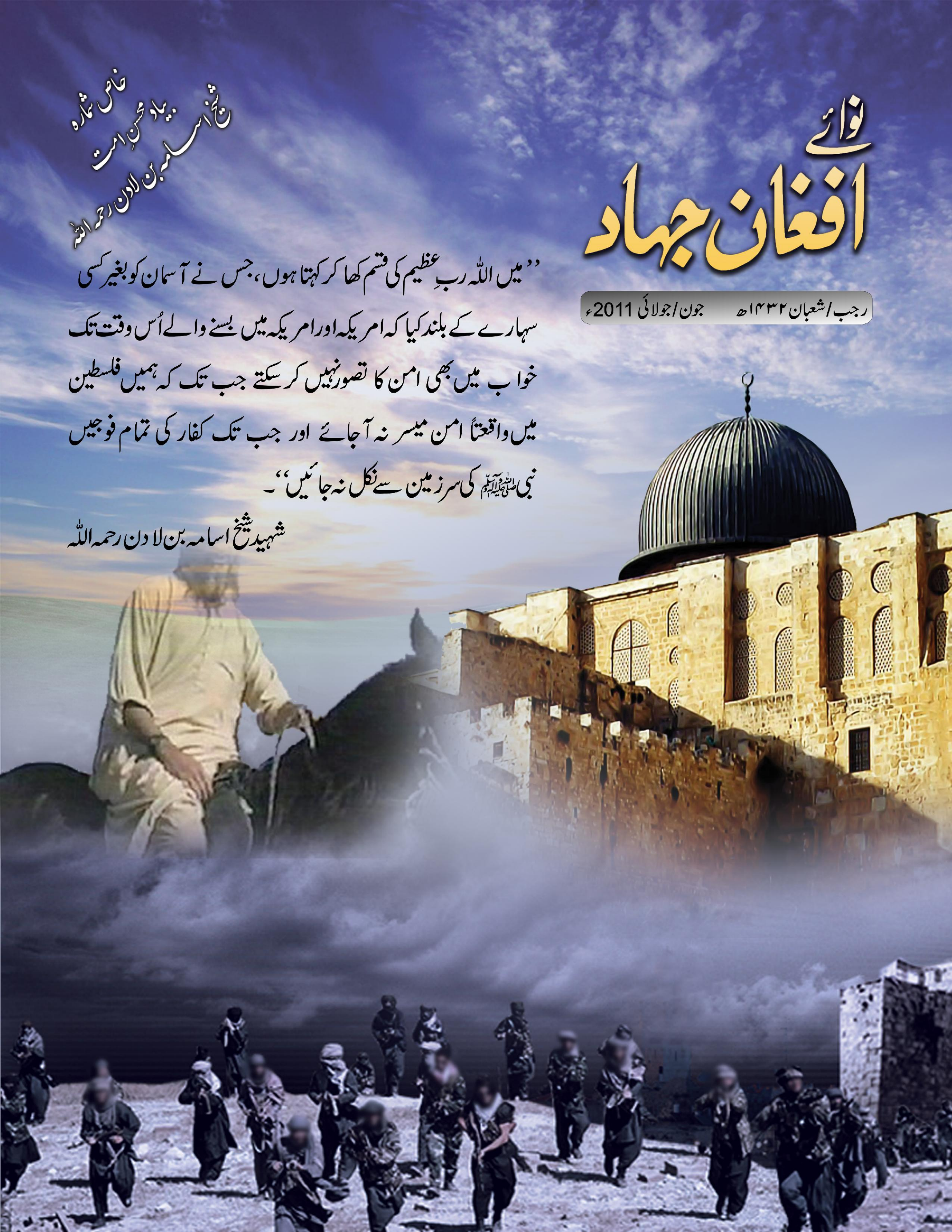


نوائے افغان جہاد
رجب/شعبان ۱۴۳۲ھ جون/جولائی 2011ء
خاص شمارہ
بیادِ محسنِ امت
شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ
’’میں اللہ ربِ عظیم کی قسم کھا کر کہتا ہوں، جس نے آسمان کو بغیر کسی سہارے کے بلند کیا کہ امریکہ اور امریکہ میں بسنے والے اُس وقت تک خواب میں بھی امن کا تصور نہیں کر سکتے جب تک کہ ہمیں فلسطین میں واقعتاً امن میسر نہ آجائے اور جب تک کفار کی تمام فوجیں نبی ﷺ کی سرزمین سے نکل نہ جائیں‘‘۔
شہید شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ

رحلتِ نبوی ﷺ کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لازوال تاریخی الفاظ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس کے دیدار کے بعد ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے سے باہر تشریف لائے، منبر نبوی ﷺ کی جانب بڑھے اور بآواز بلند لوگوں سے کہا کہ خاموش ہوکر بیٹھ جائیں، سب لوگ بیٹھ گئے، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حمد وثنا کے بعد یہ خطبہ ارشاد فرمایا:

''اما بعد، جو شخص تم میں سے اللہ کی عبادت کرتا تھا' سو جان لے کہ تحقیق اللہ زندہ ہے اور اس پر موت نہیں آسکتی اور اگر بالفرض کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو جان لے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں۔

''اور نہیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم مگر اللہ کے ایک رسول' جن سے پہلے اور بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں، سو اگر آپ کا انتقال ہو جائے یا آپ شہید ہو جائیں تو کیا تم دین اسلام سے واپس ہو جاؤ گے اور جو شخص دین اسلام سے واپس ہوگا تو وہ اللہ کو ذرہ برابر بھی نقصان نہیں پہنچائے گا اور اللہ عنقریب شکر گزاروں کو انعام دے گا۔''

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب بنا کر یہ کہا ہے کہ بے شک آپ مرنے والے ہیں اور یہ سب لوگ بھی مرنے والے ہیں سب چیز فنا ہونے والی ہے، صرف خداوند ذوالجلال والاکرام کی ذات بابرکات باقی رہے گی،'' ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے، قیامت کے دن سب کو اعمال کا پورا پورا اجر ملے گا۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر دراز کی اور ان کو باقی رکھا۔ یہاں تک کہ انہوں اللہ کے دین کو قائم کر دیا اور اللہ کے حکم کو ظاہر کر دیا اور اللہ کے پیغام کو پہنچا دیا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا، پھر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس بلا لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو ایک سیدھے اور صاف راستہ پر چھوڑ کر دنیا سے گئے ہیں۔ اب جو ہلاک اور گمراہ ہوگا وہ حق واضح ہونے کے بعد گمراہ ہوگا۔ پس اللہ تعالیٰ جس کا رب ہو تو وہ سمجھ لیجیے کہ اللہ تعالیٰ تو زندہ ہے اس کو کبھی موت نہیں آسکتی اور جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا اور ان کو خدا جانتا تھا تو جان لے کہ اس کا معبود تو ہلاک ہوگیا۔ اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اللہ کے دین کو مضبوط پکڑ لو اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھو، تحقیق اللہ کا دین قائم اور دائم رہے گا اور اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا اور اللہ اس شخص کا مددگار ہے جو اس کے دین کی مدد کرے اور اللہ اپنے دین کو عزت اور غلبہ دینے والا ہے اور اللہ کی کتاب ہمارے درمیان موجود ہے اور وہی نور ہدایت اور شفاء دل ہے، اسی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو راستہ بتلایا ہے اور اس میں اللہ کی حلال و حرام کردہ چیزوں کا ذکر ہے، اللہ کی قسم! ہمیں اس شخص کی ذرہ برابر پروا نہیں جو ہم پر فوج کشی کرے (یہ باغیوں اور مرتدین کی طرف اشارہ تھا) تحقیق اللہ کی تلواریں ہمارے ہاتھوں میں ہیں، وہ اس کے دشمنوں پر ستی ہوئی ہیں۔ وہ تلواریں ہم نے ابھی تک ہاتھ سے رکھی نہیں اور خدا کی قسم ہم اپنے مخالف سے اب بھی اسی طرح جہاد کریں گے جیسا کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی معیت میں کیا کرتے تھے، پس مخالف خوب سمجھ لیں اور اپنی جان پر ظلم نہ کریں''۔

[البدایۃ والنہایۃ: ج:۵، ص:۲۴۳۔ زرقانی ج:۸، ص:۲۸۰، سیرت المصطفیٰ ﷺ ج:۲، ص:۲۹۶]





جلد نمبر۴، شمارہ نمبر۶

رجب/ شعبان ۱۴۳۲ھ جون/جولائی 2011ء

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرائیل (علیہ السلام) کو آواز دیتا ہے کہ اللہ فلاں شخص کو دوست رکھتا ہے لہٰذا تم بھی اس کو دوست رکھو۔ پس جبرائیل (علیہ السلام) اس کو دوست رکھنے لگتے ہیں۔ پھر جبرائیل علیہ السلام تمام آسمان والوں میں اعلان کر دیتے ہیں کہ اللہ فلاں شخص کو دوست رکھتا ہے لہٰذا تم بھی اس کو دوست رکھو چنانچہ اس کو تمام آسمان والے دوست رکھتے ہیں پھر زمین (والوں) میں اس کی قبولیت رکھ دی جاتی ہے۔ (صحیح بخاری)

اس شمارے میں

تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔

Nawaiafghan@gmail.com

انٹرنیٹ پر استفادہ کے لیے:

Nawaiafghan.blogspot.com

قیمت فی شمارہ: ۳۵ روپے

قدر و قیمت میں ہے خوں جن کا حرم سے بڑھ کر

اے اللہ! ہم گواہی دیتے ہیں کہ تیرے بندے اسامہ نے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو عروج کا راستہ دکھا دیا، وہ اس دور کے مصعب بن عمیرؓ تھے انہوں نے شاہانہ زندگی تیرے دین کی عزت کے لیے تج دی اور فقیرانہ زندگی اختیار کی، دنیا میں در در کی ٹھوکریں خود بھی کھائیں اور ان کے بیوی بچوں نے بھی......صرف اور صرف تیرے لیے...... جب اپنوں نے گھر سے نکال دیا تو بیگانوں کی بے رخی کا تو تذکرہ ہی کیا۔ اے اللہ! ہم گواہی دیتے ہیں کہ تیرے بندے اسامہ نے اس دور میں خالص تیرے لیے جہاد کے منہج کو زندہ کیا اور تمام عالم میں تیرے نام لیواؤں کو یہودی بھیڑیوں اور عیسائی کتوں کے نرغے سے نکلنے کا عملی راستہ دکھایا۔ اے اللہ! ان کے حق میں ہماری گواہی کو قبول فرما اور انہیں اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائیگی نصیب فرما جن کی امت کے دکھوں اور غموں نے انہیں اس حال میں تجھ سے ملایا کہ گوشت اور ہڈیوں میں سے کچھ بھی سلامت نہ تھا۔ یا اللہ! اپنے اس بندے کو اپنے خصوصی پیار سے نواز کہ جس کے بعد اس کی ساری تھکن، سارے غم اور ساری کلفتیں ختم ہو جائیں۔ یا اللہ! آپ اپنے اس بندے کو اتنا خوش کر دیں کہ وہ آپ سے راضی اور آپ اس سے راضی ہو جائیں۔ آمین

۲ مئی ۲۰۱۱ء کو ایبٹ آباد میں اس صدی کے مجددِ جہاد اپنی مراد پا گئے یہ عجب اتفاق ہے یا عالم تکوینیات میں مقصد کی یگانگت کو ظاہر کرنے کا انتظام، کہ گذشتہ صدی کے مجددِ جہاد سید احمد شہیدؒ نے بھی اسی قریہ میں اپنی جاں رب اللعالمین کے حضور پیش کی اور گذشتہ سے پیوستہ صدی میں جہاد کی علامت ٹیپو سلطانؒ نے بھی ماہِ مئی میں ہی خلعتِ شہادت زیب تن کی تھی۔

شیخ اسامہ بن لادنؒ نے تین صدیوں کی دم توڑتی امت کی پریشاں نظری کا عملی علاج تجویز کیا اور یہ ہی شیخؒ کا وہ کام ہے جس کی بنا پر علما ان کو عصرِ حاضر کا مجددِ جہاد قرار دیتے ہیں۔ گذشتہ تین صدیوں سے امت کے قائدین اور غم خوار، مغرب کے فلسفۂ زندگی کی تباہ کاریاں بیان کر رہے تھے لیکن صلیبیوں کا طوفانِ بدتمیزی تھا کہ بڑھتا ہی چلا گیا اس کے سامنے شیخ اسامہؒ نے ہی بند باندھا اور ان کے گھر کے اندر ان پر تباہی مسلط کر کے امت کو احساس ذلت سے نکالا اور عروج کے راستے پر گامزن کیا۔ اقبال نے ایک صدی قبل جس 'میر کارِ رواں' کا خواب دیکھا تھا کہ

؎ نگہ بلند، سخن دلنواز، جاں پر سوز

شیخ اس کی عملی تصویر تھے۔

شیخؒ کے جہادی منہج میں جو ایک چیز بہت زیادہ نمایاں ہے......وہ ہے آپ کی بلند نگاہی......اور ان کی یہ ممیّز صفت آج مجاہدین کو بہت کچھ سوچنے کی دعوت دیتی ہے......شیخؒ کو ہر معاملے میں امت مسلمہ کی خیر خواہی مطلوب ہے۔ یہاں تک کہ شیخؒ نے ماحولیاتی آلودگی کو دور کرنے کے لیے بھی اقدامات کے بارے میں سوچا اور پاکستان میں حالیہ سیلاب کے موقع پر بیان میں ایسے موثر فنی اقدامات تجویز کیے جن کو پڑھ کر متعلقہ امور کے ماہرین بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ یہ بات کئی جدید ادارے اپنی کئی سال کی تحقیق کے بعد بھی اس انداز سے نہیں کر سکتے جس طرح شیخؒ نے بیان کی ہے۔

شیخ کی نگاہ بلند کا یہ تنوع بھی دراصل ان کے پر سوز قلب کا پرتو تھا۔ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غم میں شب و روز گھلتے اس سلیم الفطرت شخص کا عمل بھی اس کی دردمندی کا شاہد تھا۔ آپؒ کی بلند نگاہی کفری نظام کی کھینچی گئی سرحدوں، رنگ و نسل، زبان اور مسالک فقہی کے تعصّبات سے ماورا تھی۔ آپ کا دل اور بانہیں ہر فقہ سے تعلّق رکھنے والے ہر عالمِ ربانی کے لیے ہمہ وقت واں رہتیں تھیں شاید یہ اس دل نواز سخن ور کی اس دردمندی کا فیض تھا کہ اللہ نے امت کے خاص و عام، بچے بوڑھے، علماء وعوام کے دلوں میں آپ کی ایسی محبت راسخ کر دی تھی، امت کی تاریخ میں جس کی مثال کم ہی ملتی ہے۔ اللہ نے یہ اعزاز بھی شیخؒ ہی کو بخشا کہ آپ کے متبعین اور محبین میں رنگ و نسل، زبان و وطن، مسلک و منہج کی کوئی تخصیص اور امتیاز نظر نہیں آتا۔

مکتب الخدمات اور جمعیت الانصار کے دور میں مجاہدین کی رہائش گاہوں کے امور ہوں یا افغانستان میں جہادی معسکرات کی تعمیر، روس کے خلاف جہاد کے دور میں بھی اور امارت اسلامیہ کے قیام کے بعد بھی افغانستان کے مسلمانوں کی ضروریات کو پورا کرنے کا معاملہ ہو یا مجاہدین کے لیے خندقوں، غاروں اور بنکروں کی تعمیر کے مسائل، سوڈان میں مسلمانوں کو قحط سالی سے نکالنے کے لیے عملی اقدامات ہوں یا وہاں کی زمین کو آباد کرنے اور وہاں کے مسلمانوں کو صلیبی قوتوں کی دست نگری سے بچانے کے لیے صنعتی جال بچھانے کے امور، پاکستان میں بے نظیر کی امریکہ نواز حکومت سے مسلمانوں کو محفوظ رکھنے کی کوششیں ہوں یا وزیرستان، قبائل، لال مسجد اور سوات میں مرتدین کی فوج کشی، زلزلے اور سیلاب میں مبتلا مسلمانوں کی خیر خواہی کا معاملہ ہو، بلادِ حرمین کو یہود و نصاریٰ سے پاک کرنے کے لیے جہاد ہو یا دنیا کے ہر خطے میں مظلوم مسلمانوں کو کفار کی چکی میں پسنے سے بچانے کے لیے اپنا خون اور پسینہ بہانا ہو، مسلم خطوں میں صلیبی اتحادیوں کے تسلط سے اسلامی سرزمینوں کو آزاد کروانے کے لیے اور شریعت اسلامی کو نافذ کرنے کے لیے اپنا تن من دھن وارنا، مسلمانوں کو تین صدیوں کے احساسِ غلامی سے نکال کر تصورِ عروج دینا ہو یا امریکہ کی طاقت کو دنیا بھر میں چور چور کرنا ہو......حق تو یہ ہے کہ شیخ نے اپنے ۳۲ سالہ دورِ جہاد میں جس انداز سے اپنے آپ کو امت کے غم میں گھُلا دیا وہ انہی کا خاصہ ہے اور اللہ انہیں پوری امت مسلمہ کی طرف سے اس کی بہترین جزا عطا فرمائے اور ان کے خون کی برکت سے اللہ امت کے ہر پیر و جواں کو اس توحید حاکمیت اور الولاء والبراء کے عقیدے پر جینے اور مرنے کی سعادت سے نوازے جسے شیخؒ نے سمجھایا بھی اور عمل کر کے بھی دکھایا اور فرضیتِ عین کے اس دور میں جہاد فی سبیل اللہ کے راستوں پر استقامت سے گامزن رہنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُOارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةًOفَادْخُلِي فِي عِبَادِيOوَادْخُلِي جَنَّتِيO

محسنِ امت شیخ اسامہ بن لادن ؒ اپنی نذر پوری کر کے بارگاہِ رب العزت میں حاضر ہو گئے!!!

یکم مئی ۲۰۱۱ء کی شام سے ہی ایبٹ آباد کے داخلی راستوں پر کرفیو کا سماں تھا، ایبٹ آباد کے نواحی علاقے بلال ٹاؤن (ٹھنڈا چوا) کے اردگرد سورج ڈھلتے ہی فوجی نقل و حرکت شروع ہوگئی، علاقہ کے مکینوں کے لیے گھروں کی روشنیاں بند کردینے اور گھروں کے اندر مقید رہنے کے اعلانات کیے گئے......نصف شب گزر جانے کے بعد غازی میں واقعہ ایس ایس جی اور امریکی فوج کے مشترکہ کیمپ سے تین ہیلی کاپٹر بلال ٹاؤن کی فضاؤں میں آئے۔ اس دوران میں ایک ہیلی کاپٹر سے امریکی میرینز شیخؒ کے گھر میں اتارے گئے۔ شیخؒ کے گھر میں حفاظت پر مامور مجاہدین نے امریکی کمانڈوز پر فائرنگ کی اور اُن کا مقابلہ کیا، اس مقابلے میں متعدد امریکی فوجی ہلاک ہوئے، مقابلے کے دوران میں ہی مجاہدین نے ایک امریکی ہیلی کاپٹر مار گرایا......شیخؒ کے محافظ اور ایک فرزند خالد بن لادن صلیبیوں کا مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوگئے۔ امریکی فوجی بالائی منزل پر شیخ کی تلاش میں گئے، جہاں شیخ اپنے اہل خانہ کے ساتھ مقیم تھے، وہاں اُن کی فائرنگ سے شیخؒ کی ایک اہلیہ شہید ہوگئیں......شیخؒ نے امریکی فوجیوں کے آگے سرنڈر کرنے اور گرفتاری دینے کی بجائے اپنے نام کی لاج رکھتے ہوئے شیروں کی طرح اُن کا مقابلہ کیا، بندر اور خنزیروں کی اولاد پر فدائی حملہ کردیا، جس سے بہت سے فرزندانِ صلیب واصل جہنم ہوئے اور شیخ اسامہؒ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ اس واقعے میں شیخؒ کے ایک بیٹے حمزہ بن لادن کے محفوظ طریقہ سے نکل جانے کی اطلاعات بھی ہیں۔ شیخ کی دو ازواج، دس سالہ بچی صفیہ اور دیگر کچھ خواتین کو بعد ازاں پاکستانی فوج نے گرفتار کرلیا۔ شیخؒ کے اہل خانہ کی رہائی امتِ مسلمہ پر فرض بھی ہے اور اپنے محسن کا قرض بھی۔ ان کی رہائی کے لیے دامے، درمے، قدمے، سخنے کچھ کرنا ہر صاحبِ ایمان کی ذمہ داری ہے۔

أُسَامَةُ حَيٌّ فِي قُلُوبِ الْمُسْلِمِينْ

دنیا بھر میں شیخؒ اسامہؒ کے حق میں اور امریکہ کے خلاف جلوس، مظاہرے اور غائبانہ جنازے

☆ پاکستان میں پشاور، کراچی، لاہور، کوئٹہ، ملتان سمیت متعدد شہروں میں شیخؒ کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گئی، ۶ مئی بروز جمعہ کو ملک بھر کی مساجد میں دیوبندی اور اہل حدیث علمائے کرام نے شیخؒ کے لیے خصوصی دعاؤں کا اہتمام کیا۔ بلوچستان بھر میں جمعیت علمائے اسلام (نظریاتی گروپ) نے شیخؒ کے حق میں جلوس نکالا۔ پارلیمنٹ کے اجلاس کے دوران مفتی کفایت اللہ صاحب نے شیخؒ کے لیے دعائے مغفرت کروائی۔

☆ مقبوضہ کشمیر میں اکثر و بیشتر مساجد میں شیخؒ کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گئی۔ سید علی گیلانی نے سری نگر میں نماز جمعہ کے بعد شیخؒ کی نماز جنازہ کی امامت کی۔

☆ مصر میں ۶ مئی بروز جمعہ کو 'یومِ اسامہ بن لادن' کے طور پر منایا گیا۔ قاہرہ میں سیکڑوں مسلمانوں نے شیخ سُلامہ کی امامت میں شیخ اسامہؒ کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی۔

☆ انڈونیشیا میں ہزاروں مسلمانوں نے تنظیم القاعدہ سولوُ کے زیر اہتمام مظاہرہ کیا، اس مظاہرے کے نقاب پوش شرکا نے شیخؒ کی شہادت کا بدلہ لینے کا اعلان بھی کیا۔

☆ ملائیشیا کے دارالحکومت کوالالمپور میں ہزاروں مسلمانوں نے شیخؒ کے حق میں مظاہرہ کیا۔

☆ ترکی کے شہر استنبول کی مشہور فاتح مسجد میں ہزاروں مسلمانوں نے شیخؒ کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی، بعد ازاں اُنہوں نے مسجد کے باہر امریکہ کے خلاف مظاہرہ بھی کیا۔

☆ لبنان کے مختلف شہروں اور دارالحکومت بیروت میں جگہ جگہ شیخؒ کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گئی، جن میں فلسطینی مسلمانوں نے بہت بڑی تعداد میں شرکت کی۔ شیخ عمر بکری نے مسلمانوں سے کہا کہ اس بات کی کوشش کریں کہ شیخؒ کی نماز جنازہ امریکی سفارت خانوں اور قونصلیٹ کے سامنے ادا کی جائیں تاکہ امریکیوں پر ان کی ہیبت طاری رہے۔

☆ وسطی لندن میں سیکڑوں مسلمانوں نے شیخؒ کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد امریکی سفارت خانے تک احتجاجی مارچ کیا۔

☆ روسی دارالحکومت ماسکو میں مسلمانوں نے شیخؒ کے حق میں مظاہرہ کیا۔

☆ فلپائنی دارالحکومت منیلا میں سیکڑوں مسلمانوں نے نماز جمعہ کے بعد سنہری مسجد کیاپو میں شیخؒ کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی۔ اس کے بعد شیخ جمیل یحییٰ کی قیادت میں امریکی سفارت خانے کے سامنے امریکہ کے خلاف مظاہرہ کیا۔

☆ یوکرائنی دارالحکومت کیف میں بھی مسلمانوں نے شیخ سے عقیدت کا اظہار کیا۔

دنیا بھر میں ہونے والے ان غائبانہ جنازوں، مظاہروں اور جلوسوں کو دنیا بھر کے میڈیا نے نمایاں کوریج دی، ان اخبارات میں برطانوی اخبار ڈیلی میل، امریکی اخبار وینکوورسن، روسی اخبار ماسکو ٹائمز، مصری اخبار الیوم السابع، جرمن جریدے دار اپسی جیل، لبنانی جریدے یالبنان، فلسطینی جریدے فلسطین کرونیکل، بھارتی اخبار انڈیا ٹوڈے، افغان جریدے سورغر سمیت متعدد اخبارات و رسائل شامل ہیں۔

(تزکیہ و احسان)

شہدا کے فضائل

حضرت مولانا فضل محمد یوسف زئی مدظلہ العالی

جامعہ علوم اسلامیہ، بنوی ٹاؤن کراچی

میرے مجاہد ساتھیو! شہادت فی سبیل اللہ ایک عظیم رتبہ ہے، جسے اللہ تعالیٰ خوش نصیبوں کو عطا کرتا ہے۔ یہ درجہ انہی کو ملتا ہے جن کے حق میں تقدیر الٰہی پہلے سے فیصلہ کر چکی ہو۔ شہادت کا رتبہ ٔبلند نبوت اور صدیقیت کے بعد تیسرا درجہ ہے۔ یہ عام شہدا کے حق میں ہے اور خاص خاص شہدا کا درجہ نبوت کے بعد ہی دوسرا درجہ ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے کہ شہید سے انبیاء کرام صرف درجۂ نبوت میں آگے ہوں گے۔ شہید چونکہ سب سے بڑی قربانی دیتا ہے حتیٰ کہ اپنی متاع عزیز جان تک کی بازی لگا دیتا ہے، اس لیے اسلام میں اور قرآن و حدیث میں ان کے لیے فضائل بھی اتنے ہی بڑے اور زیادہ ہیں۔

شہید کو شہید کیوں کہتے ہیں؟

بعض علما نے کہا کہ شہید کو شہید اس لیے کہتے ہیں کہ ان کے حق میں جنگ کی گواہی دی گئی ہے۔ بعض نے کہا کہ شہید کو شہید اس لیے کہتے ہیں کہ ان کی روح نکلتے ہی جنت میں پہنچ کر حاضر ہوجاتی ہے جبکہ باقی مسلمان قیامت کے دن جنت میں جائیں گے۔ اس مفہوم کے اعتبار سے شہید بمعنی شاہد ہے یعنی جنت میں حاضر ہونے والا۔ یہ اقوال علامہ جوہریؒ اور قرطبیؒ وغیرہ کے ہیں۔ علامہ ابن فارسؒ فرماتے ہیں کہ شہید وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد میں مارا جائے، اس کو شہید اس لیے کہتے ہیں کہ ان کے پاس فرشتے حاضر ہوجاتے ہیں، بعض نے کہا کہ شہید کو شہید اس لیے کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے آپ پر گواہی دی کہ میں نے إِنَّ اللّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الجَنَّةَ کی خرید و فروخت کے عقد کو پورا کر دیا۔ بعض نے کہا کہ شہید کو شہید اس لیے کہتے ہیں کہ سب مسلمان اور سب فرشتے ان کے لیے جنت کی گواہی دیتے ہیں۔ بعض علما نے کہا کہ شہید کی روح نکلتے وقت شہید اپنے تمام درجات کا مشاہدہ کرتا ہے۔ بعض علما نے کہا کہ چونکہ شہید اپنے خون اور زخم کے ساتھ قیامت کے دن اٹھے گا تو یہ خون اور زخم ان کے لیے اعزازی نشان اور ان کی مظلومیت پر گواہ ہوں گے۔

شہید کو مردہ نہ کہو:

قرآن عظیم میں شہدا سے متعلق چند آیات بطور خاص نازل ہوئی ہیں

وَلاَ تَقُولُواْ لِمَنْ يُقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاء وَلَكِن لاَّ تَشْعُرُونَ(البقرة: ۱۵۴)

''اور جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں مارا گیا اُسے مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم کو ان کا شعور نہیں''۔

اللہ تعالیٰ نے اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے لڑنے کو جہاد کا نام دیا ہے۔ جہاد کے لیے حرب و قتال اور لڑائی وغیرہ کے الفاظ کو بطور تعارف اور پہچان استعمال نہیں فرمایا بلکہ جہاد جس کا دوسرا مفہوم یہ ہوا کہ جہاد صرف جنگ نہیں بلکہ ایک مقدس جنگ ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس لفظ میں ایک خفیہ قوت رکھی ہے، ایک عظیم جذبہ رکھا ہے کہ جب لڑنے لڑانے کی بات آتی ہے تو جذبہ اور طرح کا ہوتا ہے لیکن جب لفظ جہاد آتا ہے تو ہر مسلمان اہلِ ایمان کے جذبات کچھ اور ہوجاتے ہیں اسی طرح اسلام نے جہاد فی سبیل اللہ میں جان دینے والے کو میت یا مقتول کے نام سے یاد نہیں کیا بلکہ ان کو اصطلاحی مفہوم کے اعتبار سے شہید کا نام دیا۔ گویا یہ عالم موت نہیں بلکہ مقدس موت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب آدمی موت کا نام سنتا ہے تو احساسات و جذبات اور طرح کے ہوتے ہیں لیکن جب شہید اور شہادت کی بات آتی ہے اور یہ لفظ کانوں میں پڑتا ہے تو ہر مسلمان کے جذبات کچھ اور ہوجاتے ہیں۔ اس لیے دو وجوہات سے اللہ تعالیٰ نے شہید کو مردہ کہنے سے منع فرمادیا ہے۔ ایک وجہ تو یہ ہے کہ شہدا فی الحقیقت زندہ ہوتے ہیں، کھاتے پیتے ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ مردہ کہنے سے زندہ لوگوں کے حوصلے پست ہوجاتے ہیں جس سے کافروں کو مزید حملوں کا موقع ملتا ہے اور وہ جری ہوجاتے ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے شہید کو مردہ کہنے سے منع کر دیا ہے۔ چنانچہ اگر کسی ملک میں بیک وقت کسی حادثہ میں چار پانچ ہزار افراد مر جاتے ہیں تو موت کی ان خبروں سے زندہ لوگوں کے اعصاب جواب دے جاتے ہیں ملک مفلوج ہو کر ہنگامی حالت کا اعلان کر دیتا ہے۔ لیکن چھوٹا سا ملک اگر جہاد میں لگا ہو اور پانچ ہزار شہدا کی خبر آجائے تو زندہ لوگوں کے حوصلے بڑھ جاتے ہیں وہ لفظ شہید کو دیکھ کر خوش ہوجاتے ہیں اور ان کے حوصلے جوان ہوجاتے ہیں۔ انہیں دو وجوہات کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کے راستے میں مارا جائے اس کو تم مردہ نہ کہو کیونکہ وہ زندہ ہیں۔ جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے جان دی وہ اُس جہاں میں جیتے ہیں مگر تم کو ان کی زندگی کی خبر اور اس کی کیفیت معلوم نہیں اور یہ صبر کا نتیجہ ہے۔

شہدا کو مردہ نہ سمجھو:

وَلاَ تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُواْ فِيْ سَبِيْلِ اللّهِ أَمْوَاتاً بَلْ أَحْيَاء عِنْدَ رَبِّهِمْ

> وہاں کی چیزیں ہمارے احاطۂ خیال میں کہاں آسکتی ہیں، اس وقت شہدا بے حد مسرور ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دولتِ شباب عنایت فرمائی، اپنی عظیم نعمتوں سے نوازا اور اپنے فضل سے ہر آن مزید انعامات کا سلسلہ قائم کر دیا، جو وعدے شہیدوں کے لیے پیغمبر علیہ السلام کی زبانی کیے گئے تھے، انہیں آنکھوں سے مشاہدہ کر کے بے انتہا خوش ہوتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کی محنت ضائع نہیں کرتا، بلکہ خیال و گمان سے بھی بڑھ کر بدلہ دیتا ہے۔

يُرْزَقُونَ Oفَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللّهُ مِن فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُواْ بِهِم مِّنْ خَلْفِهِمْ أَلاَّ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَO يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّهِ وَفَضْلٍ وَأَنَّ اللّهَ لاَ يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ (آل عمران ۱۶۹۔۱۷۱)

''جولوگ اللہ کے راستے میں مارے گئے ہیں توان کومردے نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس کھاتے پیتے ہیں جو کچھ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دیا ہے اس پرخوشی کرتے ہیں اور جولوگ ان کے پاس نہیں پہنچے ان سے پیچھے رہ گئے ان کی بھی اس حالت پر وہ خوش ہوتے ہیں کہ ان پر بھی کسی طرح کا خوف واقع ہونے والا نہیں ہے اور نہ وہ مغموم ہوں گے وہ خوش ہوتے ہیں نعمت وفضل خداوندی کی وجہ سے اور اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا اجر ضائع نہیں فرماتے''۔

یعنی گھر بیٹھے رہنے سے موت تو رک نہیں سکتی۔ہاں آدمی اس موت سے محروم رہتا ہے جس کو موت کے بجائے حیات جاودانی کہنا چاہیے۔شہیدوں کو مرنے کے بعد ایک خاص طرح کی زندگی ملتی ہے جو اور مردوں کو نہیں ملتی۔ان کو حق تعالیٰ کا ممتاز قرب حاصل ہوتا ہے، بڑے عالی درجات ومقامات پر فائز ہوتے ہیں، جنت کا رزق آزادی سے پہنچتا ہے۔جس طرح ہم اعلیٰ درجہ کے ہوائی جہازوں میں بیٹھ کر ذراسی دیر میں جہاں چاہیں اڑے چلے جاتے ہیں،شہدا کی روح جو اصل طیور خضر(سبز پرندوں کے پوٹوں)میں داخل ہو کر جنت کی سیر کرتی رہتی ہیں،ان طیور خضر کی کیفیت وکلانی(بڑے ہونے)کو اللہ ہی جانے۔ وہاں کی چیزیں ہمارے احاطۂ خیال میں کہاں آسکتی ہیں،اس وقت شہدا بے حد مسرور ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دولتِ شباب عنایت فرمائی،اپنی عظیم نعمتوں سے نوازا اور اپنے فضل سے ہر آن مزید انعامات کا سلسلہ قائم کر دیا،جو وعدے شہیدوں کے لیے پیغمبر علیہ السلام کی زبانی کیے گئے تھے،انہیں آنکھوں سے مشاہدہ کر کے بے انتہا خوش ہوتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کی محنت ضائع نہیں کرتا، بلکہ خیال وگمان سے بھی بڑھ کر بدلہ دیتا ہے۔پھر نہ صرف یہ کہ اپنی حالت پر شاداں وفرحان ہوتے ہیں بلکہ اپنے ان مسلمان بھائیوں کا تصور کر کے بھی انہیں ایک خاص خوشی حاصل ہوتی ہے جن کو اپنے پیچھے جہاد فی سبیل اللہ اور دوسرے امورِ خیر میں مشغول چھوڑ آئے ہیں کہ وہ بھی اگر ہماری طرح اللہ کی راہ میں مارے گئے یا کم از کم ایمان پر مرے تو اپنی اپنی حیثیت کے موافق ایسی ہی پُر لطف اور بے خوف زندگی کے مزے لوٹیں گے۔نہ ان کو اپنے آگے کا ڈر ہوگا نہ پیچھے کا غم، مامون ومطمئن سیدھے اللہ کی رحمت میں داخل ہو جائیں گے۔بعض روایات میں ہے کہ شہدائے احد یا شہدائے بیر معونہ نے اللہ کے ہاں پہنچ کر تمنا کی تھی کہ کاش ہمارے اس عیش وتنعم کی خبر کوئی ہمارے بھائیوں کو پہنچا دے تاکہ وہ بھی اس زندگی کی طرف جھپٹیں اور جہاد سے جان نہ چرائیں۔حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں پہنچاتا ہوں۔اس پر یہ آیات نازل کیں اور ان کو مطلع کر دیا گیا کہ ہم نے تمہاری تمنا کے مطابق خبر پہنچا دی،اس پر وہ اور زیادہ خوش ہوئے۔(تفسیر عثمانی صفحہ ۹۳)

بعض روایات میں آیا کہ ہے شہید کی ارواح سے خود ایک جسم مثالی تیار ہو جاتا ہے اور خود وہ جسم اڑتا ہے۔بہر حال خود جسم ہوں یا جسم کے لیے راکب ہوں، جو کچھ بھی ہو مگر یہ قید نہیں بلکہ مثالی آزادی ہے،لطیف جسم ہے،لطیف سبز رنگ ہے اور لطیف قندیلیں ہیں۔

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بیان کردہ شہدا کے فضائل:

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جنگ میں داخل ہونے والا کوئی شخص ایسا نہیں جو یہ چاہے کہ وہ دنیا کی طرف واپس لوٹ آئے اور دنیا کی ساری چیزیں اس کو مل جائیں سوائے شہید کے، کہ وہ یہ تمنا کرے گا کہ کاش وہ پھر دنیا کی طرف لوٹ آئے اور وہ پھر دس مرتبہ اللہ کے راستے میں شہید ہو جائے۔یہ تمنا اس لیے کہ وہ شہادت کی وجہ سے بڑی عزت واکرام پائے گا''۔(بخاری ومسلم)

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ

''ایک دن میری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمانے لگے کہ اے جابر!تو پریشان کیوں ہے؟ میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم!میرے والد شہید ہو گئے اور ان پر بہت زیادہ قرضہ رہ گیا۔نیز عیال بھی بہت چھوڑ کر گئے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تجھے یہ خوش خبری نہ سناؤں کہ اللہ تعالیٰ نے جس سے بھی بات کی ہے وہ پردے کے پیچھے سے کی ہے لیکن تیرے ابا جان سے بغیر حجاب کے آمنے سامنے بات کی اور فرمایا اے عبداللہ!مجھ سے مانگ جو کچھ مانگتا ہے میں دوں گا،عبداللہ نے جواب میں فرمایا اے اللہ مجھے دنیا کی طرف لوٹا دے تاکہ میں دوبارہ شہید ہو جاؤں۔اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تو طے شدہ ہے کہ موت چکھنے کے بعد دوبارہ دنیا میں جانا نہیں۔عبداللہ نے کہا اے میرے رب جو لوگ دنیا میں ہیں ان تک ہماری اس حالت کی خبر پہنچا دیجیے۔اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَلاَ تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُواْ فِي سَبِيلِ اللّهِ أَمْوَاتاً بَلْ أَحْيَاء عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ......''(سنن بیہقی)۔

ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!کیا وجہ ہے کہ قبروں میں سب مسلمان آزمائے جاتے ہیں شہید کے علاوہ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ''شہید کے سر پر کافروں کی تلواروں کی چمک دمک اس کی آزمائش کے لیے کافی ہوگئی(یعنی اس نے میدان محشر اور قبر کی سختیاں میدان کارزار میں دیکھ لیں)''۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ

''قیامت کے دن جنت سے ایک جنتی کو لایا جائے گا۔اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا

اے آدم کے بیٹے! تم نے جنت میں اپنا مقام اور ٹھکانہ کیسا پایا؟ وہ جواب دے گا، اے اللہ! بہت عمدہ مقام ہے، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اب مانگو اور تمنا کرو۔ وہ جواب میں کہے گا کہ میں کیا مانگوں اور کیا تمنا کروں؟ ہاں یہ سوال کرتا ہوں کہ مجھے دنیا کی طرف لوٹا دیجیے تاکہ میں تیرے راستے میں دس بار مارا جاؤں اور شہید ہوجاؤں، یہ اس لیے کہے گا کہ شہدا کا مقام بہت اونچا ہوگا''۔

ایک اور حدیث میں ہے مسروق فرماتے ہیں کہ

''ہم نے حضرت ابن مسعودؓ سے اس آیت کے متعلّق پوچھا وَلاَ تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُواْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتاً بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ اس آیت میں حیات شہدا کے متعلّق ہم نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُن کی ارواح سبز پرندوں کے پیٹ میں ہوتی ہیں، جن کے لیے خاص قندیلیں ہیں، جو عرش کے نیچے معلق ہیں۔ یہ ارواح دن میں جہاں چاہیں جنت میں چرتی ہیں اور پھر انہی قندیلوں میں واپس آجاتی ہیں۔ پھر ایک دفعہ رب تعالیٰ نے جھانک کر ان شہدا کو دیکھا اور فرمایا کیا تم کوئی چیز پسند کرو گے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم اور کس چیز کو چاہیں گے حالاں کہ ہم جنت میں آزادی سے چر پھر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تین بار ان سے یہ سوال کرے گا، تو وہ سمجھ جائیں گے کہ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ ضرور مانگا جائے تو وہ یہ سوال کریں گے کہ اے ہمارے رب! ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہماری ارواح ہمارے جسموں میں لوٹا دیں تاکہ ہم ایک بار پھر تیرے راستے میں قتل ہوجائیں، جب اللہ دیکھ لے گا کہ ان کو کوئی حاجت نہیں تو وہ چھوڑ دیے جائیں گے''۔(صحیح مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

''شہید کے سارے گناہ معاف کیے جاتے ہیں سوائے قرض کے''(صحیح مسلم)

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ

''میرے شہید والد کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لایا گیا تو آپ کی شکل کفار نے بگاڑ رکھی تھی۔ میں ان کو دیکھنے کے لیے اس وقت گیا جب کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھے گئے تھے۔ میں نے چاہا کہ اپنے والد کا چہرہ دیکھوں مگر مجھے کچھ لوگوں نے منع کر دیا۔ اتنے میں ایک رونے والی عورت کے چیخنے کی آواز آئی۔ لوگوں نے کہا کہ یہ عمرو کی بیٹی یا بہن ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روؤ نہیں! اس شہید پر فرشتے اپنے پروں کا سایہ کیے ہوئے ہیں''۔(صحیح بخاری)

حضرت جابر سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

''جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کی تلاش میں مارا گیا اللہ تعالیٰ اس کو عذاب نہیں دے گا''۔

حضرت مقدام بن معدی کرب کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

''اللہ تعالیٰ کے ہاں شہید کے چھ خصوصی امتیازات ہیں۔ اول یہ ہے خون کا پہلا قطرہ گرنے سے وہ بخش دیا جاتا ہے۔ دوم یہ کہ مرتے وقت وہ اپنے ٹھکانہ کو جنت میں دیکھ لیتا ہے۔ سوم یہ کہ قبر کے عذاب اور نفخ صور (قیامت) کی بڑی گھبراہٹ سے وہ محفوظ رہے گا۔ چہارم یہ ہے اس کے سر پر عظمت کا ایسا تاج رکھا جائے گا جس کا ایک یاقوتی جو ہر دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔ پنجم یہ کہ حورعین میں سے بہتّر کے ساتھ اس کا نکاح کیا جائے گا۔ ششم یہ کہ وہ اپنے رشتہ داروں میں سے ستّر کی شفاعت کرے گا''۔(ترمذی)

ایک اور روایت میں ہے کہ

ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا وجہ ہے کہ قبروں میں سب مسلمان آزمائے جاتے ہیں شہید کے علاوہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ'' شہید کے سر پر کافروں کی تلواروں کی چمک دمک اس کی آزمائش کے لیے کافی ہوگئی (یعنی اس نے میدان محشر اور قبر کی سختیاں میدان کارزار میں دیکھ لیں)''۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''شہید موت کی اتنی تکلیف کو بھی نہیں پاتا جتنی تکلیف تم چیونٹی کے کاٹنے سے محسوس کرتے ہو''۔(ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا:

''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جنت کو سامنے بلائے گا تو جنت اپنی تمام خوب صورتیوں کے ساتھ آجائے گی پھر اللہ تعالیٰ اعلان فرمائے گا کہ میرے وہ بندے کہاں ہیں جنہوں نے میرے راستے میں جہاد میں لڑائی لڑی اور تکالیف اٹھا کر شہید ہوگئے وہ آج جنت میں داخل ہوجائیں۔ پس بغیر حساب یہ شہدا جنت میں داخل ہوجائیں گے، اس دوران فرشتے آکر اللہ تعالیٰ کے حضور میں سجدہ ریز ہوجائیں گے اور پھر فرمائیں گے، اے ہمارے رب! ہم دن رات تیری پاکی بیان کرتے ہیں، بڑائی بیان کرتے ہیں، پس یہ لوگ کون ہیں جن کو آپ نے ہم پر فوقیت دی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ میرے وہ بندے ہیں جنہوں نے میرے راستے میں جہاد میں بڑی تکلیفیں اٹھائی ہیں (اور شہید ہوگئے)۔ اس کے بعد فرشتے ان شہدا پر داخل ہوں گے اور یہ سلام پیش کریں گے سَلاَمٌ عَلَیْکُم بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ''۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شہدا کا تذکرہ چل پڑا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(بقیہ صفحہ ۱۱ پر)

(فکرو منہج)

امت کے مسائل کا حل!!! منہج جہاد

شیخ اسامہ بن لادن شہید رحمہ اللہ

شیخ اسامہؒ نے یہ بیان امارت اسلامی افغانستان پر امریکی حملے کے کچھ ہی عرصے بعد ارشاد فرمایا جو کئی اقساط پر مبنی ہے اور اب ''توجیہات منہجیہ'' کے نام سے دستیاب ہے۔اس بیان کے خاص مخاطب علما و طلبا ہیں۔یہ بیان بتا رہا ہے کہ شیخؒ کا منہج، شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ سے سید احمد شہیدؒ اور شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ تک سبھی مجددینِ جہاد کے منہج ہی کا تسلسل ہے۔

ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ امت مسلمہ کی ہدایت کی طرف رہنمائی کرے، اطاعت گزاروں کے مرتبے بلند فرمائے اور نافرمانوں کو ذلیل کرے۔تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہی ہیں، امابعد!

میری گفتگو کا موضوع ''امت کی موجودہ حالت، امریکہ اور اسرائیل کی طرف سے ڈھائے جانے والے مظالم، اللہ کی زمین پر اللہ کی شریعت کا غلبہ نہ ہونا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی روشنی میں ان مشکلات کا حل ہوگا۔

نبوت علی نبینا علیہ السلام کے ابتدائی دور پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابتدا سے ہی اس بات کے حریص تھے کہ اللہ کا پیغام تمام قبائل تک پہنچا دیں اور آپ کی دعوت کے بنیادی نقاط مندرجہ ذیل تھے۔

۱۔آپ توحید کی شہادت کی دعوت دیتے یعنی اس بات کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی الہٰ نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔

۲۔جب کہ دعوت کا دوسرا نقطہ ہجرت کی صورت میں پناہ دینا اور جہاد کے دوران نصرت کا وعدہ تھا۔

مثلاً جب آپ نے قبیلہ بنی عامر کو اسلام کی طرف بلایا تو انھوں نے پوچھا: ''اے ہمارے بھائی آپ ہمیں کس چیز کی طرف بلا رہے ہیں؟'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ تم گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوں، اور اس بات کی دعوت کہ تم مجھے پناہ دو اور جہاد کے دوران میری نصرت کرو''۔

یہاں ایک واضح اصول سامنے آتا ہے کہ دعوت اسلام کو پھیلانے کے لیے کسی قطعہ ارض کا ہونا بہت ضروری ہے، کسی ایسی جگہ کی ضرورت ہے جہاں اس پیغام کے پودے کو لگایا جائے اور وہاں اس کی دیکھ بھال کے لیے لوگ موجود ہوں۔اسی کے باعث نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آغاز دعوت سے ہی ایک زمین کی تلاش شروع کر دی تھی جس کو مرکز بناتے ہوئے وہ اس پیغام کو پھیلا سکیں۔اس دوران آپ نے تیرہ سال مکہ میں گزارے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا ہمارے علم سے موازنہ تو کجا موازنے کا سوچا بھی نہیں جا سکتا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان بہت فصیح تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جوامع الکلام عطا کیے گئے، وحی کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی جاتی۔ پھر بھی ان سب وسائل کے باوجود مکہ کے دور میں محض چند صحابہؓ ایمان لائے۔ثابت ہوا کہ ''کلمہ توحید'' کی قوت تاثیر کے باوجود کچھ دوسرے عناصر بھی ہیں جو اسلام کی دعوت کو پھیلانے کے لیے اہم ہیں۔

مگر دس سال بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے فضل سے مدینہ کی زمین کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مسخر کیا، انصار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت قبول کر لی تو چند ہی سالوں میں سینکڑوں لوگ اسلام کے دائرے میں داخل ہو گئے۔تو معلوم ہوا کہ دعوت کی پشت پر قوت کا ہونا ناگزیر ہے۔اس لیے ضروری ہے کہ مختلف ملکوں اور جگہوں پر قوت کی تلاش کی جائے۔یہ مفہوم تو آج کے حالات میں مزید واضح ہے کیونکہ جب سے امارت اسلامیہ اور خلافت کی تحلیل ہوئی ہے کثیر تعداد میں موجود جامعات، مدارس، مساجد، کتب اور حفاظ کے باوجود بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اسلام کی دنیا میں کوئی قوت نہیں۔یہ حالات کیوں ہیں؟ اس لیے کہ لوگوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے، حالاں کہ یہ طریقہ بہت واضح ہے اور شرعی نصوص میں کئی مقامات پر اس کے خصائص بیان کیے گئے ہیں جیسے کہ اللہ رب العزت نے فرمایا ہے کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِيْنِهِ فَسَوْفَ يَأْتِيْ اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِيْنَ يُجَاهِدُونَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلاَ يَخَافُونَ لَوْمَةَ لآئِمٍ ذَلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَن يَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (المائدۃ:۵۴)

''اے ایمان والو! اگر کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا تو اللہ ایسے لوگ پیدا کر دے گا جن کو وہ دوست رکھے اور جسے وہ دوست رکھیں اور جو مومنوں کے حق میں نرمی کریں اور کافروں سے سختی سے پیش آئیں اللہ کی راہ میں جہاد کریں اور کسی ملامت کرنے والے سے نہ ڈریں۔یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑی کشائش والا اور جاننے والا ہے''۔

یہ آیت ہماری موجودہ حالت کی ترجمانی کرتی ہے کہ جب دین سے منہ پھیر لیا جائے تو کون سی ایسی صفات ہیں جو دین کی طرف لوٹنے کے لیے ضروری ہیں۔اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پانچ صفات کا ذکر کیا ہے، پس ضروری ہے کہ ہم اپنے اندر یہ خوبیاں پیدا کریں۔

۱۔اللہ تعالیٰ سے محبت

۲۔مسلمانوں سے نرمی اور رحم کا رویہ اختیار کرنا

۳۔نیکی کی نصیحت کرنا

۴۔اہل کفر کے ساتھ سختی سے پیش آنا (یہ صفت اسلام کے ایک اہم عقیدے ''الولاء والبراء'' سے تعلّق رکھتی ہے کہ مومن صرف مومنین سے ہی دوستی رکھتا ہے اور کفار سے دشمنی رکھتا ہے)

۵۔پانچویں صفت یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: '' اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوف زدہ نہیں ہوتے'' لہٰذا اللہ کی راہ میں لڑنا اور ملامت سے نہ گھبرانا لوگوں کو دین کی طرف لانے کے لیے دو اہم صفات ہیں۔

وہ لوگ جو سمجھتے ہیں کہ زمین پر اسلام کے سائے کے بغیر دین کی دعوت دیں گے اور اسلامی حکومت قائم کرلیں گے تو یہ ان کی خام خیالی ہے اور یقیناً وہ دین کے منہج کا صحیح فہم نہیں رکھتے۔ جب کہ اگر ہم ان صفات کو اپنے اندر پیدا کرلیں تو ہمیں غلبۂ شریعت کے لیے ایک مضبوط بنیاد میسر آجائے گی۔

اسی موضوع سے متعلّق ایک حدیث حضرت حارث الاشعریؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ:

'' اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت یحیٰ علیہ السلام کو پانچ باتوں پر عمل کرنے اور بنی اسرائیل کو ان کی تبلیغ کا حکم دیا، مگر انھوں نے اس کام میں تاخیر کردی، اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا: اللہ نے آپ کو پانچ باتوں پر عمل کرنے اور ان کی تبلیغ کا حکم دیا تھا، پس چاہے اب آپ اس کی دعوت دیں یا نہ دیں، میں دوں گا''۔

یہاں پر ایک بہت اہم نکتہ سامنے آتا ہے کہ اللہ ہر چیز سے غنی ہے اور تبدیلی کی سنت سے کوئی بھی مستثنیٰ نہیں ہے۔

جیسا کہ ہم نے دیکھا کہ اللہ کے انبیاء میں سے ایک نے اپنا فرض پورا کرنے میں تھوڑی کوتاہی کی تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے دوسرے نبی کی طرف وحی کی کہ '' چاہے وہ اللہ کا پیغام پہنچا ئیں یا نہ پہنچائیں آپ پہنچا دیں''۔ تو ہم کون ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات پر عمل نہ کریں اور وہ ہماری جگہ کسی دوسری قوم کو نہ لے آئے۔ کیونکہ یہ تو اللہ کی سنت ہے۔

(حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بات کے جواب میں) حضرت یحیٰ علیہ السلام نے کہا کہ مجھے ڈر ہے کہ اگر آپ مجھ سے آگے بڑھ گئے تو میں عذاب میں مبتلا ہو جاؤں گا۔ سو انھوں نے سب کو بیت المقدس میں جمع کیا حتیٰ کہ مسجد لوگوں سے بھر گئی۔ پس انھوں نے کہا: اللہ نے مجھے پانچ باتوں کا حکم دیا ہے کہ خود بھی عمل کروں اور تمہیں بھی ان پر عمل کرنے حکم دوں۔ پہلی بات یہ ہے کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک آدمی نے خالص اپنے مال (سونے وغیرہ) سے غلام خریدا، اور اس سے کہا کہ یہ میرا گھر ہے، یہاں کام کرو اور مجھے فائدہ پہنچاؤ۔ لیکن وہ غلام اپنے مالک کی بجائے کسی دوسرے کو فائدہ دیتا ہے، تو کیا تم میں سے کوئی ہے جو ایسی غلامی پر راضی ہوگا؟ اسی طرح اللہ نے تمہیں نماز کا حکم دیا ہے، پس جب تم نماز پڑھو تو کسی اور طرف توجہ نہ دو، اس لیے کہ اللہ اپنا چہرہ اس بندے کی طرف کرلیتا ہے جو نماز میں بے توجہی نہیں کرتا۔ اور روزے کا حکم دیتا ہے جس کی مثال یوں ہے کہ ایک آدمی کے پاس مشک سے بھرا مشکیزہ ہے، تو ہر کوئی اسے اور اس کی خوشبو کو پسند کرتا ہے۔ جبکہ روزے دار کے منہ کی بو اللہ کو مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے اور تمہیں صدقہ کا حکم دیا گیا ہے جس کی مثال یوں ہے جیسے کسی آدمی کو اس کے دشمن نے قید کررکھا ہو اور اس کے ہاتھ باندھ کر اسے مارنے کے لیے آگے بڑھے تو صدقہ اسے بچالے (مفہوم) اور اللہ کا ذکر کیا کرو کیونکہ اللہ کا ذکر انسان کو شیطان سے ایسے ہی بچالیتا ہے جیسا کہ دشمن کے خلاف قلعہ انسان کی حفاظت کرتا ہے۔ اس بات پر اضافہ کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور میں تمہیں پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں جن کا حکم مجھے اللہ نے دیا ہے سمع، اطاعت، جہاد، ہجرت اور جماعت (رواہ امام احمد، ترمذی)۔

اس حدیث سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ پہلے جن پانچ چیزوں کا ذکر ہوا وہ ارکان اسلام ہیں (ان کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا) لیکن آخری پانچ کے بغیر خلافت اسلامی قائم نہیں ہوسکتی۔ بالکل ایسے ہی جیسے کہ انسان اپنی ذات اور دل میں اسلام کی موجودگی کا اقرار کرے لیکن زندگی میں غیر اللہ کے احکام نافذ کرے۔ جب کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلام تو اس بات کا حکم دیتا ہے کہ دنیا پر صرف اسلام کی حکومت قائم ہو۔ کہ اسلام محض مراسم عبودیت کا نام نہیں ہے۔ اس لیے آخری پانچ چیزوں پر عمل بہت ضروری ہے۔ اگر ان پانچ چیزوں پر غور کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ ان کا قبائل کو دی گئی دعوت سے بہت گہرا تعلّق ہے۔ یعنی ان کا ''پناہ اور نصرت'' سے ربط ہے۔ اس لیے کہ پناہ اور نصرت کے لیے جماعت کا ہونا، پھر اس جماعت میں سمع اور اطاعت کی موجودگی، سمع اور اطاعت کے تحت جہاد کرنا اور پھر جہاد کے لیے ہجرت سب چیزیں آپس میں مربوط ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ امارت اسلامی یا خلافت اسلامی یا اسلامی حکومت کے قیام کے لیے مندرجہ ذیل چیزوں کی موجودگی اشد ضروری ہے۔

> آج ہم میں سے کوئی اس بات کی جرأت کرسکتا ہے کہ وہ اپنے باپ، چچا یا استاد سے کہے کہ کیا آپ دنیا کی زندگی پر راضی ہو گئے ہیں؟ کیا آپ فلسطین کو نہیں دیکھتے جہاں ۸۰ سال سے جہاد ہو رہا ہے اور آپ نے ایک گولی بھی نہیں چلائی اور آپ کے پاؤں ایک دفعہ بھی اس راہ میں گرد آلود نہیں ہوئے، ایسا کیوں ہے؟ کیونکہ آپ دنیا کی زندگی پر راضی ہو چکے ہیں۔ لیکن کوئی ایسا نہیں کہہ سکتا، اس کی وجہ دین کے راستے سے ناواقفیت ہے، اگرچہ اس کے متعلّق کثیر تعداد میں آیات موجود ہیں۔

۱۔ جماعت

۲۔ سمع وطاعت

۳۔ ہجرت اور جہاد

تو جو لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں ہجرت اور جہاد کی قربانیوں کے بغیر اسلام کا نفاذ ہو جائے تو یقیناً وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو نہیں سمجھے اور اگر سمجھے بھی ہیں

توان پرعمل کرنے کی بجائے خود کو دوسری آسان عبادات میں مشغول کر رکھا ہے کیونکہ جہاد کرنا ان کے لیے مشکل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس رویے کا ذکر کیا ہے۔اسی وجہ سے آج کرۂ ارض پر کوئی ملک ایسا نہیں جس کی طرف ہجرت کی جا سکے۔ جب سے خلافت کا خاتمہ ہوا ہے، اہل کفر کی یہی کوشش ہے کہ مسلمانوں کی کوئی اسلامی حکومت قائم نہ ہو سکے لیکن جب افغانستان پر حملہ ہوا اور سوویت اتحاد کو شکست سامنے نظر آنے لگی تو صلیبیوں نے اس اتحاد کو چھوڑنا شروع کر دیا۔اس وقت نوجوان مسلمان مجاہدین کے علاوہ کوئی نہ تھا جو سوویت یونین کا مقابلہ کرتا، اللہ کی مدد سے انہوں نے امارت اسلامیہ کی بنیاد رکھی جو دس سال تک قائم رہی۔لیکن بہت افسوس کی بات ہے کہ امت نے اپنے فرض کو پورا نہیں کیا خاص طور پر علما، داعیوں، خطیبوں اور اسلامی جماعتوں نے۔جو لوگ بھی مجاہدین کی نصرت کے لیے ارض جہاد پر آئے وہ امت کے نوجوانوں کا بہت چھوٹا سا گروہ تھا، اس کے علاوہ کچھ اہل ثروت نے اپنے مال سے نصرت کی لیکن یہ سب ایک مضبوط امارت اسلامی کے قیام کے لیے ناکافی تھا۔جب کہ یہ ایک زبردست موقع تھا کہ ایک ایسی امارت اسلامی قائم کی جاتی جو رنگ و نسل اور جغرافیائی تعصّبات سے پاک ہوتی جبکہ ہمارے افغان بھائی بھی ہر طرح کے تعاون کے لیے تیار تھے۔حالات ایسے بن چکے تھے کہ ایک مضبوط امارت اسلامی وجود میں آسکتی تھی۔مگر صد افسوس کہ شیخ عبداللہ عزامؒ جیسے علماء اور مفکرین کی دعوت فکر اور جہاد کی ترغیب کے باوجود کسی نے کان نہ دھرے اور لوگ اپنی جغرافیائی حدوں سے چپک کے بیٹھے رہے۔ہر شخص چاہتا ہے کہ وہ اپنی ذاتی اسلامی حکومت بنائے، جبکہ ہر جماعت کی آرزو ہے وہ جس ملک میں موجود ہیں اسی میں اسلامی نظام قائم ہو جائے، اور ہم انہی افکار کے غلام ہیں اسی لیے تو دس سال یونہی گزر گئے اور کوئی ان سے فائدہ اٹھانے کے لیے آگے نہیں بڑھا۔

لیکن میں آپ کو مطلع کر دوں کہ حالات مزید دگرگوں ہو چکے ہیں کیوں کہ افغانستان میں طالبان کی حکومت بھی تقریباً چھ سال تک موجود رہی لیکن امت کے افراد کی اکثریت نے لاپرواہی کا رویہ اختیار کیا اور عالمی طاغوتی میڈیا کی باتوں میں آکر کسی نے بھی اس حکومت کی نصرت نہیں کی حتیٰ کہ امریکی حملے کے بعد یہ حکومت بھی ختم ہو گئی۔مگر سوچنے کی بات تو یہ کہ عوام تو میڈیا کے پروپیگنڈے کا شکار ہو ہی جاتے ہیں لیکن کیسے ممکن ہے کہ علما اور داعی بھی اصل حالات سے ناواقف ہوں جب کہ دنیا کے کسی بھی مسلمان ملک سے افغانستان چند گھنٹوں کی مسافت پر ہے۔میرے نزدیک طالبان حکومت کی مدد سے غفلت، علما کے سوئے فہم کا نتیجہ ہے (واللہ اعلم) حقیقت یہ ہے کہ یہ امارت اسلامی بھی مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکل گئی اور علما کی جماعت خاموشی سے بیٹھی رہی۔اگرچہ مسلم امہ میں اتنی صلاحیت موجود ہے کہ ایک مضبوط اسلامی خلافت قائم کی جا سکے لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ اس صلاحیت کو استعمال میں لایا جائے کیونکہ اس کو استعمال نہ کرنے کی وجہ سے ہم گناہ گار ہو رہے ہیں۔وقت کی ضرورت ہے کہ اگر نوجوان اور تاجر اپنی ذمہ داری کو سمجھ چکے ہیں تو اپنے فرض کو ادا کریں اس طرح امت سے سختی اٹھ جائے گی۔آج کئی لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ پوری امت کو جہاد پر نکلنے کی ضرورت نہیں۔یہ بات یقیناً حق ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس بات کو بیان کرنے کا مقصد درست نہیں ہے۔یہ بات ٹھیک ہے کہ فرضِ کفایہ کی صورت میں پوری امت کو جہاد پر نکلنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ دشمن کا مقابلہ کرنے لیے امت کا ایک گروہ بھی کافی ہے۔لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ فرض عین کا حکم بھی یہی ہے۔مگر علما ہم سے اس بات پر اختلاف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے کئی ہزار افراد مہیا کر دیے تو کیا ابھی بھی تم مقابلہ نہیں کر سکتے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ ہم کام چھوڑ کر سب کے سب جہاد کے لیے نکل جائیں۔یہاں پر اس دور کی سب سے بڑی مصیبت کی نشاندہی ہوتی ہے اور وہ ہے مادیت پرستی! شیخ عزامؒ نے یہ بات صراحت سے بیان کی ہے کہ جب دشمن دین و دنیا میں فساد کے لیے حملہ کر دے تو اس کے خلاف قتال ایمان کے بعد سب سے اہم چیز ہے۔جبکہ فرض عین کا حکم اس وقت ساقط ہو کر فرض کفایہ میں تبدیل ہوتا ہے جب دشمن کے مقابلے کے لیے قوت کافی ہو جائے۔مگر یہ لوگ محض دنیاوی لذتوں کے لیے بہانے تراشتے ہیں اور اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ جہاد ایک عظیم عبادت ہے لیکن اس کے علاوہ بھی تو دوسری عبادات موجود ہیں۔یہی سوچ شریعت کے نفاذ میں رکاوٹ ہے۔بے شک یہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے منہج کو نہیں سمجھ سکے!!!

یہاں مجھے حضرت کعب بن مالکؓ سے متعلّق ایک سبق آموز واقعہ یاد آ گیا ہے جو میں آپ سے بیان کرتا ہوں۔حضرت کعبؓ مدینہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں رہتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بجالاتے تھے۔(جبکہ حدیث میں اس بات کا ذکر ہے کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عبادت کرنا اللہ کی راہ میں جہاد کے برابر ہے) اس کے علاوہ حضرت کعبؓ پہلے ایمان لانے والوں میں سے تھے اور بیعت عقبہ میں بھی شامل تھے جس کی اسلامی تاریخ میں بہت اہمیّت ہے۔غرض کہ وہ ایک جلیل القدر صحابی تھے۔لیکن غزوۂ تبوک کے موقع پر جب وہ لشکر اسلام سے پیچھے رہ گئے تو کسی نے یہ نہیں کہا کہ'' کیا بات ہے آپ تو مدینہ میں رہتے ہیں تو جہاد کی کیا ضرورت ہے'' یا یہ کہ'' آپ تو حرم میں نماز ادا کرتے ہیں اور درس دیتے ہیں اس لیے آپ کے درجات تو مجاہدین سے بلند ہیں''، نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہوئی بلکہ قرآن کریم میں جہاد سے پیچھے رہ جانے پر سخت تنبیہ کی گئی۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ إِن كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَآؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ
وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا

جولوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں ہجرت اور جہاد کی قربانیوں کے بغیر اسلام کا نفاذ ہو جائے تو یقیناً وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو نہیں سمجھے اور اگر سمجھے بھی ہیں تو ان پر عمل کرنے کی بجائے خود کو دوسری آسان عبادات میں مشغول کر رکھا ہے کیونکہ جہاد کرنا ان کے لیے مشکل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس رویے کا ذکر کیا ہے۔اسی وجہ سے آج کرۂ ارض پر کوئی ملک ایسا نہیں جس کی طرف ہجرت کی جا سکے۔

أَحَبَّ إِلَيْكُم مِّنَ اللّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهِ فَتَرَبَّصُواْ حَتَّى يَأْتِيَ اللّهُ بِأَمْرِهِ وَاللّهُ لاَ يَهْدِيْ الْقَوْمَ الْفَاسِقِيْنَ(سورۃ التوبۃ: ۲۴)

"اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجیے کہ اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارے رشتے دار، تمہارے مال جو تم کماتے ہو، تمہارے کاروبار جن میں نقصان سے تم گھبراتے ہو اور تمہارے گھر جو تم پسند کرتے ہو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو پس انتظار کرو، حتیٰ کہ اللہ کا امر آجائے اور اللہ فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا"۔

امت مسلمہ اور اس سے پچھلی امتوں میں سے جن لوگوں نے بھی جہاد سے اعراض کیا ان کے متعلّق اسی مفہوم کی آیات قرآن مجید میں وارد ہوئی ہیں۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم نے انھیں چھوڑ دیا تو اللہ نے ان کو بھی فاسق قرار دیا: "موسیٰ نے کہا اے میرے رب میں اپنے اور اپنے بھائی کے علاوہ کسی پر اختیار نہیں رکھتا پس تو مجھے اور ان فاسقوں کو الگ کردے۔ (سورۃ المآئدہ: ۲۵) اسی طرح غزوۂ تبوک کے موقع پر پیچھے رہ جانے والوں کو بھی فاسق کہا گیا ہے لیکن آج صورت حال یہ ہے کہ دین کی نصرت سے پیچھے رہنے والے اپنے آپ کو گناہ گار نہیں سمجھتے بلکہ خود کو بہت اطاعت گزار جانتے ہیں اور اپنے اس گناہ کی برائی کو نہیں جانتے جس کی مذمت میں کئی آیات نازل ہوئی ہیں۔ یہ آیات ایسی ہیں کہ جو جہاد کی ترغیب دیتی ہیں، اس سے پیچھے رہ جانے والوں کی مذمت کرتی ہیں اور دنیا سے چمٹنے والوں کو برا کہتی ہیں۔ لیکن یہ مذمت کس کی ہے؟ یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ ہیں جن کو ڈانٹا جا رہا ہے کہ "اے ایمان والو تمہیں کیا ہو گیا ہے" اور تنبیہ کی جا رہی ہے کہ

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ مَا لَكُمْ إِذَا قِيْلَ لَكُمُ انفِرُواْ فِيْ سَبِيْلِ اللّهِ اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الأَرْضِ أَرَضِيْتُم بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الآخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِيْ الآخِرَةِ إِلاَّ قَلِيْلٌ(التوبۃ:۳۸)

"اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ نکلو اللہ کی راہ میں تو تم زمین سے چمٹ جاتے ہو۔ تم دنیا کی زندگی پر راضی ہو گئے پس دنیا کی زندگی تو آخرت کے مقابلے میں بہت قلیل ہے"۔

آج ہم میں سے کوئی اس بات کی جرأت کر سکتا ہے کہ وہ اپنے باپ، چچا یا استاد سے کہے کہ کیا آپ دنیا کی زندگی پر راضی ہو گئے ہیں؟ کیا آپ فلسطین کو نہیں دیکھتے جہاں ۸۰ سال سے جہاد ہو رہا ہے اور آپ نے ایک گولی بھی نہیں چلائی اور آپ کے پاؤں ایک دفعہ بھی اس راہ میں گرد آلود نہیں ہوئے، ایسا کیوں ہے؟ کیونکہ آپ دنیا کی زندگی پر راضی ہو چکے ہیں۔ لیکن کوئی ایسا نہیں کہہ سکتا، اس کی وجہ دین کے راستے سے ناواقفیت ہے، اگرچہ اس کے متعلّق کثیر تعداد میں آیات موجود ہیں۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ جو نوجوان دین کے لیے قربانی دینے کا جذبہ رکھتے ہیں بدقسمتی سے ان میں سمع اور اطاعت کی کمی ہے، پس قائد کی بات نہ سنی جاتی ہے اور نہ ہی اس کی اطاعت کی جاتی ہے اور اس طرح یہ مواقع بھی ضائع ہو جاتے ہیں۔ ان نوجوانوں کو مختلف فرائض کفایہ پر صرف کر دیا جاتا ہے جیسے کہ علم حاصل کرنا، لیکن جان لیجیے کہ چاہے سب لوگ عالم بن جائیں دنیا میں دین قائم نہیں ہوگا، کیونکہ یہ اسی صورت میں ہی قائم ہوگا جب سمع و طاعت، نصرت اور جہاد کے اصولوں پر عمل کیا جائے گا۔ نوجوانوں کو سمجھ لینا چاہیے کہ دین کے فہم میں ایک بڑی غلطی ہو رہی ہے اور ان میں ایسی صفات پیدا ہو رہی ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے جہاد کو ترک کرنے والوں میں کیا ہے۔ اللہ نے ان کو فاسق کہا ہے۔

پس جو قتال سے پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ بیٹھے رہنا پسند کرتے ہیں یقیناً وہ سمجھ نہیں رکھتے، اگرچہ انہوں نے بہترین جامعات سے تعلیم حاصل کی ہو اور ساری دنیا کے لوگ ان سے فتوے لیتے ہوں مگر وہ علم نہیں رکھتے کیونکہ یہ اللہ کا قول ہے کہ:

رَضُواْ بِأَن يَكُونُواْ مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لاَ يَفْقَهُوْنَ(التوبۃ:۸۷)

"وہ راضی ہو گئے اس بات پر کہ پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ بیٹھے رہیں، ان کے دلوں پر مہریں لگا دی گئی ہیں پس وہ کچھ نہیں جانتے"۔

پس وہ مفتی اعظم جو بہت سی کتابوں کے مؤلف ہیں کچھ نہیں جانتے، کیونکہ جس کے پاس علم ہو وہ اللہ سے ڈرتا ہے۔ جیسا کہ ایک عورت نے کسی عالم سے کہا "اے عالم"، تو انہوں نے جواب دیا کہ عالم وہ ہے جو اللہ سے ڈرتا ہو۔ علم یہ نہیں کہ آپ کے پاس کثیر تعداد میں روایتیں ہوں بلکہ علم یہ ہے کہ آپ خوف اور تقویٰ کے ساتھ اللہ کی عبادت کریں۔ مذکورہ بالا آیت میں اللہ کے حکم کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ کچھ علم رکھتے اور ان کے دلوں میں مضبوط ایمان ہوتا تو اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے نیکیوں کی طرف تیزی سے بڑھتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ نوجوانوں کے لیے علم کے درست معنی واضح ہو جانے چاہییں تا کہ وہ غلط تصورات کی قید سے آزاد ہو جائیں۔ جیسا کہ ہمارا ایک بھائی ابوالعباس جو ہمارے لیے بہت تقویت کا باعث ہے (اور اس جیسے بہت سے نوجوان بلاد اسلامیہ میں موجود ہیں لیکن وہ ایسی ہی تاویلات کی قید میں ہیں جن کا ہم نے ذکر کیا ہے) لیکن اللہ نے اسے اس قید سے آزاد کیا اور جب وہ محاذ پر آیا اور اس کو حالات کی حقیقت کا اندازہ ہوا تو اس نے لوگوں کو خبردار کرتے ہوئے کہا کہ "وہ لوگ جو علم حاصل کر رہے ہیں یقیناً ایک عظیم کام کر رہے ہیں اور اللہ آپ کو اس کی جزا دے، لیکن جب جہاد فرض ہو جائے تو اس سے مقدم کوئی چیز نہیں ہے۔"

اسی موضوع سے متعلّق ایک اور حدیث ہے جسے حضرت حذیفہؓ نے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ لوگ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے متعلّق پوچھ رہے تھے اور میں نے شر کے متعلّق پوچھا اس ڈر سے کہ کہیں میں شر میں گرفتار نہ ہو جاؤں۔ تو میں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم جاہلیّت اور شر میں تھے تو اللہ نے آپ کی صورت میں ہم تک خیر کو پہنچایا تو کیا اس کے بعد بھی کوئی شر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، میں نے کہا: کیا اس شر کے بعد پھر کوئی خیر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں اور اس کا دھواں بھی ہے، میں نے عرض کیا: پھر کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں اور

وہ یہ ہے کہ علما دوزخ کے دروازوں پر کھڑے ہوں گے جو ان کی پکار کا جواب دے گا اس میں پھینک دیا جائے گا۔(متفق علیہ)

تو جیسا کہ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ آج اسلامی دنیا میں یہ شر (برائی) بری طرح سے پھیل چکا ہے۔ وہ اس طرح کہ عرب اور عالم اسلام کے حکام اپنے ذرائع ابلاغ اور دوسرے اداروں کی مدد سے خطرناک نظریات، انسانی اور کفریہ قوانین کو عام کر رہے ہیں، یوں وہ صبح شام لوگوں کو جہنّم کے دروازوں کی طرف دعوت دے رہے ہیں۔(ولا حول ولا قوۃ الا باللہ) ہر طرف ریڈیو، ٹی وی اور اخباروں میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کفر کو عام کیا جا رہا ہے اور کوئی شخص نہیں جو اس منکر کو روکے! یہی تو وہ ائمہ ہیں جو لوگوں کو جہنّم کی طرف بلا رہے ہیں۔ ایسے حالات میں ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

حضرت حذیفہؓ بھی اپنے سوالوں کے دوران میں جب اس حالت تک پہنچے کہ ''لوگوں کے امام ان کو دوزخ کی طرف بلائیں گے'' انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: جب ایسے حالات ہوں تو کیا کرنا چاہیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمانوں کی ایک جماعت کو ان کے مقابلے کے لیے کھڑے ہو جانا چاہیئے''۔

لیکن آج جن علما پر یہ بات فرض ہے وہ سب طاغوتی حکمرانوں کی مدح سرائیوں اور خوشامد میں مصروف ہیں سوائے ان علما کے جن پر اللہ کا خاص رحم ہوا۔ اخباروں میں ان حکمرانوں کی تعریفیں کی جاتی ہیں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام سے کفر کیا، بلکہ یہ اخبار تو بذات خود کفر کے علم بردار ہیں اور امت کو گمراہ کر رہے ہیں۔

امت مسلمہ کبھی بھی اس قدر بڑے فتنے میں مبتلا نہیں ہوئی جیسا کہ اب ہے۔ کیونکہ اگر کوئی برائی مسلمانوں میں داخل بھی ہوئی تو وہ جزوی تھی یعنی چند لوگوں پر اس کا اثر تھا۔ لیکن ذرائع ابلاغ کے باعث آج یہ فتنہ عوام الناس تک پہنچ چکا ہے۔ کیونکہ ابلاغ کا کوئی نا کوئی ذریعہ ہر گھر میں موجود ہے۔ پس اس فتنے سے کوئی بھی محفوظ نہیں۔ پہلے یہ تھا کہ اگر کوئی عالم گمراہ ہوتا تو اس کے افکار ایک محدود جگہ تک رہتے، یا بادشاہ فاجر ہو جاتا تو اس کا فجور اپنے محل تک ہی ہوتا۔ لیکن آج تمام لوگ طاغوتی نظام کے غلام ہیں اور ایسا تاریخ اسلام میں پہلے کبھی نہیں ہوا۔

جب بھی کبھی دین سے دوری یا عقائد کی خرابی کا اندیشہ ہوتا ایک جماعت ایسی تھی جو اپنی کوشش سے بگاڑ کو سدھار لیتی، لیکن آج امت کے امام، علما اور فقیہہ سب طاغوت کے زیر ہیں کچھ علما کے سوا جن پر اللہ نے خاص کرم کیا ہے۔ ان میں سے بعض سے میں نے بات کی تو کہتے ہیں کہ: ہم حق نہیں کہہ سکتے کیونکہ جب ہم حق بولنا چاہتے ہیں تو ہمارے ذہن گھروں میں موجود ہمارے بچوں اور بیویوں کے لیے پریشان ہوتے ہیں کہ وہ کہاں جائیں گے؟ ہمارا کیا بنے گا؟

☆☆☆☆☆

بقیہ: شہدا کے فضائل

''شہید کے خون سے ابھی زمین خشک نہیں ہوئی ہوتی کہ جلدی جلدی میں ان کی طرف حور عین سے ان کی دو بیویاں حاضر ہو جاتی ہیں (شفقت میں) گویا وہ دودھ پلانے والی اونٹنیاں ہیں جن کے بچے گم ہو گئے ہوں (یہ اونٹنیاں شوق سے ان کی طرف بڑھ رہی ہیں) ہر ایک حور کے ہاتھ میں ایسا جوڑا ہوتا ہے جو دنیا و مافیہا سے زیادہ بہتر ہے''۔(مصنف عبدالرزاق)

شہدا کا خاص اعزاز:

علامہ قرطبیؒ نے اپنی تفسیر جلد ۴ صفحہ ۲۷۷ پر ایک عجیب روایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرمائی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے شہدا کو پانچ ایسے اعزازات سے نوازا ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے کسی نبی یا غیر نبی کو نہیں نوازا۔

۱۔ تمام انبیاء کی روحیں ملک الموت قبض کرتا ہے حتیٰ کہ میری روح بھی وہ قبض کرے گا لیکن شہدا کی ارواح اللہ تعالیٰ اپنی خاص قدرت سے جیسا چاہے قبض کرتا ہے، فرشتوں کے حوالے نہیں کرتا۔

۲۔ تمام انبیائے کرام کو غسل دیا گیا اور موت کے بعد مجھے بھی غسل دیا جائے گا لیکن شہدا کو غسل نہیں دیا جاتا۔

۳۔ تمام انبیاء کرام کو موت کے بعد کفن پہنایا گیا اور مجھے بھی پہنایا جائے گا لیکن شہدا کو کفن نہیں دیا جاتا بلکہ اپنے ہی کپڑوں میں دفنایا جاتا ہے۔

۴۔ جتنے انبیاء بھی فوت ہوئے ہیں سب کو مرنے کے بعد میت کے نام سے مردہ کے نام یاد کیا گیا لیکن شہدا کو اموات نہیں کہا جا سکتا ہے۔

۵۔ تمام انبیاء قیامت کے روز شفاعت کریں گے اور میں بھی قیامت کے دن شفاعت کروں گا لیکن شہدا ہر وقت اور ہر دن شفاعت کریں گے۔''

شہید اور غیر شہید میں فرق:

۱۔ شہید کو مردہ کہنا جائز نہیں غیر شہید کو کہہ سکتے ہیں۔

۲۔ شہید کے زخموں سے قیامت میں خون ٹپکے گا جو مشک وعنبر کی طرح ہو گا۔

۳۔ شہید دنیا کی طرف لوٹنے کی تمنا کرتا رہتا ہے غیر شہید ایسا نہیں۔

۴۔ شہید کے تمام گناہ معاف ہونے کی ضمانت دی گئی ہے غیر شہید ایسا نہیں۔

۵۔ شہید کو غسل نہیں دیا جاتا نہ کفنایا جاتا ہے غیر شہید ایسا نہیں۔

۶۔ شہید سبز پرندوں کے پوٹوں میں بیٹھ کر جنت میں اڑتا ہے غیر شہید ایسا نہیں۔

۷۔ شہید قبر کے عذاب اور فزع اکبر سے محفوظ ہوتا ہے غیر شہید ایسا نہیں۔

۸۔ شہید ستر آدمیوں کی شفاعت کرے گا غیر شہید ایسا نہیں۔

۹۔ شہید حالت نزع میں حوروں کو دیکھتا ہے غیر شہید ایسا نہیں۔

۱۰۔ شہید کو ہر وقت شفاعت کرنے کا اعزاز ملتا ہے غیر شہید ایسا نہیں۔

☆☆☆☆☆

اورمعزز شہسوار رخصت ہو گئے

شیخ ڈاکٹر ایمن الظواہری حفظہ اللہ

شیخ اسامہؒ کی شہادت کے بعد تنظیم القاعدۃ الجہاد کی قیادت نے شیخ ڈاکٹر ایمن الظواہری حفظہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعتِ امارت کی ہے۔اللہ تعالیٰ اُن کی حفاظت فرمائیں اور اپنے دین کی بہترین خدمت کی سعادت دیں،آمین۔

بسم الله و الحمد لله و الصلاة و السلام علیٰ رسول الله و علیٰ آله و اصحابه ومن والاه ،

دنیا بھر کے مسلمان بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد!

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ O الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيراً وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ (الحج: ۳۹،۴۰)

حکم ہوا ان لوگوں کو جن سے کافر لڑتے ہیں اس واسطے کہ ان پر ظلم ہوا اور اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے وہ لوگ جن کو نکالا ان کے گھروں سے اور دعویٰ کچھ نہیں سوائے اس کے کہ وہ کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے اور اگر نہ ہٹایا کرتا اللہ لوگوں کو ایک کو دوسرے سے تو ڈھائے جاتے تکیے اور مدرسے اور عبادت خانے اور مسجدیں جن میں نام پڑھا جاتا ہے اللہ کا بہت اور اللہ مقرر مدد کرے گا اس کی جو مدد کرے گا اس کی بے شک اللہ زبردست ہے زور والا (الحج:۳۹،۴۰)[ترجمہ شیخ الہندؒ]۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ قیامت کے دن تک حق پر قتال کرتا رہے گا''

میں امت مسلمہ ،امتِ عقیدہ و توحید،امتِ جہاد و استشہاد،امتِ قربانی و ایثار،امتِ ہجرت و رباط کو امام،مجاہد،مجدد،مہاجر،مرابط،نابغۂ روزگار امیر،قائدِ انقلاب، عابد، زاہد،ابوعبداللہ اسامہ بن محمد بن لادنؒ کی شہادت کی خوش خبری سنانا چاہتا ہوں ۔وہ جنہوں نے دنیا کی ذلت اور پستی کو لات ماردی ،ایسے شہسوار جو ہمیشہ صفِ اوّل میں ہی نظر آئے ،کمیونسٹ اور صلیبیوں کے خلاف جہاد کی بنیاد رکھنے والے، دورِ حاضر میں امریکہ کے خلاف جہاد کے امام جنہوں نے امت کو تحریض دلائی اور اس کی عزت وکرامت کی علامت بنے اور جو امت کی ذلت و غلامی کو ٹھکرادینے والے بنے۔اللہ ان پر اپنی ڈھیروں رحمتیں نازل کرے اور اپنی جنت کی وسعتوں میں انبیاء،صدیقین،شہدا اور صالحین کی رفاقت نصیب فرمائے اور بے شک وہ بہترین رفقا ہیں۔

فتیً مجد و المجد للمجد انه — من المجد امسی بین عین و مارن
الیه انتهی ارث المفاخر عاصبا — تفرد لم یقسم لباد و قاطن
و ما عجب ان یجمع الناس فی فتیً — طوی فخر شیبان الی عز مازن
اسامة لا تحفل بتشغیب خائر — بکل منادی بالجهاد مشاحن
وما ذنبه ان خف للامر طائعا — اذا اثّاقلوا للارض خوف المطاعن
و هل عبت منه غیر نفس ابیة — ابت بعد عیش العز ُعشّ الدواجن
ولو شاء لستخذیٰ و اغضیٰ کغیره — و للسهل قبل الوعر انسی المساکن
اذا لذوی فی خفض عیش منصب — و جاه عریض سید ذا بطائن
ولکنه لیث هزبر اسامة — اذا هادن الناس العدیٰ لم یهادن
رآیٰ غل امریکا باعناق قومه — غراما فعافت نفسه ورد آسن
فلا تسئل الاقصی وما احدثوا به — و بغداد من یقتص دینا لدائن
صلیبیة احییو و فوق صلیبهم — صلبنا صلاح الدین یوم التواهن
فارهب عدو الله بالخیل و القنیٰ — و دمر نیو یورکاً ووا شنطن ادفنی
و بنت لئام بنت جون فسوها — و کنغرسا فجعله فی کف عاجن
و اسقط علیهم شرعا طائراتهم — فحیّر بها منهم دهاة الدهاقن
بحول الذی لا نصر الا بحوله — وقدضمن الحسنیٰ فاکرم بضامن

عظیم نوجوان!اور عظمت تو اُسے ہی ملتی ہے جو اس کا حق رکھتا ہو،وہ اِس قدر عظیم تھے کہ صبح سپہ سالار ہوتے،تو شام میں نیزہ تھامے دکھائی دیتے۔

وہ تنہا ہی اِس فخریہ میراث کے جانشین بنے جو کبھی کسی شہروبَن کے باسی کے حصّے میں نہ آئی۔

کچھ تعجب نہیں کہ لوگ ایک ایسے نوجوان کی آسمانوں کی وسعتوں کی مانند عزّت پر متّفق ہو گئے،جس نے عمر رسیدہ بوڑھے کا سا احترام حاصل کیا۔

اُسامہ نے بے ہنگم اور ذلت وپستی کی محفلیں نہیں جمائیں بلکہ ہر ایک کو دشمن کے خلاف جہاد کرنے کی دعوت دی۔

جب سب لوگ ڈرے سہمے اور دُبکے ہوئے بیٹھے تھے تو وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے احکامات کی فرماں برداری کرتے ہوئے ایسی کٹھن صورت حال سے نبرد آزما ہوئے اور یہ اُن کا کوئی گناہ نہیں۔

آپ اُن کی شخصیت میں کوئی عیب تلاش نہیں کرسکتے،وہ غیرت مند تھے،عزّت کی زندگی جینے کے بعد اُنہوں نے کسی کا پروردہ بننے سے انکار کردیا تھا۔

اگر وہ چاہتے،تو دوسروں کی طرح چاپلوسی اختیار کرلیتے اور تاریکیاں پھیلانے میں حصّہ دار بن

جاتے۔

دشوار راستوں سے گزرے بغیر آسانیوں کے حصول کے لیے زندگی کی رعنائیوں ہی پر نظر رکھنی پڑتی ہے۔

ایسے میں آسودہ حال اور جاہ ومنصب والی زندگی گزارنے کے بعد اِس حال میں موت آتی ہے کہ جانے والا تمام سربستہ راز اپنے ساتھ لے کر دفن ہو جاتا ہے۔

لیکن اُسامہ ایک ایسے طاقتور شیر تھے کہ جب لوگوں نے دشمنوں سے جنگ بندی اور صلح کر لی تو اُنہوں نے اس سے انکار کیا۔

اُنہوں نے امریکہ کو کی گردن میں طوق پہنانے کا ارادہ کیا۔

اُن کا نفس اس متعفن اور گندی زندگی سے محفوظ رہا۔

اقصیٰ و بغداد کا حال کس سے چھپا ہے جہاں یہود ونصاریٰ نے فسادِ عظیم مچا رکھا ہے، قرض خواہ کے اِس قرض کو کون چکائے گا (یعنی وہاں ان کی قتل وغارت گری کا انتقام لے)۔

یہود ونصاریٰ نے صلیبی روایات کو پھر سے زندہ کیا اور ہم نے اپنے دینی شعار کو بھی صلیبیوں کی خوش نودی کی بھینٹ چڑھا دیا

ان دل شکن حالات میں بھی اُس گھڑ سوار (شیخ اسامہؒ) نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دشمن کو خوف زدہ کر دیا اور نیویارک اور واشنگٹن کو تباہ کر کے نیست ونابود کر دیا۔

اُنہوں نے دھوکے بازوں، سیاہ چہروں اور گوری چمڑی والوں کے بتوں (ٹوئن ٹاورز/ ورلڈ ٹریڈ سینٹر) کو اس طرح پیس کر رکھ دیا گویا وہ بوسیدہ ہڈیاں ہوں جنہیں مضبوط ہتھیلی پر رکھ کر پیس دیا گیا ہو۔

اُنہوں نے کفّار کے اُڑتے ہوئے طیارے (اُنہی پر) گرا کر اُن (طیّاروں سے لائی گئی تباہی) کے ذریعے ان کے سرمایہ داروں اور پالیسی سازوں کو حیران وپریشان کر دیا۔

'القوی جس کی قوت کے بغیر کوئی کامیابی نہیں مل سکتی، اُن کے لیے جنت الخلد کا ضامن بن گیا، تو کیا ہی خوب ضامن ہے۔

(قصیدہ النسیب الادنی از عبدالعزیز بن مشرف البکری عبدالعزیز الطّویلعی، اللہ انہیں رہائی نصیب کرے۔ آمین)

......وہ اپنے خونِ شہادت میں نہا کر اپنے رب کے حضور پیش ہو گئے: جنہوں نے امریکہ کو للکارا، جنہوں نے ایک قسم اٹھائی اور اللہ نے اُن کی قسم کو پورا کر دیا اور اللہ آئندہ بھی اُن کی قسم پورا کرتا رہے گا۔ انہوں نے کہا تھا" میں اللہ رب العزت کی قسم کھاتا ہوں وہ جس نے آسمان کو بغیر ستونوں کے بلند کیا، امریکہ اور اس کے باسی اس وقت تک خواب میں بھی امن کا تصور نہیں کر سکتے جب تک فلسطین میں عملاً امن قائم نہ ہو جائے اور کفار کے تمام لشکر ارض محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ نکل جائیں۔

يا ايها الصقر المقاتل لم	يشمت به دون المدىٰ خبر
يامن به آمالنا انتعشت	لما سرى برحابها الضرر
يدک الكريمة كيف ننكرها	لا سامح الرحمان من نكروا
من ذاک عين الكون شاخصة	ترنوا لهيبته و تنبهر
ذاک ابن لادن اى صاعقة	دوّت بدنيا الصمت تنفجر
اما دعا الداعي لبذل ندىٰ	لبىٰ فلا ضيق ولا دجر
لم يبد عذراً للألىٰ سئلوا	لكن يجود لهم و يعتذر
وسيول من و فدوا لساحته	زمر على اثارها زمر
و اذا السيوف لهثن من ظمأ	ادنى لهن نحور من كفروا
ما نال من اصراره ترف	و بعزمه لم يشمت البطر
يرقى ذرىٰ الامجاد باذخة	و كانها لخطاه منحدر
عشق الجهاد اذا الخوالف	من ذكر الجهاد و اهله سخروا
ذو همة قعساء ليس لها	الا لساحات الفدا سفر
من ارض كشمير التى اغتصبوا	لجبال كابل التى اسروا
لمعاقل الابطال فى يمن	للحرب فى السودان تنتشر
للقدس يرنوا صوب ساحتها	و امام ذاک المسلک الوعر
و يقول للاقصىٰ المسير بدا	رغم الذين ببيعه تجروا

اے وہ جانباز عقاب جو صدیوں کی مسافت سامنے ہونے کے باوجود ہمت نہیں ہارتا۔

اے وہ، جس سے ہماری ایسی امیدیں وابستہ تھیں جنہیں حالات کا جبر نا امیدی اور یاس میں تبدیل نہیں کر سکتا

آپ کے جذبۂ انفاق کو ہم کیوں کر فراموش کر سکتے ہیں کہ اپنے محسن کے ناشکروں سے رحمٰن بھی درگزر نہیں کرتا

وہ کون ہے کہ ساری دنیا کے کفر کی نگاہیں جس کی ہیبت وجلال سے پھٹ گئیں، چکاچوند ہو گئیں اور سہم گئیں؟

وہ لادن کا بیٹا ہے، ایک ایسی گونج کہ جو خاموشی کی دنیا میں گونجی اور پھیل گئی۔

جب پکارنے والے نے انفاق کی نِدا لگائی، تو اُنہوں نے لبیک کہا، نہ تنگی محسوس کی، نہ ہی پریشان ہوئے۔

اُنہوں نے مانگنے والوں سے معذرت نہ کی بلکہ اُن پر سخاوت کی اور ان کی حاجت روائی کی۔

حالانکہ اُن کے گھر پر آنے والے وفود اور زائرین ایسے تھے گویا سیلاب کی پے در پے آنے والی امواج ہوں۔

اور جب تلواریں پیاس کی شدّت سے تڑپنے لگتیں، تو وہ کفّار کے گلوں کو ان کے نزدیک کر دیتے۔

آسودگی وخوشحالی اُن کے پاکیزہ کردار کو داغ دار نہ کر سکیں اور نہ ہی کبھی وہ تکبر اور گھمنڈ میں مبتلا ہو کر اپنے ارادوں میں ناکام ٹھہرے۔

وہ عظمتوں کے زینے اس شان سے طے کرتے رہے گویا کہ عظمتیں اور رفعتیں اُن کے قدموں میں جھکی جا رہی ہوں۔

اُنہوں نے اُس وقت جہاد سے محبت کی جب خَوالِف (جہاد سے پیچھے بیٹھ رہنے والے) جہاد اور مجاہدین کے تذکروں کا مذاق اُڑایا کرتے تھے۔

وہ ایسے پختہ ارادوں کے حامل تھے کہ صرف جاں بازی کے معرکوں کی جانب ہی پیش قدمی کرتے۔
مقبوضہ کشمیر کی سرزمین سے لے کر کابل کے پہاڑوں، یمن میں بہادروں کے قلعے، سوڈان میں
پھیلتی ہوئی جنگ اور القدس تک جو مسلسل اُن کی جانب دیکھ رہا ہے۔

اور ان سب کے سامنے ایک دشوار گزار کھائی ہے اور وہ اقصیٰ سے بزبانِ حال کہہ رہے ہیں کہ تیری بازیابی کے لیے ہماری پیش قدمی شروع ہو چکی ہے خواہ خائنین اِس کے کتنے ہی سَودے کر لیں۔

......وہ اپنے خونِ شہادت میں نہا کر اپنے رب کے حضور پیش ہو گئے: جو اکثر حضرت عاصم بن ثابتؓ کے قول کی مثال دیا کرتے تھے جو انہوں نے یومِ رجیع کو فرمایا:

ماعلتي وأنا شر دنابل　　　والقوس فيها وترعنا بل
والموت حق والحياة باطل　　　ان لم أقتلكم فأمي هابل

"مجھے لڑنے سے کیا مانع ہے، جبکہ میں دلیر و ماہر تیر انداز ہوں۔ اور میری کمان کے لیے تیروں کی بھی کچھ کمی نہیں، موت حق ہے جبکہ یہ فانی زندگی باطل ہے، اگر میں تم سے نہ لڑوں تو پھر یہ
جان ہے کس لیے؟"۔

اور اکثر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی مثال بیان کیا کرتے تھے جو انہوں نے اپنے یومِ شہادت کو فرمایا:

ولسنا على الاعقاب تدمىٰ كلومنا　　　ولكن على اقدامناتقطر الدما

ہم وہ نہیں کہ جن کے زخم اُن کی ایڑیوں پر بہتے ہوں بلکہ ہم وہ ہیں جن کا خون قدموں کو رنگین
کرتا ہے۔

......رخصت ہوئے وہ عظیم شہسوار جن کا دل فلسطین کی محبت سے لبریز تھا، جیسا انہوں نے وہاں کے لوگوں سے کہا تھا: "اپنے فلسطینی بھائیوں سے ہم کہتے ہیں تمہارے بیٹوں کا خون ہمارے بیٹوں کے خون کی مانند ہے، تمہارا خون ہمارا خون ہے، بے شک خون کا بدلہ خون اور تباہی کا بدلہ تباہی ہے۔ ہم اللہ رب العزت کو گواہ بناتے ہیں کہ ہم کبھی تمھیں مایوس نہیں کریں گے یہاں تک کہ اللہ کی نصرت آجائے یا ہم بھی وہی (شہادت کا) مزہ نہ چکھ لیں جو حمزہؓ بن عبدالمطلب نے چکھا تھا۔"

......رخصت ہوئے وہ کشادہ دل سخی، خوش مزاج، اخلاقِ عالیہ کے پیکر کہ جو کوئی اُن سے ملا اور متعارف ہوا اُن کے خوبصورت اخلاق، صاف گوئی، اعلیٰ آداب، حیا اور پاکیزگی کا گرویدہ ہو گیا۔

سهل الخليقة لا تخشى بوادره　　　يزينه أثنان حسن الخلق و الشيم
حمال اثقال اقوام الا افتدحوا　　　حلو الشمائل تحل عنده النعم

اِس قدر نرم کہ جس میں کبھی سختی کی علامات بھی نہ پائی گئیں
اُسے عمدہ اخلاق اور عاداتِ صالحہ نے مزید رونق بخشی

......وہ اپنے خونِ شہادت میں نہا کر اپنے رب کے حضور پیش ہو گئے......قناعت و تقویٰ کے پیکر جنہوں نے آسائشوں اور آسانیوں سے بھرپور زندگی کو اس کی تمام تر رنگینیوں سمیت پسِ پشت ڈال دیا اور وہ مطیع و فرماں بردار بن کہ اُن کے پیچھے پیچھے آ گئی۔ مگر انہوں نے فی سبیل اللہ جہاد، ہجرت و رباط کی زندگی اختیار کی اور اس کے بدلے میں اللہ سبحانہ تعالیٰ نے لاکھوں دلوں میں اُن کی محبت ڈال دی۔ وہ ایسے زاہد تھے کہ جنہوں نے اپنے گھر میں انتہائی سادگی اور تواضع سے زندگی گزاری اور ہمیشہ اپنے آرام کو ملنے والوں کے لیے قربان کیا۔

و يبيت رهن الجوع ينهكه　　　و نداه بين الناس منهمر
مثل الشهيد يموت من عطش　　　و عروقه في الجود تعتصر

وہ شدید بھوک کی حالت میں رات بسر کرتے جس نے اُنہیں کمزور کر دیا جب کہ لوگوں کے
درمیان اُن کی سخاوت پانی کے تیز بہاؤ کی طرح بہتی
وہ اُس شہید کی مثل ہیں جو خود تو پیاس کی شدّت سے مئے شہادت نوش کر گیا لیکن اُس کی رگیں
سخاوت نے نچوڑ لیں

......وہ اپنے خونِ شہادت میں نہا کر اپنے رب کے حضور پیش ہو گئے: جنہوں نے زندگی کی آخری سانس تک پسپائی اختیار نہ کی اور اپنے اہل وعیال کے درمیان قتل کر دیے گئے۔ ابوعبداللہ اسامہ بن محمد بن لادنؒ بھی ابوعبداللہ سیدنا حسینؓ کی طرح اپنے اہل وعیال اور بچوں کے درمیان قتل کیے گئے اور طواغیت کی غلامی کے خلاف عزت کا وہ نعرہ جس کو سیدنا حسینؓ نے کربلا میں بلند کیا شیخ اسامہؒ نے ایبٹ آباد میں اسی کی تجدید کی: ذلت ہے امریکہ کے لیے، اس کے صلیبی حلیفوں کے لیے اور پاکستانی فوج کے لیے اور ان سب خائنوں کے لیے جنہوں نے امت کی عزت و حرمت اور اس کے مقدسات کا سودا کر دیا۔

اسامة و المفاخر ضابحات　　　توالت ليس يحصيهنّ عَدّ
تجود بذكركم بالدمع عين　　　و يدمىٰ ياحبيب الروح خد.
لان كثرت على الدنيا عظام　　　فانک في حماها اليوم فرد.
تعودت اغتيال اليأس فينا　　　تسيربنا لكل علا و تغدوا
اتيت تطل من مقل الضحايا　　　و دون الثغر لم يغللک قيد.
مضاؤک في يدالاقدر سيف　　　و نهجک في يد الاسلام بند
رجالک يوم زمجرة الرزايا　　　عليها باقتحام الموت رد.
و حشو نفوسهم كبر اشم　　　و ملء صدورهم عزم اشد
و رايات الجهاد بتورا بورا　　　بها انتفضت قساورة و اسد
لان حلت بامريكا الدواهي　　　و دک بروجها هدم و هد
فكم ارض وٍقد عاشت عقودًا　　　تروح على زلازلها و تغدوا
و تعلنها على الاسلام حرباً　　　لها باسم الصليب قوى وحشد
جهادا يا احبتنا جهادا　　　فما دون امتطاء الهول بد

اُسامہ کے فخریہ کارنامے ایک سے بڑھ کر ایک ہیں کہ کوئی گننے والا اُنہیں گن نہیں سکتا۔
اے عزیز جان! آپ کے تذکرے سے آنکھوں سے آنسوؤں کی برکھا رُت جاری ہے اور
چہرے آہ و زاری سے سرخ ہوئے جاتے ہیں۔
اگر دنیا میں عظمتیں بہت زیادہ ہو جائیں تو آپ اکیلے ہی اُنہیں سمیٹنے کے لیے کافی ہوں گے۔

آپ نے ہمیں مایوسی سے چھٹکارا پانے کا عادی بنایا اور آپ نے ہر صبح و شام ہمیں بلندی پر
چڑھنا سکھایا۔

آپ نے بہت قربانیاں دیں اور کوئی رکاوٹ آپ کو (کفار سے) انتقام سے نہ روک سکی۔

مراتب کے حصول میں آپ کی تیزی تلوار جیسی اور اسلام کی خدمت میں آپ کا طریقہ دل
والوں جیسا تھا۔

آپ کے جاں بازوں نے آزمائشوں سے بھرے دن کا بڑی جاں بازی سے مقابلہ کیا۔

ان (دشمنوں) کی گردنیں تو غرور و تکبّر سے اکڑی ہوئی تھیں جبکہ اُن (یعنی مجاہدین) کے سینے
مضبوط ارادوں سے لبریز ہیں۔

یہ تورا بورا میں جہاد کے پرچم ہیں، جنہیں شیر لہرایا کرتے ہیں۔

اگر امریکہ پر مصائب آئے اور وہ (ورلڈ ٹریڈ سینٹر کی صورت میں) شکست اور تباہی سے دوچار
ہوا تو کئی صدیوں تک زمین میں ظلم و جبر کی عمارتیں کھڑی کرنے والا (امریکہ) صبح و شام
مسلسل آنے والے مزید کتنے جھٹکے سہہ پائے گا؟

اور اس (امریکہ) نے اسلام کے خلاف صلیب کے نام پر قوت اور افواج کے ذریعے جنگ کا
اعلان کر رکھا ہے۔

ہمارے عزیزو......آؤ جہاد کی طرف......آؤ جہاد کی طرف......کیوں کہ (کفار کے لیے)
خوف و دہشت کی اِس سواری پر سوار ہوئے بغیر (امت کی) نجات (کا کوئی راستہ) نہیں۔

اسامہ بن لادن رحمہ اللہ اپنا مقصد پانے کے بعد اپنے رب کے حضور پیش ہو گئے، جیسا کہ انہوں نے امت کو جہاد پر ابھارنے کا ہدف مقرر کیا تھا تو ان کا پیغام زمین کے شرق و غرب میں پہنچ گیا اور نہ صرف مسلمانوں بلکہ دنیا کے ہر مظلوم شخص نے ان کی دعوت پر لبیک کہا۔ شیخ اسامہؒ اکثر اس بات کی تاکید کیا کرتے تھے کہ ہمارا کام امت کو ابھارنا اور اللہ سبحانہ تعالیٰ کے اس قول پر گواہی دینا ہے کہ:

فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لاَ تُکَلَّفُ إِلاَّ نَفْسَکَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَسَی اللّٰہُ أَن یَکُفَّ بَأْسَ الَّذِیْنَ کَفَرُواْ وَاللّٰہُ أَشَدُّ بَأْساً وَأَشَدُّ تَنکِیْلاً (النساء: ۸۴)

”تو (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تم اللہ کی راہ میں لڑو تم اپنے سوا کسی کے ذمہ دار نہیں ہو اور مومنوں کو بھی ترغیب دو قریب ہے کہ اللہ کافروں کی لڑائی کو بند کر دے اور اللہ لڑائی کے اعتبار سے بہت سخت ہے اور سزا کے لحاظ سے بھی سخت ہے“۔

آج الحمدللہ امریکہ کا مقابلہ کسی فرد، جماعت یا فرقے سے نہیں ہے بلکہ اس کے مدمقابل بیدار ہوتی ہوئی ایک پوری امت ہے جسے جہادی تحریک نے امریکہ پر ہر جگہ وار کر کے غفلت کی گہری نیند سے جگا دیا ہے۔ گزشتہ دہائی میں امریکہ کو دہلا دینے والے چار دھچکوں کا سامنا کرنا پڑا ہے، اول نیویارک، واشنگٹن اور پنسلوانیا کے مبارک غزوات ہیں جن میں فدائی طیاروں نے نیویارک میں امریکہ کی معاشی ترقی کی علامتوں اور واشنگٹن میں امریکی عسکری قیادت کے مراکز کو تباہ کیا اور اسے بڑے پیمانے پر معنوی، عسکری اور معاشی نقصان پہنچایا۔ ثانیاً عراق میں اس کو مجاہدین اور بالخصوص دولۃ عراق الاسلامیہ کے ہاتھوں پہنچنے والی ذلت آمیز ہزیمت ہے، جہاں اس نے بڑی تعداد میں اپنے فوجی، اموال اور ساز و سامان تباہ کروانے کے بعد پسپائی اختیار کی۔ ثالثاً بڑی ذلت کا سامنا اسے افغانستان میں ہے جہاں امریکہ شکست کی دلدل میں بری طرح دھنسا جا رہا ہے اور زخموں سے چُور چُور ہو چکا ہے اور افغانستان کے بڑے حصّے پر امارتِ اسلامیہ کے مجاہدین کے قبضے کا اعتراف کرتے ہوئے آئندہ جولائی میں اپنی فوجوں کے انخلا کا اعلان کرنے پر مجبور ہو گیا ہے۔ رابعاً مصر و تیونس اور اسی طرح عن قریب لیبیا، یمن اور شام میں امریکہ کے غلام خائن، فاسد حکمرانوں کا ذلت آمیز زوال ہے۔ امریکہ نے اس ذلت پر پردہ ڈالنے کے لیے اسے عوامی انقلاب کا نام دینے کی کوشش کی لیکن مصر اور تیونس کے مظاہرین نے امریکہ کے منہ پر اس وقت زوردار طمانچہ رسید کیا جب ہیلری کلنٹن کے دورے پر تیونس کے نوجوانوں نے بھرپور احتجاج کیا اور مصر میں مظاہرین نے اس سے ملنے سے انکار کر دیا۔

وہ اپنے رب کے پاس چلے گئے جو اکثر تاکید کیا کرتے تھے کہ امریکہ کے خلاف ہماری سب سے بڑی فتح، اخلاق و معاشرت میں اس کے انحطاط اور پستی کو بے نقاب کرنا ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے چاہا کہ امریکہ شیخ اسامہؒ کی شہادت کے ذریعے خود دنیا کے سامنے اپنے جھوٹ، دھوکہ دہی اور اخلاقی انحطاط کا پردہ چاک کرے۔ چنانچہ امریکہ نے اعلان کیا کہ اس نے شیخ اسامہ بن لادنؒ کو شہید کرنے کے بعد ان کا جسد اسلامی روایات کے مطابق سمندر برد کر دیا۔ یہ کون سا اسلام ہے، امریکہ کا اسلام؟ یا اوباما کا اسلام؟ کہ جس نے پہلے اپنے باپ کے دین کو بیچا اور عیسائیت اپنائی پھر یہودیوں کے ساتھ جا کر ان کی عبادات میں شرکت کی تا کہ ان مجرمین کے اکابر اس سے راضی ہو جائیں۔ یہ وہ اسلام ہے جس کی تعلیم امریکہ ہمیں دینا چاہتا ہے۔ خود ساختہ، من گھڑت جھوٹا اسلام، جو مستکبرین کا غلام، الولاء والبراء سے عاری اور امر بالمعروف نہی عن المنکر اور جہاد فی سبیل اللہ کا کوئی تصور نہیں رکھتا۔

شرف و عزت کا ایک بحرِ عظیم، امریکہ نے بحرِ عرب میں بہا دیا وہ جس کی عظمت کی گواہی عرب و عجم نے دی۔ امریکہ اس بطلِ عظیم کی قبر سے گھبرا رہا تھا جب کہ لاکھوں مداحوں کے دل ان کی قبر بن گئے۔ امریکہ نے اپنی کمینگی سے اس بات کا ثبوت دے دیا کہ وہ جنگ کے اصولوں سے نابلد ہے اور اصلاً وہ اصولوں سے واقف نہیں اور اس کے ہاں عزت نام کی کوئی چیز نہیں۔ امریکہ نے عام شہریوں اور قیدیوں کے تحفظ کے متعلّق جنیوا معاہدے پر دستخط کیے اور سب سے پہلے اسی نے ویت نام، عراق، افغانستان، پاکستان، گوانتانامو اور ساری دنیا میں موجود اپنے خفیہ عقوبت خانوں میں اس معاہدے کی دھجیاں اڑائیں۔ یہی امریکہ ساری دنیا پر بین الاقوامی معاہدات کی پاسداری کا دھونس جماتا ہے اور خود سرِ عام ان کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ امریکہ نے شیخ اسامہؒ کے ساتھ کبھی جنگی اصولوں کا پاس نہیں رکھا اور بار بار ان کی خلاف ورزی کرتا رہا۔ اس کے برعکس شیخ اسامہ بن لادنؒ جس بات کا عہد کر لیتے اس کو پورا کرنے کے لیے بہت زیادہ حریص رہتے۔ تورا بورا کی جنگ میں جب منافقین کے ساتھ جنگ بندی کا معاہدہ طے پا گیا تو اس کے بعد سو منافقین مجاہدین کے لیے کمین لگا کر بیٹھے تھے یہ منافقین،

مجاہدین کی مکمل زد میں تھے لیکن شیخ اسامہؒ نے معاہدے کا پاس رکھتے ہوئے اپنے بھائیوں کو منع کیا اور وہ ایک گولی چلائے بغیر گزر گئے۔اسی جنگ بندی کے دوران میں کچھ مجاہدین نے منافقین کی بعض جگہوں پر حملہ کیا اور وہاں سے کچھ غنیمت حاصل کی لیکن شیخؒ نے سب کچھ واپس کر دینے کا حکم دیا۔شیخؒ اور امریکہ کے کردار کے درمیان یہ زمین وآسمان کا فرق ہے۔

......وہ شہید ہو کر اپنے مالک کے پاس چلے گئے،وہ جنہوں نے زندگی میں بھی امریکہ کو شکست دی اور موت کے بعد بھی ان کی دہشت اس پر طاری ہے۔جیسا کہ وہ ان کی قبر بنانے سے کانپ رہے ہیں کیونکہ وہ لاکھوں دلوں میں موجود ان کی محبت سے واقف ہے۔وہ موت کے بعد بھی اسے اِس قدر دہشت زدہ کر رہے ہیں کہ وہ ان کی لاش کی تصویر جاری کرنے کی جرأت بھی نہیں کر سکا کیوں کہ وہ اپنے خلاف اور اپنے جرائم کے خلاف زبردست مخالفت سے باخبر ہے۔شیخ اسامہ بن لادنؒ ان شاء اللہ ایک خوف،دہشت اور اذیت بن کر امریکہ، اسرائیل،ان کے صلیبی اتحادیوں اور خائن غلاموں کا پیچھا کرتے رہیں گے۔ان کی مشہور قسم ''تم اس وقت تک امن کا خواب بھی نہیں دیکھ سکو گے جب تک ہم امن میں نہ ہو جائیں اور تم تمام مسلمان سرزمینوں سے نہ نکل جاؤ'' ان کی نیندیں حرام کیے رکھے گی،ان شاءاللہ۔

منیلا سے قاہرہ،غزہ،پاکستان،لبنان،صومالیہ،یمن اور سوڈان میں لاکھوں مسلمانوں کے دل شیخ اسامہ بن لادنؒ کی محبت سے سرشار تھے جو ان کے پیار اور امریکہ کی نفرت میں سڑکوں پر نکل آئے۔میں اپنے بھائیوں کی طرف سے ان سب کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جو اس جنگ میں ہمارے ساتھ شریک ہیں۔اور ان ہزاروں مسلمانوں کا بھی جنہوں نے پوری اسلامی دنیا میں شہید اسلام کی غائبانہ نماز جنازہ میں شرکت کی اور ان کا بھی جنہوں نے شیخ اور ان کے جہادی کارناموں کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ان میں سے بالخصوص میں تذکرہ کرنا چاہوں گا، شیخ حافظ سُلامۃ،مفتی کفایت اللہ،شیخ حسن اویس اور اسماعیل ھنیہ اور بہت سے دوسرے،اللہ ان کو جزائے خیر عطا کرے۔

ہماری محترم اور محبوب امت مسلمہ،شیخؒ اپنے رب کے حضور شہادت پا کر سرفراز ہوگئے۔(**نحسبه كذالك والله حسيبه**)

ہمیں اسلامی سرزمینوں کو حملہ آوروں،غاصبوں اور ظالموں سے پاک کرنے کے لیے راہ جہاد پر ڈٹا رہنا ہوگا۔لہٰذا ہم امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد مدظلہ العالی کے ہاتھ پر اپنی بیعت کی تجدید کرتے ہیں اور ان سے جہاد فی سبیل اللہ،شریعت کے قیام اور مظلومین کی نصرت کے لیے خوف وامن ہر حال میں مکمل سمع واطاعت کا عہد کرتے ہیں۔

ہم افغانستان،پاکستان،عراق،صومالیہ،جزیرۃ العرب اور مغرب اسلامی کے تمام مجاہدین کو مکمل تائید کا پیغام دیتے ہیں اور ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں کہ وہ صلیبیوں اور ان کے حلیفوں کے خلاف قتال کو اور بھی تیز کر دیں،ہم اپنے فلسطینی مجاہد بھائیوں کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کرتے ہیں۔ہم انہیں اور بیت المقدس کے اطراف میں بسنے والی امتِ صابرہ مرابطہ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم امریکہ کے امن کو تباہ کرنے کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دیں گے یہاں تک کہ فلسطین میں حقیقی امن قائم ہو جائے۔ہم شیخؒ کے لیے ان کے مخلص جذبات اور امریکہ کے لیے ان کے غضب اور بغض کے اظہار پر ان کے شکر گزار ہیں۔

ہم پاکستان کے عامۃ المسلمین کو کرائے کی قاتل فوج اور پیٹ کے پجاری حکمرانوں کے خلاف کھڑے ہونے پر ابھارتے ہیں جو ان کی قسمت کے مالک بنے بیٹھے ہیں اور جنہوں نے پاکستان کو ایک امریکی کالونی بنا دیا ہے۔جس کو چاہتے ہیں قتل کر دیتے ہیں، جسے چاہتے ہیں گرفتار کر لیتے ہیں اور جس بستی کو چاہتے ہیں بمباری کر کے تباہ کر دیتے ہیں۔یہ وہ فوج اور حکمران ہیں جنہوں نے چند ڈالروں کے عوض پاکستان کی عزت وحرمت کو فروخت کر دیا ہے۔اے پاکستانی مسلم قوم! اپنے تیونس،مصر،لیبیا،یمن اور شام کے بھائیوں کی طرح کھڑے ہو جاؤ اور اپنے اوپر پڑے اس ذلت کے غبار کو دھو ڈالو۔

ہم ساری دنیا کے مجاہد بھائیوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ عامۃ المسلمین کے ساتھ ربط ضبط پیدا کریں اور ان میں گھل مل جائیں،ان کی خدمت کریں اور ان کی عزت،حرمت اور سلامتی کے محافظ بن جائیں۔ہم مجاہدین کو تاکید کرتے ہیں کہ وہ مسجدوں،بازاروں اور رش والی جگہوں پر ہر ایسی کارروائی سے اجتناب کریں جس میں عام مسلمانوں کے نقصان کا خدشہ ہو۔ہم نے تو اپنے ملکوں سے ہجرت ہی صرف اسی لیے کی ہے اور اپنے گھر بار چھوڑے ہیں کہ ہم امتِ مسلمہ کے دفاع کا فریضہ سرانجام دے سکیں اور اس کی عزت وحرمت کی حفاظت کریں۔

آج تم امام،مجدد،مجاہد شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کی شہادت پر خوشیاں منا رہے ہو۔پس انتظار کرو اسی کا' جو اس سے قبل ہر خوشی کے بعد تمہارے ساتھ ہوتا رہا ہے۔اے امریکہ اور اس کے باسیو! میں القاعدۃ الجہاد کی طرف سے تمہیں متنبہ کرتا ہوں کہ ہم تمہارے اوپر اسی منگل (گیارہ ستمبر) کی طرح کی ایک اور بدترین تباہی مسلط کرنے کو تیار ہیں کہ جب ہم نے زمین کو تمہارے خون سے رنگ دیا تھا۔

ہم امتِ مسلمہ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم ان کے لشکر ہیں اور ہم کشمیر،فلپائن،افغانستان،چیچنیا،عراق اور فلسطین سمیت تمام مقبوضات کی آزادی تک اپنی جدوجہد رکھیں گے اور ہم تیونس،مصر،لیبیا،یمن اور شام کی عوامی تحریکوں کی مکمل تائید کرتے ہیں،بے شک ہم سب امریکہ اور اس کے خائن غلاموں کے خلاف ایک ہی جنگ لڑ رہے ہیں۔ہم شام کے مسلمانوں کو پیغام دیتے ہیں کہ وہ اپنے شہریوں کے خون بہانے والے ظالم،فاسد اور خوں خوار نظام کے خلاف اپنی قربانیوں اور جدوجہد کو جاری رکھیں۔

بلاد مات فتيتها لتحيا	و زالوا دون قومهم ليبكوا
وقفتم بين موت او حياة	فان رمتم نعيم الدهر فشقوا
و من يسقى و يشرب بالمنايا	اذا الاحرار لم يَسقوا و يُسقوا
ولا يبنى ممالك قد ضحايا	ولا يدنى الحقوق ولا يحق

جزاکم ذوالجلال بنی دمشق   و عز شرق اوله دمشق۔

نوجوانانِ شہر کٹ گئے تاکہ وہ شہر زندہ رہیں۔

وہ اپنی قوم کے لیے مٹ گئے تاکہ وہ قوم باقی رہے۔

تم موت اور حیات کے معرکے میں کھڑے ہو سو اگر زمانے بھر کی نعمتیں چھوڑ سکو تو مقابلہ کرو۔

اور کون ہے جو موت کے جام پلائے اور چکھائے؟

کیوں کہ آزاد لوگ موت کا جام پلائے نہیں جاتے بلکہ وہ اسے پلا دیتے ہیں (دشمنوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیتے ہیں)۔

اے دمشق کے باشندو......! بزرگی والا رب تمہیں بہتر بدلہ عطا فرمائے اور اہلِ مشرق کی عزت دمشق کی عزت میں ہے۔

......ہم پیارے یمن، سرزمین نصرت، سرزمینِ ایمان وحکمت کے اہلِ ایمان کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم ظالم وفاسد حکمران علی عبداللہ صالح اور اس کے غدار گروہ کے خلاف ان کی بابرکت تحریک میں ان کے ساتھ ہیں۔ہم انہیں نصیحت کرتے ہیں کہ وہ امریکہ کے خلیجی غلاموں کی سیاسی چالوں سے دھوکہ نہ کھائیں جو ان کی بابرکت تحریک کو ناکام بنا کر ایک ظالم کی جگہ دوسرے ظالم اور امریکہ کے ایک غلام کی جگہ دوسرے کو لانا چاہتے ہیں۔ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی قربانیاں جاری رکھیں اور حوصلے بلند رکھیں یہاں تک کہ یہ فاسد نظام جڑ سے ختم ہو جائے اور اس کی جگہ وہ صالح نظام قائم ہو جس میں شریعت کی حاکمیت ہو، عدل کا بول بالا ہو، فیصلے شورائیت کے تحت ہوں، مال انصاف کے ساتھ تقسیم کیا جائے اور ضعیف وقوی کو مساوی حقوق میسّر ہوں۔فساد کا خاتمہ ہو جائے اور امریکہ اور اس کے غلاموں کو معزز ومحترم یمن سے نکال باہر کیا جائے۔

ہم لیبیا کے اہلِ عزم واستقلال سے کہتے ہیں، اے مجاہدین ومرابطین کی اولاد! تمہارے آبا نے اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے قتال کیا اس لیے تم امانت میں خیانت نہ کرو اور قذافی جیسے زندیق یا صلیبی نیٹو اتحاد کی غلامی کی ذلت قبول نہ کرو اور صلیبی اتحاد کو موقع نہ دو کہ وہ قذافی پر بمباری کی آڑ میں تمہاری عزت، استقلال اور عقیدے کو گروی بنا لیں۔تیاری کرو، اسلحہ وسامان اکٹھا کرو اور مقابلے کے لیے تیار رہو تاکہ کوئی تمہارے اوپر کسی قسم کی پابندیاں یا ظالمانہ شروط عائد کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔

ساری دنیا میں غلبۂ اسلام کے لیے سرگرم اہلِ اسلام! ہم تمہارے پشتی بان ہیں اور ہمارے سینے تمہارے لیے کھلے ہیں تاکہ ہم اعلائے کلمۃ اللہ اور کسی انسانی آئین کی آمیزش سے پاک شریعت کی غیر محکوم حاکمیت جیسے عظیم مقاصد کے لیے باہم تعاون کر سکیں، تمام دیارِ اسلام کو غاصب حکمرانوں سے پاک کر دیں اور ہر مظلوم کی نصرت کریں۔اسلامی جماعتوں کے بھائیو! بے شک تیونس ومصر سے طواغیت کے زوال کی بنیاد پڑی ہے۔ساری امت کو بیدار کرو اور اٹھ کھڑے ہونے کی دعوت دو یہاں تک کے تمام دیارِ اسلام میں شریعتِ مطہرہ کی حاکمیت قائم ہو جائے اور وہ غاصب وفاسد حکمرانوں سے پاک ہو جائیں ،مظلوم قیدیوں کی آزمائش ختم ہو، دولت کی منصفانہ تقسیم ہو اور ہر قسم کا سیاسی واجتماعی ظلم مٹ جائے اور یہ دونوں ممالک اسلام کے قلعے اور فلسطین سمیت ساری دنیا کے مظلومین کے مددگار بن جائیں۔

ہم امتِ مسلمہ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم ان کے لشکر ہیں اور ہم کشمیر ،فلپائن، افغانستان، چیچنیا، عراق اور فلسطین سمیت تمام مقبوضات کی آزادی تک اپنی جدوجہد رکھیں گے اور ہم تیونس، مصر، لیبیا، یمن اور شام کی عوامی تحریکوں کی مکمل تائید کرتے ہیں، بے شک ہم سب امریکہ اور اس کے خائن غلاموں کے خلاف ایک ہی جنگ لڑ رہے ہیں۔

آخر میں اوباما، امریکہ اور اس کے حلیفوں کے لیے پیغام باقی رہ گیا! اس سے پہلے جب تم منافقین کے ہمراہ کابل میں داخل ہوئے تھے تب بھی تم نے خوشیاں منائی تھی پھر بہت جلد تورا بورا اور شاہی کوٹ میں تمہاری یہ خوشیاں ماتم اور ہزیمت میں بدل گئیں اور تم مصیبتوں کے ایسے منجدھار میں پھنس گئے جس سے بھاگنے کے علاوہ تمہارے پاس کوئی چارہ نہ رہا، مجاہدینِ امارتِ اسلامیہ نے تمہیں سبق پہ سبق سکھایا، جب بھی تم نے جھوٹے دعوے کیے انہوں نے دنیا کے سامنے تمہارا پول کھول دیا۔تم نے دعویٰ کیا کہ تم بہت جلد مرجاہ پر قبضہ کر لو گے اور کذاب اوباما نے دعویٰ کیا کہ وہ حالات پر براہ راست نظر رکھے ہوئے ہے۔پھر تمہیں وہاں بدترین ہزیمت دیکھنی پڑی۔تم نے دعویٰ کیا کہ تم افغانی فوج اور پولیس کو تربیت دے رہے ہو جب کہ مجاہدین نے تیسری دفعہ قندھار جیل پر حملہ کر دکھایا۔پھر شیخؒ کی شہادت کے بعد وہ قندھار پر دوبارہ حملہ آور ہوئے، اس کے والی کو قتل کیا، سیکورٹی دفاتر کو تباہ کیا اور تمام مرکزی راستے بند کر کے پوری دنیا کے سامنے تمہارے منصوبوں کی ناکامی کو ثابت کر دیا۔دوسری دفعہ تم نے صدام حسین کے سقوط پر جشن منایا اور بش نے عراق میں فوجی کارروائی کے اختتام کا اعلان کیا لیکن بہت جلد تمہارا جشن جان ومال اور ساز وسامان کی تباہی کے دریا میں تبدیل ہو گیا اور تم عراق سے اپنی فوجیں نکالنے پر اور اسے مجاہدین کے لیے خالی کرنے پر مجبور ہو گئے۔آج تم امام، مجدد، مجاہد شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کی شہادت پر خوشیاں منا رہے ہو۔پس انتظار کرو اسی کا' جو اس سے قبل ہر خوشی کے بعد تمہارے ساتھ ہوتا رہا ہے۔

اے امریکہ اور اس کے باسیو! میں القاعدۃ الجہاد کی طرف سے تمہیں متنبہ کرتا ہوں کہ ہم تمہارے اوپر اسی منگل (گیارہ ستمبر) کی طرح کی ایک اور بدترین تباہی مسلط کرنے کو تیار ہیں کہ جب ہم نے زمین کو تمہارے خون سے رنگ دیا تھا۔

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین و صلی الله علیٰ نبینا محمد و علیٰ آله و سلم والسلام علیکم و رحمة الله و بر کاته۔

☆☆☆☆☆

اہل حق اور اہل باطل کے درمیان دورانِ معرکہ مشاورت نہیں ہوتی!!!

عرب دنیا میں تبدیلیوں کے حوالے سے شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کا امت مسلمہ کے نام آخری پیغام

ان الحمد للّٰہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا وسیئات اعمالنا من یھدی اللّٰہ فلا مضل لہ و من یضلل فلا ھادی لہ واشھد ان لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریکَ لہ واشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ

ہر تعریف اللہ کے لیے ہے ہم اس کی حمد بیان کرتے ہیں اور اسی سے مدد چاہتے ہیں اور اس سے بخشش طلب کرتے ہیں، اور ہم اپنے نفوس کی شرارتوں اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں، جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی بھی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے وہ گمراہ کردے اسے کوئی بھی ہدایت نہیں دے سکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبُود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

امابعد:

میری امّتِ مسلمہ!

آج ہم (مسلم دنیا میں تبدیلی کے واقعات کے) اس عظیم تاریخی واقعے کا مشاہدہ کررہے ہیں اور اس خوشی، سرور و تازگی اور فرحت میں آپ کے ساتھ شریک ہیں، آپ کی خوشی سے ہی ہماری خوشی اور آپ کے دکھ سے ہی ہمارا دکھ وابستہ ہے۔ یہ کامیابیاں آپ کو مبارک ہوں اور اللہ تعالیٰ آپ کے شہدا پر رحمت نازل کرے اور زخمیوں کو صحت دے اور اسیروں کو رہا کرائے۔

وبعد:

ھلت بمجدبنی الاسلام أیام......واختفی عن بلاد العرب حکام

طوت عروش حتی جاء نا خبر......فیہ مخایل للبشری واعلام

''فرزندان اسلام کی عظمت کے ایام چمکنے لگے اور عرب ممالک سے وہ حکام غائب ہونے لگے جنہوں نے مسندیں سنبھالی ہوئی تھیں، حتیٰ کہ ہمارے سامنے ایسی علامتیں ظاہر ہونے لگیں جن میں خوش خبری کے پیغامات ہیں''۔

مشرق سے آنے والی فتح کے آثار واضح تھے اور امت اس فتح کے لیے سراپا انتظار تھی......اسی دوران ایک عجیب انقلاب کا سورج مغرب سے طلوع ہوگیا، اس کی کرنیں تیونس سے روشن ہوئیں تو اُنہوں نے امت کی آنکھوں میں اپنے لیے مانوسیت پائی، لوگوں کے چہرے چمک اُٹھے، حکمران غصّے میں لال پیلے ہونے لگے اور یہود بے بہبود آنے والے خطرات سے دہشت زدہ ہوگئے......طاغوت کے گرنے سے مسلمانوں پر چھائی ذلت، غلامی اور خوف و پسپائی کی تمام نشانیاں بھی مٹ گئیں......اور اُنہوں نے حریت وعزت، جرأت اور پیش قدمی کے اسباق دہرانا شروع کیے۔ طواغیت سے آزادی کی چاہت لیے تبدیلی کی ہوائیں چل پڑیں۔ تیونس اس معاملے میں بازی لے گیا۔ پھر بجلی کی سی تیزی کے ساتھ کنعانہ (مصر) کے شاہسوار تیونس کے باسیوں سے شمعِ آزادی کی ایک چنگاری تحریر اسکوائر میں لے آئے، یہاں بھی ایک عظیم تبدیلی رونما ہوئی، اور تبدیلی بھی کیسی! یہ تبدیلی مصر اور تمام امت کے لیے اس شرط پر عطا ہوئی ہے کہ یہ اپنے رب کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں۔ یہ تبدیلی طعام ولباس کی تبدیلی نہیں بلکہ یہ عزت وغیرت کی تبدیلی تھی، جود وسخا کی تبدیلی تھی، جس نے نیل کے شہروں اور دیہاتوں کو زمیں تا فلک روشن کردیا، فرزندانِ اسلام کے سامنے ان کی عظمتوں کو واشگاف کردیا اور انہیں اپنے آباؤ اجداد کی تاریخ یاد دلا دی۔ وہ قاہرہ کے تحریر اسکوائر میں مشعلیں تھامے کھڑے رہے تا کہ وہ ظالم حکومتوں پر قہر ڈھائیں، انہوں نے باطل کے سامنے کھڑے ہوکر اسے مقابلے کے لیے دعوت مبارزت دی، اس کے سپاہیوں سے ڈرے نہیں، انہوں نے عہد کیا اور پھر اسے پورا کیا۔ اب حوصلے بڑھ رہے ہیں اور بازوؤں میں نئی قوت انگڑائیاں لے رہی ہے۔

ہر خطے میں طاغوت سے آزادی کے متوالوں کے لیے پیغام:

فتح کی طرف اٹھتے قدم رکنے نہ پائیں، مذاکرات کے جال میں پھنسنے سے بچئے اس لیے کہ اہل حق اور اہل باطل کے درمیان دورانِ معرکہ مشاورت نہیں ہوتی، ایسا کبھی سوچیے بھی نہیں! یاد رکھیے اللہ نے ان دنوں میں ملنے والی کامیابیوں کی صورت میں آپ پر احسان کیا ہے، جن کے بعد آپ ہی ان کامیابیوں کے ثمرات کو سمیٹنے والے ہوں گے اور حالات کی لگام آپ کے ہاتھ میں ہی ہوگی، امت نے آپ کو اسی عظیم فتح کے لیے بچا رکھا ہے سو اب بڑھتے رہیے اور تنگیٔ حالات سے مت گھبرائیے۔

بدأالمسیر الی الھدف......والحرفی عزم زحف

والحران بدأالمسیر......فلن یکل ولن یقف

''ہدف کی جانب پیش قدمی شروع ہوچکی اور مردِ حُر پختہ عزم کے ساتھ پیش قدمی کرنے لگا ہے۔ اور جب مردِ حُر پیش قدمی کرنے لگے تو پھر نہ وہ تھکتا ہے اور نہ ہی وہ رکتا ہے''۔

یہ قافلہ نہیں رکے گا جب تک کہ اللہ کے اذن سے مطلوبہ اہداف حاصل نہ ہوجائیں اور امت کی امیدیں برنہ آئیں۔ یہ تبدیلی سنگِ میل کی حیثیت کی حامل ہے، مجروحوں اور زخمیوں کی امیدوں کا مرکز ہے، آپ نے امت سے ایک بڑی مصیبت دور کی ہے اللہ تمہارے مصائب دور کرے، آپ امیدوں کے محور ہیں، اللہ آپ کی امیدیں برلائے۔

وقف السبیل بکم کوقفة طارق......الیأس خلف والرجزء أمام

وتردبالدم عزہ أخذت بہ......ویموت دون عرینہ الضر غام

من یبذل الروح الکریم لربہ......دفعا لباطلھم فکیف یلام

’’تم رات کے مسافر کی مانند ہو، جو مایوسی پیچھے چھوڑ آیا ہے اور جسے صبح کی امید ہے۔خون بہے گا تب ہی کھوئی ہوئی عزت واپس ملے گی۔شیر اپنی کچھار کے بچاؤ میں جان دے دیتا ہے تو جو اپنی پاکیزہ جان اپنے رب کی رضا کے حصول میں باطل کو پیچھے دھکیلنے میں کھپا دے، اُسے کیوں کر ملامت کی جا سکتی ہے؟‘‘۔

اے فرزندانِ امت:

تمہارے سامنے پرخطر راستوں کا چوراہا ہے، اور امت کی یہ بیداری، اسے اللہ سے باغی حکمرانوں کی خواہشات، اُن کے وضع کردہ قوانین اور صلیبی تسلط کی غلامی سے آزادی دلانے کا تاریخی اور نادر موقع ہے۔اس موقع کو ضائع کر دینا بڑا گناہ اور بہت بڑی نادانی ہوگی کیونکہ امت اس موقع کی کئی دہائیوں سے منتظر تھی لہٰذا اس موقع کو غنیمت جانو، سارے بت توڑ ڈالو اور عدل وایمان کو قائم کردو۔

میں مخلص ساتھیوں کو یاد دہانی کراتا ہوں کہ ایسی مجلس کا قیام جو عامۃ المسلمین کو تمام اہم امور پر رائے اور مشورہ فراہم کرے، شرعی طور پر واجب ہے۔ یہ مجلس اُن باغیرت افراد کے لیے اور بھی زیادہ ضروری ہے جنہوں نے بہت پہلے اِن ظالم حکومتوں کا جڑ سے خاتمہ کرنے کی ضرورت پر زور دیا تھا، ایسے افراد جنہیں عامۃ المسلمین کا وسیع تر اعتماد حاصل ہے۔اب انہیں چاہیے کہ ظالم حکام کے تسلط سے بچتے ہوئے اس منصوبے کو شروع کریں، اس پر فوری عمل درآمد کی سبیل نکالیں اور ایسے گروہ ہمہ وقت موجود رہیں جو موجودہ واقعات کے تسلسل کو برقرار رکھیں ۔اس کا مقصد یہ ہو کہ ایسی ہمہ جہت کارروائی کی جاسکے جس کے ذریعے امت کے تمام مسائل حل ہوں۔ساتھ ہی ساتھ امت کے عالی دماغوں کی تجاویز سے استفادہ کیا جائے، اہلیّت کے حامل تحقیقی مراکز اور اہلِ علم ومعرفت میں سے فکر وفہم رکھنے والوں کی مدد حاصل کی جائے۔اسی طرح اُن لوگوں کی نصرت کی جاسکتی ہے جو امت پر مسلط طواغیت کو زوال سے دوچار کرنے کی جدوجہد میں شریک ہیں، جن کے جگر گوشے قتل وغارت گری کا شکار ہو رہے ہیں۔اسی نہج پر کئی عشروں سے مسلط حکمرانوں اور ان کے قریبی افراد سے گلوخلاصی حاصل کرنے والی اقوام اس تبدیلی کے ثمرات کو سمیٹ سکتی ہیں اور اُنہیں اس کے اہداف حاصل کرنے کے لیے مطلوبہ اقدامات کی راہ نمائی فراہم کی جاسکتی ہے۔

ایسے ہی جن خطوں میں عامۃ المسلمین ابھی تک بیدار نہیں ہوئے اُنہیں بیداری کے لیے تیار کرنے، وہاں تبدیلی کے عمل کی ابتدا کرنے اور اس سے پہلے ضروری تیاریوں کے سلسلے میں ان کے ساتھ تعاون کریں کیونکہ تاخیر سے موقع کھو دینے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں جب کہ درست اور مناسب وقت سے پہلے پیش قدمی کی صورت میں زیادہ قربانیاں دینا پڑتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ تبدیلی کی یہ ہوائیں باذن اللہ سارے ہی عالم اسلام کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گی۔ چنانچہ نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے اندر پیش آمدہ حالات سے پیدا ہونے والی صورت حال کے مطابق حکمتِ عملی وضع کرنے کی صلاحیت پیدا کریں۔کسی بھی حتمی اقدام سے قبل ایسے مخلص ماہرین سے ضرور مشورہ کرلیں جو نہ پیچ کی راہیں تلاش کرنے کے متمنی ہوں اور نہ ہی ظالم حکمرانوں کی چاپلوسی کرتے ہوں۔

الرأی قبل شجاعة الشجعان......هو اول وهی المحل الثانی

’’بہادروں کی بہادری سے پہلے مشورہ اہم ہے، کہ پہلے رائے اور پھر بہادری کا کام ہے‘‘۔

اے میری محبُوب امّتِ مسلمہ:

یقیناً آپ نہیں بھولے ہوں گے کہ چند دہائیوں قبل بھی کئی انقلابی مظاہرے ہوئے تھے، لوگ ان سے بہت مسرور ہوئے مگر پھر کچھ ہی عرصے بعد انہیں ان کے ہولناک نتائج بھگتنا پڑے، چنانچہ آج امّت کے اندر آنے والی تبدیلیوں کو بھٹکنے، زائل ہونے اور ظلم سے بچانے کا طریقہ یہ ہے کہ بنیادی حیثیت کے حامل تمام میدانوں میں شعوری کوشش کر کے طاغوت سے آزادی اور نظام کی تبدیلی کے درست مفاہیم زیادہ سے زیادہ اجاگر کیے جائیں۔ اُن میں سب سے اہم اسلام کا پہلا رکن توحید ہے، اور اس موضوع پر لکھی جانے والی اچھی کتابوں میں سے یہ کتاب' جو استاذ محمد قطب کی تصنیف ہے’’مفاهیم ینبغی ان تصحح‘‘ (وہ مفاہیم جن کی تصحیح ہونی چاہیے)' کا مطالعہ از حد ضروری ہے۔

ماضی میں فرزندان امت کی اکثریت کی طرف سے ہی وہ شعوری کوتاہی برتی گئی جس کے نتیجے میں یہ فسادزدہ تہذیب ہم پر مسلط ہوگئی اور اس تہذیب کی اقدار کو کئی دہائیوں سے ہمارے اوپر مسلط حکمران مستحکم کر رہے ہیں۔یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے اور امت کے دیگر مصائب محض اسی المیے کے کڑوے پھل ہیں۔مغرب کی طرف سے مسلط کردہ اس تہذیب کے نتائج ہمارے حق میں بہت ہی بھیانک نکلے ہیں، ان نتائج میں ذلت ورسوائی، عاجزی و بےبسی، اپنے اوپر مسلط حکمرانوں کی مکمل غلامی' جو درحقیقت اللہ کے بجائے اُن کی عبادت کے مترادف ہے' ، اُن کے حق میں اہم دینی ودنیاوی حقوق سے دستبرداری، تمام اعلیٰ اقدار، اصول وضوابط اور شخصیات کو انہی حکمرانوں کے ذاتی محور کے گرد گھمانا شامل ہیں۔چنانچہ یہ سب باتیں تو انسان سے اس کی انسانیت تک چھین لیتی ہیں اور اسے حکمران اور اُس کی خواہش کے پیچھے بلاادراک وبصیرت بگٹٹ دوڑنے والا بنا دیتی ہیں۔نتیجتاً ہر فرد ایسا چاپلوس بن جاتا ہے، 'اگر لوگ اچھا کریں گے تو وہ بھی اچھا کرے گا اور اگر لوگ برا کریں گے تو وہ بھی برا کرے گا' یہ فلسفہ اُس کی فطرتِ ثانیہ بن جاتا ہے۔یہی چیز اُسے اُس پتھر جیسا بنا دیتی ہے جو ٹھوکروں کی زد میں ہو کہ جس کے ساتھ حکمران جیسا چاہیں سلوک کرے۔ ہمارے ملکوں میں اسی قسم کے لوگ ظلم واستبداد کی بھینٹ چڑھے ہوئے ہیں، جنہیں حکمران اس لیے سڑکوں پر نکال لاتے ہیں کہ وہ اُن کے ناموں کے نعرے بلند کریں، اُن کی حفاظت کے لیے مورچے مضبوط کریں۔ان حکمرانوں کی اولین کوشش یہی ہوتی ہے کہ لوگ اپنے ان اساسی حقوق سے بھی دستبردار ہو جائیں جو انہیں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے لوگوں کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں سلب کر لیں اور اہم امورِ عامہ میں ان کے کردار کو محدود کرنے کے لیے سرکاری دینی اداروں اور ذرائع ابلاغ کی باہم کوششوں کے ذریعے ایسا نظام وضع کیا جو اُن (حکمرانوں کے افعال) کو قانونی رنگ دے۔اُن کی چالوں نے لوگوں کی آنکھوں پر پٹیاں باندھ دیں، اُن کی عقلوں کو ماؤف کر دیا، 'بلند عزائم' جیسے الفاظ کو اُن کے لیے اجنبی بنا دیا، ان میں حکمرانی کے بت کی عبادت کو رائج کیا۔پھر جھوٹ اور بہتان سے کام لیتے ہوئے

اپنے ان کریہہ افعال کو دین کا لبادہ بھی اوڑھا دیا اور وطن کے نام کی بنیاد بھی فراہم کی تا کہ لوگ ان کا احترام کریں، انہیں اپنے دلوں کی گہرائیوں میں بٹھالیں، قوم کے اکابر انہیں مقدس قرار دیں، حتیٰ کہ وہ اطفالِ نوعمر بھی اس فتنہ سے محفوظ نہیں جو ہمارے ذمے امانت ہیں اور جو فطرت پر پیدا ہوئے، اُنہوں نے شقاوت قلبی اور بے رحمی کے ساتھ اُن کی فطرت کو بھی چھین لیا۔ انہی حالات کی ستم ظریفیوں میں جوان بوڑھا ہو گیا اور بچہ جوان ہو گیا جبکہ سرکش اپنی سرکشی میں اور بڑھ گئے، اور کمزور اپنی کمزوری میں اور بڑھ گئے۔

اب تم کس بات کا انتظار کر رہے ہو؟! اپنے آپ کو اور اپنے بچوں کو بچالو کہ اب موقع میسر ہے، خصوصاً اس لیے بھی کہ جوانانِ امت انقلابات کی تکالیف ومشکلات اور طاغوتوں کی گولیوں اور تشدد کو برداشت کر رہے ہیں، پس انہوں نے قربانیاں دے کر راہ ہموار کر دی ہے اور اپنے لہو کے ذریعے طاغوت سے آزادی کا پل قائم کر دیا ہے۔ عمر کے بہترین حصّے میں ان جوانوں نے ذلت اور مغلوبیت کی دنیا کو طلاق دے دی، عزت یا قبر سے رشتہ جوڑ لیا۔ کیا جابر حکمران اس بات کا شعور رکھتے ہیں کہ اب عوام نکل کھڑی ہوئی ہے اور اب اس وقت تک نہیں لوٹے گی جب تک سارے وعدے پورے نہ ہو جائیں، باذن اللہ تعالیٰ۔

آخر میں کہوں گا کہ ہمارے ممالک میں ظلم اپنی انتہا کو پہنچ چکا اور ہم نے اس کا انکار اور مقابلہ کرنے میں بہت تاخیر کر دی ہے لہٰذا اب جو شروع کرے تو اسے پورا کرے، اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرے گا اور جس نے اب تک شروع نہیں کیا تو وہ حالات کے مطابق تیاری کرے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس صحیح حدیث میں غور کریں جس میں انہوں نے فرمایا:

ما من نبی بعثه الله فی امة قبلی الا کان له من امته حواریون واصحاب یاخذون بسنته ویتقیدون بأمره، ثم انها تخلف من بعدهم خلوف یقولون مالایفعلون، ویفعلون مالا یؤمرون، فمن جاهدهم بیده فهو مومن، ومن جاهدهم بلسانه فهو مومن، ومن جاهدهم بقلبه وهو مومن، ولیس وراء ذلک من الایمان حبه خردل

''مجھ سے پہلے جس امت میں بھی اللہ نے کوئی نبی بھیجا تو اس کی امت میں اس کے کچھ حواری اور ساتھی ضرور ہوتے جو اس کی سنت پر چلتے اور اس کے حکم کی پابندی کرتے، پھر ان کے بعد کچھ ناخلف آئے (جن کا طرزِ عمل یہ تھا کہ) جو کہتے وہ کرتے نہیں، اور کرتے وہ جس کا انہیں حکم نہیں دیا جاتا۔ تو جس نے ان سے اپنے ہاتھ کے ذریعے جہاد کیا وہ مومن ہے اور جس نے ان سے اپنی زبان کے ذریعے جہاد کیا وہ مومن ہے اور جس نے ان سے اپنے دل کے ذریعے جہاد کیا وہ مومن ہے اور اس کے بعد رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

سید الشهداء حمزه بن عبدالمطلب، ورجل قام الی امام جائر فأمره ونهاه فقتله

''شہدا کے سردار حمزہ بن عبدالمطلب ہیں اور وہ شخص بھی جو جابر حکمران کے سامنے کھڑا ہوا اور اسے (نیکی کا) حکم دیا اور (برائی سے) منع کیا اور اس (حکمران) نے اُسے قتل کر دیا۔''

جو اس عظیم ارادے سے نکلا اسے مبارک باد، کہ اگر وہ قتل کیا گیا تو سید الشہداء ہے اور اگر وہ زندہ رہا تو عزت وآبرو اور غیرت وحمیت کے ساتھ رہا، لہٰذا حق کی مدد کریں اور ذرا بھی پریشان نہ ہوں۔

فقول الحق للطاغی......هو العز هو البشری

هو الدرب الی الدنیا......هو الدرب الی الأخری

فان شئت فمت عبدا......وان شئت فمت حرا

طاغوت کے سامنے کلمہ حق کہنا......یہی عزت ہے یہی بشارت ہے

یہی دنیا میں (عزت سے) جینے کا راستہ ہے......یہی آخرت کی کامیابیوں طرف جانے کا راستہ ہے

سو اب چاہو تو غلامی میں ہی مر جاؤ......اور چاہو تو حریت اور آزادی کی موت پالو

یا اللہ! اپنے دین کی مدد کرنے والوں کو فتح مبین عطا فرما اور انہیں صبر، سیدھی راہ اور یقین عطا فرما۔

یا اللہ! اس امت کو ہدایت کا ایسا معاملہ عطا فرما جس میں تیرے فرماں بردار معزز اور نافرمان رسوا ہو جائیں، جس میں نیکی کا حکم دیا جائے اور برائی سے منع کیا جائے۔

اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں حسنات دے اور آخرت میں بھی حسنات دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔

اے اللہ! ہماری کمزوری کو قوت سے بدل دے اور ہماری کوتاہی دور فرما اور ہمارے قدم جمادے۔

اے اللہ! مقامی اور عالمی ظالم حکمرانوں کو پکڑ اور کافر ومشرک اقوام کے خلاف ہماری مدد فرما۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمین

☆☆☆☆☆

ایران میں اسیر رہنے والے شیخؒ کے اہل خانہ

معرکہ گیارہ ستمبر کے بعد شیخؒ کے اہل خانہ میں سے بیس افراد ایران چلے گئے تھے جہاں اُنہیں ایران کی حکومت نے آٹھ سال تک گرفتار رکھا اور پھر حال ہی میں اُنہیں بدلے میں رہائی ملی۔ جو افراد ایران میں تھے اُن کے نام یہ ہیں: ستائیس سالہ عثمان بن لادن اور ان کی دو اہلیہ، دو بیٹے اور ایک بیٹی، تیس سالہ سعد بن لادن، ان کی دو بیٹیاں اور ایک بیٹا، پچیس سالہ محمد بن لادن (جن کی شادی شیخ ابوحفصؒ کی صاحب زادی سے ہوئی) کی دو بیٹیاں اور ایک بیٹا، انیس سالہ حمزہ بن لادن اور ان کی والدہ خیریہ صابر یہ، شیخؒ کی بیٹی فاطمہ بن لادن، ان کے شوہر اور بیٹی نجویٰ شامل ہیں۔

محسنِ امت شیخ اسامہ بن محمد بن لادنؒ......حیات وخدمات

سید معاویہ حسین بخاری

ابتدائی زندگی:

۱۹۶۶ء کی ایک صبح ایک عرب بچہ فجر سے کچھ پہلے اپنے والد کو جگا کر کہتا ہے ابا جان میں آپ کو اپنا ایک خواب سنانا چاہتا ہوں۔ والد نے سوچا شاید بچے نے کوئی ڈراؤنا خواب دیکھا ہے۔ انہوں نے وضو کیا اور بچے کو لے کر مسجد کی طرف چل پڑے۔ راستے میں بچے نے بتایا کہ میں نے خواب میں خود کو ایک وسیع میدان میں پایا۔ میں نے دیکھا کہ سفید رنگ کے گھوڑوں پر سوار ایک لشکر میری جانب بڑھ رہا ہے۔ اس لشکر میں سے ایک گھڑ سوار جس کی آنکھیں چمک رہی تھیں میرے برابر آ کر رک گیا اور کہنے لگا: کیا آپ اسامہ بن لادن ہیں؟ میں نے جواب دیا جی ہاں۔ اس نے پھر سوال پوچھا کیا آپ اسامہ بن لادن ہیں؟ میں نے جواب دیا جی ہاں میں ہی ہوں۔ اس نے تیسری بار پھر پوچھا کیا آپ ہی اسامہ بن لادن ہیں؟ تب میں نے اسے کہا خدا کی قسم میں ہی اسامہ بن محمد بن لادن ہوں۔ اس نے میری طرف ایک جھنڈا بڑھایا اور کہا کہ یہ جھنڈا القدس کے دروازے پر امام مہدی (محمد بن عبد اللہ) کو دے دینا۔ میں نے وہ پرچم لے لیا اور میں نے دیکھا کہ وہ لشکر میرے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ والد اس خواب پر بہت حیران ہوئے لیکن پھر کسی کام میں مصروفیت کی بنا پر خواب کو بھول گئے۔ اگلی صبح نماز سے کچھ پہلے جگا کر بچے نے پھر وہی خواب سنایا۔ تیسری صبح پھر ایسا ہی ہوا تو والد کو اپنے بچے کے بارے میں تشویش ہوئی وہ اسے لے کر ایک عالم کے پاس گئے جو خوابوں کی تعبیر جانتے تھے۔ انہوں نے خواب سن کر بچے کو غور سے دیکھا اور پوچھا کیا اس بچے نے خواب دیکھا ہے والد نے فرمایا جی۔ انہوں نے بچے سے پوچھا، بیٹے تمہیں وہ پرچم یاد ہے جو تمہیں اس گھڑ سوار نے دیا تھا؟ اسامہ نے کہا، جی ہاں مجھے یاد ہے۔ وہ عالم کہنے لگے ذرا مجھے بتاؤ وہ کیسا تھا؟ اسامہ نے کہا، تھا تو وہ سعودی عرب کے جھنڈے جیسا ہی مگر اس کا رنگ سبز نہیں تھا بلکہ سیاہ تھا اور اس میں سفید رنگ سے کچھ لکھا ہوا بھی تھا۔ عالم نے اسامہ سے پوچھا کبھی تم نے خود کو بھی لڑتے ہوئے دیکھا ہے اسامہ نے کہا، اس طرح کے خواب تو میں اکثر دیکھتا رہتا ہوں۔ پھر انہوں نے اسامہ سے کہا کہ وہ باہر جائیں اور تلاوت کریں۔ پھر وہ والد کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا آپ لوگوں کا آبائی تعلق کہاں سے ہے؟ انہوں نے کہا، یمن کے علاقے حضر موت سے۔ کہنے لگے کہ اپنے قبیلے کے بارے میں بتائیں۔ انہوں نے کہا ہمارا تعلق قبیلہ شنوءۃ سے ہے جو یمن کا قحطانی قبیلہ ہے۔ عالم نے زور سے تکبیر بلند کی پھر اسامہ کو بلایا اور ان کو روتے ہوئے چومنے لگے ساتھ فرمایا، قیامت کی نشانیاں قریب آ گئی ہیں۔ ''اے محمد بن لادن آپ کا یہ بیٹا امام مہدی کے لیے لشکر تیار کرے گا اور اپنے دین کی حفاظت کے لیے خطہ خراسان کی طرف ہجرت کرے گا۔ اے اسامہ مبارک ہے وہ جو آپ کے ساتھ جہاد کرے، ناکام ونامراد ہو وہ جو آپ کو تنہا چھوڑ کر آپ کے خلاف لڑے''۔

محمد بن لادنؒ کے اس بیٹے کو آج دنیا شیخ اسامہ بن لادن، امیر تنظیم القاعدۃ الجہاد کے نام سے جانتی ہے۔ اس عظیم مجاہد نے اپنے دین کی حفاظت کے لیے واقعتاً ہجرت کی، عالمی جہاد کی بنا ڈالی، اسے اپنے خون جگر اور مال سے سینچا اور آج جب کہ وہ شہادت سے سرفراز ہو کر اپنے رب سے جا ملے ہیں تو ایک ایسا دلیر لشکر موجود ہے جو دنیا کے ہر خطے میں دجال کے حلیف صلیبی اور صیہونی لشکروں کو نشانہ بنا رہا ہے اور امام مہدی کی قیادت میں لڑنے کے لیے منظم ہے۔ شیخ اسامہ بن محمد بن لادن ۱۰ مارچ ۱۹۵۷ء کو سعودی عرب کے شہر ریاض میں پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ کا تعلق شام سے تھا۔

گھریلو حالات اور خاندانی پس منظر:

شیخ اسامہؒ کے خاندان کا تعلق یمن سے ہے۔ جنوبی یمن کا ساحلی صوبہ حضر الموت عدن کی بندرگاہ کے مشرق میں واقع ہے۔ جب برطانیہ نے جنوبی عرب اور عدن کو آزاد کیا تو دو حصوں میں منقسم کر دیا جن کا نام جنوبی یمن اور شمالی یمن رکھا گیا۔ اس آزادی کے اعلان سے پہلے ہی یمنی تاجروں اور کارکنوں کی بہت بڑی تعداد بہتر مستقبل کی تلاش میں یمن چھوڑ کر سعودی عرب کا رخ کر چکی تھی۔ آزادی کے بعد یہ سلسلہ اور تیز ہو گیا۔

یمن چھوڑ کر سعودی عرب کا رخ کرنے والے ان بے شمار لوگوں میں شیخ اسامہؒ کے نوجوان والد محمد بن لادنؒ بھی شامل تھے۔ جو ۱۹۳۰ء میں حضر موت سے سعودی عرب آئے، جوشیلے اور محنتی محمد بن لادنؒ نے اس نئے ملک میں پورے جوش وخروش کے ساتھ کام تلاش کرنا شروع کیا اور جلد ہی انہیں ایک مزدور کی حیثیت سے کام مل گیا۔ محمد بن لادنؒ عرب آئل کمپنی جسے آرامکو بھی کہا جاتا ہے، کے ایک تعمیراتی منصوبے پر ایک مزدور کی حیثیت سے کام کرنے لگے۔ روزانہ انہیں ایک ریال اجرت ملتی تھی۔ اپنے ساتھی کارکنوں کی طرح وہ ایک سخت زندگی گزارتے تھے اور اپنی بچت ایک ٹین بکس میں محفوظ رکھتے تھے۔ کئی برس کی محنت کے بعد بالآخر وہ اتنا پیسہ بچانے میں کامیاب ہو گئے جس سے بہت چھوٹے پیمانے پر بن لادن کنسٹرکشن کمپنی قائم کی جا سکے۔

ابتدا میں محمد بن لادنؒ کی اس کمپنی نے چھوٹے چھوٹے کام سرانجام دیئے لیکن رفتہ رفتہ کام بڑھ گیا، کاروبار پھیلتا گیا۔ ۱۹۵۰ء کے عشرے کے اوائل میں بن لادن کمپنی نے شاہی محلات تعمیر کرنے شروع کر دیئے۔ انہیں اصل کامیابی اس وقت ملی جب ارض مقدس میں مدینہ سے جدہ تک جانے والی ہائی وے تعمیر کرنے کا ٹھیکہ انہیں ملا، یہ محض ایک اتفاق تھا۔ اس ہائی وے کی تعمیر ایک غیر ملکی کمپنی کو کرنی تھی مگر اس غیر ملکی کمپنی نے یہ کام سرانجام دینے سے انکار کر دیا اور یوں یہ بہت بڑا تعمیراتی کام بن لادن کمپنی کو مل گیا۔

یہاں سے بن لادن کا نام اس پورے علاقے میں مشہور ہونا شروع ہوا۔ طویل

سڑکوں سے ہوائی اڈوں کی تعمیر تک اور بڑی عمارتوں سے سرکاری دفاتر کی تعمیر تک اس کمپنی کو ہرطرح کا کام ملنے لگا۔اب کمپنی کواردن سے لے کرخلیجی ریاست راس الخیمہ تک بہت بڑے تعمیراتی ٹھیکے ملنے لگے۔۱۹۶۰ء کےعشرے میں بن لادن گروپ آف کمپنیز محض عرب دنیا کا نہیں، دنیا کاسب سے بڑا کنٹریکٹر گروپ بن چکا تھا۔

محمد بن لادنؒ شاہ سعود(دوم) کےقریبی دوست سمجھے جاتے تھے۔جب شاہ فیصل نے اقتدارسنبھالا توملک شدید ترین اقتصادی بحران کا شکار تھا۔محمد بن لادنؒ نے اس نازک مرحلے پر حکومت کا بھرپور ساتھ دیا۔ایک رپورٹ کے مطابق چھ ماہ تک سعودی حکومت کے ملازمین کی تنخواہیں اپنی جیب سے ادا کیں۔۱۹۶۹ء میں یہودیوں نے مسجد اقصیٰ کوجلایا تو یہ محمد بن لادنؒ ہی تھے جنہوں نے مسجد اقصیٰ کی تعمیر ومرمت کا مبارک کام کیا۔جب شیخؒ ۱۳برس کے تھے توان کے والد اپنے چارٹرڈ طیارے کے حادثے میں انتقال کر گئے۔والد کی وفات کے بعداُن کے بڑے بھائی سالم نے کاروبار سنبھالا اور پھر کچھ عرصے بعد شیخؒ نے کاروبار سنبھالا اورآپ کی راہنمائی میں بن لادن گروپ نے ایک بار پھر بڑے تعمیراتی منصوبوں کوسنبھالنے کا بیڑہ اٹھایا۔ایک رپورٹ کے مطابق انہیں اپنے والد سے ترکے میں ۸۰ ملین ڈالر ملے جسے انہوں نے اللہ کے فضل سے اپنی کاروباری ذہانت وفطانت اورمحنت سے ۵۰۰ ملین ڈالر میں تبدیل کردیا۔

تعلیم اوردین سے محبت

شیخؒ کی پیدائش کے کچھ عرصے بعد ان کے والدین میں علیحدگی ہوگئی۔شیخؒ کی والدہ نے محمد العطاس سے شادی کر لی جوکہ بن لادن کمپنی میں ملازم تھے۔شیخؒ اپنی بہنوں کے ساتھ والدہ اورسوتیلے والد کے پاس رہے۔والد کی طرف سے بھائیوں میں شیخؒ کا اکیسواں نمبر تھا اور بہن بھائیوں میں اکتالیسواں تاہم سبھی بہن بھائی اُن کا احترام کرتے تھے۔ان کے خاندان نے المشرفہ جوکہ جدہ کاقریبی علاقہ ہے میں رہائش اختیار کی۔

کہاجاتا ہے کہ شیخؒ نے شروع میں کچھ عرصہ شام میں تعلیم حاصل کی۔کیونکہ ان کی والدہ اکثر شام کے علاقے لتاکیہ جاتی تھیں۔۱۰سال کی عمر میں شیخؒ نے بروماناہائی سکول میں داخلہ لیا۔یہ سکول لبنان کے علاقے برومانا میں واقع تھا۔ یہاں انہوں نے ایک سال سے کم عرصہ گزارا۔بروماناہائی سکول چھوڑنے کے بعدوہ کچھ عرصہ لتاکیہ میں رہے۔پھر وہ واپس جدہ چلے گئے۔۱۹۷۶ء ۔۱۹۶۹ء کے دوران میں انہوں نے الثغر ماڈل سکول میں تعلیم حاصل کی۔

شیخؒ نے لڑکپن کی عمر تک تاریخ اسلام اور مجاہدین اسلام سے متعلّق سیکڑوں کتابیں پڑھ لی تھیں، وہ کم عمری ہی میں جہاد کی طرف راغب ہوگئے تھے۔وہ بزرگوں سے مشورہ لے کر اور رہنمائی حاصل کر کے اسلامی کتب،قرآن واحادیث اور تفسیر کا بغور مطالعہ کرتے،وہ قرآن مجید کی قرأت سننے کے بے حد شوقین تھے۔اکثر اپنے کمرے میں رات کو ٹیپ ریکارڈ پر کسی نہ کسی معروف قاری کی قرأت سنتے اور پھراشک بار ہوجاتے۔وہ مکہ مکرمہ میں ہفتہ وار درس میں ضرور شمولیت اختیار کرتے۔

۱۹۷۹ء میں انہوں نے جامعہ ملک عبدالعزیز سے ایم پی اے(ماسٹر آف پبلک ایڈمنسٹریشن) کی ڈگری حاصل کی اور جامعہ ملک السعود سے اسلامک اسٹڈیز میں ماسٹرز کی ڈگری لی۔یونیورسٹی میں ان کی دلچسپی دینی امور میں بہت زیادہ تھی۔وہ قرآن سمجھنے میں مشغول رہتے۔ان کے ایک ساتھی کا کہنا ہے کہ ہم نے سید قطبؒ کو پڑھا۔سید قطبؒ کی فکر نے ہماری نوجوان نسل کو بہت متاثر کیا۔یونیورسٹی میں شیخ دو اساتذہ سے بہت متاثر تھے،ایک استاذ محمد قطب اور دوسرے شیخ عبداللہ عزام شہیدؒ، جوکہ جہاد کے بہت بڑے راہنما تھے اور عرب دنیا سے جہادافغانستان میں شرکت کے لیےنوجوانوں کوتیار کرتے تھے۔

شیخؒ کودین سے محبت ان کے والد محمد بن لادنؒ سے ورثے میں ملی۔ان کا خاندان جزیرہ عرب کے عام لوگوں کی طرح امام احمد بن حنبلؒ کا مقلد ہے۔شیخؒ نے کبھی مغربی ممالک میں تعلیم حاصل نہیں کی۔اس حوالے سے گردش کرنے والی خبریں سراسر کذب و افترا پر مبنی ہیں اوراُن میں کوئی حقیقت نہیں۔

شیخؒ صاحبِ دیوان شاعر تھے اوراپنے خطبات اور بیانات میں اکثر اپنے ہی اشعار پڑھا کرتے تھے۔شیخؒ کی شاعری امت کے درداور جہاد کی پکار سے معمور ہوتی،اُن کے اشعار سیدنا حسان بن ثابتؓ کی رجزیہ شاعری کی یاد دلادیتے۔

یونیورسٹی میں تعلیم کے دوران انہوں نے متعدد عالمی تبدیلیوں کا مشاہدہ کیا۔مثلاً ایران میں شاہ کے خلاف تحریک اوراس کے نتیجے میں خمینی انقلاب کا آنا اوراس کے بعد مسجد حرام پر قبضے کا واقعہ پیش آیا۔سعودی حکومت'مسجد کواس وقت تک نہ چھڑا سکی جب تک فرانسیسی افواج نے اس کی مدد نہ کی۔اس سے حکومت کی بے بسی شیخؒ پرواضح ہوگئی۔دسمبر ۱۹۷۹ء میں جب سوویت یونین نے افغانستان پرحملہ کردیا تو شیخؒ فوراًجہاد کے لیے تیار ہوگئے۔

ازدواجی زندگی:

شیخؒ نے پانچ شادیاں کیں،اُن کا پہلا نکاح ۱۷سال کی عمر میں اپنی ماموں زاد سے ہوا،اس کے بعد شیخؒ نے چارمزید نکاح کیے۔شیخؒ کی اپنی پہلی اہلیہ سے علیحدگی ہوگئی تھی۔ شیخؒ کے گیارہ بیٹے اورنو بیٹیاں ہیں۔بیٹوں کے نام یہ ہیں عبدالرحمٰن بن لادن، فیضان نوید بن لادن،سعد بن لادن،عمر بن لادن،عثمان بن لادن،محمد بن لادن،لادن بکر بن لادن،علی بن لادن،عامر بن لادن،حمزہ بن لادن،خالد بن لادن۔

جہادافغانستان میں شرکت:

دسمبر ۱۹۷۹ء میں جب سوویت یونین نے افغانستان پرحملہ کیا تو پوری اسلامی دنیا سے احتجاج کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔شیخؒ نے اس موقع پرعملی اقدام کا فیصلہ کیا۔انہوں نے یونیورسٹی کے بعض اساتذہ سے راہنمائی لی اور کراچی آگئے۔شیخؒ نے اپنے اس وقت کے جذبات کا تذکرہ ۱۹۹۳ء میں رابرٹ فسک کوانٹرویو دیتے ہوئے کیا۔انہوں نے کہا،''میں سخت غصّے میں آگیا اورفوراًجا پہنچا''۔شیخؒ نے افغان مہاجرین کے نمائندوں اور افغانستان کی جہادی قیادت سے ملاقات کی۔

شروع میں شیخؒ ایک ماہ تک خفیہ طور پر پاکستان میں رہے اور حالات کا بغور جائزہ لیتے رہے۔پھر وہ سعودی عرب واپس چلے گئے۔وہاں انہوں نے دیگر عرب شیوخ میں مجاہدین کی مدد کے لیے مہم چلائی۔ ان کی تحریض سے ہزاروں عرب نوجوانوں نے میدان

جہاد کا رخ کیا آپ نے ہی ان کے سفری اخراجات اٹھائے اوران کے لیے معسکر تعمیر کیے۔ شیخ سعودی عرب سے بڑی تعداد میں سامان اور سرمایہ اکٹھا کرکے پاکستان آئے اور افغانی بھائیوں کے ساتھ جہاد میں حصّہ لینے لگے۔شیخ نے ایک بار افغانستان کے بارے میں کہا کہ ''یہاں مسلمانوں کا جو حال ہے اس کے پیش نظر اس ملک میں ایک دن گزارنا عام مسجد میں ایک ہزار دن عبادت کرنے کے مترادف ہے''۔

مکتب الخدمات:

۱۹۸۰ء میں شیخ عبداللہ عزامؒ نے پشاور کے یونیورسٹی ٹاؤن میں مکتب الخدمات قائم کیا۔ جب کہ ۱۹۸۴ء میں شیخؒ نے بیت الانصار کے نام سے جہادی مجموعہ قائم کیا۔شیخؒ مالی طور پر ان کے سب سے بڑے پشتی بان تھے۔اِنہوں نے بہت سے گیسٹ ہاؤس کرائے پر لیے ہوئے تھے جہاں عرب سے آنے والے مجاہدین کوٹھہرایا جاتا تھا اور انہیں فکری اور جسمانی تربیت دی جاتی تھی۔۱۹۸۹ میں جب شیخ عبداللہ عزامؒ پشاور میں ایک کار بم دھماکے میں شہید کردیے گئے تو عرب مجاہدین کے قائد کے طور پر شیخؒ کی شخصیت ابھر کر سامنے آئی۔

جہاد افغانستان میں شیخؒ کی خدمات:

شیخؒ جہاد بالمال اور جہاد بالسیف ساتھ ساتھ کرتے رہے، مشرقی افغانستان کے صوبے ننگر ہار میں عرب مجاہدین کے مراکز میں جاکر تربیت بھی لی اور شریکِ قتال بھی ہوئے۔ان مراکز نے سات سو کے قریب عرب اور افغان مجاہدین کو تربیت فراہم کی، جن مجاہدین سے بعد میں ہزاروں مجاہدین نے تربیت پائی۔

شیخؒ نے بنفس نفیس افغان جہاد میں مجاہدین کے شانہ بشانہ حصّہ لیا۔ایک موقع پر جب روسی فوجی انہیں پکڑنے کی کوشش کررہے تھے تو وہ شیخؒ سے صرف ۳۰ میٹر دور تھے جب کہ اوپر سے بم باری اور ٹینکوں سے گولہ باری بھی ہو رہی تھی۔ایک گولہ ان کے بالکل قریب آکر گرا لیکن پھٹا نہیں، بعد ازاں چار بم ان کے معسکر پر گرے لیکن وہ بھی نہیں پھٹے۔شیخؒ میدان جہاد میں تین چار بار زخمی ہوئے، ایک بار بم کے کچھ ٹکڑے آپ کو لگے اور ایک بار آپ گھوڑے سے گرے، آپ کی ہڈی ٹوٹ گئی، پاکستان کے معروف آرتھوپیڈک سرجن ڈاکٹر عامر عزیز نے آپ کا علاج کیا اور اس 'جرم' کی پاداش میں ڈاکٹر عامر عزیز کو آئی ایس آئی اور سی آئی اے نے کئی ماہ تک گرفتار رکھا۔

شیخؒ کا کہنا تھا کہ وہ گولیوں اور بموں کی آوازوں سے خوف زدہ نہیں ہوتے بلکہ یہ تو ان کی پسندیدہ آوازیں ہیں کیونکہ تعمیراتی کاموں کے لیے وہ بچپن ہی سے پہاڑوں کو بارود اور بموں سے اڑانے کا کام بڑے شوق سے کرتے تھے۔جب کہ گن چلانا ان کا بچپن کا شوق تھا''والد نے بچپن ہی سے دل میں صرف اللہ کا خوف بٹھا دیا تھا اس لیے ہم امریکہ، روس یا اسرائیل کو کچھ نہیں سمجھتے، ہم جب چاہیں ان کی نیندیں حرام کرسکتے ہیں''۔

جن دنوں وہ سوڈان میں رہ رہے تھے، شدید گرمی تھی لیکن وہ ایئر کنڈیشنڈ استعمال نہیں کرتے تھے۔ان کا کہنا تھا کہ انہیں آسان زندگی پسند نہیں، مجاہد کی زندگی جنگلوں، پہاڑوں، غاروں اور ریگستانوں میں گزرتی ہے۔افغان جہاد میں وہ ایک جرأت مند کمانڈر مشہور تھے۔پکتیا کے محاذ پر انہوں نے بڑی مشکل اور یادگار جنگ لڑی، کم اسلحہ اور کم نفری سے انہوں نے اس محاذ پر جنگ لڑ کر اسلامی فتوحات کی یاد تازہ کردی۔انہوں نے اس جنگ کے دوران شکست دے کر روسی جنرل سے 'اے۔کے ۴۷' رائفل غنیمت کرلی جو ان کے پاس ہمیشہ محفوظ رہی۔

شیخؒ نے انتہائی بلند پہاڑوں کے درمیان مجاہدین کے لیے سٹور، ڈپو اور ہسپتال تعمیر کیے۔اس دوران وہ خود بلڈوزر چلاتے اور روسی ہیلی کاپٹروں کی زد میں آنے کا خطرہ مول لیتے۔اس کے ساتھ ساتھ کلاشنکوف لے کر محاذوں پر لڑتے بھی۔۱۹۸۶ء میں شیخؒ کا جاجی کے محاذ پر روسی فوج سے معرکہ بہت معروف ہے جس میں آپ نے پندرہ بیس عرب ساتھیوں کے ساتھ روسی فوجی یلغار کا سامنا کیا اور ان کو ایک بھرپور مقابلے کے بعد شکست دی۔ایک سال بعد شیخؒ نے شعبان کے مقام پر سوویت فوجوں کے خلاف ایک لڑائی کی قیادت کی۔اس لڑائی میں مجاہدین کو بہت سخت حالات کا سامنا کرنا پڑا، لڑائی میں دشمن بہت قریب تھا، مگر اس کے باوجود کئی گنا طاقت ور روسیوں کو علاقے سے باہر نکال دیا گیا۔حمزہ محمد جو کہ افغانستان میں ایک فلسطینی مجاہد تھے، بعد میں سوڈان میں بن لادن کمپنی کے ایک تعمیراتی پراجیکٹ کی دیکھ بھال پر مامور ہوگئے، کہتے ہیں:

> ''شیخؒ ہمارے لیے ایک ہیرو کی حیثیت رکھتے تھے، کیونکہ وہ ہمیشہ محاذ پر موجود رہتے سب سے آگے، انہوں نے نہ صرف اپنا مال خرچ کیا، بلکہ انہوں نے خود کو بھی حاضر کردیا، وہ اپنا عالی شان محل چھوڑ کر غریب افغانوں اور عرب مجاہدین کے درمیان رہتے، وہ انہی کے ساتھ پکاتے اور انہی کے ساتھ کھاتے، ان کے ساتھ ہی خندقیں کھودتے''۔

تنظیم القاعدۃ الجہاد:

تنظیم القاعدۃ الجہاد جو مختصراً القاعدہ کے نام سے دنیا بھر میں جانی جاتی ہے' کو نوے کے عشرے میں شیخؒ نے قائم کیا جو کہ اب پوری دنیا میں فتنے کے خاتمے، کلمۃ اللہ کی سربلندی اور دعوت منہاج النبوۃ کے لئے جہاد کرنے والی تنظیم ہے۔القاعدہ کو دیکھنے کا ایک اور انداز بھی ہے کہ اب یہ محض ایک تنظیم کے طور پر محدود نہیں رہی کہ جس کے کچھ بیعت یافتہ اراکین ہوں بلکہ یہ ایک منہج کا نام بن چکا ہے جہاں بھی کفار کے خلاف مزاحمت کا نام لیا جائے اور جہاں بھی کفّار اور طواغیت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر للکارنے کا نام لیا جائے امت کے دفاع کا، امت کی طرف سے قتال کا تذکرہ آئے تو القاعدہ کا نام خود بخود سامنے آجاتا ہے تو جہاد اور القاعدہ دونوں لفظ لازم و ملزوم بن چکے ہیں -اور اس اعتبار سے بات کریں تو یہ محض ایک روایتی قسم کی تنظیم نہیں رہی بلکہ امت کی طرف سے جو بھی شرعی منہج کے مطابق قتال کرے گا وہ دنیا کے کسی بھی حصّے میں ہو خواہ کسی بھی نام سے کام کررہا ہو وہ القاعدہ ہی کے نام سے پہنچانا جائے گا۔

سعودی عرب واپسی اور امریکہ کی جزیرۃ العرب میں آمد:

۱۹۸۹ء میں بالآخر اللہ کی نصرت سے مجاہدین کی کوششیں رنگ لائیں۔روسی افواج افغانستان سے پسپا ہوکر نکل گئیں۔افغان مجاہد تنظیموں کی باہمی چپقلش کی وجہ سے شیخ

بہت بے چین اور آزدہ خاطر رہتے تھے، اُنہوں نے اپنے تئیں تمام کوششیں کیں کہ روس کے خلاف جہاد کے ثمرات ضائع نہ ہونے پائیں اور افغان مجاہدین کی قیادت باہم شیر وشکر ہوکر شریعتِ اسلامیہ کے نفاذ کی جانب اپنی توجہات مبذول کریں لیکن اُنہیں اپنی کاوشوں میں قابل قدر کامیابی حاصل نہ ہوسکی۔ ان حالات میں شیخؒ سعودی عرب واپس چلے گئے۔ اس دوران میں شیخؒ کئی ممالک میں اسلامی جماعتوں اور جہادی مجموعات کی مالی معاونت کرتے رہے۔ جن میں مصر، الجزائر، تیونس، یمن، فلپائن اور دیگر ممالک شامل تھے۔

اسی دوران میں ۱۹۹۰ میں عراق کویت تنازعہ کو بنیاد بنا کر امریکہ نے اپنی فوجیں سرزمین حرمین میں اتار دیں۔ شیخؒ نے امریکی افواج کی جزیرۃ العرب آمد کے خلاف بھرپور انداز میں آواز اٹھائی۔ آپؒ نے سعودی شاہی خاندان کے فرمانروا شاہ فہد کو پیش کش کی کہ اگر امریکہ کی مدد لینے سے انکار کر دیا جائے تو مجاہدین اللہ کی مدد کے سہارے عراقی فوجوں کا بخوبی مقابلہ کر سکتے ہیں اور اُنہیں شکست سے دوچار کر سکتے ہیں۔ لیکن شاہ فہد نے شیخؒ کی اس پیش کش پر کان دھرنے کی بجائے امریکہ کی گود میں ہی جائے پناہ تلاش کرنے کو ضروری سمجھا۔ نتیجتاً شیخؒ نے اس اقدام کے خلاف عامۃ المسلمین کو بیدار کرنے کا بیڑہ اٹھایا، آپؒ نے شہر شہر جا کر مساجد میں اپنے خطابات اور بیانات کے ذریعے مسلمانوں کو اس خطرے کا ادراک کروایا۔ علمائے کرام کو اس اہم شرعی مسئلے کے حوالے سے میدانِ عمل میں نکلنے کے لیے آپ نے جدوجہد کی اور جزیرۃ العرب میں صلیبی افواج کی موجودگی کے خلاف پانچ سو سے زائد علما کے دستخطوں سے ایک فتویٰ جاری کروانے میں اہم کردار ادا کیا۔ انہی سرگرمیوں کے باعث ۱۹۸۹ء سے ۱۹۹۱ء تک ان کا پاسپورٹ سرکاری تحویل میں رہا۔

شیخؒ فرماتے تھے ''روس کمیونسٹ بلاک کا سر تھا، روس کے ٹوٹنے سے مشرقی یورپ میں کمیونزم ختم ہوگیا۔ اگر امریکہ کا سر کاٹ دیا جائے تو عرب بادشاہتیں ختم ہوسکتی ہیں، امریکہ کا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ وہ مقدس سرزمین میں داخل ہوگیا، ایک لاکھ ۲۰ ہزار فوجی سعودی عرب میں کس کے خلاف لڑائی میں مصروف ہیں؟ مسلمانوں کی غیرت کہاں ہے؟ کیا وہ اپنے کعبہ کی خود حفاظت نہیں کر سکتے؟ بعثت نبویؐ سے پہلے مکہ پر ابرہہ نے حملہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ابابیلوں کو بھیجا تھا جنہوں نے کنکریاں گرا کر ابرہہ کے لشکر کو تباہ کیا۔ آج ایک ارب مسلمان موجود ہیں، اب ابابیلیں نہیں آئیں گی، مسلمانوں کو خود اٹھنا ہوگا۔ مسلمان وائٹ ہاؤس کی بجائے کعبۃ اللہ کی فکر کریں''۔

شیخؒ نے ۱۹۹۱ء تک اس بات کا انتظار کیا کہ امریکی افواج واپس چلی جائیں مگر اس ڈیڑھ برس میں انہیں اندازہ ہوا کہ حکومت کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ امریکی افواج کو سعودی عرب سے باہر نکال سکے۔ چنانچہ انہوں نے سعودی عرب سے ہجرت کرنے کا فیصلہ کیا۔ بلادِ حرمین میں یہود و نصاریٰ کو لانے کے فیصلے پر حکومت پر تنقید کرنے کی وجہ سے ان کو نظر بند کر دیا گیا تھا۔ انہوں نے اپنے ایک بھائی سے جو کہ شاہ فہد کے قریب تھے، کہا کہ وہ اپنے کاروبار کے سلسلے میں پاکستان جانا چاہتے ہیں۔ ان کے بھائی کی نائب وزیر داخلہ شہزادہ احمد سے گہری دوستی تھی۔ تاہم وزیر داخلہ شہزادہ نائف سب سے بڑی رکاوٹ تھا۔ جب وزیر داخلہ شہزادہ نائف غیر ملکی دورے پر گیا تو قائم مقام وزیر داخلہ شہزادہ احمد نے شیخؒ کی نقل وحرکت پر پابندی ختم کردی۔ شیخؒ اپریل ۱۹۹۱ء میں سعودی عرب سے پاکستان اور پھر افغانستان پہنچ گئے۔ افغانستان میں اس وقت مجاہدین آپس میں دست و گریبان تھے۔ شیخؒ نے ان کی صلح کرانے کی کوشش کی لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ آخر کار انہوں نے سوڈان جانے فیصلہ کرلیا۔

سوڈان میں پانچ سال قیام:

سوڈان کے راہنما حسن الترابی نے ۱۹۹۱ء میں خرطوم میں شیخؒ کا استقبال کیا۔ وہ عرب مجاہدین جو افغانستان جنگ میں شیخؒ کے ساتھ تھے انہوں نے بھی سوڈان کا رخ کیا اور ان کی کمپنیوں میں ملازمت کر لی۔ اس وقت جنرل عمر البشیر کو فوجی انقلاب کے ذریعے اقتدار سنبھالے دو برس ہوئے تھے۔ حسن الترابی کی جماعت عمر بشیر کی حکومت کی حامی تھی۔ شیخ نے سوڈان میں ۵ سال قیام کیا، سوڈان میں قیام کی تفصیلات ''شیخ کی چار خطوں کو دارالاسلام بنانے کی خواہش'' میں موجود ہیں۔ آخر کار سوڈان کی حکومت نے امریکی دباؤ کے سامنے گھٹنے ٹیک دیے اور شیخؒ سے درخواست کی کہ وہ سوڈان کو چھوڑ دیں۔

افغانستان واپسی:

۱۹۹۶ء میں شیخؒ نے اپنے خاندان کے ساتھ افغانستان ہجرت کی۔ افغانستان میں ان دنوں سابقہ جہادی راہنما اقتدار سے محروم ہو کر ملک کے شمالی علاقے میں مقیم تھے اور طالبان اقتدار سنبھال رہے تھے۔

امریکہ کے خلاف اعلان جہاد اور مسجد اقصیٰ کی آزادی:

شیخؒ اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ دنیا بھر میں بالعموم اور فلسطین میں بالخصوص مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کی پشت پناہی امریکہ کر رہا ہے۔ اس لیے القاعدہ دنیا کے مختلف حصوں میں امریکی اہداف کو وقتاً فوقتاً نشانہ بناتی رہی۔ فلسطین اور لبنان میں مسلمانوں کے قتل عام، دو مقدس مقامات پر امریکی قبضے، ملکی وسائل پر مغربی قبضے، سعودیہ کی بگڑتی ہوئی صورت حال خصوصاً علماء اور مجاہدین کی گرفتاریوں کے سبب، شیخؒ نے ۱۹۹۶ میں امریکہ کے خلاف باقاعدہ اعلان جہاد کیا۔ ۲۶ اگست ۱۹۹۶ء کو انہوں نے اپنا پہلا بیان جاری کیا، جس کا عنوان تھا ''اسامہ بن محمد بن لادن کی جانب سے اعلان جہاد''۔ اس بیان میں امریکی افواج کے لیے وارننگ تھی کہ وہ سرزمین مقدس کو فوری طور پر چھوڑ جائیں ورنہ ان کے خلاف وہی مجاہدین اٹھ کھڑے ہوں گے جنہوں نے پہلے روسی افواج کو شکست دی تھی۔

شیخؒ اس نتیجے پر پہنچ گئے کہ عالم اسلام کا اصل مسئلہ بیت المقدس کا پنجۂ یہود میں ہونا اور مسلمان ملکوں میں امریکی مداخلت ہے۔ اگر امریکہ کمزور ہو جائے تو خلیجی ممالک کے حکام خود بخود کمزور ہو جائیں گے اور اس کا حل مسلم اکثریت والے خطوں میں امریکی مفادات کے خلاف مسلح جہاد ہے۔

نائن الیون اور شیخ کی شخصیت کا عروج:

گیارہ ستمبر ۲۰۰۱ء کو امریکا اس وقت اپنی تاریخ کی بدترین شکست سے دوچار

ہوا جب واشنگٹن میں امریکی محکمہ دفاع پینٹا گون کی عمارت اور نیویارک میں تجارتی مرکز ورلڈ ٹریڈ سینٹر سے تین طیارے ٹکرا دیے گئے اور محکمہ خارجہ (اسٹیٹ ڈپارٹمنٹ) کے باہر کار بم دھما کا ہوا۔ امریکا میں ہونے والے ان فدائی حملوں کے باعث ہزاروں امریکی ہلاک اور اتنے ہی زخمی ہوئے جب کہ اربوں ڈالر کا نقصان ہوا۔ ملک کے تمام ہوائی اڈے بند کر دیئے گئے اور وائٹ ہاؤس سمیت اہم سرکاری عمارتیں خالی کرالی گئیں۔

امریکہ پر حملوں کی جو منصوبہ بندی شیخؒ نے کی اس میں انہوں نے امریکہ پر چار سے زیادہ طیاروں کے ذریعے سے حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ امریکہ پانچ، چھ یا دس طیاروں کی مار نہیں، لیکن اُنہوں نے حملہ کرنے میں جلدی کی، اس کی دو وجوہات تھیں۔

۱۔ شیخؒ جان چکے تھے کہ امریکہ، افغانستان پر حملے کی منصوبہ بندی کر چکا ہے اس لیے شیخؒ نے چاہا کہ اِس پر پہلے ہی اچانک حملہ کر کے اِسے رُسوا کر دیں۔

۲۔ فلسطین کی صورتِ حال پر وہ انتہائی رنجیدہ تھے اس لیے اُنہوں نے جلدی حملہ کیا۔ اور امریکہ پر چار طیاروں کے ذریعے حملہ کرنے میں مصلحت جانی اور بقیہ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مشیت پر چھوڑ دیا۔

اُنہیں علم ہوا کہ فلسطین کی خواتین، اُن کی تصاویر اٹھا کر سڑکوں پر گھوم رہی ہیں اور کہہ رہی ہیں کہ: ''اُسامہ تیرا وعدہ کہاں ہے''؟

اِس واقعے پر اُنہیں شدید غم ہوا اور تین دن تک اُنہوں نے کسی سے بات تک نہیں کی۔ اِس کے کچھ ہی دنوں بعد ستمبر کے مبارک واقعات پیش آئے، ان واقعات پر امت مسلمہ میں سب سے زیادہ خوشی کا اعلانیہ اظہار فلسطینیوں نے ہی ہوئی فائرنگ، مبارک سلامت اور مٹھائیوں کی تقسیم کے ذریعے کیا۔ پھر اُنہوں نے فلسطینیوں کی مدد کے حوالے سے اپنی وہ مشہور قسم اُٹھائی کہ جو کئی سال گزرنے کے باوجود بھی یادگار ہے۔

ستمبر کے مبارک واقعات سے پہلے مصر کے جوہری سائنسدانوں میں سے ایک کی ذمہ داری تھی کہ وہ ایٹمی اسلحہ کی تیاری کرے اور اِس کے لوازمات خریدے۔ شیخؒ نے اِس منصوبے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے بہت سی رقم خرچ کی تھی اور اِن مصری ایٹمی سائنسدانوں نے ایک چھوٹے سے ایٹم بم کو پھاڑنے کا تجربہ بھی کیا تھا۔ اِس ایک چھوٹے سے ایٹم بم نے بہت ہی بڑا اور تباہ کُن دھماکہ کیا تھا، جس نے مجاہدین کی قیادت کو خوش کر دیا تھا۔ شیخؒ بذاتِ خود اِس منصوبے کا مرحلہ وار جائزہ لیتے رہے۔

گیارہ ستمبر کے نتیجے میں وہ سب کچھ عیاں ہو گیا جو پہلے صرف مخصوص لوگوں کو ہی معلوم تھا کہ اسلام کے ازلی دشمن یہود اور نصاریٰ ہیں، عالم اسلام میں موجود برسر اقتدار طبقہ در اصل امریکہ کا منظور نظر ہے اور ان کے مسلسل اقتدار میں رہنے کی وجہ بھی امریکہ کی پشت پناہی ہے، مسلم خطوں میں بالعموم اور خلیجی ریاستوں میں بالخصوص امریکہ کے فضائی اور بحری اڈے موجود ہیں، مسلم ممالک میں برسر اقتدار طبقہ اور یہاں کی فوجیں امریکہ سے حد درجے خائف ہیں اور یہ کسی صورت میں اپنا دفاع کرنے کے لیے ہاتھ پیر نہیں ماریں گے۔

گیارہ ستمبر کے مبارک حملوں کے بعد شیخؒ کو عالمی شہرت ملی اور انہیں امریکہ کے ایک مضبوط حریف کے طور پر جانا جانے لگا۔ امریکہ نے ان کی گرفتاری یا شہادت پر پچیس ملین ڈالر انعام کا اعلان کیا۔ امریکہ نے انہیں دہشت گرد کے طور پر متعارف کروایا مگر عالم اسلام نے انہیں ایک عظیم قائد اور مجاہد کی حیثیت دی۔ وہ پوری دنیائے اسلام کے ان مسلمانوں کے محبوب بن گئے جو اسلام کے غلبے کی خواہش رکھتے ہیں اور مسلمانوں کی بے بسی پر غم زدہ ہوتے ہیں۔ گیارہ ستمبر کے بعد ہزاروں مسلمانوں نے القاعدہ میں شمولیت اختیار کی۔

شیخؒ کے اوصاف' اتباع سنت، حیا اور غیرت:

شیخؒ اپنی زندگی میں نہایت درجہ متبع سنت علیہ السلام تھے۔ جزیرۃ العرب کے مجاہدین کے امیر شیخ ابوبصیر ناصر الوحیشی جو شیخؒ کے ذاتی محافظ بھی رہے' قسم کھا کر کہتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی میں شیخؒ سے زیادہ سنت کا اتباع کرنے والا شخص نہیں دیکھا۔ جنہوں نے بھی شیخؒ کے ساتھ وقت گزارا وہ گواہی دیتے ہیں کہ شیخ بہت حیادار اور شرمیلے تھے۔ ساتھیوں سے بھی آنکھیں جھکا کر بہت دھیمے انداز میں بات کرتے تھے لیکن جب دینی غیرت کا معاملہ ہوتا تو چہرہ سرخ ہو جاتا اور آواز اونچی ہو جاتی۔ عرب صحافی عبدالباری عطوان کہتے ہیں کہ'' آج کل ہم عرب لوگوں میں اتنا عاجز اور منکسر المزاج فرد ہونا ناممکن ہے جتنا شیخؒ عاجز اور متواضع تھے''۔

صلیبی جنگ کے دس سالوں میں مجاہدین کی قیادت:

امریکہ کے افغانستان پر حملے کے دوران میں شیخؒ نے مجاہدین کی براہ راست قیادت کی۔ وہ محاذوں پر سب سے آگے ہوتے اور مجاہدین کا بہت زیادہ خیال رکھتے۔ شروع جنگ میں بمباری کے دوران میں شیخؒ تورا بورا کے پہاڑوں سے سب سے آخر میں اُس وقت باہر آئے، جب اُنہیں اطمینان ہو گیا کہ سب مجاہد خیریت سے اُتر چکے ہیں اور خود مسلسل بمباری اور خطرے کا سامنا کرتے رہے، پھر جب سب خطرے سے دور ہو گئے، تو خود بھی باہر آ گئے۔

ان کا ایک مشہور قول ہے، جو وہ اُس وقت کہتے کہ جب کوئی ایسا فرد اُن کے پاس آتا جو پہلے لڑائی کے میدان میں نہیں اترا ہوتا تھا۔ وہ اُن سے کہنے لگتا کہ اگر آپ اِس طرح کرتے یا اُس طرح نہ کرتے، تو بہتر تھا؟ تو شیخؒ اُسے ایک انتہائی اہم جملہ کہتے کہ جو آبِ زر سے لکھے جانے کے لائق ہے۔ وہ کہتے کہ: ''جہاد اسلام کی چوٹی کا عمل اور جو چوٹی کے نیچے ہوتا ہے، وہ اپنے نیچے سب کچھ واضح طور پر دیکھ سکتا ہے۔ جبکہ جو نیچے ہوتا ہے، وہ ایسا نہیں کر سکتا''۔

مجاہدین کو اطاعت امیر کی تاکید کرتے ہوئے فرماتے، ''اگر میں مر جاؤں یا قتل کر دیا جاؤں، تو تم میں سے کسی کی بھی مجھ سے محبت، اُسے اِس راستے کو چھوڑ دینے پر آمادہ نہ کرے بلکہ تم پر جو امیر بھی بنایا جائے، اُس کی بات سنو اور اطاعت کرو''۔

افغانستان پر صلیبی یلغار کے شروع میں جب مجاہدین (تورا بورا) کے غاروں میں چلے گئے، تو شیخؒ نے خواب میں دیکھا کہ ایک بچھو اس خندق نما غار میں آ گرا ہے، جس میں وہ خود موجود ہیں۔ نیند سے بیدار ہوتے ہی آپ نے اِس خندق کو چھوڑ دیا اور اس کے دو یا تین دن بعد ہی طیاروں نے اس خندق پر بمباری کر کے اسے تباہ کر دیا۔

(بقیہ صفحہ ۲۸ پر)

شیخ اسامہ: روس کے خلاف جہاد میں

خباب اسماعیل

دسمبر ۱۹۷۹ء میں عرب مجاہدین کا سب سے پہلا قافلہ افغانستان جانے کے لیے پشاور میں وارد ہوا۔ یہ تقریباً ۴۰ کے قریب افراد پر مشتمل قافلہ تھا جن میں خلیج کی ریاستوں اور شمالی افریقہ کے عرب ممالک کے نوجوان بھی شامل تھے۔ شیخ عبداللہ عزامؒ نے پشاور پہنچ کر سب سے پہلے عرب مجاہدین کو منظّم انداز میں جہاد کی ترغیب دی اور پشاور میں اُن کے اولین مراکز قائم کیے، جہاں مجاہدین نے قیام کیا۔ مجاہدین اور دیگر افغان عوام کی مدد کے لیے ادارے قائم کیے گئے، اسی دور میں اسلامی دنیا کے متمول حصوں سے مجاہدین کی اعانت اور مہاجرین کی بحالی کے لیے مالی امداد آنا شروع ہوگئی۔ شیخ عزامؒ کا تعلّق فلسطین سے تھا اور ان کا شیخ اسامہؒ سے جامعہ ملک عبدالعزیز میں ہی رابطہ ہوگیا تھا جہاں شیخ عزامؒ استاد اور شیخ اسامہؒ طالبِ علم تھے۔ ان دونوں کے تعلقات میں فلسطین کے مسلمانوں سے وابستگی بھی قدرِ مشترک تھی۔ فلسطینی اس سلسلے میں شیخؒ کے خاندان کی خدمات کو فراموش نہیں کر سکتے، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ شیخؒ کا مسئلہ فلسطین سے کوئی تعلّق نہیں اور وہ اس مسئلے کو ہائی جیک کرنا چاہتے ہیں تو یہ اُن کی لاعلمی ہے۔ اس خاندان کی طرف سے فلسطینیوں کی اعانت محمد بن لادنؒ کے زمانے سے ہی شروع ہو چکی تھی۔ اس پس منظر کے حوالے سے عبداللہ عزامؒ نے شیخ اسامہ سے رابطہ کیا اور اُن سے افغانستان میں جہاد کی مالی تعاون کے لیے درخواست کی۔ شیخ عبداللہ عزامؒ کی بصیرت نے یہ جان لیا تھا کہ شیخ اسامہؒ نا صرف خود اس سلسلے میں امداد کریں گے بلکہ خلیج کی دیگر متمول شخصیات کو بھی اس کام پر آمادہ کر لیں گے۔

۱۹۸۰ء میں شیخ عزامؒ نے پشاور کے یونی ورسٹی ٹاؤن میں اس کام کو منظّم انداز میں کرنے کے لیے 'مکتب الخدمات' قائم کیا۔ شیخ اسامہؒ اس مکتب کے مالی معاون تھے، آپؒ نے پشاور میں بہت سے گیسٹ ہاؤس کرائے پر لیے ہوئے تھے، جہاں عرب سے آنے والے مجاہدین کو ٹھہرایا جاتا تھا اور انہیں فکری اور جسمانی تربیت دی جاتی تھی۔ شیخؒ نے ۱۹۸۴ء میں بیت الانصار کے نام سے مجموعہ قائم کیا جو مکتب الخدمات سے مل کر کام کرتا تھا۔ اس کے پلیٹ فارم کو دیگر اسلامی اور عرب رفاہی تنظیمیں استعمال کر کے مجاہدین کی مدد کر سکتی تھیں۔ ۱۹۸۳ء میں مکتب الخدمات نے امریکی امداد کو ٹھکرا دیا تھا، اس بات کا اعتراف سی آئی اے کے ایک سابق افسر نے بھی کیا کہ مکتب الخدمات نے کبھی بھی امریکی امداد قبول نہیں کی۔ بلکہ ان کا سارا انحصار عالم عرب سے آنے والی امداد پر تھا۔ کچھ عرصے بعد ایسا وقت آیا جب عرب مجاہدین کا سب سے بڑا پلیٹ فارم یہی ادارہ بن گیا۔ اس ادارے کو قائم کرنے والے مجاہدین قیادت میں شمار ہونے لگے، شیخ عبداللہ عزامؒ خود عملی طور پر جہاد میں شریک تھے۔ وہ افغانستان میں جہاد کرنے والے عرب مجاہدین اور شیخ اسامہؒ کے ساتھ جہاد میں شریک تھے۔

شیخؒ نے ۱۹۸۴ء میں جلال آباد میں چھ معسکرات جہاد کی تربیت و تیاری کے لیے قائم کیے۔ اس کے علاوہ خوست، قندھار، پکتیا اور لوگر میں بھی مراکز قائم کیے گئے۔ جب تک افغانستان سے روسی فوجیں واپس گئیں اس وقت تک یہ پلیٹ فارم عرب اور دیگر غیر افغان مجاہدین کی سرگرمیوں کا طاقت ور مرکز بن چکا تھا۔ ان میں زیادہ تعداد، فلسطینیوں اور مصریوں کی تھی۔ اس کے بعد شامی، اردنی، الجزائری، ترک، فلپائنی، خلیجی، انڈونیشین اور سعودی مجاہدین بھی تھے۔ مجاہدین کی امداد کے لیے یورپ اور امریکہ کے متمول مسلمان ادارے اور شخصیات بھی امداد بھیج رہی تھیں، اس سلسلے میں مکتب الخدمات نے بروکلین امریکہ میں بھی ایک دفتر قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ اسی طرح کے کئی ادارے یورپ میں بھی کام کر رہے تھے، مگر سوویت یونین کے افغانستان سے شکست کھانے کے بعد ان اداروں پر بھی کڑی نگاہ رکھی جانے لگی۔ عالم اسلام کی بہت سی ایسی جماعتیں جن کی سرگرمیاں منہج جہاد و قتال کو اختیار کرنے کے سبب پابندی کا شکار تھیں' مکتب الخدمات کی جانب متوجہ ہو رہی تھیں۔ ان جماعتوں کی قیادت نے بھی مکتب الخدمات کو ہی اپنا پلیٹ فارم قرار دیا۔ اسی کی وجہ یہ تھی کہ ان ممالک کے مجاہدین کو افغانستان سے واپس جاتے ہی حراست میں لے لیا جاتا اور ان پر انتہا پسندی کے الزامات عائد کیے جانے لگے، یہ تحریکیں افغانستان کے ساتھ ساتھ ان ممالک میں بھی اسلامی نظام نافذ کرنے کا مطالبہ کر رہی تھیں۔

افغانستان میں ۸۴-۱۹۸۳ء میں سوویت یونین کے گن شپ ہیلی کاپٹروں نے بہت تباہی مچائی، جس کا توڑ افغان مجاہدین کے پاس نہیں تھا۔ ایک سال کے دوران مجاہدین کا بہت سا جانی نقصان ہو چکا تھا۔ اس صورت حال کے تدارک کے لیے شیخؒ نے فوراً سعودی عرب جانے کا ارادہ کیا جہاں سے بن لادن کمپنی کے بڑے بڑے بلڈوزر اور پہاڑ توڑنے کی مشینیں جو اس سے پہلے حرمین شریفین کی توسیع کے لیے پہاڑ توڑنے کا کام کر چکی تھیں، بحری جہازوں کے ذریعے کراچی کی بندرگاہ پر پہنچا دی گئیں اور وہاں سے ان کو سڑک کے ذریعے افغانستان پہنچایا گیا۔ شیخؒ نے اپنی زیرِ نگرانی پہاڑوں کے اندر بڑی بڑی غاریں بنائیں اور مجاہدین کی نقل و حمل کے لیے راستوں کو ہموار کرنا شروع کر دیا۔ اس کے علاوہ شیخؒ کے قریبی ساتھی انجینئر محمد سعد' جن کا تعلّق عراق سے تھا' نے اس سلسلے میں بڑا ہاتھ بٹایا۔ ان کا سب سے بڑا کارنامہ کابل شہر کے نزدیک ۱۵ کلومیٹر لمبی سرنگ کی تیاری ہے۔ شیخؒ اور ان کے ساتھیوں کی کوششوں سے افغان مجاہدین بڑی حد تک جانی نقصان سے محفوظ ہو گئے۔

شیخؒ چونکہ بن لادن کمپنی میں شراکت دار تھے اس لیے انہوں نے C-130 طیاروں اور بحری جہازوں کے ذریعے بھاری تعمیراتی مشینری افغانستان پہنچانا شروع کر دی، اس کام کے لیے کراچی کی بندرگاہ اور پشاور کا ہوائی اڈہ استعمال کیا گیا۔ اس مشینری سے افغانستان کے پہاڑوں میں مجاہدین کے لیے خفیہ ٹھکانے، وسیع غاریں اور اسلحہ کے ایسے ذخائر اور بینکر تعمیر ہونے لگے جن تک سوویت یونین کی فوجوں کا پہنچنا یا بم باری کر کے تباہ کرنا

ممکن نہیں تھا۔

شیخؒ کے بنائے ہوئے یہی بنکر تھے جن میں محفوظ اسلحہ آج بھی افغانیوں کے کام آ رہا ہے۔ انہی بنکروں میں تورابورا کے پہاڑوں کے وہ مشہور بنکر بھی ہیں جہاں سقوطِ امارات کے دوران شیخ سیکڑوں عرب مجاہدین اور ان کے اہل خانہ کے ہمراہ مقیم رہے اور امریکہ نے ہزاروں ٹن بارود ان پہاڑوں پر برسایا۔ شیخؒ نے جو مشینری افغانستان پہنچائی تھی اس میں خاص طور پر جدید بلڈوزر، ڈمپ ٹرک اور خندق کھودنے کی مشینری شامل تھی۔ پہاڑوں کے اندر گہرائی میں مجاہدین کی رہائش کے ٹھکانے اور ہسپتال تعمیر کرائے حتیٰ کہ پہاڑوں پر بھی اور زیرِ زمین بھی سڑکیں تعمیر کیں۔ شیخؒ تمام کاموں کی نگرانی بھی کرتے اور مجاہدین کا جذبہ بڑھانے کے لیے تذکیر کا خاص اہتمام بھی کرتے تھے۔

معرکۂ جاجی کی کہانی...... شیخؒ کی زبانی:

شیخ اسامہ کی کمان میں مجاہدین نے جاجی میں روسی افواج کے خلاف کا ایسا شاندار معرکہ سر کیا تھا جو آج عسکری تاریخ کا سنہری باب بن چکا ہے۔ اس معرکے میں شیخؒ نے اپنے مٹھی بھر مجاہدین کے ساتھ روس کی کئی گنا بڑی فوج کو شکست دی۔ اس معرکے کے بارے میں شیخ اسامہ خود بیان فرماتے ہیں:

> ''۱۴۰۴ھ میں ہم نے سرحدی علاقے کے قریب ہی معسکر بنایا، بعد ازاں جاجی میں بھی معسکر بنایا۔ ان دنوں گرمیوں میں عرب مجاہدین کی تعداد ایک سو تھی لیکن سردیوں میں زیادہ لوگ واپس چلے گئے اور دس لوگ رہ گئے۔ ۱۴۰۶ھ کے آخر اور ۱۴۰۷ھ کے اوائل میں ہم نے فیصلہ کر لیا کہ ہم جاجی میں ہی رہیں گے۔ اس وقت ہم گیارہ افراد تھے جن میں اکثر مدینہ منورہ کے نوجوان تھے۔ تب ہمیں کچھ ساتھیوں نے بتایا کہ دشمن کی چھاؤنی کے قریب ایک پہاڑ مرکز کے لیے بہت موزوں ہے لیکن وہاں کمک نہ پہنچنے کے باعث مرکز بنانا ممکن نہیں تھا۔ میں نے نیت کر لی کہ ان شاء اللہ وہیں مرکز بنائیں گے...... تو ہم تین افراد نے وہاں مرکز بنایا۔ دشمن وہاں سے بہت ہی قریب تھا اور وہاں اکثر میزائل حملے کرتا تھا۔ جب دشمن کی طرف سے میزائل حملے ہوتے تو ہم پہاڑ سے اتر کر ادھر اُدھر ہو جاتے، وہاں ہم خندقیں کھود کر اور خیمے لگا کر رہتے، دشمن کے دباؤ کی وجہ سے مرکز میں مسلسل پہرے کا انتظام ہوتا۔ اسی حالت میں ہم نے کافی لمبا عرصہ گزارا، یہاں تک کہ ہماری تعداد سات ہو گئی اور پھر دو ماہ کے اندر اندر ہماری تعداد چالیس ہو گئی۔ ان دنوں میں ایک بھائی ابوحنیفہ ہمارے پاس آیا، وہ چند دن گزار کر واپس جانا چاہتا تھا تا کہ اپنی تعلیم مکمل کرے لیکن وہ ماحول سے متاثر ہو کر وہیں رہ گیا اور چار سال بعد جلال آباد میں شہید ہوا۔ اس دوران میں وہ بھائی ۲۳ دنوں کے لیے اچانک غائب ہو گیا، جب وہ واپس آیا تو ۲۳ نئے افراد بھی اس کے ساتھ تھے اور وہ بھی ہمارے مرکز میں ہی رہنے لگے۔ اُن دنوں ہم نے 'مأسدۃ الانصار' کے نام سے اپنا مجموعہ ترتیب دیا۔
>
> رمضان ۱۴۰۷ھ میں ہم نے دشمن کی پیش قدمی کے بارے میں سنا تو ہم خندقوں میں بیٹھ گئے اور ہم نے ۱۴ رمضان کو عملیہ کی ترتیب بنائی اس عملیہ میں ہمارا ہدف دشمن کے مرکز کا خاتمہ اور جاجی کا راستہ دشمن کے لیے بند کرنا تھا۔ لیکن عملیہ کے لیے حالات موافق نہ تھے اور ہم سے پہلے ہی دشمن نے ۲۶ رمضان کو ہم پر حملہ کر دیا۔ دشمن ہمارے مرکز پر بی ایم۔۲۱ میزائل داغنے لگا، یہ جنگ تین ہفتے تک مسلسل جاری رہی۔ دشمن تو تیار تھا کہ وہ اتنے دن گزار لے لیکن ہم صرف ایک ہی دن کے لیے تیار تھے۔ ان دنوں میں ہمارے لیے ۲۹ رمضان سب سے سخت دن تھا، اس دن ۱۰ ہزار کی تعداد میں دشمن ہمارے مقابلے کے لیے جمع تھے اور وہ ہم پر ٹینک لے کر چڑھ دوڑے، اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے ہماری نصرت فرمائی اور ہم نے روسی ٹینکوں کے مقابلے میں اپنے پاس موجود ہتھیاروں سے دفاع کیا۔ یہ معرکہ کئی روز تک جاری رہا بالآخر اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت اور فضل سے ہم نے روسی افواج کو پسپائی پر مجبور کر دیا......''

شیخ اسامہؒ نے جہادِ افغانستان سے کیا سیکھا:

جہاد افغانستان میں حاصل شدہ تجربات کے بارے میں شیخؒ نے ایک انٹرویو میں فرمایا:

> ''میں نے جہاد افغانستان سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ یہ ممکن ہی نہ تھا کہ جہاد افغانستان میں حصّہ لیے بغیر میں اتنا کچھ سیکھ سکتا۔ یہ ایک سنہری موقع تھا، میں اسے ہزاروں سال سے بھی بہتر سمجھتا ہوں بلکہ میں تو کہوں گا کہ میرے لیے یہ اللہ کا احسان اور اس کی تائید تھی۔ روس کی انتہائی طاقت کے باوجود ہم اعتماد سے آگے بڑھتے رہے اور اللہ نے ہماری مدد کی۔ ہمیں بھاری ساز و سامان جو کہ ہزاروں ٹن میں تھا، جس میں بلڈوزر، وزن اٹھانے والے ٹرک اور خندقیں کھودنے والی مشینیں شامل تھیں؛ اپنے شہروں سے لانا پڑا۔ جب ہم نے دیکھا کہ روس مجاہدین پر بم برسا رہا ہے تو ہم نے زیرِ زمین ہسپتال بنائے۔ ہم نے زیرِ زمین گزرگاہیں بنائیں اور اللہ جل شانہ کے فضل سے پہاڑوں میں دشوار گزار راستے بنائے۔ چنانچہ اللہ جل شانہ کی مدد سے ہمیں ان تجربات سے بہت کچھ سیکھنے میں مدد ملی۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ایک بڑی طاقت کا جو نشہ تھا اور اس کا جو دبدبہ تھا وہ ہم مسلمانوں کے ذہن سے نکل گیا کیونکہ ہم نے اسے تباہ کر دیا تھا۔ احساس کمزوری اور تھکن ہم سے رخصت ہو گئے اور یوں خوف سے نجات مل گئی جو امریکہ اور روس نے ہمارے ذہنوں میں بٹھا رکھا تھا۔ میرے ذہن میں اور تمام مسلمانوں کے ذہن میں امریکہ کے ایک عظیم طاقت ہونے کا خوف ختم ہو چکا۔ آج اللہ کے فضل و کرم سے تمام مسلمانوں کے ذہن خوف سے آزاد ہیں اور ان میں اسلامی غیرت اور طاقت بیدار ہو چکی ہے۔ وہ ایک دوسرے کی بہتر طریقے سے معاونت کر سکتے ہیں بلکہ کر رہے ہیں تا کہ مغرب اور خاص طور پر

امریکی اثر ورسوخ کو اسلامی خطوں سے ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا جائے''۔

امریکہ اور اس کے حواریوں کو علم تھا کہ مکتب الخدمات اور اس پلیٹ فارم پر کام کرنے والی اسلامی تحریکیں کبھی افغانستان میں امریکہ نواز حکومت تشکیل نہیں پانے دیں گے۔ شیخ عبداللہ عزامؒ اس صورت حال کو بھانپ چکے تھے، اُنہوں نے افغانستان کی مجاہد قیادت میں خاصا اثر ورسوخ حاصل کرلیا تھا۔ امریکہ اس بات سے اچھی طرح واقف تھا کہ عبداللہ عزامؒ کی موجودگی میں افغانستان کی دیگر افغان قیادت کو قابو کرنا آسان نہیں ہوگا۔ اس لیے ایک سازش کے تحت ۱۹۸۹ء میں پشاور میں جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے لیے مسجد کی طرف آتے ہوئے شیخ عبداللہ عزامؒ کو کار بم دھماکے میں شہید کر دیا گیا۔ اُن کے ساتھ اُن کے دو کم سن بیٹے بھی شہید ہوئے، عرب مجاہدین کی بڑی تعداد کو وقت کی بڑی جنگی قوت بنانے میں عبداللہ عزامؒ کا کلیدی کردار تھا۔ شیخ عزامؒ کی شہادت کے بعد یہ ساری ذمہ داری شیخ اسامہ پر آن پڑی۔

القاعدہ کا قیام اور مقاصد:

شیخ عزامؒ کی شہادت کے بعد عرب مجاہدین کو اس کے پیچھے امریکہ کی ایک گہری سازش کا پتہ چل گیا۔ شہید عزامؒ کو ضلع نوشہرہ کے جلوزئی مہاجر کیمپ میں سپرد خاک کیا گیا۔ شیخ عزامؒ کی شہادت کے بعد شیخ اسامہ کو عرب مجاہدین کی ذمہ داری سونپی گئی۔ اب تک مکتب خدمات ، قاعدۃ الجہاد (جہادی مرکز) میں بدل چکا تھا۔ امریکہ کے خلاف جہاد کے حوالے سے شیخ عزامؒ مجاہدین کی ذہن سازی کر چکے تھے کہ جب تک امریکہ کی قوت کا خاتمہ نہیں ہو جاتا اس وقت تک مسلمان دنیا میں شریعت کی حکومت کسی جگہ بھی قائم نہیں کر سکتے اور نا ہی ہماری مقبوضات آزاد ہوسکتیں ہیں خصوصا قبلہ اول بیت المقدس۔

القاعدہ کے قیام کے مقاصد میں بیت المقدس کی آزادی، سرزمینِ حرمین سے امریکی افواج کا انخلا اور دنیا بھر میں امریکی مفادات پر کاری ضربیں لگانا سرفہرست ہیں۔ عرب مجاہدین کی اکثریت افغانستان میں ہی قیام پذیر تھی، اس لیے وہ یہیں عسکری تدریب اور دینی تربیت کے ساتھ ساتھ منظّم اور مربوط طریقے سے جہاد کی بنیادوں کو استوار کرنا چاہتے تھے۔

گیارہ ستمبر کا معرکہ عرب مجاہدین کی تمام کوششوں کا نقطۂ عروج تھا اور اب تنظیم القاعدۃ الجہاد جو مختصراً القاعدہ کے نام سے دنیا بھر میں جانی جاتی ہے۔ پوری دنیا میں فتنے کے خاتمے، کلمۃ اللہ کی سر بلندی اور دعوت علی منہاج النبوبہ کے لیے جہاد کرنے والی تنظیم ہے۔ القاعدہ کو دیکھنے کا ایک اور انداز بھی ہے کہ اب یہ محض ایک تنظیم کے طور پر محدود نہیں رہی کہ جس کے کچھ بیعت یافتہ اراکین ہوں بلکہ یہ ایک منہج کا نام بن چکا ہے جہاں بھی کفار کے خلاف مزاحمت کا نام لیا جائے اور جہاں بھی کفّار اور طواغیت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر للکارنے کا نام لیا جائے امت کے دفاع کا، امت کی طرف سے قتال کا تذکرہ آئے تو القاعدہ کا نام خود بخود سامنے آجاتا ہے تو جہاد اور القاعدہ دونوں لفظ لازم وملزوم بن چکے ہیں -اور اس اعتبار سے بات کریں تو یہ محض ایک روایتی قسم کی تنظیم نہیں رہی بلکہ امت کی طرف سے جو بھی شرعی منہج کے مطابق قتال کرے گا وہ دنیا کے کسی بھی حصے میں ہو خواہ کسی بھی نام سے کام کر رہا ہو وہ ہم میں سے ہے اور ہم اس سے ہیں۔

سوویت یونین جس کے متعلّق یہ مشہور تھا کہ 'سرخ ریچھ جہاں چلا جاتا ہے وہاں سے واپس نہیں آتا'......اُسی سرخ ریچھ کو مجاہدین نے اللہ کی مدد اور اعانت سے افغانستان کے کوہساروں میں خوب لہولہان کیا اور بالآخر مجاہدینِ اسلام کی پے در پے ضربوں سے اس قدر اضمحلال کا شکار ہو گیا کہ نحیف و نزار حالت میں واپس لوٹ گیا۔ مجاہدینِ اسلام کی اس فتح میں عرب مجاہدین نے جو کردار ادا کیا وہ تاریخ میں مرقوم رہے گا...... شیخ عبداللہ عزامؒ کی فکری راہ نمائی اور شیخ اسامہؒ کی جری قیادت نے عرب مجاہدین کو ''سپر پاورز'' کے مقابل عزم و استقامت سے کھڑے رہنے اور اُن کو شکست وریخت سے دوچار کرنے کا حوصلہ اور عزم بخشا۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: محسن امت شیخ اسامہ بن محمد بن لادن......حیات وخدمات

یہ بم باری اس وجہ سے ہوئی کہ ایک منافق نے وہاں چپ (سم) پھینک دی تھی، جو کہ طیّاروں کی رہنمائی کرتی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنے بندے شیخ اُسامہؒ کی حفاظت فرمائی۔

شیخؒ نے نہ صرف افغانستان کے محاذ پر صلیبی جنگ کے مقابل مجاہدین کی قیادت کی بلکہ پوری دنیا میں صلیبی اہداف کو نشانہ بنانے کے لیے موثر حکمت عملی ترتیب دی۔ ان کی قیادت میں مجاہدین نے دنیا کے مختلف علاقوں میں صلیبی اور صیہونی افواج کو نشانہ بنایا۔ عراق میں مجاہدین کی بھر پور کارروائیوں کے نتیجے میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو شرم ناک شکست کا سامنا کرنا پڑا اور امریکہ نے عراق سے افواج نکال لیں۔ افغانستان میں بھی امریکہ شدید ترین حالات کا سامنا کر رہا ہے اور اس نے اس ماہ سے دس ہزار فوج نکالنے کا اعلان کر دیا ہے۔

شیخ کی خواہشِ شہادت:

۱۹۹۸ء میں قندھار ایئر پورٹ کے قریب ایک خفیہ مقام پر انٹرویو دیتے ہوئے انہوں نے بار بار اپنی ممکنہ شہادت کا تذکرہ کیا اور فرمایا کہ'' مجھے علم ہے کہ میرا دشمن طاقت ور ہے لیکن میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ مجھے مار تو سکتے ہیں لیکن زندہ گرفتار نہیں کر سکتے''۔ اگر میں مر بھی گیا تو امریکیوں کے خلاف جنگ ختم نہیں ہوگی میں اپنی گن میں آخری گولی تک لڑوں گا، شہادت میرا سب سے بڑا خواب ہے اور میری شہادت سے مزید اسامہ جنم لیں گے''۔

شیخؒ نے متعدد بار خود سے کیا گیا وعدہ پورا کیا اور کبھی ہتھیار نہیں ڈالے۔ بالآخر اللہ نے اپنے بندے کے وعدے کو سچ کر دکھایا اور آپ نے ۲ مئی ۲۰۱۱ء کو جام شہادت نوش فرمایا۔ شہادت کی وہ تمنا جس کے لیے انہوں نے اپنی شاہانہ زندگی چھوڑ کر سنگلاخ پہاڑوں کو مسکن بنایا، بتیس برس دنیا کے مختلف محاذوں پر سخت دشواریوں کا سامنا کرنے کے بعد بالآخر پوری ہوئی اور وہ اپنے رب سے اس حال میں ملے کہ ان کے تربیت یافتہ بے شمار مجاہدین' اسلام کی سربلندی کے لیے کوشاں ہیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ شیخؒ کو انبیاء اور صالحین کے ساتھ ملائے اور جنت الفردوس میں ان کو اعلیٰ مقام عطا فرمائے، آمین۔

☆☆☆☆☆

میں کھٹکتا ہوں دلِ شیطاں میں کانٹے کی طرح

یہود ونصاریٰ کے قلب وروح کو شیخؒ نے کس قدر زخمی کیا' آئمۃ الکفر ہی کی زبانی یہ حقیقت عیاں ہو رہی ہے

ڈاکٹر ولی محمد

۱۴ سال ۸ ماہ اور ۱۰ دن تک، چہرے پر ایک شرمیلی سی مسکراہٹ سجائے، وہ نرم گفتار، دھان پان سا طویل القامت شخص، پورے عالم کفر کے سینے میں ایک خنجر آبدار کی مانند پیوست رہا، اور بالآخر دست قضا نے کفار کو خون رلاتا یہ خنجر کھینچ لیا تو وہ اپنے پیچھے ایسا گھاؤ چھوڑ گیا جو ان شاء اللہ کبھی مندمل نہیں ہوگا اور باذن اللہ تا قیامت رستا رہے گا۔ یہ مدت ۲۳ اگست ۱۹۹۶ سے شمار کی گئی ہے جب اسدالاسلام شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ نے اپنے مشہور و معروف پیغام "دو مقدس مقامات کی سرزمین پر قابض امریکیوں کے خلاف اعلان جہاد" میں مسلمانان عالم اور بالخصوص اپنے ہم وطنوں جزیرۃ العرب کے مسلمانوں کو طاغوت اکبر کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کی دعوت ڈنکے کی چوٹ پر دی۔ لیکن درحقیقت شیخ اسامہ اس سے کئی سال قبل ہی کفار عالم بالخصوص امریکہ کی آنکھوں میں ایک کانٹے کی طرح چبھنے لگے تھے۔

شیخ اسامہؒ کو شہید یا گرفتار کرنے کی امریکی کوششیں:

نومبر ۱۹۸۹ء میں شیخ عبداللہ عزامؒ کی امریکی ایجنٹوں کے ہاتھوں شہادت سے ہی یہ واضح ہو گیا تھا کہ امریکہ اپنے ان دشمنوں کو پہچان چکا ہے جو "لڑتو افغانستان میں رہے ہیں لیکن ان کی نظریں فلسطین پر ہیں"۔ اللہ رب العزت کی نصرت کے طفیل امریکہ اپنے ان دشمنوں کے بڑھتے قدم تو نہ روک سکا لیکن یہ غرباء للدین جب جہاد افغانستان کے اختتام پر اپنے ملکوں کو واپس لوٹے تو کفر کے حواری وہاں کے حکمرانوں نے ان پر قافیہ حیات تنگ کرنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ شیخؒ کی قیادت میں مہاجرین فی سبیل اللہ کا یہ قافلہ سخت جاں سوڈان جا پہنچا۔

سوڈان میں بھی ان اہل جنوں کو قرار کہاں آنا تھا، پس نہ خود چین سے بیٹھے نہ کفر کو سکھ کا سانس لینے دیا۔ یہی وجہ تھی کہ امریکہ جلے پاؤں کی بلی کی طرح، شیخؒ کا راستہ روکنے کے چکر کاٹتا رہا۔ کبھی ان کو فائرنگ کر کے شہید کرنے کی کوشش کی گئی، یوں دال نہیں گلی تو سوڈان پر سیاسی و سفارتی دباؤ ڈالا گیا کہ وہ شیخ کو یا تو سعودی عرب یا امریکہ کے حوالے کر دیں یا کم از کم سوڈان میں نہ رہنے دیں۔ آل سلول (آل سعود) تو اس مرد مجاہد کا بوجھ کہاں برداشت کرتے، چنانچہ شیخؒ کی سعودی عرب کی شہریت منسوخ کر دی۔ ۱۹۹۳ء میں صومالیہ کے دارالحکومت مقدیشو میں پڑنے والی تاریخی چھترول نے امریکیوں کو ان کی اوقات یاد دلا دی تو کھسیانی بلی کھمبا نوچے کے مصداق سوڈان پر دباؤ مزید بڑھا دیا گیا۔ بالآخر سوڈان بھی جب فرعون عصر کے دباؤ کے آگے نہ ٹھہر سکا تو اس سیماب صفت درویش نے اپنے میزبانوں کو مزید آزمائش سے بچانے کے لیے افغانستان کا رخ کیا۔ جہاں امیر المومنین ملا محمد عمر نصرہ اللہ کی زیر قیادت امارت اسلامیہ افغانستان کے قیام سے شیخ کا یہ دیرینہ خواب پورا ہو گیا کہ ایک ایسا خطہ زمین مل جائے جو پوری دنیا میں جہاد فی سبیل اللہ کا مرکز بنے۔ چنانچہ افغانستان میں مقیم ہو کر شیخؒ نے طاغوت اکبر امریکہ کے خلاف عالم گیر جہاد کا اعلان کر دیا۔

سی آئی اے کے بن لادن یونٹ کا قیام:

۱۹۹۶ء میں سی آئی اے نے شیخؒ کو گرفتار یا شہید کرنے کی کوششوں کو منظم اور مربوط کرنے کے لیے ایک باقاعدہ شعبہ قائم کیا جس کا خفیہ نام 'ایلیک سٹیشن' تھا اور اس یونٹ کا کام سی آئی اے کے سابق سربراہ جارج ٹینٹ کے بقول "شیخؒ کی تلاش، ان کے بارے خفیہ معلومات کی فراہمی، ان کے خلاف آپریشن، ان کو ملنے والی مالی معاونت میں رکاوٹ ڈالنا، اور ان کی سرگرمیوں اور ارادوں کے بارے میں فیصلہ ساز اداروں کو متنبہ کرنا" تھا۔ یہ سٹیشن اپنے مذکورہ مقاصد میں کس حد تک کامیاب ہوا، اس کا اندازہ تو گیارہ ستمبر ۲۰۰۱ء کے معروف حملوں سے لگایا جا سکتا ہے۔ لیکن اس یونٹ نے جس قدر معلومات اکٹھی کیں اسی قدر امریکیوں کے دلوں میں شیخ کا خوف اور رعب پختہ ہوتا گیا۔ اس یونٹ نے ۹۸-۱۹۹۷ء میں افغانستان میں خفیہ آپریشن کے ذریعے شیخؒ کو شہید کرنے کا ایک منصوبہ بنایا لیکن اللہ نے اپنے شیر کی ہیبت اس قدر امریکی کفار کے دلوں پر طاری کی انہوں نے اپنی ہلاکتوں کے ڈر سے اس منصوبے کو آخری مراحل میں منسوخ کر دیا۔

سوڈان اور افغانستان میں کروز میزائلوں سے حملے:

۷ اگست ۱۹۹۸ء کو کینیا اور تنزانیہ میں امریکی سفارت خانوں پر حملوں نے امریکیوں کو واقعتاً لہو رونے پر مجبور کر دیا۔ کھسیانی بلی کی مانند امریکیوں نے سوڈان اور افغانستان میں ۷۵ کروز میزائلوں کی بارش کر دی۔ اللہ کی نصرت اور امریکیوں کی حماقت کے طفیل تقریباً ۵ کروڑ ڈالر مالیت کے یہ میزائل چند مسلمانوں کو منصب شہادت پر سرفراز کرنے کے علاوہ کچھ حاصل نہ کر سکے اور امریکی غرور کی ناک ایک مرتبہ پھر خاک آلود ہوئی۔ اسی سال امریکی FBI نے شیخؒ کا نام انتہائی مطلوب افراد میں سرفہرست شامل کرتے ہوئے آپ کے سر کی قیمت ۲۵ ملین ڈالر مقرر کی (لیکن امریکہ کو جو اصل قیمت چکانا پڑی، وہ کئی سو گنا زیادہ تھی)۔

Operation JAWBREAKER-5

CIA کے بن لادن یونٹ کے منصوبوں میں سے ایک JAWBREAKER-5 تھا جس کے دوران اکتوبر ۱۹۹۹ء میں اس یونٹ کے سربراہ اور کاؤنٹر ٹیررازم سنٹر CTC کے کئی دیگر اہل کاروں نے دوشنبے، تاجکستان کے راستے شمالی افغانستان میں پنج شیر کا سفر کیا جہاں انہوں نے احمد شاہ مسعود سے ملاقات کر کے اس کو بھی اپنے مکروہ منصوبے میں شامل ہونے پر آمادہ کیا۔ مسعود نے شیخؒ کو گرفتار یا شہید کرنے کے لیے امریکیوں سے تعاون کا وعدہ تو کر لیا لیکن ساتھ ہی (امریکیوں کے) ایک اچھے دوست کی طرح ان کو یہ بھی باور کرا دیا کہ "جو وہ چاہتے ہیں (یعنی شیخؒ کی شہادت) وہ ہو بھی جائے تو بھی مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ ان کی حکمت عملی بالآخر ناکامی پر منتج ہوگی کیوں کہ خطرہ محض شیخؒ اور ان کے چند عرب ساتھی نہیں بلکہ یہ افغانستان سے عرب تک پھیلا ہوا ایک ایسا سلسلہ ہے جس کا امریکیوں کے پاس کوئی توڑ نہیں۔"

۹ ستمبر ۲۰۰۱ کو احمد شاہ مسعود اپنے ناپاک ارادوں سمیت دو مجاہدوں کے فدائی حملے کے نتیجے میں اپنے انجام نامسعود کو پا گیا جس سے امریکی منصوبہ JAWBREAKER-5

بھی اپنی موت آپ مر گیا۔

تورابورا کا تاریخی معرکہ:

نائن الیون کے مبارک حملوں کے بعد امریکہ حسب توقع زخمی سانپ کی پھنکارتا ہوا امارت اسلامیہ افغانستان پر حملہ آور ہوا تو پیش نظر مقصد صرف ایک ہی تھا، قاعدۃ الجہاد کے قائدین بالخصوص شیخ اسامہؒ کو زندہ یا مردہ حاصل کرنا۔ تورابورا میں شیخؒ اور ان کے ساتھیوں کی موجودگی کی اطلاع پر امریکہ نے اپنی پوری جنگی طاقت اور ٹیکنالوجی چند سو میٹر کے علاقے پر مشتمل تورابورکی ان غاروں پر جھونک دی۔ دسمبر ۲۰۰۱ء کے آغاز میں شروع ہونے والی اس لڑائی میں امریکہ نے C-130, B-52, F-18, F-15 سمیت مختلف قسموں کے ۵۰ سے زائد جہاز اور بیسیوں ہیلی کاپٹر استعمال کیے۔ ۴ دسمبر سے ۷ دسمبر کے درمیان اس علاقے پر کم وبیش ۷۰۰,۰۰۰ پاؤنڈ بارود برسایا گیا۔ ڈیزی کٹر جیسے ۱۵۰۰۰ پونڈ وزنی مہلک بم استعمال کیے گئے۔ لیکن جسے اللہ رکھے، اسے کون چکھے۔ شیخ اسامہؒ اور بیشتر مجاہدین تورابورا سے بحفاظت نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ صرف ۱۴ مجاہدین اور بعض اطلاعات کے مطابق ۴۰ مجاہدین نے اس لڑائی میں جام شہادت نوش کیا۔ امریکیوں کی فطری بزدلی یہاں بھی کھل کر سامنے آئی۔ امریکہ نے اس وقت تک تورابورا کے علاقے میں اپنا کوئی فوجی نہیں اتارا جب تک اسے یقین نہ ہو گیا کہ اب اس علاقے میں کوئی زندہ مجاہد موجود نہیں ہے۔ انہوں نے محض شمالی اتحاد کے کرائے کے جنگجوؤں اور اپنی فضائی قوت کے ذریعے ان بندگان خدا کو زیر کرنے کی کوشش کی جنہوں نے اس کی پوری جنگی ٹیکنالوجی اور عسکری قوت کا زعم ملیامیٹ کر دیا۔

؎ اک ستارہ تھا میں ..... کہکشاں ہو گیا

تورابورا سے نکلنے کے بعد برابر ۱۰ سال تک شیخؒ نہ صرف امریکہ بلکہ پورے عالم کفر کے حلق کا کانٹا بنے رہے۔ امریکہ اور اس کے حواری کفار و مرتدین کتوں کی طرح پوری دنیا میں شیخؒ کو ڈھونڈتے پھرے، سینکڑوں بلکہ ہزاروں لوگوں کو گرفتار کر کے گوانتانامو بے اور اس جیسے دوسرے تعذیب کدوں میں محض اس بنا پر دھکیل دیا گیا کہ وہ شیر اسلام اسامہؒ سے نسبت رکھتے تھے یا ان پر اس تعلق کا شبہ تھا۔ لیکن اپنے تمام تر وسائل، ٹیکنالوجی اور خفیہ ایجنسیوں کے ان گنت لشکروں کے باوجود ابلیس کے حواری ۱۰ سال تک شیخ کی گرد کو بھی نہ پا سکے۔

شیخؒ کا نام دنیا بھر کے کفار کے لیے ایک ڈراؤنا خواب بن کر رہ گیا۔ اللہ کا یہ فقیر اپنے کسی نامعلوم ٹھکانے سے محض ایک صوتی پیغام جاری کرتا اور صلیبیوں کی نیندیں حرام ہو جاتیں۔ بش کی اللہ نے مت ماری تو اس کو عراق میں بھی شیخؒ کی پرچھائیاں نظر آنے لگیں اور اس نے ایک اور ہولناک جنگ میں امریکہ کو دھکیل دیا۔ شیخؒ کی ذات امریکی صلیبیوں کے حواس پر کس قدر سوار تھی، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ۲۰۰۱ء کے بعد ہونے والے دونوں امریکی صدارتی انتخابات کے دوران دونوں امیدوار امریکیوں سے اسی وعدے کی بنیاد پر ووٹ مانگتے رہے کہ وہ شیخؒ کو 'انصاف کے کٹہرے' میں لائیں گے۔

مشیت ایزدی نے جب اپنے بندے کو خلعتِ شہادت سے سرفراز کرنا چاہا تو اچانک صلیبیوں کو شیر کی کچھار کا راستہ سجھا دیا۔ شیر ربانی نے اپنے اور اللہ کے دشمنوں کا خوب ڈٹ کر مقابلہ کیا اور امت مسلمہ کی سربلندی اور عظمت کا عنوان یہ درخشندہ ستارہ بالآخر کہکشاں کی مانند اپنے رب کی جنتوں میں روشن ہو گیا۔ **نحسبہ کذالک و اللہ حسیبہ۔**

امریکہ جس قدر زندہ اسامہ سے خوف زدہ تھا اس سے کہیں زیادہ وہ شہید اسامہ سے دہشت زدہ ہے۔ شیخؒ کے جسم کو سمندر برد کرنے کی کہانی اور ان کی شہادت کا کوئی بھی ثبوت پیش نہ کر سکنا، یہ سب علامات اسی خوف کی مظہر ہیں کہ

؎ کہیں ٹوٹا ہوا تارا مہ کامل نہ بن جائے

شیخؒ کی شہادت پر ائمۃ الکفر کے بیانات اور عامۃ الکفار کے جشن:

شیخؒ کا وجود پوری دنیا کے کفار کے لیے کس قدر سوہان روح اور خوف و دہشت کی علامت تھا، اس کا اندازہ ملل کفر کے راہنماؤں اور عوام کے شیخؒ کی شہادت پر اظہار مسرت سے لگایا جا سکتا ہے۔ جیسے ہی اللہ نے اپنے شیر کو شہادت کی سربلندی سے سرفراز کیا تو واشنگٹن، نیویارک، کیلی فورنیا، بوسٹن، اوہائیو سٹیٹ سمیت امریکا کے تمام علاقوں میں صلیبی چوہے اپنے بلوں سے نکل کر سڑکوں اور چوراہوں پر اچھل کود اور آتش بازی کر کے جشن منانے لگے۔ اس کے ساتھ ساتھ دنیا کی ہر کافر قوم کے سربراہ نے شیخ کی شہادت پر خوشی کا اظہار کی اور اس کو 'امن'، 'انصاف' اور 'آزادی' وغیرہ کی فتح قرار دیا۔ ان کھوکھلے الفاظ کی حقیقت بیان کرنے کا یہاں موقع اور نہ ہی ضرورت ہے لیکن ہم یہاں آئمۃ الکفر میں سے چند ایک کے بیان نقل کر رہے ہیں تاکہ اندازہ ہو کہ شیخؒ نے کس قدر کفار کی نیندیں حرام کر رکھی تھیں۔

امریکی صدر اوباما نے شیخؒ کی شہادت کا اعلان کرتے ہوئے کہا: ''آج میں امریکی عوام اور دنیا کو یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ امریکہ نے ایک آپریشن میں القاعدہ کے سربراہ، اور ہزاروں بے قصور افراد کے قتل کے ذمہ دار، اسامہؒ بن لادن کو قتل کر دیا ہے۔ اسامہ بن لادن پچھلے بیس سال سے القاعدہ کے سربراہ اور اس کی شناخت تھے، اس دوران وہ ہمارے ملک، ہمارے دوستوں اور ہمارے اتحادیوں پر حملوں کے منصوبے بناتے رہے۔ ان کی شہادت القاعدہ کے خلاف لڑی جانے والی جنگ میں ہماری سب سے بڑی کامیابی ہے ان کی موت سے ہماری جنگ ختم نہیں ہوئی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ القاعدہ ہمارے اوپر مزید حملے کرے گی اس لیے ہمیں اندرون اور بیرون ملک ہر وقت ہوشیار رہنا ضروری ہے۔''

سابق امریکی صدر جارج بش: ''یہ تاریخی واقعہ امریکہ کی فتح ہے، یہ ان لوگوں کی فتح ہے جو دنیا میں امن کے خواہش مند ہیں، یہ ان لوگوں کی فتح ہے جنہوں نے ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کو اپنے پیارے کھوئے تھے۔ دہشت گردی کے خلاف جنگ جاری ہے لیکن آج امریکہ نے دنیا کو یہ پیغام دیا ہے کہ خواہ دیر سے ہوا، انصاف ہوا ہے۔''

سابق امریکی صدر بل کلنٹن: ''یہ لمحہ صرف ان خاندانوں کے لیے اہم نہیں جن کے پیارے گیارہ ستمبر ۲۰۰۱ء کو ان سے چھن گئے بلکہ یہ دنیا بھر کے ان تمام افراد کے لیے نہایت اہم ہے جو مستقبل میں اپنے بچوں کے لیے ایک پرامن، آزاد اور محفوظ دنیا چاہتے ہیں۔ میں اس موقع پر اوباما، ملک کے حفاظتی اداروں اور افواج کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

برطانوی وزیر اعظم، ڈیوڈ کیمرون: ''اسامہ بن لادن کی موت کی خبر دنیا بھر کے لوگوں کے لیے

باعث سکون ہے۔ ۱۱ ستمبر اور دیگر بدترین دہشت گرد حملوں کے پیچھے اسامہ بن لادن کا ہاتھ تھا جن کی وجہ سے ہزاروں جانیں ضائع گئیں جن میں سے بے شمار برطانوی تھیں۔ ان کی موت ایک بہت بڑی کامیابی ہے۔ نیویارک کے لوگوں نے دس سال اس خبر کا انتظار کیا ہے اور مجھے امید ہے اس سے ان سب کو راحت ملے گی جن کے پیارے ۱۱ ستمبر کو مارے گئے۔''

فرانسیسی صدر، سرکوزی: ''دہشت گردی کے خلاف دنیا کی جدوجہد میں یہ ایک بہت بڑی کامیابی ہے لیکن ابھی القاعدہ ختم نہیں ہوئی۔''

روسی صدر، دمتری میدیوف: ''اسامہ کی موت سے روس کو بھی فائدہ پہنچے گا کیونکہ روس جنوبی علاقوں میں اسلامی جنگجوؤں سے لڑ رہا ہے۔ دہشت گردوں کی کسی بھی سطح یہاں تک کہ اسامہ بن لادن کی سطح پر تحدید کا ہماری ریاستی حدود میں امن وسلامتی کی صورتحال سے گہرا تعلّق ہے۔ واضح ہے کہ القاعدہ ہماری ریاست کی حدود میں اپنے نمائندے بھیجتی رہی ہے اور اب بھی بھیج رہی ہے۔''

انجیلا مرکل، جرمن چانسلر: ''امن کی طاقتوں نے فتح حاصل کر لی ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ عالمی دہشت گردی کو شکست ہوگئی ہے۔ ہمیں محتاط رہنا ہوگا۔''

جیانگ یون، ترجمان چینی دفتر خارجہ: ''اسامہ بن لادن کی موت ایک اہم سنگ میل اور انسداد دہشت گردی کی عالمی کوششوں میں مثبت پیش رفت ہے''۔

نیتن یاہو، اسرائیلی وزیراعظم: یہ انصاف آزادی اور ان اقدار کی فتح ہے جو ان تمام جمہوری اقوام میں مشترک ہیں جو شانے سے شانہ ملائے، دہشت گردوں کے خلاف جنگ میں مصروف ہیں۔

من موہن سنگھ: ''میں اسے ایک انتہائی اہم پیش رفت کے طور پر خوش آئند سمجھتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ یہ القاعدہ اور دیگر دہشت گرد گروہوں کے لیے فیصلہ کن دھچکا ہوگا''۔

حارث ظفر، ترجمان مرزائی جماعت: ''میں خوش ہوں کہ اسامہ بن لادن جیسے نامور دہشت گرد کو مار دیا گیا ہے اور اس کی دہشت کی حکمرانی ختم ہوگئی ہے''۔

رامین مہمان پرست، ترجمان ایرانی وزارت خارجہ: ''امید ہے کہ اسامہ کی موت سے خطے میں امن اور استحکام آئے گا۔ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے پاس اب مشرق وسطیٰ میں دہشت گردی کے خلاف لڑائی کے نام پر فوجیں رکھنے کا کوئی جواز باقی نہیں بچا۔ ایران کی ہمیشہ یہ پالیسی رہی ہے کہ اس نے دہشت گردی کی مذمت کی ہے''۔

مرتدین بھی اپنے آقاؤں کے نقش قدم پر:

زرداری: ''اسامہ کی موت سے نئے ملینیم کے آغاز پر برائی کے سب سے بڑے ذریعہ کو خاموش کر دیا گیا ہے۔ اسامہ کی موت پر قوم کو خوش ہونا چاہیے۔ پاکستان کے لیے القاعدہ سے چھٹکارا کسی بھی دوسرے ملک سے زیادہ ضروری ہے۔ اگرچہ پاکستان اتوار کے آپریشن میں شریک نہیں تھا لیکن پاکستان کے ایک عشرے سے زیادہ تعاون کی مدد سے ہی امریکہ اسامہ تک پہنچنے میں کامیاب ہوا''

یوسف گیلانی: ''اسامہ بن لادن کا قتل بڑی فتح اور عظیم کامیابی ہے۔ اسامہ کی ہلاکت پاکستان اور عالمی برادری کے دہشت گردی کے خلاف لڑنے کے عزم کا اظہار ہے۔ پوری دنیا کے لیے یہ بات شرمندگی کا باعث ہے کہ جدید ٹیکنالوجی کے باوجود اسامہ کو اس سے پہلے گرفتار نہیں کیا جاسکا۔''

یوسف گیلانی: ''اسامہ بن لادن کی ہلاکت تاریخی کامیابی ہے۔ آپریشن میں پاکستانی انٹیلی جنس تعاون شامل تھا''۔

مشرف: ''یہ ایک بہت مثبت قدم ہے اور اس کے مثبت طویل المدتی اثرات ہوں گے۔ آج ہم نے ایک جنگ جیت لی ہے لیکن دہشت گردی کے خلاف جنگ جاری ہے۔ اسامہ ایک ایسا شخص تھا جس نے پاکستان کے خلاف اعلان جنگ کیا، اور پاکستان میں دہشت گردی کے بہت سے واقعات کا تعلّق القاعدہ سے تھا، اس لیے یہ پاکستان کی فتح ہے''

احمد بن عبدالعزیز، سعودی وزیر داخلہ: ''سعودی عرب کو یہ امید ہے کہ القاعدہ کے راہنما کا قتل دہشت گردی کا مقابلہ کرنے اور اس کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی عالمی کوششوں کی جانب اہم پیش قدمی ثابت ہوگی''۔

ولید بن طلال، سعودی شہزادہ: ''اسامہ کی موت صرف امریکہ نہیں بلکہ پوری دنیا کے لیے ایک مثبت امر ہے''۔

حامد کرزئی: ''زبردست، یہ بہت بڑی خبر ہے۔ اسامہ واقعی انسانیت اور تہذیب کا بہت بڑا دشمن اور نوع انسانی کے لیے خطرہ تھا۔ امید ہے کہ اسامہ کی موت افغانستان میں طالبان کی جدوجہد کے خاتمے کا پیش خیمہ ہوگی۔ اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ افغانستان کے دیہاتوں میں نہیں بلکہ 'محفوظ پناہ گاہوں' پر مرتکز ہونی چاہیے''۔

عبداللہ گل، ترک صدر: ''اس سے ظاہر ہے کہ دہشت گرد اور ان کے راہنما بالآخر زندہ یا مردہ ہاتھ آہی جاتے ہیں، دنیا کے سب سے بڑے دہشت گرد کا مارا جانا اس بات کا ثبوت ہے''۔

شیخؒ کی شخصیت اور حکمت عملی کے معاشی اثرات

شیخؒ نے عالم کفر بالخصوص امریکہ کو ایسی کونسی ضرب لگائی جس کی ٹیسیں آج بھی اس کو چین نہیں لینے دے رہیں؟ اس سوال کا کوئی قطعی جواب تو شاید آسان نہ ہو کیونکہ صومالیہ سے نیویارک تک جابجا بکھری امریکی حشمت کی دھجیاں اکھٹی کرنے کے لیے شاید ایک پوری کتاب بھی ناکافی ہو لیکن ایک پہلو جو شیخ کی شہادت کے بعد بہت زیادہ زیر بحث آیا وہ یہ تھا کہ امریکہ نے شیخؒ کو شہید کرنے کی کیا قیمت چکائی؟

اس سوال کا بھی جواب بھی اتنا سادہ نہیں......اصل قیمت تو شاید خود امریکہ کا وجود اور اس کی سالمیت ہے، کہ سپر پاور اور پوری دنیا کی ٹھیکے داری کے دعوے سے تو امریکہ کب کا دست بردار ہو چکا، اب کوئی دن جاتا ہے جب امریکہ بھی سوویت یونین کی مانند اپنے رستے ہوئے زخموں کی تاب نہ لاکر ریزہ ریزہ ہوجائے گا......لیکن اگر تخمینہ ڈالروں میں بھی لگایا جائے تو ان اندازوں میں بہت تنوع ہے......چنانچہ ہم محض اس بل کی تفصیل درج کر کے یہ فیصلہ قارئین پر چھوڑ دیتے ہیں کہ ان میں سے کون کون سے خرچے شیخ کے 'کھاتے' میں ڈالے جاسکتے ہیں۔

کروز میزائلوں سمیت شیخ کے خلاف دیگر مہمات کی لاگت......تقریباً ۵۰ کروڑ ڈالر

گیارہ ستمبر کے مبارک کے حملوں میں عمارتوں کی تباہی اور دیگر براہ راست نقصانات......۱۳۰ ارب ڈالر

گیارہ ستمبر کے مبارک حملوں کے بالواسطہ نقصانات......تقریباً ۳۰۰۰ ارب ڈالر

(بقیہ صفحہ ۳۴ پر)

شبِ ظلمات میں طلوعِ سحر کا استعارہ

حافظ محمد صاحب

آنکھوں کو حق ہے کہ وہ خون کے آنسو روئیں...... دلوں کو روا ہے کہ وہ شدتِ غم سے پھٹ جائیں...... عقلیں مبہوت ہو جائیں تو غلط نہ ہو گا...... سقوطِ امارتِ اسلامیہ کے بعد ایک بار پھر کوہِ غم ٹوٹ پڑا...... اسدالاسلام، بطلِ جلیل، مہاجر و مجاہد فی سبیل اللہ الشیخ اُسامہ بن لادن کی شہادت پر ہر آنکھ اشک بار ہے۔ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم شامل حال نہ ہوتا اور اس کی طرف سے صبر و تسلی کے وعدے نہ ہوتے تو جانے کتنے ہی لوگ اپنا گریبان چاک کر لیتے۔

امامِ عظمتِ دیدہ وراں، حجازی حرمتوں کے پاسباں، کردارِ خالدؓ ابنِ ولید کے امین، شیخ اسامہ بن لادن بیس سال تک امریکی طاغوت سے نبرد آزما رہنے کے بعد ایبٹ آباد میں یکم اور دو مئی کی درمیانی شب امریکیوں سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے برسوں سے جس نعمت کے متلاشی تھی بالآخر اسے پالیا...... اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی...... اور زبانِ حال سے یہ کہتے ہوئے اس فانی دنیا سے رخصت ہو گئے......

ہمارے پاس ہے کیا، جو فدا کریں تجھ پر
مگر یہ زندگیٔ مستعار رکھتے ہیں

اور

جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم
سو اس عہد کو ہم وفا کر چلے

وہ ان مومنین صادقین میں سے تھے جن کے بارے میں خود قرآن نے کہا ہے:

مِنَ الْمُؤمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَاعَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْه. (الاحزاب)

''اہل ایمان میں کچھ جواں مرد وہ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے کیے ہوئے عہد کو پورا کر دکھایا۔''

بلاشبہ وہ سعادت کی زندگی جیئے اور شہادت کی موت حاصل کی۔

وہ اپنے رب کے حضور ہو چکے اور ہمارا یقین ہے کہ وہ اس آیت کے سچّے مصداق ہیں:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوا فِى سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ. فَرِحِيْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ يَحْزَنُوْن۔ (آل عمران ۱۶۹، ۱۷۰)

''اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں انہیں مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں، اپنے رب کے ہاں سے رزق دیے جاتے ہیں، وہ خوش ہیں اس چیز سے جو اللہ نے اپنے فضل سے انہیں عطا فرمائی اور جو لوگ ان کے پیچھے رہ گئے ہیں اور (شہید ہو کر) ان کے پاس نہیں پہنچے ان کی بھی اس حالت پر وہ خوش ہوتے ہیں کہ ان کو بھی کچھ خوف نہ ہو گا اور نہ وہ غم ناک ہوں گے۔''

شیخ اسامہ کی شہادت ایک عہد کا خاتمہ اور ایک نئے دور کا آغاز ہے۔ شیخ عبداللہ عزّام سے شروع ہونے والا عہد شیخ اسامہ کی شہادت پر ختم ہوا۔ اس دوران انہوں نے تین نسلوں کی قیادت کا فریضہ انجام دیا۔ جہاد میں وہ تاریخ ساز کردار ادا کیا جس کی نظیر کم از کم ہمیں نظر نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات میں متعدد اور گوناگوں خصوصیات جمع فرما دی تھیں انہی خصوصیات نے آپ کو اپنے ہم عصروں میں ممتاز کیا۔ مال داری، انفاق فی سبیل اللہ، تقویٰ وتدین، جرأت و شجاعت، استعمار دشمنی، اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے جدوجہد، عالم اسلام میں انتہا درجے کی محبوبیت ان کا توشۂ خاص ہے۔

ہم اگر ان کی شخصی خصوصیات پر ہی غور کریں تو ان کی ترتیب کچھ یوں ہو گی:

خاندانی وجاہت:

آپ کا تعلّق بن لادن خاندان سے تھا، آپ کے والد محمد بن عوض بن لادن قدیم قبیلہ قحطان کے یمنی نژاد مال دار شخص تھے۔ ''بن لادن'' کمپنی کے مالک اور سعودی شاہی خاندان میں اثر ورسوخ رکھنے کے علاوہ شاہ فیصل سے ذاتی تعلّق تھا۔ سخاوت اور فیاضی میں اپنی مثال آپ تھے۔ محمد بن عوض نے عالم اسلام کے تینوں بڑے مقامات مقدسہ کی تعمیر و ترقی میں اہم کردار ادا کیا۔ حرم مکی، حرم نبوی اور حرم قدسی آپ کی محنتوں اور محبتوں کا محور تھے۔ یہی چیز شیخ اسامہ بن لادن میں منتقل ہوئی۔ خاندانی ونجابت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شخصی وجاہت سے بھی نوازا تھا اور آپ کا چہرہ ایمان کی صباحت سے درخشندہ نظر آتا تھا۔

مال داری:

شیخ اسامہ بن لادن کو اللہ تعالیٰ نے مال داری میں خوب نوازا تھا۔ محض والد سے ملنے والا ترکہ کروڑوں ریال تھا جب کہ اپنے ذرائع سے انہوں نے جو کچھ حاصل کیا وہ اس کے علاوہ تھا۔ آپ نے جب اول اول جہاد افغانستان میں شرکت کی تو بعض لوگ سرگوشیوں میں بتایا کرتے کہ افغانستان کے جہاد میں ایک ایسا عرب شہزادہ شریک ہے جو اگر چاہے تو پورے پاکستان کو خرید سکتا ہے۔ اگرچہ یہ ایک مبالغہ آمیز بات تھی لیکن اس سے آپ کی مال داری کا درست عکس نظر آتا ہے لیکن یہ بات بھی اپنی جگہ حقیقت ہے کہ اس مال و دولت نے کبھی آپ کے دل میں گھر نہیں کیا: ایک مرتبہ کسی صحافی نے آپ سے آپ کے اثاثوں کے بارے میں پوچھا تو جواب میں صرف اتنا کہا: ''میرا دل غنی ہے!''

انفاق فی سبیل اللہ:

مال و دولت کی فراوانی کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپ کو مستغنی قلب عطا فرمایا تھا۔ آپ اس معنی میں سیدنا عثمانؓ بن عفان کے سچّے پیروکار تھے کہ اپنے اموال کو راہِ جہاد میں بے دریغ لٹایا۔ جنگوں کے بھاری بھرکم اخراجات، مجاہدین کی خبر گیری اور جہادی ضروریات میں اپنی

جیب خاص سے خرچ کرتے۔ تاریخ میں ایسے لوگ کم ہی گزرے ہیں جنھوں نے اپنی ساری تجارت کو جہاد کے لیے وقف کر دیا ہو۔ یہاں لوگ اپنے مال کی میل کچیل یعنی زکوٰۃ جو ایک فریضہ کی ادائیگی ہے اسے اہلِ جہاد پر خرچ کر کے پھولے نہیں سماتے جبکہ وہاں کیفیت یہ تھی کہ اصل زر بھی راہِ جہاد میں بے دریغ لٹا دیا۔ جلال آباد کے محاذ پر روس کے خلاف جنگ کے دوران صرف آپ نے اپنی ذاتی جیب سے اکیس ملین ڈالر کا اسلحہ خرید کر مجاہدین کو دیا۔ اس وقت دس ہزار عرب مجاہدین کے تمام مصارف آپ نے اپنے ذمے لے رکھے تھے۔

آپ کے جذبۂ انفاق فی سبیل اللہ پر مجدد جہاد شیخ عبداللہ عزام شہید کا یہ تبصرہ حرف آخر ہے، آپ نے کہا تھا:

''اسامہ بن لادن مشرقِ وسطیٰ کی حدود میں سب سے زیادہ غنی و مال دار ہیں۔ میں ڈھیروں دعائیں کرتا ہوں اپنے مجاہد بھائی ابوعبداللہ اسامہ بن لادن کے لیے جنھوں نے اپنے ذاتی مال سے جہاد کی بھرپور خدمت کی، مکتب الخدمات کے اخراجات کا بوجھ اٹھایا''۔

حقیقت یہ ہے کہ باریک بین نگاہ سے دیکھا جائے تو جہاد کے لیے انفاق میں آپ کا کوئی ہم سر نہیں آتا۔

تقویٰ وانابت اِلیٰ اللہ:

آپ کا ایک نمایاں وصف تقویٰ، تعلّق مع اللہ، تلاوت قرآن کی کثرت اور ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت تھی۔ آپ دھیمے لہجے میں گفتگو کرتے اور لایعنی باتوں سے پرہیز کرتے۔ آپ کی انہی خصوصیات کی بنا پر ایک مرتبہ شیخ عبداللہ عزّام شہیدؒ نے کہا تھا...... اگر کوئی شخص کہے کہ اسامہ ولی اللہ نہیں تو اس روئے زمین پر کوئی بھی ولی اللہ نہیں ہے۔ آپ کی طبیعت عاشقانہ رنگ لیے ہوئے تھی۔ ویسے تو ہر مجاہد ہی اللہ کا عاشق مزاج ہوتا ہے اور یہی مومنانہ کیفیت اسے گھمسان کی جنگوں میں دیوانہ وار کود جانے پر اکساتی ہے مگر آپ تو عاشقوں کے امام تھے، یہی کیفیت آپ کے قریبی رفقاء میں نظر آتی تھی۔

عالم اسلام میں انتہا درجے کی محبُوبیت:

آپ کی انہی مومنانہ صفات نے آپ میں انتہا درجے کی محبُوبیت پیدا کر دی تھی۔ یہ محبُوبیت جغرافیائی سرحدوں سے ماوراتھی۔ دنیا بھر کے مظلومین آپ کے نام سے سرشاری حاصل کرتے اور آپ کی ذات کو سائبان تصور کرتے۔ سعودیہ، فلسطین، یمن، صومالیہ، الجزائر، تیونس، چیچنیا، عراق، افغانستان، انڈونیشیا، پاکستان اور دنیا کے کئی دیگر خطوں کے مجاہدین آپ کو اپنا مقتدیٰ تصور کرتے تھے، ایک ایسا انسان جو برسوں سے رُوپوشی کی زندگی اختیار کیے ہوئے تھا اور جس کا بیرونی رابطہ نہایت محدود بلکہ محدود تر تھا۔ اس کے لیے لوگوں کے بے پناہ جذبات اللہ پاک کی خاص عطا تھے۔ جس شخص نے آپ کے ساتھ چند لمحات بسر کر لیے وہ خود کو خوش قسمت ترین انسان تصور کرتا۔

بڑے بڑے لیڈر اپنی شخصیت سازی کے لیے اخراجات کرتے ہیں لیکن پھر بھی ان کی شہرت محدود علاقوں کی تنگنائیوں تک بمشکل ہوتی ہے...... پھر یہ کہ محبُوبیت بھی حاصل ہو جائے؟ ایں کار ے دارد!...... شیخ کی شہادت پر ایسے ایسے لوگوں کو روتے بلکتے دیکھا گیا جن کے بارے میں عام حالات میں اس قسم کے رویے کا معمولی اظہار بھی ناممکن نظر آتا ہے۔ لیکن اس موقع پر وہ اپنے دلی جذبات کو قابو میں نہ رکھ سکے اور شیخ کی محبت نے ان کے ضبط کے سارے بندھن توڑ دیے۔

جہاد میں فنائیت:

شیخ اسامہ بن لادنؒ ان اولوالعزم مجاہدین میں سے تھے جنھوں نے اپنی زندگی کو جہاد کے لیے وقف کر دیا تھا۔ وہ ''پارٹ ٹائم مجاہد'' نہیں تھے۔ بلکہ انہوں نے اپنی پوری زندگی کو جہادی خطوط پر استوار کر رکھا تھا۔ ان کا ایک ایک لمحہ اور ایک ایک پل جہاد میں گزرا۔ اس سلسلے میں آپ نے حالات کی ناموافقت اور اس راہ کی کٹھنائیوں کو کبھی آڑے نہیں آنے دیا۔ آپ کے دم سے دنیا کے کئی مقامات پر جہاد کے میدان سجے۔ یمن، صومالیہ، چیچنیا، عراق اور افغانستان کے گرم محاذ تو لوگوں کی آنکھوں کے سامنے ہیں۔ بعض مبصرین کے مطابق پاکستان میں تحریک لال مسجد اور سوات کی تحریک نفاذ شریعت کے پس پردہ آپ کی فکر کارفرما تھی۔ جہاد میں آپ کی فنائیت کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ روس کے خلاف جنگ میں آپ کا بیشتر وقت گزرتا یا پھر مسجد نبوی علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کی تعمیر میں، جب آپ کو مسجد نبوی اور یہاں کی پُرنور ساعتوں کی یاد ستاتی تو مدینہ کی طرف لپکے آتے اور مدینہ میں رہتے ہوئے میدانِ جہاد کی لذت سے محرومی یاد آتی تو دیوانہ وار محاذوں پر چلے آتے۔ یہ ایسی دیوانگی تھی جس پر ہزاروں فرزانگیاں قربان کی جا سکتی ہیں۔ تاریخ کا مورخ جب شیخ اسامہ کا تذکرہ لکھے گا تو انہیں قتیبہ بن مسلم، طارق بن زیاد، محمد بن قاسم، محمود غزنوی، خوارزم شاہ، مہدی سوڈانی اور سید احمد شہید رحمھم اللہ کی صف میں ذکر کرے گا۔

جہاد کی عالمگیریت:

آپ نے جہادی تاریخ میں جو حیرت انگیز کارنامہ انجام دیا وہ یہ ہے کہ جہاد کو علاقائی حدود سے نکال کر اِسے عالمگیر رخ دیا۔ پہلے جہاد صرف افغانستان تک محدود تھا مگر آپ نے تھوڑے ہی عرصے میں جہاد کو افغانستان کی حدود سے نکال کر چیچنیا، عراق، صومالیہ، یمن، الجزائر، موریتانیہ، فلپائن، انڈونیشیا، امریکہ اور یورپی ممالک تک پھیلا دیا۔ اس عالمگیر جہاد کا نکتہ عروج ٹوئن ٹاور اور پینٹا گون کی تباہی تھا۔ جس کے بعد دنیا بھر میں مختلف مقامات پر استعماری طاقتوں کے خلاف جہادی کارروائیاں ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اب دنیا بھر میں حتیٰ کہ مغرب اپنے گھر میں بھی چین کی نیند نہیں سو سکتا۔ مسلمانوں کی تاریخ میں بڑی بڑی جنگیں ہوئی ہیں مگر ان جنگوں نے کبھی عالمگیر سطح پر دنیا کے خطوں کو متاثر نہیں کیا۔ یہ سعادت اللہ تعالیٰ نے شیخ اسامہ کے لیے ہی لکھی تھی کہ ان کے ہاتھوں سے عالمی سطح پر کارروائیوں کا آغاز ہوا۔ کون جانتا ہے کہ شیخ اسامہ کی شہادت کے بعد اب اس طرح کے میدان مزید وسیع ہو جائیں۔

اتحاد واتفاق کی علامت:

اللہ پاک نے آپ کی ذات میں ایک مقناطیسی کشش رکھ دی تھی یہی وجہ تھی کہ اہل ایمان آپ کی دعوتِ جہاد پر کھچے چلے آتے تھے۔ وہ آپ کی ذات پر یکسو تھے۔ باوجود کہ القاعدہ میں مختلف فقہی مسالک، مختلف ذوق اور طبیعت کے افراد ہیں لیکن وہ سب شیخ کی ذات پر متفق اور آپ کے احکام پر سر جھکا دیتے تھے۔ کیا یہ عجیب بات نہیں کہ یہاں ایک ہی خطے کے مجاہدین میں تنظیمی بنیادوں پر بعد

المشرقین ہے لیکن القاعدہ میں عرب وعجم کے افراد ملیں گے۔ کسی کا تعلّق پاکستان سے ہے تو کوئی صومالیہ سے تعلّق رکھتا ہے اور کسی کا الجزائر اور موریطانیہ سے ہے اور یورپ اور امریکا سے تعلّق رکھتا ہے۔

حرمین کی پکار:

۱۹۹۱ء میں امریکا نے عراق پر حملہ کیا تو اپنے بحری بیڑوں کو جزیرۃ العرب کے اردگرد لاکر کھڑا کیا۔ یہود و نصاریٰ کی بڑی تعداد نے جزیرۃ العرب میں فوجی اڈے قائم کیے۔ اس طرح جہاں سرزمین حرمین شدید خطرات سے دوچار ہوئی وہیں عرب ممالک کے پیٹرول اور آبی گذر گاہوں پر بھی یہود و نصاریٰ کا قبضہ ہوگیا۔ اس کے علاوہ اسرائیل کو ہر طرح کا تحفظ حاصل ہوگیا۔ اتنا بڑا سانحہ سعودی اور کویتی حکمرانوں کی ملی بھگت سے ہی ممکن ہوا۔ شیخ اسامہؒ اس وقت سعودیہ میں ہی مقیم تھے اور ان حالات کو بہت قریب سے دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے اولاً عرب حکمرانوں کو جگانے کی کوشش کی اور انہیں امریکی افواج کی موجودگی کی سنگینی کی طرف توجہ دلائی لیکن جب اس طرف سے کوئی مثبت ردعمل سامنے نہیں آیا تو آپ نے کھلے الفاظ میں سرزمین حرمین میں یہود و نصاریٰ کی موجودگی کے خلاف آواز اٹھائی، یہی وجہ تھی کہ آپ سعودی حکمرانوں کے لیے ناپسندیدہ ٹھہرے اور امریکیوں نے آپ کو اپنا دشمن سمجھتے ہوئے سعودی حکمرانوں پر دباؤ ڈالا کہ وہ ان کی شہریت منسوخ کرکے ملک بدر کردیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور شیخ اسامہ کو حجاز کی سرزمین چھوڑ کر سوڈان کی طرف ہجرت کرنا پڑی گو کہ شیخ کو آزمائش کا سامنا کرنا پڑا لیکن آپ کو تحفظ حرمین کے لیے آواز اٹھانے کا بھرپور موقع مل گیا۔ یہ بات اپنی جگہ حقیقت ہے کہ آپ کی دوررس نگاہ نے بہت عرصہ پہلے حالات کی سنگینی کا ادراک کرلیا تھا اور آپ کی آواز حرمین کی پکار بن کر سامنے آئی تھی۔ امریکا آپ کا اسی لیے دشمن تھا کہ جزیرۃ العرب پر قبضہ کرکے پیٹرول کی جس لوٹ مار میں مصروف تھا اس پر شیخ اسامہ کی وجہ سے خلل پڑنے کا خدشہ رہتا تھا۔

استعمار دشمنی کا استعارہ:

آپ نے جہاں حرمین کے تحفظ کے لیے آواز اٹھائی وہیں مظلوم فلسطینیوں، اقصیٰ کی آزادی، کوسوو کے مظلوموں، چیچنیا کے جاں بازوں اور فلپائن کے حریت پسندوں کے حق میں صدا بلند کی۔ یوں آپ دنیا بھر کے مظلوموں کے لیے استعمار دشمنی کا استعارہ بن گئے تھے۔ آپ مسلم دنیا میں ہونے والی دہشت گردانہ کارروائیوں کو امریکا کی کارستانی قرار دیتے۔ اور دلائل کی بنیاد پر اس کی مسلم دشمن کارروائیوں کو عالم اسلام پر آشکارا کرتے۔ اسرائیل کا اصل محافظ امریکا کو ہی خیال فرماتے۔ اس لیے آپ بجا طور پر سمجھتے تھے کہ مسلم ممالک کو امریکی اثرات سے محفوظ کرنے اور اس کی مسلم کش پالیسیوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے امریکا کو عسکری اور اقتصادی شکست دینا ضروری ہے۔ نائن الیون کے واقعے کے بعد امریکا غصّے اور غرور کے عالم میں، اپنے لاؤ لشکر کے ہمراہ افغانستان پر حملہ آور ہوا......لیکن وہ بھول گیا تھا کہ وہ شیخ اسامہ کے بچھائے ہوئے جال میں پھنس گیا ہے، جہاں کوئی شکار آتا اپنی مرضی سے ہے لیکن پھر واپسی کا راستہ نہیں ملتا۔ آج وہ اپنی واپسی کے لیے راستہ ڈھونڈ رہا ہے لیکن اسے ''باعزت راستہ'' نہیں مل رہا۔ بہرحال گیارہ ستمبر کے واقعے سے بہت پہلے اگرچہ آپ ''انتہائی مطلوب'' کا خطاب پاچکے تھے لیکن اس واقعے کے بعد تو امریکہ باؤلے کتے کی طرح ہر جگہ شیخ اسامہ کی بو سونگھتا رہا۔ اس تگ و دو میں اس نے دس سال تک افغانستان کا چپہ چپہ چھان مارا لیکن وہ شیخ کو ڈھونڈنے میں کامیاب نہیں ہوسکا تھا۔

آج جبکہ شیخ اسامہ بن لادن اس دنیا میں نہیں رہے اور اپنی مراد کے مطابق شہید کا عظیم رتبہ پاکر اس دنیا سے رخصت ہوچکے ہیں لیکن اس بات میں بھی کوئی شبہ نہیں رہنا چاہیے کہ ان کی دعوتِ جہاد زندہ ہے اور لیلائے شہادت کے متوالے آپ کے پاکیزہ خون سے حریت وحرارت اور جہد و جہاد کا سبق حاصل کرکے جہاد کے گرم میدانوں کا رخ کررہے ہیں......وہ حیات تھے تو سراپا دعوتِ جہاد تھے۔ شہید ہوکر بھی وہ امریکا اور اس کے اتحادیوں کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹک رہے ہیں۔ ایبٹ آباد کی سرزمین پر گرنے والے مبارک خون کی خوشبو چہار دانگِ عالم میں پھیل رہی ہے......میدان سج رہے ہیں، غازی بپھر رہے ہیں اور یقین کیجیے کہ......

کچھ دنوں بعد زمانے کی ہوا بدلے گی
ابر کڑکے گا فضا رنگ وفا بدلے گی
ٹوٹ جائے گا ہر اک حلقۂ زنجیرِ ستم
بےنواؤں کی آہوں سے فضا بدلے گی

اور یہ کہ......

اے اسامہ، اے حجازی حرمتوں کے پاسباں!
اے مجاہد، اے امامِ عظمتِ دیدہ وراں!
ہم لاج رکھیں گے تیری ہمت و یلغار کی
تیرے دیدۂ بیدار کی
تیری عزتِ دستار کی
تیرے ہر فعل کی گفتار کی
لائیں گے ہم عہدِ رفتہ کا نظامِ خوش نہاد
زندہ رکھیں گے تیرا یہ ولولۂ الجہاد
ان شاءاللہ

☆☆☆☆☆

بقیہ: میں کھٹکتا ہوں دل ''شیطاں'' میں کانٹے کی طرح

افغانستان کی جنگ کی براہ راست عسکری لاگت......تقریباً ۵۶۰ ارب ڈالر
عراق جنگ کی براہ راست عسکری لاگت......تقریباً ۸۵۰ ارب ڈالر
ہوم لینڈ سیکیورٹی پر اٹھنے والے اخراجات......تقریباً ۱۰۰۰ ارب ڈالر۔
کل خرچ......تقریباً ۵۴۴۰.۵ ارب ڈالر

واضح رہے کہ اوپر دی گئی تفصیل میں امریکی اقتصادیات کو جنگوں سے پہنچنے والے بالواسطہ نقصانات اور جنگوں کے لیے لیے گئے قرض پر ادا کردہ سود شامل نہیں ہے۔ پھر بھی یہ رقم امریکی جی ڈی پی کے ۳۶ فی صد اور امریکہ کے مجموعی ٹیکس ریونیو کے تقریباً ۲۱۰ فی صد کے برابر جا پہنچتی ہے۔

☆☆☆☆☆

شیخ اسامہ بن لادنؒ، ڈاکٹر عبداللہ عزامؒ کی نظر میں

شیخ حسین بن محمود

اپنے زمانے کے جہادی فقہ کے مجدّد شیخ عبداللہ عزام رحمہ اللہ نے فرمایا

''ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمارے بھائی ابو عبداللہ اُسامہ بن لادن کی حفاظت کرے۔ یہ ایسا آدمی ہے کہ میری آنکھ نے روئے زمین پر ایسا آدمی کبھی نہیں دیکھا''۔

ایک اور جگہ شیخ عبداللہ عزامؒ نے فرمایا

''یہ شخص اکیلا ہی ایک امت کے برابر ہے نیز فرمایا اللہ کی قسم میں گواہی دیتا ہوں کہ مجھے عالمِ اسلامی میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ ہم اللہ تعالیٰ سے متمنی ہیں کہ وہ اس کے دین و مال کی حفاظت فرمائے اور یہ کہ اس کی زندگی میں برکت عطا فرمائے''۔ آمین

انی لأفتح عینی حین أفتحها......علی کثیر ولکن لاأری أحدا

''میں جب بھی اپنی آنکھ کھولتا ہوں تو بہت سوں کو دیکھتا ہوں مگر اُس جیسا کسی کو نہیں پاتا''

لہٰذا اس بات کا جواب تو بہت آسان ہے کہ شیرِ اسلام اسامہ بن لادنؒ پہاڑ جیسا حوصلہ اور ہمت رکھنے والے (شیخ عزامؒ) کی نظر میں اس قدر اہمیّت کے مستحق کیسے قرار پائے......اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ شیخ اسامہ نے جب اللہ کی کتاب میں یہ پڑھا

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ مَا لَكُمْ إِذَا قِيْلَ لَكُمُ انفِرُواْ فِيْ سَبِيْلِ اللّهِ اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الأَرْضِ أَرَضِيْتُم بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الآخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِيْ الآخِرَةِ إِلاَّ قَلِيْلٌ (التوبة: ۳۸)

''اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ چلو اللہ کے راستے میں کوچ کرو تو تم زمین سے لگے جاتے ہو۔ کیا تم آخرت کے عوض دنیا کی زندگانی پر ہی ریجھ گئے ہو سنو! دنیا کی زندگی تو آخرت کے مقابلے میں کچھ یونہی سی ہے''۔

تو انہوں نے پوری استقامت کے ساتھ کہا 'ہر گز نہیں' اور پھر انہوں نے دنیاوی زندگی کی اس بے وقعت متاع کو چھوڑا اور (شہادت کی) موت کی تلاش میں محاذوں کا رخ کیا۔

ان اللّٰہ عباداً فُطنا ... طلّقوا الدنیا وعافوا الفتنا

نظروا فیها فلمّا علموا ... انها لیست لحیٍّ وطنا

جعلوها لُجّة واتخذوا ... صالح الأعمال فیها سُفنا

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے ایسے عقلمند بندے بھی ہیں کہ جنہوں نے دنیا کی عیش و عشرت کو طلاق دی اور فتنوں سے بچ گئے۔

انہوں نے اس دنیا کی طرف دیکھا اور جب انہیں پتہ چلا کہ کسی بھی زندہ رہنے والے کا یہ ہمیشہ کا وطن نہیں تو انہوں نے اسے سمندر سمجھا اور نیک اَعمال کو اس کی کشتیاں بنالیا''۔

عزّ ام رحمہ اللہ اس (شیرِ اسلام) کی حالت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''وہ زندگی گزارتا ہے تو فقیروں کی سی زندگی گزارتا ہے میں جب کبھی حج یا عمرے کے لیے جاتا تو میں اس کے گھر جاتا اُس کے گھر میں نہ تو کوئی کرسی ہوتی اور نہ میز حالانکہ اس کی چار بیویاں ہیں مگر اس کے کسی گھر میں کوئی کرسی ہوتی نہ میز۔ مِصر یا اردن کے کسی ملازم کا گھر اسامہ کے گھر سے زیادہ اچھا تھا۔ اس کے باوجود جب آپ اس سے مجاہدین کے لیے ریال طلب کریں تو چند لمحوں کے اندر آپ کو ملین ریال کا چیک مجاہدین کے لیے لکھ کر دے دیتے''۔

آپ (عزام) فرماتے ہیں:

''افغان دیکھتے ہیں کہ یہ ایک ایسا عربی ہے کہ جس نے اپنے اثاثہ جات اور اپنا کام اور اپنی کمپنی سعودیہ یا خلیج یا اردن میں چھوڑی اور خود ان پہاڑوں کی چوٹیوں پر خشک روٹی اور چائے پر زندگی گزارنے آیا ہے اور وہ (افغانی) دیکھتے ہیں کہ اسامہ بن لادن نے مدنی حَرم کی توسیع کا کام (پروجیکٹ) اور اپنی آمدن (جو کہ آٹھ لاکھ سعودی ریال ہے) چھوڑ دی اور خود یہاں میدان معرکہ میں پڑا ہے، تو اُن کے دل سے اس مجاہد فی اللہ کے لیے دعائیں نکلتی ہیں''۔

صرف یہی نہیں بلکہ ہمارا یہ شیر تو شیروں کی کچھار سے نکلا ہے شیخ الجہاد عزّ ام رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اسامہ اپنی ایک بہن کے پاس گیا اور ان کے سامنے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا مال کے ساتھ جہاد کرنے کا فتویٰ پیش کیا تو انہوں نے آٹھ ملین کا چیک لکھ دیا یعنی چالیس ملین روپیہ (اس وقت)۔ تو اس کے پاس اُسے سمجھانے والے آئے اور اُسے قائل کرتے ہوئے کہنے لگے کہ کیا آپ پاگل ہو گئیں ہیں۔ اور اُسے کہنے لگے کہ آپ کرائے کے فلیٹ میں رہتی ہیں تو کم از کم اپنا گھر بنانے کے لیے ایک ملین بچا لیے ہوتے تو وہ اس پر قائل ہو گئیں اور اسامہ کے پاس آئی اور اُن سے کہا کہ اُسامہ میرے بھائی! ایک ملین ریال واپس کردیں تا کہ میں اپنا گھر بنا سکوں تو آپ نے اُنہیں کہا کہ نہیں اللہ کی قسم ایک ریال بھی واپس نہ ہو گا اس لیے کہ آپ تو ایک فلیٹ میں بڑے آرام سے رہ رہی ہیں جبکہ افغانستان میں مسلمان مر رہے ہیں اور انہیں ایک خیمہ بھی نہیں ملتا''۔

(بقیہ صفحہ ۵۱ پر)

شیخ اسامہؒ کی بیماری کے بارے میں پھیلائی جھوٹی خبروں کی حقیقت

عبیداللہ غازی

معرکہ گیارہ ستمبر کے بعد امریکہ اور نیٹو کا صلیبی اتحاد اور ان کے حواری اپنی تمام تر ٹیکنالوجی اور جدید ترین آلات کے باوجود شیخ اسامہؒ کو تلاش کرنے میں ناکام رہے۔ گویا یہ ناکامی اُن کی ٹیکنالوجی کی موت تھی، اور یہ حقیقت دنیا کی نظروں سے اوجھل رکھنے کے لیے یہود ونصاریٰ نے شیخ اسامہؒ کی صحت کے حوالے سے جھوٹ اور شرانگیزی پر مبنی ''مصدقہ اطلاعات'' ذرائع ابلاغ کے ذریعے عام کیں، اس پروپیگنڈے کو خوب اچھالا گیا اور ہر طرف سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی رہی کہ شیخ اسامہؒ کی وفات ہو چکی ہے اور اب وہ اس دنیا میں موجود نہیں۔ یہاں ہم شیخؒ کے احوال کو قریب سے جاننے والے دو افراد کی گواہی اس ضمن میں پیش کر رہے ہیں جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ شیخ اسامہ گردوں کے عارضہ سمیت کسی بھی قسم کی مہلک بیماری میں مبتلا نہیں تھے۔

معروف سرجن ڈاکٹر عامر عزیز، جنہوں نے نومبر ۲۰۰۱ء میں شیخؒ سے ملاقات کی اور وہ اس عرصے میں شیخؒ کے ذاتی معالجِ خصوصی بھی رہے، اس بارے میں کہتے ہیں؛

> ''اُس وقت شیخ اسامہؒ کی صحت دیکھ کر ایسے کوئی آثار تلاش نہیں کیے جا سکتے تھے جن سے ظاہر ہو کہ وہ گردوں کے عارضہ میں مبتلا ہیں یا ڈائیلسز کے مریض ہیں۔ میری اُن سے آخری ملاقات ۹/۱۱ کے بعد کابل میں ہوئی، جہاں میں مریضوں کی دیکھ بھال کر رہا تھا......وہ میرے پاس آئے اور میں نے دیکھا کہ وہ بالکل صحت مندانہ انداز میں چل پھر رہے تھے، وہ معمول کے مطابق کھا پی رہے تھے، وہ اپنے ملنے والوں سے گرم جوشی سے ملاقات کر رہے تھے، میرے لیے اس بات پر یقین کرنا بہت مشکل ہے کہ اتنا صحت مند اور تندرست فرد ڈائیلسز پر ہوگا......میرے قندھار کے دوروں کے دوران ایک مرتبہ قندھار کے ریسٹ ہاؤس میں طالبان کی طرف سے لے جایا گیا تا کہ وہاں موجود ایک زخمی کا علاج کر سکوں......جب میں وہاں پہنچا تو وہ زخمی فرد شیخ اسامہ بن لادن نکلے جو گھوڑے سے گرے تھے اور زخمی ہوئے تھے۔ میں نے اُن کا تفصیلی معائنہ کیا، اس معائنے کے دوران میں نے اُن کی صحت کے حوالے سے کوئی تشویش ناک بات محسوس نہیں کی...... ہاں اُن کی کولہے کی ہڈی فریکچر تھی، میں نے اُنہیں پلاسٹر لگایا، اُنہیں کچھ ورزش بتائی اور کچھ ادویات لکھ کر دیں...... یہ اس ملاقات کی مکمل روداد ہے۔ اس کے بعد قندھار ایئر پورٹ کے قریب کسی مقام پر ہماری دوبارہ ملاقات ہوئی...... جہاں مجھ سمیت دیگر مہمانوں کے لیے ضیافت کا اہتمام کیا گیا تھا''۔

'القدس العربی' اخبار کے ایڈیٹر عبدالباری عطوان' اُن چند عرب صحافیوں میں سے ہیں جنہیں طالبان دورِ حکومت میں شیخ اسامہ شہیدؒ کا انٹرویو کرنے اور اُن کے ساتھ چند دن گزارنے کا موقع ملا۔ وہ اس مسئلے کے بارے میں کہتے ہیں:

> ''میرے لیے تو یہ ایک حیرت انگیز اور اچنبے کی بات ہے کہ شیخ اسامہ بن لادن گردوں کے عارضہ میں مبتلا تھے۔ جو لوگ گردوں کے عارضہ میں مبتلا ہوتے ہیں اُن کا علاج ڈائیلسز کے سوا کچھ نہیں۔ میں نے اُن کے ساتھ تین دن تک قیام کیا وہ بالکل ہشاش بشاش دکھائی دیتے تھے۔ اس کے علاوہ لوگوں کو گردوں کا عارضہ اس لیے بھی لاحق ہوتا ہے کیونکہ وہ ذیابیطس کے مریض ہوتے ہیں لیکن اس کے برعکس شیخ اسامہ بن لادن بہت زیادہ میٹھی چائے پیتے تھے، اگر وہ ذیابیطس کے مریض ہوتے تو اتنا میٹھا کبھی استعمال نہیں کرتے، اُن کی چائے تو اس قدر میٹھی ہوتی تھی کہ میں وہ چائے پی ہی نہیں سکتا تھا۔ اس کے ساتھ یہ بھی قابلِ توجہ امر ہے کہ گردوں کے مرض میں مبتلا افراد اپنے ساتھ ہمیشہ پینے کا پانی رکھتے ہیں لیکن میں نے شیخ اسامہ بن لادن کے معاملے میں ایسا کچھ محسوس نہیں کیا''۔

(الجزیرہ ٹیلی ویژن ڈاکومنٹری: I knew Bin Laden (Part 1) 11 May (2011)

۲۰۰۰ء میں شیخ اسامہ نے پانچواں نکاح کیا، معرکہ گیارہ ستمبر کے چند دن بعد شیخ اسامہؒ کے ہاں ایک بیٹی کی ولادت ہوئی، جس کا نام صفیہ رکھا گیا۔ شیخ اسامہؒ خود بیان کرتے تھے کہ اُنہوں نے اپنی اس بیٹی کا نام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محترم پھوپھی صفیہ بنت عبدالمطلب کے نام پر رکھا، جنہوں نے غزوۂ احزاب کے موقع پر ایک یہودی قتل کیا تھا۔ شیخ اسامہؒ نے امید ظاہر کی کہ اُن کی یہ بیٹی بھی یہود ونصاریٰ کو قتل کرے گی۔

اب یہ بات کس طرح ممکن ہے کہ ایک فرد جو گردوں کے عارضہ میں مبتلا ہو، مستقل ڈائیلسز پر ہو، چلنے پھرنے سے عاجز ہو......وہ نکاح بھی کرے اور پھر اُس کے ہاں بچے کی ولادت بھی ہو؟ حقیقت یہ ہے کہ شیخ اسامہؒ کی بیماری اور وفات کا پروپیگنڈہ سراسر جھوٹ تھا اور اس میں سچائی کا شائبہ تک نہیں تھا۔

☆☆☆☆☆

شیخ اسامہؒ کے انٹرویوز اور پیغامات کی فہرست

مرتب: نوید صدیقی

☆سی این این کے نمائندے پیٹر آرنیٹ کو انٹرویو ۱۹۹۴ء

☆'انڈیپنڈنٹ' اخبار کے صحافی رابرٹ فسک کو انٹرویو ۱۹۹۶ء

http://www.archive.org/download/Ghamamah/Robert-Fisk_96.docx

☆سی این این کو انٹرویو مارچ ۱۹۹۷ء

http://www.archive.org/download/Ghamamah/CNN_97.pdf

☆الجزیرہ کو پہلا انٹرویو ۱۹۹۸ء

http://www.archive.org/download/Ghamamah/AL-Jazeera_98.wmv

☆امریکی ٹی وی چینل ABC کے نمائندہ جان ملر کو انٹرویو مئی ۱۹۹۸ء

http://www.archive.org/download/Ghamamah/ABC_98.docx

☆امریکی ٹی وی چینل ABC کے لیے رحیم اللہ یوسف زئی کو انٹرویو نومبر ۱۹۹۹ء

http://www.archive.org/download/Ghamamah/ABC_99.docx

☆روزنامہ امت کو انٹرویو ۲۸ ستمبر ۲۰۰۱ء

http://www.archive.org/download/Ghamamah/Ummat_2001.docx

☆پاکستانی صحافی حامد میر کو انٹرویو ۱۹۹۷ء

☆☆الجزیرہ کو دوسرا انٹرویو (معرکہ گیارہ ستمبر کے بعد) حصّہ اول

http://www.archive.org/download/Osama1998/bn1.rm

☆الجزیرہ کو دوسرا انٹرویو (معرکہ گیارہ ستمبر کے بعد) حصّہ دوم

http://www.archive.org/download/Osama1998/bn2.rm

☆پاکستانی صحافی حامد میر کو دوسرا انٹرویو ۲۰۰۱ء

☆جزیرۂ عرب کے حکام اور عوام کے درمیان موجودہ اختلافات کے اسباب اور ان کا حل، تمام مسلمانوں خصوصاً سرزمین مکہ و مدینہ میں رہنے والوں کے لیے پیغام ذیقعدہ ۱۴۲۵ھ

☆عراقی مسلمانوں کے لیے پیغام اگست ۲۰۰۳ء

☆عراق کے خلاف جارحیت کے موقع پر امریکی عوام کے نام پیغام اگست ۲۰۰۳ء

☆امت مسلمہ خصوصاً عراقی مسلمانوں کے نام پیغام صفر ۱۴۲۵ھ

☆یورپی ممالک کو صلح کی پیش کش مارچ ۲۰۰۴ء

شیخؒ کے اردو ترجمہ کے ساتھ جاری کیے جانے والے خطبات و پیغامات کی فہرست:

☆خطبہ عید الفطر (مسلمانوں اپنے مقدسات کے تحفظ کی خاطر اٹھو) شوال ۱۴۲۰ھ

☆درس حدیث کعبؓ

☆اسلامی حکومت کا قیام......مسلمانانِ پاکستان کا دینی فریضہ رجب ۱۴۲۳ھ

☆گیارہ ستمبر کے مبارک غزوات کے بعد شیخ اسامہؒ کا خطاب دسمبر ۲۰۰۱

☆شیخ اسامہؒ کا امریکی عوام سے خطاب: جنگ سے بچنے کا راستہ ذوالحجہ ۱۴۲۶ھ

☆یورپی یونین کے عقل مندوں کے نام صفر ۱۴۲۹ھ

☆جزیرۃ العرب کے حکام اور عوام کے مابین اختلافات، ان کے اسباب اور ان کا حل

☆ناجائز اسرائیلی ریاست کے قیام کے ساٹھ سال مکمل ہونے پر امت مسلمہ کے نام پیغام جمادی الاول ۱۴۲۹ھ

☆غزہ میں اعلان جہاد ربیع الاول ۱۴۳۰ھ

☆لال مسجد کی شہادت کے بعد پاکستانی قوم کے نام پیغام: آؤ جہاد کی طرف رمضان ۱۴۲۸ھ

☆فلسطین کی آزادی کا راستہ ۱۴۲۹ھ

☆مغربی عوام کے نام! اسرائیلی غاصبانہ قبضے کے ساٹھ سال اور خطے میں محاذ آرائی کی وجوہات ۱۴۲۹ھ

☆شریعت یا شہادت: سوات میں فوج کے ظالمانہ آپریشن کے بعد پاکستانی عوام کے نام پیغام جمادی الثانی ۱۴۳۰ھ

☆فرانسیسی عوام کے نام شیخؒ کا پیغام ۱۴۳۱ھ

☆دنیا کے بچاؤ کا راستہ ۱۴۳۱ھ

☆اپنے پاکستانی بھائیوں کی مدد کیجیے: سیلاب کے موقع پر پیغام شوال ۱۴۳۱ھ

☆تیونس، الجزائر اور لیبیا کے موجودہ حالات کے بارے میں امت مسلمہ کے نام پیغام جمادی الاول ۱۴۳۲ھ

☆☆☆☆☆

''قتال سے منہ پھیرنے والو......تم جتنے مرضی بہانے بناؤ، عبادات اور نیکی کے کاموں میں مشغولیت کے عذر پیش کرو، لیکن یاد رکھنا......صحابۂ کرامؓ ہر اعتبار سے ہم سے افضل تھے......جن عبادات وطاعات میں آج ہم مشغول ہیں، وہ ہم سے کہیں بڑھ کر ان میں مشغول رہتے تھے......لیکن اس سب کچھ کے باوجود جب بھی ان کو پکارا جاتا کہ ''یا خَیلَ اللّٰہ ! اِرکَبِی ''......اے اللہ کے شہسوارو! کود پڑو... تو وہ ہر چیز چھوڑ کر میدانِ جہاد کا رخ کرتے ...... ہلکے ہوتے یا بوجھل، بہر حال اللہ کے حکم پر لبیک کہتے......اور اگر اُنؓ میں سے کوئی جہاد سے پیچھے رہ جاتا تو اس پر گرفت کرنے کے لیے آسمانِ بالا سے آیات نازل ہوتیں۔ اللہ تعالیٰ اس آیتِ مبارکہ میں فرماتے ہیں:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَا لَکُمْ اِذَا قِیْلَ لَکُمُ انْفِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَی الْاَرْضِ اَرَضِیْتُمْ بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا مِنَ الْاٰخِرَۃِ فَمَا مَتَاعُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا قَلِیْلٌ (التوبۃ : ۳۸)

''اے ایمان والو! تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ جب تم سے کہا گیا کہ اللہ کی راہ میں نکلو تو تم زمین سے چمٹ کر رہ گئے؟ کیا تم آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی پر راضی ہو گئے ہو؟ سنو! دنیا کی زندگی کا ساز و سامان تو آخرت کے مقابلے میں بہت تھوڑا ہے''۔ یہ مسئلہ بالکل واضح ہے، اس میں کوئی ابہام نہیں''۔

(شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ)

شیخ اسامہؒ......امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نصرہ اللہ کی نظر میں

عثمان یوسف

امیر المومنین ملا محمد عمر نصرہ اللہ کے دل میں شیخ اسامہؒ کا بے حد عزت واحترام تھا۔ آپ نے شیخؒ اور اُن کے تمام مجاہد ساتھیوں کے لیے اپنے دل کے دروازے کھولے، اُنہیں پناہ دی، اسی لیے شیخؒ نے افغانستان کو اپنا مستقل مستقر بنایا۔ امیر المومنین نے عالم کفر اور اُس کے حواریوں کے تمام تر دباؤ کے باوجود شیخؒ کی نصرت سے ہاتھ کھینچنے سے انکار کیا، آپ کا یہ اقدام تاریخ اسلام میں کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا کہ آپ نے شیخؒ کی ذات کو کفار کے حوالے کرنے سے قطعی انکار کیا اور اس کے عوض پوری امارتِ اسلامیہ کے سقوط کو قبول کرلیا۔ شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب دامت برکاتھم العالیۂ امیر المومنین سے اُس ملاقات کی روداد بیان کرتے ہیں جب سقوطِ امارت اسلامیہ سے قبل پاکستان کے کچھ علما کا وفد امیر المومنین سے ملاقات کے لیے گیا تاکہ افہام وتفہیم کا کوئی راستہ تلاش کیا جاسکے۔ اس وفد کو امیر المومنین نے کن الفاظ میں جواب دیا، وہ مولانا مدظلہ العالی یوں بیان کرتے ہیں:

''جن علما کو امیر المومنین کے پاس بھیجا تھا، میں اُن کا ترجمان تھا، مولانا مفتی تقی صاحب متکلّم اور میں اُن کی تقریر پر پشتو میں اور امیر المومنین کے پشتو زبان میں جوابات کو اردو میں ترجمہ کرتا تھا۔ جب علما نے امیر المومنین کی غیرت ایمانی کو دیکھا' مولانا سلیم اللہ اور سب علما رونے لگے کہ خدا کی قسم یہ صحابہ کرام کے دور کے لوگ ہیں جو اس زمانے میں آئے ہیں۔ ملا عمر نے کہا کہ'' میں اسامہ کے بارے میں دعائیں مانگتا ہوں کہ مولا! اس کی زندگی کو دراز فرما، میں تمام رات روتا ہوں، مدینہ منورہ سے جو آدمی جہاد کے لیے آیا ہے، میں اُس کو کفار کے حوالے کیسے کروں؟''

امیر المومنین ملا عمر مجاہد نصرہ اللہ کے لیے شیخ اسامہؒ کس قدر اہمیّت کے حامل تھے' وہ امیر المومنین کے اپنے الفاظ سے عیاں ہے، آپ نے مختلف مواقع پر شیخؒ کی کفار کو حوالگی کے متعلّق فرمایا:

تمام حکومتیں ہمارے مقابلے پر آئیں تو بھی دنیا کی کوئی طاقت ہمیں اسامہ کو حوالے کرنے پر مجبور نہیں کرسکتی۔ شیخ اسامہ ہمارے مہمان ہیں انہیں ہم کسی دباؤ یا لالچ پر کسی کے بھی حوالے نہیں کر سکتے، کوئی بھی غیرت مند مسلمان کسی مسلمان کو کسی کافر کے حوالے نہیں کرسکتا۔ ہم اسامہ کی حفاظت آخر دم تک کریں گے اور ضرورت پڑی تو ان کی حفاظت اپنے خون سے کریں گے۔

....

پورا افغانستان بھی اُلٹ جائے اور ہم تباہ و برباد بھی ہوجائیں تو بھی شیخ اسامہ کو کسی کے حوالے نہیں کریں گے۔ میری غیرت برداشت نہیں کرتی کہ کسی مسلمان کو کافر کے حوالے کروں۔ ہماری قوم اسلامی غیرت سے سرشار ہے اور ہم ہر قسم کے خطرات کو برداشت کرنے کے لیے تیار ہیں۔ امریکہ جو کرنا چاہتا ہے کرلے، ہم بھی جو کر سکتے ہیں کریں گے۔

....

جب تک ہمارے جسم میں خون کا ایک قطرہ بھی باقی ہے ہم شیخ اسامہ کی حفاظت کریں گے، خواہ افغانستان کے سب گھر تباہ ہوجائیں، پہاڑ ریزہ ریزہ ہوجائیں اور لوہا پگھل جائے ہم پھر بھی اسامہ کو حوالے نہیں کریں گے۔

....

اکتوبر ۱۹۹۹ء میں اقوام متحدہ نے قرارداد پاس کی کہ اگر افغانستان نے ایک ماہ کے اندر اندر شیخؒ کو امریکہ کے سپرد نہ کیا تو اُس پر اقتصادی پابندیاں عائد کردی جائیں گی۔ اس پر بی بی سی نے امیر المومنین کا انٹرویو کیا، اس انٹرویو میں آپ نے جو جواب ارشاد فرمائے وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔

بی بی سی: اقوام متحدہ نے ان پابندیوں کے نفاذ کے لیے ایک مہینے کی مدت مقرر کی ہے تو اس عرصہ میں آپ ان سے مذاکرات کیوں نہیں کر لیتے؟

امیر المومنین: مذاکرات کے لیے ہم تیار ہیں لیکن اسامہ کی سپردگی کا مسئلہ ہمارے لیے نہایت ہی مشکل ہے۔

بی بی سی: طالبان اتنی کامیابیوں کے باوجود ایک شخص کی وجہ سے پورے ملک کو خطرے میں ڈال رہے ہیں تو کیا یہ نامناسب نہ ہوگا؟

امیر المومنین: یہ ایسی بات نہیں جو دائرہ اسلام سے باہر ہو اور ہم اس پر مصر ہوں یا ہم ذاتیات کی بنیاد پر کررہے ہوں، ایسا ہم ذاتی خواہش کی وجہ سے نہیں کررہے ہیں بلکہ یہ قانونِ اسلامی ہے۔ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا کہ ہم اس بات کو مان لیں۔ نہ ہی دین اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ کسی مسلمان کو کفار کے سپرد کریں۔

امیر المومنین نے یہ ایمان افروز اور مسکت جواب دے کر بڑی بڑی طاقتوں کے منہ بند کردیے تھے۔ آپ اپنے اس موقف پر ہمیشہ قائم رہے یہاں تک کہ امریکیوں نے افغانستان پر یلغار کردی اور امارت اسلامیہ کا سقوط ہوگیا۔ مگر انہوں نے ایک مسلمان کی حرمت اور اسلامی احکام پر آنچ نہیں آنے دی۔

☆☆☆☆☆

میں آپ کے ساتھ شہید ہونا چاہتی ہوں......

[شیخ کی اہلیہ امل الصداح کا فیصلہ]

عزیز الرحمٰن

گیارہ ستمبر کے مبارک حملوں کے بعد شیخ اسامہؒ نے اپنی تمام ازواج کو اختیار دیا کہ اگر وہ اپنے اپنے ملکوں میں واپس لوٹنا چاہیں تو انہیں اس کی مکمل آزادی ہے۔ یہ مشورہ اس لیے دیا گیا تھا کہ شیخؒ بخوبی جانتے تھے کہ آنے والے دن شدید آزمائشوں اور مصائب سے بھرے ہوئے ہیں۔ شیخؒ کی تمام ازواج نے شیخؒ کے ساتھ رہنے کا فیصلہ کیا، اُن کی سب سے چھوٹی اہلیہ امل احمد عبدالفتاح الصداح نے کہا کہ میں آپ کے ساتھ شہید ہونا چاہتی ہوں۔

امل احمد عبدالفتاح الصداح، یمنی نژاد ہیں، نائن الیون سے ایک سال قبل اُن کی شادی ہوئی، شادی کے وقت اُن کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ ان کے اہل خاندان کا کہنا ہے کہ ۱۹۹۹ء کے وسط میں اُن کی شادی شیخؒ سے ہوئی، جس کے بعد وہ افغانستان چلی گئیں، تب سے لے کر شیخؒ کی شہادت تک وہ اُن کے ساتھ ہی رہیں۔ اُن کا خاندان یمن کے دارالحکومت صنعاء سے سو کلومیٹر کے فاصلے پر سفیانی آبادی 'اب' میں رہائش پذیر ہے۔ یہ ایک متوسط طبقہ سے تعلّق رکھنے والا خاندان ہے۔ امل کی سہیلیوں کا کہنا ہے کہ وہ اکثر کہا کرتیں تھیں کہ وہ اپنا نام تاریخ میں رقم کروانا چاہتی ہیں۔

اُن کے بہنوئی ڈاکٹر محمد غالب البانی، شیخؒ کے قریبی دوستوں میں سے ایک تھے۔ البانی ہی نے اُن کی شادی شیخؒ سے کروائی۔ عرب رسم و رواج کے مطابق اس شادی کے اخراجات شیخؒ نے اپنی جیب سے ادا کیے۔ امل کو پاکستان کے راستے افغانستان لے جایا گیا۔ نائن الیون کے بعد اُن کے ہاں ایک بیٹی کی پیدائش ہوئی، جس کا نام شیخؒ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے نام پر صفیہ رکھا۔ شیخؒ کے مطابق حضرت صفیہ رضی اللہ عنہ نے غزوہ احزاب کے موقع پر ایک یہودی کو قتل کیا تھا، اس لیے اُنہوں نے اپنی بیٹی کا نام صفیہ رکھا، اُن کی خواہش ہے کہ اُن کی بیٹی بھی یہود و نصاریٰ کو قتل کرے۔

امل، شیخؒ کو 'ابوحمزہ' کہہ کر مخاطب کیا کرتیں تھیں۔ وہ ایبٹ آباد میں شیخؒ کے ساتھ ہی مقیم تھیں اور امریکیوں کی فائرنگ سے زخمی ہوئی، اسلام آباد میں سی ایم ایچ میں علاج کے لیے لائیں گئیں، اُنہیں وہاں بے ہوشی کی حالت میں لایا گیا بعد ازاں ہوش آنے پر ڈاکٹر کے استفسار پر انہوں نے شیخؒ کی شہادت کا واقعہ سنایا تو اُس ڈاکٹر نے بطور احتجاج اُسی وقت استعفیٰ دے دیا۔

....

شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کی ایک اہلیہ کے ایک انٹرویو کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔ یہ انٹرویو سعودی عرب کے معروف ہفت روزہ ''المجلہ''میں مارچ ۲۰۰۲ء میں شائع ہوا تھا۔

المجلہ: سب سے پہلے یہ بتائیے کہ اسامہ کے ساتھ آپ کی زندگی کیسی بسر ہوئی؟

جواب: یہ انتہائی سادہ زندگی تھی۔ کبھی کبھار وہ رات گئے گھر لوٹتے اور گھنٹوں خود کلامی میں مصروف رہتے۔ بستر پر وہ ساری رات جاگتے رہتے۔ میں انہیں اس کیفیت سے باہر لانے کے لئے کوئی بات کرتی تو وہ ناراض ہو جاتے۔ ان کی نیند دو تین گھنٹے سے زیادہ نہ تھی۔ کم نیند کی وجہ سے تھکن کے آثار ان کے چہرے پر واضح طور پر نظر آتے تھے............

المجلہ: کیا ان کی باقی بیویاں بھی آپ کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتی تھیں؟

جواب: نہیں، ہر بیوی کا الگ گھر تھا۔ ہم چار بیویوں میں سے دو قندھار میں الگ الگ گھر میں رہتی تھیں۔ ایک کابل میں جبکہ چوتھی بیوی تورابورا میں مقیم تھی۔ میرے ہاں وہ ہفتے میں ایک دن آتے۔ ہم چاروں ایک دو مہینے میں ایک بار ضرور اکٹھا ہوتی تھیں۔ یہ مشترکہ ملاقات عموماً اُم عوض کے گھر میں ہوتی۔ وہ مجھے اکیلے گھر سے باہر نکلنے سے سختی سے منع کرتے اور کہتے کہ اگر کوئی چیز چاہیے تو کسی بچے کو بھیج دیا کرو۔ میں زیادہ وقت گھر میں گزارتی تھی۔ آخری ایام میں تو وہ دو تین ہفتوں کے بعد آیا کرتے تھے۔ میرے پوچھنے پر بتاتے کہ وہ بہت زیادہ مصروف ہیں اور کچھ معاملات ہیں جن پر وہ طالبان رہنماؤں کے ساتھ مسلسل میٹنگ کر رہے ہیں۔ وہ شہر سے باہر جانے کی خبر بھی کسی کو نہ بتاتے اور خاموشی سے سفر کرتے۔ وہ ہر سفر میں ہم میں سے کسی ایک کو ضرور اپنے ہمراہ لے جاتے تھے۔

المجلہ: افغانستان میں آپ کا گھر کیسا تھا؟ اسامہ کھانے میں کیا پسند کرتے تھے؟

جواب: ہمارا گھر دوسرے گھروں جیسا ہی تھا، ایک سادہ سا دیہاتی گھر۔ کھانا بھی انتہائی سادہ۔ وہ اکثر روٹی کے ساتھ شہد یا کھجور کھاتے۔ گوشت بہت کم کھاتے تھے۔

المجلہ: آپ کے گھر کی حفاظت کے لیے اسامہ نے پہرے دار بٹھا رکھے تھے؟

جواب: جی ہاں! نوجوان مجاہدین بطور محافظ اُن کے ساتھ رہتے تھے۔

المجلہ: اُسامہ کے قریب ترین ساتھی کون تھے؟

جواب: وہ اکثر سلیمان ابوغیث، ملا عمر اور ابوحفص کا ذکر کرتے اور کہتے کہ ان میں حوصلہ اور صبر ہے۔ وہ سفر میں ان میں سے کسی کو اپنے ساتھ لے جایا کرتے تھے۔

....

''ایسی فوج میں کسی قسم کا خیر پایا جانا محال ہے جو پوری ڈھٹائی کے ساتھ شریعت اسلامی کے قیام کو روکنے کے لیے میدان میں اتر آئی ہو اگر ہمارے سب سے قیمتی اثاثے یعنی اللہ کی نازل کردہ شریعت کا ان کے سامنے کوئی مقام نہیں تو پھر ہمارے خون، عزت، زمین اور مال کی ان کے ہاں کیا وقعت ہو گی؟؟؟''۔

(شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ)

شیخ اسامہؒ کی شہادت، عرب ذرائع ابلاغ کا ردعمل

احمد ولی مجیب

شیخ اسامہ بن لادنؒ کی شہادت کے بعد جہاں اور بہت سارے سوالات ہیں وہیں القاعدہ کے مستقبل کے حوالے سے بھی سوالات اٹھائے جارہے ہیں۔ہم انہی سوالات اوران کے جوابات کے حوالے سے بات کریں گے۔خاص طور پر عرب ذرائع ابلاغ میں جو کچھ نشر ہو رہا ہے، اس کو اپنے قارئین کی نذر کریں گے۔

معروف عرب ٹی وی چینل الجزیرہ نے القاعدہ کے مستقبل کے حوالے سے کئی اہم شخصیات کی آرا معلوم کی ہیں۔سب سے پہلے یہ بات کہ اسامہ بن لادنؒ کے بعد القاعدہ کی امارت کا مسئلہ ہے اور اس پر مختلف لوگوں کی مختلف آرا ہیں۔لیکن زیادہ تر لوگوں کا خیال ہے کہ یہ ذمہ داری ڈاکٹر ایمن الظواہری کے سپرد کر دی جائے گی جبکہ بعض کے خیال میں شیخ اسامہ بن لادنؒ کے فرزند حمزہ بن اسامہ کو القاعدہ کا نیا چیف مقرر کیا جائے۔

یہاں یہ سوال بھی ہے کہ شیخ اسامہؒ کے بعد القاعدہ اسی نہج پر کام کرے گی یا پھر اس کے موقف میں تبدیلی آئے گی؟فلسطین کی معروف یونی ورسٹی جامعہ بیرزیت کے استاد ڈاکٹر ایاد البرغوتی جو طویل عرصے سے اسلامی تحریکوں پر کام کر رہے ہیں، کا کہنا ہے کہ القاعدہ کی فکر میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی اور یہ تنظیم اسی نہج پر کام کرے گی جس پر اسامہؒ نے اس تنظیم کو ڈالا ہے۔ڈاکٹر برغوتی کے مطابق ایمن الظواہری، شیخ اسامہؒ کے جانشین مقرر ہو سکتے ہیں۔

ڈاکٹر برغوتی کا کہنا ہے کہ القاعدہ کسی ایک ملک تک محدود جماعت نہیں، ہر ملک میں اس کا ایک خاص ڈھانچہ ہے، لیکن یہ تمام کے تمام آپس میں مربوط ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ پوری دنیا میں القاعدہ اپنے مرکز کے ساتھ جس کی قیادت اسامہ بن لادنؒ کر رہے تھے، جڑی ہوئی تھی اور اب بھی اسی بات کا احتمال ہے۔

اسلامی تنظیموں پر کام کرنے والے ڈاکٹر ولید المدلل کا کہنا ہے کہ مغرب کے حوالے سے جو افکار اسامہؒ نے متعارف کرائے تھے ان پر القاعدہ گامزن رہے گی۔جبکہ قیادت کے حوالے سے ڈاکٹر ولید المدلل کا کہنا ہے کہ القاعدہ کے ساتھ بڑے بڑے لوگ وابستہ ہیں اور ان میں بڑا نام شیخ ایمن الظواہری کا ہے، اور یہ ہو سکتا ہے کہ القاعدہ اپنے قائد کا نام خفیہ رکھے۔

ڈاکٹر ولید کا یہ بھی کہنا ہے کہ القاعدہ کی فکر اس وقت تک موجود رہے گی جب تک مسئلہ فلسطین باقی ہے اور جب تک اسلامی اور عرب ممالک میں غیر ملکی مداخلت رہے گی القاعدہ باقی رہے گی۔ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ مغرب کی اسلام دشمن فکر بالکل آشکارہ ہو چکی ہے اور اس سے القاعدہ کی فکر میں مزید پختگی آئے گی، ایسی پختگی جس کا مقابلہ عرب حکمران نہیں کر سکیں گے۔

ایک اور سیاسی دانش ور خالد العمارہ کا کہنا ہے کہ القاعدہ جیسی تنظیم کسی فرد کے جانے سے کمزور نہیں ہوگی۔ان کے خیال میں القاعدہ عقیدے کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ گزشتہ کئی سال سے اسامہؒ ایک علامت تھے۔روزمرہ کے امور سرانجام دینے کے لیے ذیلی قیادت سرگرم تھی اور وہ لوگ ہی امور چلاتے تھے۔

مشہور عرب صحافی اور لندن سے شائع ہونے والے عربی اخبار ''القدس العربی'' کے ایڈیٹر عبدالباری عطوان نے اپنے تازہ ترین مضمون میں جہاں اسامہ بن لادنؒ کے متعلق اور بہت سی باتیں کیں، وہیں انہوں نے اس سوال کا جواب بھی دیا کہ اسامہ بن لادن کے بعد تنظیم کس طرح چلے گی۔انہوں نے اپنے مضمون میں لکھا ہے کہ مغربی دانش ور اور بعض عرب تجزیہ کار یہ کہتے ہیں کہ اسامہ کی شہادت کے بعد القاعدہ کمزور ہو جائے گی، لیکن وہ اس سے اتفاق نہیں کرتے۔عبدالباری عطوان کا کہنا ہے کہ اسامہ بن لادنؒ کی موت عزت کی موت تھی اور وہ گرفتار نہیں ہوئے۔القاعدہ اب پہلے سے زیادہ طاقت ور ہو چکی ہے اور اب جب کہ ان کے قائد شہید ہو چکے ہیں تو اس بات کا قوی امکان ہے کہ القاعدہ کے مجاہد مغرب اور امریکہ کے خلاف سخت انتقامی کارروائی کریں گے۔عبدالباری عطوان نے مزید لکھا کہ ۹/۱۱ کے بعد اسامہؒ نے تمام معاملات فیلڈ میں رہنے والے کمانڈروں کے سپرد کر رکھے تھے۔(القدس العربی ۳ مئی ۲۰۱۱ء)۔

عبدالباری عطوان نے اپنے اس مضمون میں لکھا ہے کہ جب ۱۹۹۶ء میں پہلی بار افغانستان کے مشرقی صوبے ننگرہار کے علاقے تورا بورا میں اسامہ بن لادنؒ سے ملا تو میں نے اُن کو دوسرے عربوں سے مختلف پایا۔وہ انتہائی سادہ اور سلیقہ مند شخصیت تھے۔وہ انتہائی آہستہ گفتگو کرتے اور کبھی بھی سامنے والے کی بات نہیں کاٹتے، جب کہ سامنے والے شخص کو انتہائی عزت کے ساتھ دیکھتے۔جب ان سے کوئی سوال کرتا تو مختصر مگر خوبصورت جواب دیتے۔عبدالباری عطوان لکھتے ہیں کہ مجھے آج بھی یاد ہے کہ جب میں نے ان سے آخری خواہش پوچھی تو وہ کچھ دیر خاموش ہو گئے، سر جھکا دیا اور پھر ہلکے سے سر اٹھایا اور آنکھوں سے بہتے آنسوؤں کے ساتھ جواب دیا: ''میری خواہش ہے مجھے شہید کی موت نصیب ہو''۔(القدس العربی ۳ مئی ۲۰۱۱ء)۔

☆☆☆☆☆

محسن امت شیخ اسامہؒ کے کارہائے نمایاں

مصعب ابراہیم

پندرہویں صدی ہجری کی ابتدا اس حال میں ہوئی کہ امت مسلمہ تین صدیوں کی غلامی، کسمپرسی اور ذلت کے بعد عزت، رفعت، عروج اور بلندی کے سفر کو شروع کر رہی تھی۔ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کی خاص مشیت سے ایسا ماحول میسر ہوا کہ منہج نبوی کے مطابق جہاد و قتال کے میدان آراستہ ہونے لگے۔ افغانستان میں سوویت یونین کے خلاف جہاد کا آغاز ہوا۔ اس جہادی سفر کے مسافر شرق و غرب کے مسلمان نو جوان ٹھہرے۔ قافلۂ جہاد کے نقیب ڈاکٹر عبداللہ بن عزام شہیدؒ کی پرسوز دعوت اور اجلے کردار کا اثر تھا کہ امت کے ابطال سرفرازئ دین کے لیے افغانستان کے محاذ پر جمع ہونے لگے۔ انہی نوجوانوں میں ایک نمایاں نام شیخ اسامہ بن لادن شہید رحمہ اللہ کا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید کے ساتھ مجاہدین سرخ ریچھ کے مقابل صف آرا ہوئے اور بالآخر سوویت یونین' افغانستان سے اس حالت میں ناک رگڑتا ہوا فرار ہوا کہ اُس کے اپنے حصّے بخرے ہو گئے۔ عرب و عجم کے مجاہدین نے اس مبارک جہاد کے بعد بیٹھ رہنا قبول نہیں کیا بلکہ 'مصنوعی خداؤں' کو نابود و نابید کرنے کے اس سلسلے کو آگے بڑھانے کی حکمت عملی ترتیب دی۔ اُنہوں نے امریکہ کی صورت میں موجود 'واحد سپر پاور' کو اپنا اگلا ہدف بنایا تاکہ دنیا سے طاغوت کی فرمانروائی کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ کر سکیں اور اللہ کے دین کو کرۂ ارض پر نافذ کر سکیں۔

شیخ عبداللہ عزام رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد اب اس قافلۂ سعید کے روح رواں شیخ اسامہ بن لادن قرار پائے۔ آپ نے اپنی تمام صلاحیتیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ہر طرح کے وسائل جہاد و قتال کے میدانوں میں لا کر ڈھیر کر دیے۔ یوں اللہ رب العزت نے عصرِ حاضر کے ہبل کو توڑنے کے لیے 'جیش اسامہ' کو کھڑا کیا۔ شیخؒ کو یقینی طور پر محسن امت قرار دیا جا سکتا ہے۔ ان سطور میں ہم شیخ رحمہ اللہ کے چند نمایاں کارناموں کا اجمالی تذکرہ کریں گے۔ یہاں تو شیخؒ کے کارہائے نمایاں کا اجمالی تذکرہ ہی ہو سکتا ہے۔ شیخ رحمہ اللہ نے جو معرکے سر کیے اُن کا مفصل اور جامع احوال تو اُن کے نامۂ اعمال میں ہی درج ہوگا، جو اُن کے رب کے پاس محفوظ ہے اور کچھ عجب نہیں کہ ربِ کائنات نے اُن کا اعمال نامہ حاملین عرش اور فرشتوں کے سامنے فخریہ انداز میں نمایاں کیا ہو کہ

؎ یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

مسلمانوں کو احساس عروج دینا اور امریکہ کی بالادستی ختم کرنا:

شیخؒ نے اپنی جدوجہد اور تمام تر کوششوں کا محور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث مبارک کو رکھا، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الاسلام یعلوا و لا یُعلیٰ علیه

''اسلام ہمیشہ بلند ہے، کوئی چیز اس پر برتری نہیں رکھتی ہے''۔

مسلمان جو جہاد افغانستان (اول) سے پہلے دنیا بھر میں مظلومی اور مقہوری کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ اسلام کا نام لینا خود کو نکّو بنانے کے مترادف تھا، اسلامی تعلیمات پر عمل کرنا عیب سمجھا جاتا تھا، اپنے اسلاف کے ذکر سے اجتناب ہی میں عافیت جانی جاتی تھی...... لیکن جہاد افغانستان کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ذہنی غلامی کے اس ماحول کو بدل کر رکھ دیا۔ سوویت یونین کی پسپائی کے بعد امریکہ اسلام کے مقابل آیا تو شیخؒ نے مسلمانوں میں یہ روح پھونکی کہ 'بازو تیرا توحید کی قوت سے قوی ہے'۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لیے جو عزت، عروج، تمکنت، بالادستی، علو اور برتری کے وعدے کیے ہیں......ان وعدوں کی تکمیل جہاد و قتال کے میدانوں میں ہی ہوتی ہے۔ لہٰذا شیخؒ نے امت کے نوجوانوں کو یہ وعدے از بر کروائے اور ساتھ ہی میادینِ جہاد کی جانب رخ کرنے اور قرآن و سنت کی تعلیمات کے مطابق قتال کے فریضے کو سرانجام دینے کی دعوت دی۔ آپؒ فرماتے ہیں:

> ''آج امت مسلمہ کو جن مصائب و آلام کا سامنا ہے، وہ اللہ کے دین اور جہاد کو چھوڑ دینے کا براہ راست نتیجہ ہے۔ ایک صحیح حدیث میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب تم سُودی تجارت (عینہ) کرنے لگو گے اور گائے بیلوں کی دُمیں پکڑ لو گے اور کھیتی باڑی (کی زندگی) میں (مگن ہو کر) مطمئن ہو جاؤ گے اور جہاد چھوڑ بیٹھو گے تو اللہ تمہارے اوپر ایسی ذلت مسلط کر دے گا جو اس وقت تک نہیں ہٹائے گا جب تک تم اپنے دین کی طرف واپس نہ لوٹ آؤ''۔ یہ حدیث بالکل واضح ہے اور ہم سب پر حجت تمام کر دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ذلت کی یہ چادر انہی وجوہات کی بنا پر ہمارے اوپر تانی ہے۔ اور یہ اس وقت تک نہیں اٹھائی جائے گی جب تک ہم اپنے دین کی طرف واپس پلٹ نہیں آتے۔ لہٰذا میرے مسلمان بھائیو! یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ دین کی طرف رجوع، کبیرہ گناہوں سے اجتناب اور جہاد فی سبیل اللہ کی راہ اختیار کیے بغیر کوئی چارہ نہیں! اگر ہم چاہتے ہیں کہ دین صحیح بنیادوں پر قائم ہو تو ہمیں رہنمائی اور منہج' قرآن و سنت ہی سے لینا ہوں گے اور یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہمیں واضح طور پر سمجھا دی گئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی راہ میں اس طرح جہاد کیا کہ جہاد کا حق ادا کر دیا، دین کی بھرپور تبلیغ کی اور اس بارِ امانت سے سبکدوش ہو کر دنیا سے رخصت ہوئے''۔

اسی طرح شیخؒ نے امریکی بالادستی کے خاتمہ کے لیے بھی اہم کردار ادا کیا۔ ایسا کردار......جو تاریخ میں مرقوم رہے گا......جس کردار کی روشنی میں امت مسلمہ کی آنے والی

نسلیں ہر طاغوت سے انکار کرنے اور فراعینِ عصر کی رعونت کو خاک میں ملانے کو اپنا فرض اولین سمجھیں گی۔

سوویت روس کے خاتمے کے بعد امریکہ 'یک قطبی' دنیا (Unipolar world) کا لیڈر کا دعوے دار بنا۔ اسی عرصہ میں نیو ورلڈ آرڈر متعارف کروایا گیا، جس کی رو سے دنیا میں وہی قانون چلے گا جو امریکہ چاہے گا، دنیا میں اُسی کا چلن ہو جسے امریکہ پسند کرے گا، دنیا میں وہی پنپ سکے گا جو امریکہ کی آنکھ کا تارا ہوگا......الغرض دنیا کا اوڑھنا بچھونا امریکی اشاروں ہی کے مرہونِ منت ہوگا۔ لیکن خالقِ کائنات کے سامنے سربسجود ہونے والے خدائی کے اس دعوے دار کو پرِ کاہ کی حیثیت دینے کو تیار اور آمادہ نہیں تھے۔ اسی لیے سوویت یونین سے فارغ ہونے کے معاًبعد مجاہدین نے اپنی تمام تر توجہات کا مرکز امریکہ اور اُس کے باطل نظام کو بنایا۔ وہ امریکہ جو ناقابلِ تسخیر گردانا جاتا تھا......مجاہدین کے حملوں کی زد میں آ گیا۔ شیخؒ کے ہاتھ میں ان مجاہدین کی قیادت تھی جو امریکہ کی خدائی کا انکار کر کے ربِ واحد کی توحید کو دنیا میں عملاً رائج و نافذ کرنا چاہتے تھے۔ شیخؒ نے ایسے وقت میں امریکہ کو للکارا جب ساری دنیا اُس کے احکامات کے آگے 'دُم ہلاؤ' پالیسی اپنائے ہوئے تھی۔ آپ نے امریکی عوام کو مخاطب کر کے فرمایا:

''ان شاء اللہ ہم امریکہ سے لڑتے رہیں گے، امریکہ کے اندر اور باہر شہیدی حملے جاری رکھیں گے یہاں تک کہ تم ظلم سے باز آ جاؤ، حماقتیں ترک کر دو اور اپنے کم عقل حکمرانوں کو لگام دو۔ یاد رکھو! ہم اپنے شہدا کو ہرگز نہیں بھولتے، خصوصاً وہ جو فلسطین میں تمہارے حلیف یہودیوں کے ہاتھوں شہید ہوئے ہیں......ان شاء اللہ ہم ان کا بدلہ تمہارے ہی خون سے وصول کریں گے، اسی طرح جیسے یومِ تفریق (گیارہ ستمبر) میں ہم نے کیا تھا۔ جب تک ہمارے ہاتھوں میں ہتھیار اٹھانے کی سکت ہے ہم تمہارے خلاف لڑتے رہیں گے۔ اور ہمارے بعد ہماری اولاد یہ ذمہ داری سنبھالے گی۔ ہماری مائیں ہم پر روئیں اگر ہم اپنی سرزمین میں تمہارے ناپاک وجود کا ایک ذرہ بھی باقی رہنے دیں!!!''

شیخؒ امت کے نوجوانوں کو تسلسل کے ساتھ امریکہ کے مقابل آنے کے لیے ابھارتے رہے۔ اسی تحریض کا نتیجہ گیارہ ستمبر کے معرکوں کی صورت میں سامنے آیا۔ جب دنیا نے 'ناقابلِ شکست اور ناقابلِ تسخیر امریکہ' کی تہذیبی عظمتوں کے نشان ورلڈ ٹریڈ سنٹرز کو زمین بوس ہوتے اور اُن کے ناقابلِ رسائی پینٹاگون کی عمارت کو خاک میں ملتے دیکھا۔ شیخ نے اللہ تعالیٰ ہی کی مدد اور نصرت کے ذریعے امریکہ کا 'ہوّا' جو اُس نے کئی دہائیوں کی محنتوں کے بعد پیدا کیا تھا' کو ہوا میں اڑا کر رکھ دیا۔ آپؒ نے فرمایا:

''سوویت اتحاد کی شکست کے بعد امریکہ ''واحد سپر پاور'' کے طور پر سامنے آیا اور دیگر اقوام پر اپنا سیاسی تسلط جمانے لگا، ہمارے نام نہاد مسلمان حکمران اُس کے سامنے پہلے سے بھی زیادہ خشوع و خضوع کے ساتھ جھک گئے، اس کی وجہ سے وہ مزید جری ہو کر صہیونی عزائم کی تکمیل کے لیے فلسطین میں مزید تباہی پھیلانے لگ گیا۔ ایسے میں اس امت کے بیٹوں کی ایک مختصر سی جماعت نے اس ہٹلرِ زمانہ، ایک سینگ والے وحشی درندے کے خلاف جہاد کا علَم بلند کیا۔ ہم نے اُس کے غرور کا سینگ توڑ ڈالا، اُس کے قلعے کو مسمار کر دیا اور اُس کی عظمت کے میناروں کو زمین بوس کر کے رکھ دیا۔ اس کے جواب میں وہ اس زعم میں کہ وہ مجاہدین کی قیادت کو زندہ یا مردہ اپنے کٹہرے میں لا کھڑا کرے گا اور دنیا کے سامنے نشانِ عبرت بنا دے گا، ہم پر حملہ آور ہوا۔ اُس وقت اس کی حالت بالکل ابوجہل جیسی تھی جو بدر کے دن اپنی جنگی اور عددی قوت پر اتراتے ہوئے نکلا تھا۔ لیکن ہم نے اُس کا ہتھیار کند ثابت کر دکھایا، اُس کی فوج کو جہنّم کا ایندھن بنا ڈالا اور اُس کی جمعیت کو پارہ پارہ کر دیا اور بہر حال یہ سب کچھ اللہ وحدہ لاشریک کے فضل و کرم ہی سے ہو پایا''۔

امریکیوں کی بزدلی اور میدانِ جنگ سے فرار کی راہ اپنانے کے متعلّق شیخؒ نے کیا خوب فرمایا:

''ہم نے گذشتہ عشرے میں امریکی حکومت کا زوال اور امریکی فوج کی کمزوری دیکھی ہے جو سرد جنگ لڑنے کے لئے تو تیار ہے لیکن طویل جنگیں لڑنے کے لئے آمادہ نہیں ہے۔ یہ بات بیروت میں ثابت ہوئی تھی جہاں میرینز صرف دو دھماکوں کے بعد بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ چوبیس گھنٹوں سے کم میں میدان چھوڑ کر بھاگ سکتے ہیں' اور یہی بات صومالیہ میں بھی دہرائی گئی۔ ہم ہر طرح کی صورتحال کے لئے تیار ہیں۔ ہم اللہ پر توکل کرتے ہیں''۔ (امریکی صحافی جان ملر کے ساتھ انٹرویو: ۱۹۹۸ء)

دنیا بھر میں امریکیوں کے خوف سے لرزنے والوں کے لیے شیخؒ کے اس قول میں بہت سبق پوشیدہ ہے، اپنے اس بیان میں شیخ امریکی ''بہادری'' کا تذکرہ اس طرح فرماتے ہیں:

''تمہاری یہ جعلی جرأت بیروت میں ۱۴۰۳ھ میں ہونے والے دھماکوں کے بعد کہاں گئی جن میں تمہارے دو سو اکتالیس فوجیوں جن میں زیادہ تر میرینز تھے' کی ہلاکت نے تمہارے پرخچے اڑا دیے تھے، اور تمہاری یہ جعلی بہادری عدن میں کہاں گئی تھی جب صرف دو دھماکوں نے تمہیں سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر چوبیس گھنٹوں کے اندر وہاں سے فرار ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔

مگر تمہاری سب سے بڑی اور بدترین ذلت کا مقام صومالیہ تھا، جب امریکی طاقت اور سرد جنگ کے بعد امریکی نیو ورلڈ آرڈر کی سرداری کے دعووں پر کئی مہینوں تک چلنے والی بہت بڑی پروپیگنڈہ مہم کے بعد تم نے بین الاقوامی فوج کے لاکھوں فوجی صومالیہ میں داخل کیے، جن میں اٹھائیس ہزار امریکی فوجی بھی شامل تھے۔ مگر معمولی لڑائیوں میں کچھ درجن فوجیوں کی ہلاکت اور اپنے ایک پائلٹ کے موغادیشو کی سڑکوں پر گھسیٹے جانے کے بعد تم اپنے کندھوں پر

شرمندگی، نقصان اور خوف و ہراس کا بوجھ اٹھائے مایوسیاں، ذلت اور شکست اور اپنے مردہ فوجیوں کی لاشیں اپنے دامن میں سمیٹے وہاں سے فرار ہو گئے۔ اور کلنٹن پوری دنیا کے سامنے ان دھمکیوں اور وعدوں کے ساتھ نمودار ہوا کہ وہ انتقام لے گا جبکہ یہ دھمکیاں صرف فرار کا ایک بہانہ ثابت ہوئیں، اور پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر ذلت مسلط کی اور تم وہاں سے بھاگے اور تمہاری کمزوری اور نامردی کی انتہا ہو گئی۔ ان تین اسلامی شہروں' بیروت، عدن اور موغادیشو میں تمہاری ذلت آمیز شکست خوردگی کے منظر نے ہر مسلمان کے دل کو راحت بخشی اور مومنوں کے سینوں کے لیے شفا بن گیا''۔ (دو مقدس مقامات کی سرزمین پر قابض امریکیوں سے اعلان جہاد)

مسجد اقصیٰ کو دنیا کا مسئلہ نمبر ایک بنانا:

شیخؒ نے مسجد اقصیٰ کو دنیا کا اولین مسئلہ گردانا اور بالآخر تمام دنیا سے منوایا کہ مسئلہ فلسطین سب سے اہم مسئلہ ہے۔ آپؒ نے امت مسلمہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''اے امت مسلمہ! بے شک فلسطین اور اس کے باشندے تقریباً ایک صدی سے یہودو نصاریٰ کے ہاتھوں فتنہ وفساد برداشت کر رہے ہیں۔ ان دونوں گروہوں نے ہم سے فلسطین مذاکرات کے ذریعے نہیں بلکہ طاقت کے زور پر حاصل کیا ہے۔ لہٰذا اس کی واپسی کا راستہ بھی یہی ہے کیونکہ لوہا ہی لوہے کو کاٹتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے کفار کا زور توڑنے کا راستہ واضح کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لاَ تُكَلَّفُ إِلاَّ نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَسَى اللّٰـهُ أَن يَكُفَّ بَأْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُواْ وَاللّٰـهُ أَشَدُّ بَأْساً وَأَشَدُّ تَنكِيْلاً (النساء:۸۴)۔

''چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی راہ میں لڑیں، آپ صرف اپنی ہی ذات کے ذمہ دار بنائے گئے ہیں اور آپ مومنوں کو رغبت دلائیں، امید ہے کہ اللہ کافروں کی جنگ کو روک دے اور اللہ بہت سخت ہے لڑائی میں اور بہت سخت ہے سزا دینے میں''۔

اس لیے قتال اور اس کی ترغیب کے ذریعے ہی کفار کا زور ٹوٹے گا۔

بیت المقدس کے جہاد اور اُن کے مابین رکاوٹ بس اتنی سی ہے کہ وہ شرکیہ جمہوریت کے دھوکے میں غرق جماعتوں اور گروہوں کے افکار کو ترک کر دیں اور دجلہ وفرات کی سرزمین میں برسر پیکار مجاہدین کی صفوں میں شامل ہو کر اپنے مورچے سنبھال لیں۔ امداد باہمی کے اس جذبے اور اللہ پر خالص توکل کی بدولت ہی نصرتِ الٰہی کا حصول ممکن ہے۔ پھر اسی کے نتیجے میں اقصیٰ کی بابرکت سرزمین کی جانب پیش قدمی ہو گی اور باہر سے آنے والے مجاہدین اندر موجود مجاہدین کو مضبوط کریں گے۔ وہ ہمارے لیے حطین کی یاد دوبارہ سے تازہ کریں گے اور اللہ کے حکم سے اس عظیم نصرت سے مسلمانوں کی آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہو گی''۔

شیخؒ نے گیارہ ستمبر کی مبارک کارروائیوں کی بنیادی وجہ بھی فلسطین ہی کو قرار دیا۔ آپؒ نے ان کامیاب معرکوں کے بعد امریکیوں کو مخاطب کرتے ہوئے تاریخی الفاظ میں قسم اٹھاتے ہوئے فرمایا:

''میں اُس اللہ عظیم و برتر کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس نے آسمان کو بغیر ستون کے بلند فرمایا...... نہ تو امریکہ اور نہ ہی امریکہ والے سکون کا سانس لے سکیں گے، جب تک ہم حقیقی معنوں میں فلسطین میں امن وسکون سے نہیں رہیں گے اور جب تک ارض محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام کافر فوجیں نکل نہیں جاتیں''۔ (معرکہ گیارہ ستمبر کے بعد خطاب)

اہل فلسطین کو حوصلہ دیتے ہوئے اور اُن کی ہمت بندھاتے ہوئے آپؒ نے یہ تاریخی الفاظ کہے:

''ہم اپنے فلسطینی بھائیوں کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ تمہارے بچوں کا خون ہمارے بچوں کا خون ہے اور تمہارا خون ہمارا خون ہے، پس خون کا بدلہ خون سے اور تباہی کا بدلہ تباہی سے لیا جائے گا۔ ہم رب العزت کو گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ ہم تمہیں تنہا نہیں چھوڑیں گے یہاں تک کہ یا تو ہمیں فتح حاصل ہو جائے یا پھر ہم اُسی انجام کا مزہ چکھ لیں جو حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے حصّے میں آیا۔ ہم تمہیں یہ خوش خبری بھی سنانا چاہتے ہیں کہ اسلام کی نصرت کے لیے لشکر چل پڑے ہیں اور یمن سے آنے والی مدد و نصرت بھی ان شاء اللہ اب رکنے نہ پائے گی''۔ (جدید صلیبی جنگیں حصہ اول)

ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں

''ہم اللہ کے حکم سے فلسطین کے بالشت بھر حصّے سے بھی ہرگز دست بردار نہ ہوں گے، جب تک اس زمین پر ایک بھی سچّا مسلمان بستا ہے۔ جو کانٹا بوئے گا وہ انگور کی فصل نہیں کاٹ سکتا''۔ (اسرائیلی غاصبانہ قبضے کے ساٹھ سال اور خطے میں محاذ آرائی کی وجوہات: مغربی عوام کے نام پیغام، ۱۴۲۹ھ)

بلادِ حرمین پر امریکی قبضہ کو نمایاں کرنا:

مسجد اقصیٰ اور فلسطین پر قبضہ کے بعد صلیبی وصہیونی اتحاد نے سرزمین حرمین کی طرف اپنے ناپاک قدم بڑھائے۔ ۱۹۹۰ء کویت پر عراق کے قبضے کو آڑ بناتے ہوئے امریکی افواج سعودی نظام حکومت کی غداری کے باعث سرزمین حرمین میں داخل ہو گئیں۔ اور آج بھی حرمین الشریفین کے قرب و جوار میں ناپاک امریکی موجود ہیں۔ جب کہ حال یہ ہے کہ امت مسلمہ کی اکثریت اس معاملہ سے بالکل لاتعلّق ہے۔ اُنہیں سرے سے احساس ہی نہیں کہ بیت اللہ اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی سرزمین پر کیا بیت رہی ہے۔ آل سلول (جزیرۃ العرب پر مسلط حکمران طبقہ) کا سردار آج بھی امت کے بیشتر افراد کی نظر میں ''خادم الحرمین

الشریفین'' ہے۔شیخؒ فرماتے ہیں:

''آج امت کا سب سے گہرا گھاؤ وہ ہے جو دشمنوں نے اس کے مقدس ترین مقام،اللہ کے گھر......بیت عتیق......خانۂ کعبہ کی سرزمین پر لگایا ہے......اس سرزمین پہ جہاں ہمارے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد ہے۔اس سے پہلے ہماری ہی غفلتوں اور اغیار کی سازشوں سے ہم سے ہمارا قبلۂ اول اور واقعۂ معراج کی یادگار،مسجد اقصیٰ چھنوائی۔آج صلیبی صہیونی اتحاد ہمارے دوسرے مقدس مقام،سرچشمۂ اسلام،سرزمین حجاز میں اپنے ناپاک پنجے گاڑ چکا ہے۔اور یقیناً ہمارے پاس اللہ بزرگ و برتر کے سوا کوئی بچاؤ اور قوت نہیں۔بلاشبہ ہمارے باقی زخم بھی رِس رہے ہیں لیکن سرزمینِ مکہ و مدینہ پر لگنے والا یہ گھاؤ سب سے زیادہ تکلیف دہ اور سب سے زیادہ ہیبت ناک ہے۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے لے کر آج تک......اس امت کی پوری تاریخ میں ہم پر کبھی اتنی بڑی مصیبت نہیں ٹوٹی۔کفار کو کبھی بھی یہ جرأت نہیں ہوئی تھی کہ وہ اللہ کے گھر کی طرف ہاتھ بڑھائیں۔آج یہ مقدس زمین امریکی فوجیوں کی چراگاہ اور یہود و نصاریٰ کی خبیث خواتین کے لیے تفریح گاہ بن چکی ہے......یہ ناپاک وجود اُس زمین کو اپنے پیروں تلے روندرہے ہیں جو ہمارے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے پیدائش ہے،جہاں جبرائیلِ امین آسمان سے وحی لے کر،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لاتے تھے۔آخر کب تک مسلمان اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نصرت اور اس کے گھر کے دفاع سے غافل ہو کر بیٹھے رہیں گے؟ دنیا بھر کے اہل ایمان آخر کب اٹھیں گے؟ کب صلیبیوں اور صہیونیوں کی نجاست سے اس مقدس زمین کو پاک کریں گے؟ یہ تو اللہ رب العزت کا حکم ہے:

يَـا أَيُّهَـا الَّـذِيْنَ آمَنُواْ إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلاَ يَقْرَبُواْ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَـذَا(التوبۃ:۲۸)

''اے ایمان والو! مشرک بالکل ہی ناپاک ہیں! پس وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس بھی نہ پھٹکنے پائیں''۔

کیا مسلمان بھول گئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے مرض الموت میں ایسا ہی حکم صادر فرمایا تھا کہ

اَخرِجُوا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَب

''مشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکال دو''

امریکی افواج کو سرزمین مکہ و مدینہ میں داخل ہوئے دس سال سے زائد کا عرصہ ہو چکا ہے [یاد رہے شیخ کی یہ تقریر ۲۰۰۰ء کی ہے]۔اللہ کی قسم! آج محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی جزیرۂ عرب کے قید خانوں میں بند ہیں جب کہ امریکیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سرزمین میں دندنانے کی......عیش اُڑانے کی کھلی چھٹی ہے! کیا لوگوں کے سینوں میں ایمان کی کوئی رمق باقی نہیں بچی؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے لیے لوگوں کی غیرت ختم ہوگئی؟''

(اے اللہ صرف تیرے لیے)

حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفظ:

آج صلیبی ممالک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت جیسے جرم عظیم کے مرتکب ہو رہے ہیں۔امت مسلمہ سے متعلّق ہر فرد کا دل اس حوالے سے زخمی ہے۔شیخؒ نے حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تحفظ کے لیے قراردادوں،جلسوں،مظاہروں اور نعروں کے پرفریب جال کی طرف دعوت دینے کی بجائے عملی اقدامات کرنے کی طرف توجہ دلائی اور کفار کو جری انداز میں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''اگر تمہاری اظہار رائے کی آزادی کا کوئی اصول نہیں تو پھر ہمارے افعال کی آزادی کے لیے بھی اپنے سینے کھلے رکھو۔یہ بات عجیب اور اشتعال انگیز ہے کہ تم نرمی اور سلامتی کی بات کرتے ہو حالاں کہ تمہارے فوجی ہمارے ملکوں میں ناتواں لوگوں تک کا مسلسل قتلِ عام کر رہے ہیں۔اس پر مزید یہ کہ تم نے یہ خاکے شائع کیے جو کہ جدید صلیبی حملے کا ایک حصّہ ہیں اور ''ویٹی کن'' میں بیٹھے پوپ کا اس میں بہت بڑا ہاتھ ہے۔یہ تمام چیزیں اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ تم مسلمانوں سے ان کے دین پر جنگ جاری رکھنا چاہتے ہو اور یہ جاننا چاہتے ہو کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو اپنے جان و مال سے زیادہ محبوب ہیں یا نہیں؟ لہٰذا اب ہمارا جواب اب تم سنو گے نہیں بلکہ دیکھو گے اور ہم برباد ہوں اگر ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت نہ کریں۔اور سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔''(یورپ کے عقل مندوں کے نام)

جہاد کو امریکہ اور اُس کے حواریوں کے اثرات سے پاک کرنا

شیخؒ کا ایک بڑا کارنامہ موجودہ دور میں جہاد جیسے اہم فریضے کو تمام طواغیت کے اثرات سے پاک کرنا ہے۔سوویت یونین کے خلاف جہاد کے آخری چند سالوں میں بعض مجاہد تنظیموں کی طرف سے امریکی امداد اور پاکستانی وسعودی نظام ہائے مملکت کے تعاون کو قبول کرنے کے نتیجے میں جہاد جیسے مقدس فریضے پر بھی طعنہ زنی کی جانے لگی۔کفر کے ذرائع ابلاغ نے پوری دنیا میں ڈھنڈورا پیٹا کہ سوویت یونین کو امریکی ڈالروں اور اسٹنگر میزائلوں کی مدد سے شکست دی گئی۔وہ مجاہدین جنہوں نے روس کے خلاف جہاد شروع کیا اور بے سروسامانی اور فاقہ مستی کے عالم میں کامل ایک دہائی تک روسی افواج کا مقابلہ کرتے رہے اُن کی سعی و جہد کو منظرِ عام سے ہٹا دیا گیا۔اب جہاد بھی 'امریکی برانڈ' مشہور ہونے لگا۔اسی کا نتیجہ تھا کہ جہاد کشمیر کو پاکستانی خفیہ ایجنسی آئی ایس آئی نے یرغمال بنالیا۔

شیخؒ اور اُن کے ساتھیوں نے جہادِ اسلامی کے پاکیزہ ماتھے سے امریکی بدنما داغ مکمل طور پر دھو ڈالا۔آپؒ نے دنیا کو بتایا کہ جہاد افغانستان اول میں بھی عرب وعجم کے

مجاہدین نے بے پناہ قربانیوں کے بعد محض اللہ تعالیٰ کی مدد، تائید اور نصرت کے سہارے دنیا کی عظیم ترین طاقت کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا تھا اور پھر آپ نے بالفعل امریکہ کو دعوت مبارزت دے کر اس پروپیگنڈے کے غبارے سے بھی ہوا نکال دی کہ امریکی ڈالروں کے بغیر جہاد ہو ہی نہیں سکتا۔ آپ اور آپ کے ساتھیوں نے تن تنہا، صرف اللہ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے امریکہ کے خلاف جہاد کیا۔ امریکہ اور نیٹو اتحاد کو آپؒ نے اللہ کی مدد و معیت سے شکست کے دہانے پر لا کھڑا کیا۔ ایک ایسا میدان جس میں ایک طرف امریکہ تھا، اُس کی ٹیکنالوجی تھی، اُس کے صلیبی اتحادی تھے، اُن کی افواجِ قاہرہ تھیں، امریکہ کے غلام، مسلم خطوں کے مرتد حکمرانوں کا ٹولہ تھا، اُن کی خفیہ ایجنسیاں اور ان کی افواج تھیں......لیکن دوسری طرف......غزوۂ احزاب کی یاد تازہ کرتے مجاہدین کا مختصر سا گروہ تھا، مٹھی بھر چنوں اور چند کھجوروں پر کئی کئی دن بِتانے والے فاقہ مست تھے، پرانی بندوقوں اور دیسی بموں سے ''لیس'' مجاہدین فی سبیل اللہ تھے، سخت ترین موسم کی صعوبتیں برداشت کرنے والے مہاجرین تھے، اپنے جسموں کو بموں میں تبدیل کر لینے والی فدائی مجاہدین تھے......اور پھر چشمِ عالم نے دیکھا کہ جنہوں نے سوکھی روٹی قہوہ کے ساتھ کھا کر روس کو دریائے آمو کے پار دھکیل دیا تھا......آج وہی اللہ کے بندے امریکہ اور اُس کے پورے کفری اتحاد کو تگنی کا ناچ نچا رہے ہیں......شیخؒ نے دنیا کو کھلی آنکھوں سے وہ منظر دکھلا دیا، جس کے بارے میں شاعر نے کہا تھا

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

امیر المجاہدین شیخؒ نے بدر کی فضا پیدا کی، اُحد کے میدان کا نقشہ دہراتے ہوئے اپنے قریب ترین ساتھیوں کے جسموں کے پرخچے اڑتے دیکھے اور آیت قرآنی کے مصداق جب یہ معاملہ ہوا:

الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُواْ لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ (الِ عمران: ۱۷۳)

''وہ لوگ جب ان سے لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمہارے مقابلے میں لشکر جمع کر لیے ہیں۔ تم ان سے خوف کھاؤ''۔

تو اُن کا حال آج بھی یہی تھا

فَزَادَهُمْ إِيمَاناً وَقَالُواْ حَسْبُنَا اللّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ (الِ عمران: ۱۷۳)

''تو اس بات نے انہیں ایمان میں اور بڑھا دیا اور کہنے لگے ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے''

احزاب کی طرح جب اُن کی نظر کفار کے اتحادی لشکروں پر پڑی تو قرآنی الفاظ اُن پر صادق آئے

وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَاناً وَتَسْلِيماً (الاحزاب: ۲۲)

''اور ایمان داروں نے جب (کفار کے) لشکروں کو دیکھا (بے ساختہ) کہہ اٹھے! کہ انہی کا وعدہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے دیا تھا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا اور اس (چیز) نے ان کے ایمان میں اور شیوہ فرماں برداری میں اور اضافہ کر دیا''۔

اس کے نتیجے میں وہ فساق و فجار جو جہاد اور فلسفۂ جہاد پر چاند ماری کرتے تھے منہ میں انگلیاں دبائے، حیران و ششدر امریکی اتحاد کی شکست خوردگی کو دیکھ رہے ہیں۔ شیخؒ نے ثابت کیا کہ سابقہ افغان جہاد میں بھی امریکی مدد و تعاون کے بغیر مجاہدین نے خالص اللہ کی نصرت سے فتح و کامرانی حاصل کی تھی اور موجودہ جہاد میں بھی فقط اللہ ہی کی طاقت، قوت، مدد اور بھروسے پر مجاہدین کامیابیاں سمیٹ رہے ہیں۔

الولاء والبراء کا مفہوم امت کو سمجھانا:

عقیدہ الولاء البراء کو جس قدر شیخؒ نے اپنی جہادی تحریک کی بدولت عام کیا، اس کی مثال سقوطِ خلافت کے بعد ملنا محال ہے۔ الولاء والبراء کے عقیدے پر مصلحتوں، عیش کوشیوں اور ہوائے نفس کی دبیز تہہ جم چکی تھی۔ اس قدر حساس عقیدہ عمومی طور پر عدم توجہی اور بے اعتنائی کا شکار تھا، آپؒ نے دوستی اور دشمنی کے معیار کے اسلامی فہم کو عام کیا۔ اپنی گفتگوؤں، تقاریر اور پیغامات میں اس اہم ترین عقیدہ کی نزاکتوں اور جزیات پر سیر حاصل گفتگو فرمائی اور امت مسلمہ کو اس جانب متوجہ کیا کہ وہ اپنی پسند و ناپسند، دوستی و دشمنی، موالات و معادات اور ولایت و برأت کو قرآن و سنت کی تعلیمات کے مطابق ڈھالیں۔ آپؒ فرماتے ہیں:

> ''عقیدہ الولاء البراء اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک ہے۔ یعنی ہم اسی سے دوستی کرتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دوست ہو اور اسی سے دشمنی کرتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہو۔ لیکن منافق اور درہم و دینار کے بندے، ہر حق و باطل میں بادشاہ کی پیروی کرتے ہیں۔ جس سے یہ (بادشاہ) دوستی کرے وہ ان کا دوست اور جو اس کا دشمن وہ ان کا دشمن ہوتا ہے۔ کیا کسی انسان میں، یوں اپنے عقل و ضمیر کے خلاف چل کر بھی کوئی انسانیت باقی رہ سکتی ہے؟ کیا ''ایک اچھا شہری'' بننے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے دین سے ناطہ توڑ لیں اور اپنی عقلوں پر پردے ڈال لیں؟'' (اے اللہ صرف تیرے لیے)

ایک اور جگہ آپؒ فرماتے ہیں:

> ''میں اللہ رب العزت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو شخص بھی بش اور اس کے منصوبے کے پیچھے پیچھے چلتا ہے اُس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو رد کر دیا۔ اور یہ حکم اللہ کی کتاب اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے واضح ترین احکامات میں سے ہے۔ اور میں یہ نصیحت کرتا ہوں، جیسا کہ اس سے قبل میں نے اور بہت سے علما نے بھی یہ نصیحت کی ہے اور میرے اس

دعوے کا ثبوت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے یہ الفاظ ہیں، جو اُس نے سچے مؤمنین کو خطاب کر کے فرمائے ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَتَّخِذُواْ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاء بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاء بَعْضٍ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ(المائدة: ۵۱)

''اے ایمان والو! تم یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ تو آپس میں ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں۔تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی سے دوستی کرے وہ بے شک انہی میں سے ہے''۔

علمائے حق نے فرمایا ہے کہ جو کوئی بھی کفار سے دوستی کرتا ہے، اُنہیں اپنا محافظ اور سردار بناتا ہے تو وہ کفر اختیار کرتا ہے۔ اور اُن کے ساتھ دوستی کی سب سے بڑی نشانی یہ ہے کہ اُن کی جدوجہد کی حمایت منہ سے کی جائے یا بحث و مباحثہ سے اور تحریروں سے کی جائے۔ پس جس کسی نے بھی مسلمانوں کے خلاف بش اور اُس کی مہم کا راستہ اختیار کیا تو اُس نے کفر کیا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ اور اُس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ۔ اور مندرجہ بالا آیت کے بعد اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَى أَن تُصِيبَنَا دَآئِرَةٌ فَعَسَى اللّهُ أَن يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِّنْ عِندِهِ فَيُصْبِحُواْ عَلَى مَا أَسَرُّواْ فِي أَنْفُسِهِمْ نَادِمِينَOوَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُواْ أَهَـؤُلاء الَّذِينَ أَقْسَمُواْ بِاللّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ إِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَأَصْبَحُواْ خَاسِرِينَO(المائدة ۵۲، ۵۳)

''آپ دیکھیں گے کہ جن کے دلوں میں بیماری ہے، وہ دوڑ دوڑ کر ان میں گھس رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں خطرہ ہے، ایسا نہ ہو کہ کوئی حادثہ ہم پر پڑ جائے، بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ فتح دے دے یا اپنے پاس سے کوئی اور چیز لائے پھر تو یہ اپنے دلوں میں چھپائی ہوئی باتوں پر (بے طرح) نادم ہونے لگیں گے اور ایماندار کہیں گے، کیا یہی وہ لوگ ہیں جو بڑے مبالغہ سے اللہ کی قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ان کے اعمال غارت ہوئے اور یہ ناکام ہو گئے''۔

ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں کہا ہے کہ ''بہت سارے صحابہؓ کو معلوم نہ تھا کہ منافقین کا سردار عبداللہ بن اُبی کافر تھا۔ جب مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان بات بڑھتے بڑھتے بگڑ گئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں سزا دینے کا فیصلہ کیا تو عبداللہ بن اُبی منافقین کا سردار، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ گیا اور اُس نے یہودیوں کی حمایت کی۔ اس وجہ سے یہ آیات نازل ہوئیں''۔

یہ بات بالکل واضح ہے کہ کوئی مسلمان جب کفار کے ساتھ دوستی کرتا ہے اور مسلمانوں کے خلاف ان کی مدد کرتا ہے تو وہ اپنے اس عمل کی وجہ سے اسلام سے خارج ہو کر کافر اور مرتد ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جس طرح وضو کے نواقض ہوتے ہیں اسی طرح ایمان کے بھی نواقض ہیں، جن کا مرتکب ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ اور کفار سے دوستی اور اہل اسلام کے خلاف ان کی مدد اسلام سے خارج کر دینے والے اعمال میں سے ایک ہے۔

لہٰذا جو لوگ کافروں کو اپنا سردار، دوست اور نجات دہندہ سمجھتے ہیں تو وہ بلاشک وشبہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کافر ہیں اور یہ آیت اس بات کی مضبوط دلیل ہے کہ جن لوگوں نے کفار کو اپنا امام بنایا وہ مرتد ہو گئے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّهِ وَلاَ يَخَافُونَ لَوْمَةَ لآئِمٍ ذَلِكَ فَضْلُ اللّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌO (المائدة: ۵۴)

''اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو لائے گا جو اللہ کی محبوب ہوگی اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتی ہوگی وہ نرم دل ہوں گے مسلمانوں پر سخت اور تیز ہوں گے کفار پر، اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ بھی نہ کریں گے یہ ہے اللہ تعالیٰ کا فضل جسے چاہے دے، اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا اور زبردست علم والا ہے''۔

لہٰذا میں مسلمانوں پر واضح کرتا ہوں کہ وہ یہودیوں اور عیسائیوں سے نفرت کریں اور اس بارے میں نہایت محتاط رہیں اور جو کوئی بھی محض ایک لفظ سے اُن کی حمایت کا ارتکاب کرے وہ اللہ سے سچی لگن ظاہر کرتے ہوئے توبہ کرے اور اپنی غلطیوں پر نادم ہوتے ہوئے اپنے ایمان کا ازسرنو اقرار کرے''۔

(''جدید صلیبی جنگیں'')

اسلامی خطوں میں شریعت اسلامیہ کے نفاذ کی دعوت:

شیخ بن لادنؒ نے اپنی پرسوز دعوت کے ذریعے اس پیغام کو عام کیا کہ اسلامی ممالک میں رہنے والے مسلمان اپنے اپنے ملکوں اور خطوں میں دین کو بطور نظام نافذ کرنے کے لیے جہاد وقتال فی سبیل اللہ کے میدانوں کا رخ کریں۔ مرتدین کے خلاف قتال کی شرعی حیثیت کو مکمل شرح و بسط سے واضح فرمایا۔ مسلمانوں پر مرتد حاکم کے مسلط ہونے جیسی مصیبتِ کبریٰ کی صورت میں عملی راہوں پر نکلنے اور اُس حاکم کا تخت الٹ دینے جیسے احکامات سے آگاہ کیا۔ آپؒ نے اجتماعی طور پر اس فرض کو ادا کرنے پر ابھارا اور ہر فرد کو انفرادی خطاب کر کے بھی اُس کا فرض یاد دلایا۔ آپؒ نے فرمایا:

''اے اللہ کے بندے! اگر تم اللہ کے دین کے خلاف لڑنے والوں کی خندق میں کھڑے پائے گئے تو کل کو اپنے رب کو کیا جواب دو گے؟ وہ تو طاغوت کی راہ میں قتال کر رہے ہیں اور تم اپنے ہتھیار اور زبان سے ان کی نصرت کر رہے

ہو۔آخر اس بات کا تمہارے پاس کیا جواب ہوگا کہ تم اللہ کے دشمنوں کو تو اچھا کہو اور مجاہدین پر الزام تراشی کرو؟ بالکل اسی طرح جیسے وائٹ ہاؤس میں بیٹھا اُس کا فرمانروا اُن پر دہشت گرد اور تخریب کار ہونے کا الزام لگا تا ہے۔جب تم سے پوچھا جائے گا کہ تمہارا دین کیا ہے تو کیا تم اس وقت جھوٹ بولو گے؟ حالاں کہ اس وقت جھوٹ تمہارے کچھ کام نہ آئے گا۔اگر آپ یہ کہیں گے کہ میرا دین اسلام ہے لیکن آپ اس کے جھنڈے کی جگہ اس کے خلاف برسرِ پیکار اوباما اور زرداری کے جھنڈے تلے کھڑے پائے جائیں تو کیا آپ کا دعویٰ تسلیم کیا جائے گا؟ لوگ تو اپنے جھنڈوں اور ان گروہوں کی نسبت سے پہچانے جاتے ہیں جن سے ان کی دوستی اور محبت ہو۔اب آپ خود دیکھ لیجیے کہ آپ کس کے جھنڈے تلے کھڑے ہیں۔مجاہدین' روس اور اس کی آلہ کار افغان فوج کے ساتھ بیک وقت لڑتے تھے کیونکہ دونوں کا حکم ایک جیسا تھا۔پاکستان اور دیگر ممالک کے علما نے ان کے خلاف قتال کے فتوے بھی دیے، چاہے وہ نماز پڑھتے رہیں، روزے رکھتے رہیں اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے رہیں۔اہلِ بصیرت کے لیے اس میں عبرت کی بہت نشانیاں ہیں۔آج پاکستانی فوج کا حال بالکل ویسا ہی ہے۔یہ فوج اور امریکہ ایک ہی خندق میں کھڑے اسلام کے خلاف جنگ میں مصروف ہیں۔ایمان کے سچے دعوے داروں پر فرض ہے کہ وہ ان کے خلاف علَمِ قتال بلند کریں۔(پاکستانی قوم کے نام پیغام:''شریعت یا شہادت'')

آپؒ نے مزید فرمایا:

''مفتی نظام الدین شامزئیؒ نے (گیارہ ستمبر کو) نیویارک پر ہونے والے مبارک حملوں کے بعد جاری کردہ اپنے مشہور فتوے میں لکھا''اگر ایک اسلامی ملک کا حاکم بلادِ اسلامیہ پر حملے میں کسی کافر کی مدد کرے تو شریعت کی رو سے مسلمانوں پر لازم ہو جاتا ہے کہ وہ اسے حکومت سے بزور ہٹائیں اور اسے شرعاً اسلام اور مسلمانوں کا غدار گردانیں''۔

پس اے اسلامیانِ پاکستان! بلاشبہ مفتی نظام الدین شامزئیؒ نے اپنے کاندھے پر موجود بھاری ذمہ داری کا حق ادا کر دیا تھا۔آپؒ نے ڈنکے کی چوٹ پر کلمۂ حق کہا اور مخلوق کی ناراضی کی کچھ پرواہ نہ کی اور اپنی جان و مال کو خطرے میں ڈالتے ہوئے پرویز کے بارے میں اللہ کا حکم پوری وضاحت سے بیان کر ڈالا کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کا غدار ہے اور اسے ہٹانا واجب ہے۔یہی وہ فتویٰ ہے جس نے پرویز اور اس کے امریکی آقاؤں کو غصہ دلایا اور میرے خیال میں مفتی صاحبؒ کا قاتل بھی ان کے سوا کوئی نہیں۔مفتی نظام الدین شامزئیؒ اپنا فرض ادا کر کے چلے گئے اور بہت سے علمائے سو کے رویے کے برعکس حق بات کو باطل سے نہیں بدلا۔لیکن ہمارے حصے کا فرض اب بھی ہم پر باقی ہے۔اس فرض کی ادائیگی میں پہلے ہی ہم سے بہت تاخیر ہو چکی ہے کیونکہ یہ فتویٰ صادر ہوئے تو اب چھ سال گزر چکے ہیں۔پس ہمیں چاہیے کہ اب ہم اس کمی کو پورا کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوں امید ہے کہ یوں اللہ میری اور آپ کی کوتاہی معاف فرما دیں گے''۔(لال مسجد کی شہادت کے بعد بیان)

شیخ کے چند نمایاں کارناموں کا یہ مختصر بیان ہے وگرنہ شیخ کا شمار تاریخ انسانی کی اُن باوقار ہستیوں میں ہوتا ہے جنھوں نے اللہ کے کلمہ کی سربلندی کے لیے اپنا سب کچھ وقف کیا اور پھر چاروں اطراف کی مخالفتوں کے باوجود اپنے لشکر کو فتح و کامرانی کے دروازوں پر چھوڑ کر اپنے رب کے ہاں پہنچ گئے۔اسلام کا یہ شیر ربِ رحمٰن کی جنتوں میں پہنچ چکا ہے۔اب وہاں اُس کی ضیافت کا انتظام خالق کائنات خود فرمائیں گے۔اللہ کے اس غریب الوطن، غریب الدیار اور فی سبیل اللہ مہاجر کا ابدی ٹھکانہ کیسا ہوگا......ہماری محدود سوچ اور ناقص عقل اُس کا تصور اور احاطہ کرنے سے قطعی قاصر ہے......اور پھر اُس ٹھکانے پر پہنچنے سے بھی پہلے اُس کا استقبال کرنے کو کون کون موجود نہیں ہوگا۔جسد خاکی سمندر میں بہا دیا گیا تو کیا غم ہے......اُس کی پاکیزہ روح کو وصول کرنے کے لیے کس مرتبے کے فرشتے حاضر ہوئے ہوں گے۔پھر عرشِ الٰہی کے سائے تلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس سچّے محبّ کے اور دین کے لیے سب کچھ لٹا دینے والے اسلام کے بیٹے کا استقبال صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے جلو میں کریں گے۔ان شاء اللہ

میرے اللہ نے چاہا تو عنقریب ہمارے شیخؒ جنت کے بالا خانوں سے اپنے لشکر کی فتوحات کا نظارہ کریں گے اور اللہ رب العزت اُن کی سعی و جہد کی حتمی کامیابی، مجاہدین اسلام کی فتح یابی اور کفار کی ذلت و شکست کے مناظر دکھا کر اُن کی آنکھیں مزید ٹھنڈی فرمائے گا۔ان شاء اللہ

☆☆☆☆☆

''میرے مسلمان بھائیو! میں پوچھتا ہوں کہ کیا یہ دین کی دعوت کوئی کھیل تماشہ ہے کہ جسے صرف خوب صورت الفاظ سے آراستہ کر کے آپ دوسرے لوگوں تک پہنچا سکیں گے؟ یا پھر کچھ پمفلٹ لکھ کر یا لائبریریاں سجا کر دین کا یہ پیغام لوگوں تک پہنچ سکے گا؟ ہرگز نہیں! اسلام کے پیروکاروں کا راستہ کبھی محض یہ نہیں رہا......بلکہ تاریخ اس پر گواہ ہے کہ دورِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری نسل اس دعوت کی نذر ہوگئی اور اُنہوں نے اس دین کی دعوت کو لوگوں تک پہنچانے کے لیے اپنی جانیں قربان کر دیں۔ہر دور میں دین کے علَم بردار شہدا کی صفوں میں شامل ہوتے رہے......آخر کیوں؟ اس لیے کہ دینِ اسلام کا یہ گلشن پاکیزہ جانوں کے لہو سے ہی سرسبز و شاداب ہوتا ہے، ہمارے الفاظ شمع کی لو کی طرح ہیں جو بالآخر بجھ جاتی ہے اور یہ الفاظ بے جان ہی رہتے ہیں......یہاں تک کہ جب ہم دین پر مٹ جاتے ہیں تو یہی الفاظ زندہ ہو جاتے ہیں اور زندہ انسانوں کے درمیان امر ہو کر غافلوں کو جگاتے ہیں۔تاریخ میں جو باتیں اور الفاظ آج تک زندہ ہیں درحقیقت اُن کے بولنے والوں نے انہی باتوں پر اپنی جانیں قربان کر دیں''۔

(شیخ ڈاکٹر عبد اللہ عزام شہید رحمہ اللہ)

شیخؒ کا ہدف! جہاد سے امریکہ کے سرمایہ دارانہ نظام کا خاتمہ

سید عمیر سلیمان

۱۹۸۹ء میں سوویت یونین کی افواج افغانستان سے پسپا ہو کر نکل گئیں...... یہ ایک عظیم فتح تھی ......جس کا مشاہدہ امت مسلمہ صدیوں بعد کر رہی تھی...... جہاد کے نتیجے میں ایسی عظیم فتح کے ثمرات سمیٹنے اور افغانستان میں شریعت کے نفاذ کا یہی موقع تھا لیکن پاکستانی اور سعودی ایجنسیوں کی ریشہ دوانیوں کے نتیجے میں افغان مجاہدین باہم دست وگریبان ہو گئے۔ شیخ اسامہ شہیدؒ نے اس پر آشوب دور میں کسی بھی فریق کا ساتھ نہ دیا بلکہ وہ خاموشی کے ساتھ مجاہدین کی آپس میں صلح کے لیے کام کرتے رہے مگر ان کی کوششیں بارآور نہ ہوسکیں۔ آخر کار انہوں نے افغانستان کو خیر باد کہا اور واپس سعودی عرب آ گئے، یہاں اپنی کاروباری سرگرمیاں جاری رکھنے کے ساتھ ان کا دنیا بھر کی اسلامی تحریکوں سے رابطہ بھی برقرار تھا۔ وہ افغان جہاد میں سوویت یونین کی شکست کے بعد اسلامی دنیا کے حکمرانوں کو امریکی بلاک میں جاتا دیکھ کر دُکھی تھے اور اس بدلی ہوئی صورت حال کو قبول کرنے کے لیے تیار نہ تھے، وہ امریکی عزائم سے بخوبی آگاہ تھے۔ اسی صورت حال میں امریکہ نے افغان جہاد کے بعد اپنا کھیل شروع کیا، یہ عراق کویت تنازعہ کی آڑ میں سرزمین حرمین پر صلیبی قبضے کا آغاز تھا۔ ۱۹۹۰ء میں امریکی افواج جزیرۃ العرب میں داخل ہوئیں۔ یہ بات شیخؒ کے لیے قابل قبول نہیں تھی، آپؒ نے عراق کے کویت پر قبضہ کے فوراً بعد سرزمین حرمین کے حکمرانوں کو پیش کش کی کہ آپ اور آپ کے مجاہد ساتھی حرمین کے دفاع کی خاطر عراقی فوج کا مقابلہ کریں گے اور اُنہیں اللہ کی مدد سے شکست دیں گے بشرطیکہ حکمران امریکہ کی افواج کو سرزمین حرمین آنے سے روک دیں۔ لیکن آپ کی اس پیش کش کو مسترد کر دیا گیا۔ شیخؒ نے ۱۹۹۰ء میں مختلف اخبارات اور صحافیوں کو انٹرویوز کے ذریعے جو پیغام دیا وہ یہ تھا:

> ''جزیرۃ العرب پر صہیونی طاقتوں کا قبضہ ہے اور پورے علاقے پر مکمل کنٹرول حاصل کرنے کی کوششیں جاری ہیں، مقامات مقدسہ پر کھلا اور خفیہ قبضہ ہو چکا ہے اب دنیا بھر کے مسلمانوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ان عظیم مقامات سے کافروں کو نکالنے کے لیے جدوجہد شروع کر دیں۔ سعودی عرب سمیت دنیا بھر کے جید علمائے کرام مقامات مقدسہ پر قبضہ کی جسارت کرنے والی قوتوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ دے چکے ہیں۔ خانہ کعبہ کو چاروں طرف سے امریکی افواج نے گھیر لیا ہے، جدہ اور مکہ مکرمہ کے درمیان صرف ۷۰ کلومیٹر کا فاصلہ ہے اور قریب کے شہروں پر بھی امریکی افواج موجود ہیں۔ مسلم امت کے ایک تہائی حصّہ پر یہود ونصاریٰ کا قبضہ ہے اسے بھی مشرکین کے قبضہ سے آزاد کرانا ہماری ذمہ داری ہے''۔

۱۹۹۶ء سے ۱۹۹۸ء کے دوران میں شیخ اسامہؒ نے تین پیغاماتِ جہاد جاری کیے جن میں جہاد، امریکہ کی سرزمین حرمین میں موجودگی کے خلاف جہاد اور دیگر مقدس مقامات پر امریکہ کی موجودگی کے خلاف جہاد کے فتوے شامل ہیں۔ شیخؒ نے ۱۹۹۶ میں امریکہ کے خلاف باقاعدہ اعلان جہاد کیا۔ ۲۶ اگست ۱۹۹۶ء کو انہوں نے اپنا پہلا بیان جاری کیا، جس کا عنوان تھا ''اسامہ بن محمد بن لادن کی جانب سے اعلان جہاد''۔ مئی ۹۸ میں شیخؒ نے ''انٹرنیشنل اسلامک فرنٹ'' کے نام سے ایک محاذ کا اعلان کیا جس کے پلیٹ فارم سے انہوں نے امریکہ اور اسرائیل کے خلاف باقاعدہ اعلان جہاد کیا۔ اس محاذ کا بنیادی مقصد امریکی اور دیگر کفری افواج کو سعودی عرب کی مقدس سرزمین سے نکالنا، اسرائیل اور امریکہ کو دنیا بھر میں مسلمانوں کے خلاف کارروائیوں سے باز رکھنا بتایا گیا۔

مارچ ۱۹۹۷ء میں سی این این کے نمائندے پیٹر آرنیٹ کو انٹرویو دیتے ہوئے انہوں نے امریکا کے خلاف جنگ کی وجوہات بیان کیں، فرمایا:

> ''میرے سامنے جب بھی امریکہ کا ذکر آتا ہے، تو کسی اور بات کی بجائے مجھے اسرائیل کا وہ ظلم یاد آجاتا ہے جو لبنان میں قنعا کے مقام پر وحشیانہ بم باری کی صورت میں معصوم بچوں پر کیا گیا تھا، مجھے یہ منظر کبھی نہیں بھولتا۔ اس بم باری میں معصوم بچوں کی بڑی تعداد موت کا شکار ہوئی۔ جو زندہ بچے اپنے جسموں کے مختلف اعضا کٹ جانے کی وجہ سے معذور ومسخ ہو کر رہ گئے۔ امریکہ کا اس واقعہ میں ملوث ہونے کا اس سے بڑھ کر ثبوت اور کیا ہوسکتا ہے کہ اس نے اس بم باری کا شکار ہونے والے معصوم بچوں کے حق میں کلمۂ ہمدردی تک کہنے سے گریز کیا اور ظلم و سفاکی کی تمام حدود پھلانگ گیا، اس سے پہلے دنیا میں بڑی سے بڑی سامراجی قوت کے ہاتھوں ایسا واقعہ عمل میں نہ آیا تھا۔ امریکی حکومت نے مختلف علاقوں میں مسلمانوں کو ظلم وستم کا نشانہ بنا رکھا ہے۔ عراق میں ساٹھ لاکھ سے زائد بچوں پر خوراک وادویات کے دروازے بند کر کے ان پر موت کے دروازے کھول رکھے ہیں۔ انہی وجوہات کی بنا پر امریکہ اپنے خلاف کسی بھی ردعمل کا خود ذمہ دار ہے کیونکہ اُس نے جنگ کا دائرہ فوج تک نہیں بلکہ عام شہریوں تک وسیع کر دیا ہے''۔

شیخ اسامہؒ جزیرۃ العرب میں قائم امریکی اڈوں کی نشان دہی کرتے ہیں:

جزیرۃ العرب میں امریکہ، برطانیہ اور فرانس کی یہودی اور نصرانی فوجیں ۲۳ اڈے قائم کر چکی ہیں......پھر شیخؒ نے دیوار پر لٹکتے ہوئے نقشے کو چھڑی کی مدد سے سمجھانے کی کوشش کی کہ امریکی اڈے جزیرۃ العرب میں کہاں کہاں قائم ہیں......ان کی نشان دہی کرتے ہوئے آپؒ نے کہا: یہودی اور نصرانی فوجوں کے اڈے، (۱) جدہ (۲) طائف (۳) تبوک (۴) ریاض (۵) خضر الباطن (۶) الجوف (۷) دمام (۸) کویت (۹) بحرین میں جفیر کے مقام پر (۱۰) قطر میں دوحہ کے مقام پر (۱۱) متحدہ عرب امارات میں ابوظہبی کے مقام پر (۱۲) عمان میں خصب کے مقام پر (۱۳) مسقط (۱۴) عمان کے شہر مطرح (۱۵) عمان کے شہر مصریرہ (۱۶) اردن کے علاقے ارزق (۱۷) مصر کے علاقے صحرائے سینا (۱۸) مصر کے شہر قاہرہ (۱۹) مصر کی وادی قنا (۲۰) مصر کے ساحل بیناس (۲۱)

بحر احمر کا جزیرہ دھلک میں ہے......جس پر اریٹیریا کے عیسائیوں کا قبضہ ہے(۲۲) جبوتی میں ؛ جہاں فرانس کا بہت بڑا فضائی اڈہ قائم ہے(۲۳)۔بحر احمر کا جزیرہ حنیش......شیخؒ کا کہنا تھا کہ امریکہ جزیرۃ العرب سے یومیہ ہزاروں بیرل تیل چرا کر امریکہ پہنچا رہا ہے......امام مسجد نبوی شیخ حذیفی نے سعودی عرب میں امریکی فوجوں کی موجودگی پر درست کہا ہے کہ ''بھلا بھیڑیا بکریوں کی کیسے رکھوالی کر سکتا ہے؟'' جزیرۃ العرب میں یہود و نصاریٰ کے یہی ۲۳ اڈے شیخؒ کا اصل ٹارگٹ تھے......کہ جن اڈوں کو انہوں نے ہر قیمت پر ختم کرنے کا اعلان ۹۷-۱۹۹۶ میں افغانستان کے معسکرات میں مجاہدین کے اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کیا تھا۔بعد ازاں اسی قسم کے عزائم کا اظہار انہوں نے دنیا بھر سے افغانستان میں آنے والے صحافیوں سے گاہے، بگاہے اپنے انٹرویوز میں بھی کیا تھا......

امت کے وسائل کا پاسبان:

۲۰۰۰ء میں شیخؒ نے مجاہدین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا:

''امریکہ عرب ممالک کے تیل کے ذخائر پر ناجائز قبضہ کی منصوبہ بندی کر رہا ہے۔۱۹۷۳ء کے بعد سے دنیا کی ہر شے مہنگی ہوئی ہے لیکن پٹرول زیادہ مہنگا نہیں ہوا۔۷۳ء سے اب تک پٹرول کی قیمت میں صرف ۸ ڈالر فی بیرل اضافہ ہوا ہے جبکہ دیگر اشیا تین گنا مہنگی ہوگئی ہیں لیکن عربوں کا تیل مہنگا نہیں ہوا۔۲۴ سال میں چند ڈالر سے زیادہ اضافہ اس لیے نہ ہوا کیونکہ امریکہ کی بندوق عربوں کی پیشانی پر ہے۔ہم روزانہ فی بیرل ۱۱۵ ڈالر کا نقصان اٹھا رہے ہیں۔صرف سعودی عرب میں ۱۰ ملین بیرل تیل روزانہ نکلتا ہے۔روزانہ کا خسارہ ایک ارب، ۱۵ کروڑ ڈالر سے زیادہ ہے۔پچھلے ۱۳ برسوں میں امریکہ نے ہمیں ۵۴ کھرب ۵۶ ارب ڈالر سے زائد کا نقصان پہنچایا۔یہ بھاری رقم امریکہ سے وصول کرنا بہت ضروری ہے۔دنیا بھر کے مسلمانوں کی تعداد ایک ارب سے زائد ہے۔ہر مسلمان خاندان کو ۵۰ ہزار سے زائد ڈالر تقسیم ہوں تو ۵۴ کھرب ۵۶ ارب ڈالر پورا ہو سکتا ہے''۔(یاد رہے یہ صرف اُس پٹرول کا سرسری حساب کتاب ہے جو سعودی عرب سے نکالا جا رہا ہے، باقی مسلم خطوں کی آمدنی کو اس میں شامل کرنے سے کتنی بڑی رقم امریکہ کے ذمہ ہے، اس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے)۔

امریکی مصنوعات کا بائیکاٹ:

ایک موقع پر شیخؒ نے فرمایا:

''جہادی تربیت حاصل کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے لیکن جمہوری حکومتیں امریکہ کے خلاف مزاحمت کرنے والے رمزی یوسف کو امریکہ کے حوالے کر دیتی ہیں۔جمہوریت اور انسانی حقوق کے دعوے دار امریکہ کے حکم پر میرے چار بیٹے قید ہیں، چار سالہ بچی کو سفر کی اجازت نہیں۔مجھے کہا جاتا ہے کہ شاہ فہد اور امریکہ کے خلاف خاموش ہو جاؤں تو مجھے معاف کر دیا جائے گا لیکن میں امریکہ سے رحم کی بھیک نہیں مانگتا۔امریکہ میں ہمت ہے تو آئے مجھے گرفتار کرے، میری موت اللہ کی مرضی سے ہوگی نا کہ امریکہ کی مرضی سے۔میں مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ امریکی مصنوعات کا بائیکاٹ کر دیں اور مسلمان امریکی جمہوریت کا بائیکاٹ کر دیں۔اس جمہوریت نے مسلمانوں کو کیا دیا ہے؟ امریکی موت سے ڈرتے ہیں، امریکی بزدل چوہے ہیں، روس ٹوٹ سکتا ہے تو امریکہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو سکتا ہیں''۔

سنڈے ٹائمز لندن میں شیخؒ کا ایک انٹرویو شائع ہوا جو سی این این کی ٹیم نے لیا تھا۔اس انٹرویو میں شیخؒ نے فرمایا:

''ہم نے امریکی حکومت کے خلاف اعلان جہاد کیا ہے کیونکہ امریکی حکومت جابر، ظالم اور مجرمانہ ہے۔اس نے نہایت جابرانہ اور گھناؤنے جرائم کا ارتکاب کیا ہے۔اس نے کھلم کھلا اسرائیل کے ظالمانہ عزائم کی تائید کی ہے اس کی ہمت افزائی کی ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ارض شب معراج پر قبضہ کر لے۔ہم سمجھتے ہیں کہ فلسطین اور عراق میں مسلمانوں کے قتل عام کا امریکہ براہ راست ذمہ دار ہے۔

امریکہ کی ایسی ہی جابرانہ اور ظالمانہ حرکتوں کی وجہ سے ہم نے اس کے خلاف اعلان جہاد کیا ہے کیونکہ ہمارا دین ایسے حالات میں ہمیں حکم دیتا ہے کہ جب ظلم اور جبر حد سے بڑھ جائے تو اللہ کے حکم کے نفاذ کے لیے اٹھ کھڑے ہو۔اس لیے ہم امریکہ کو تمام اسلامی سرزمینوں سے نکال دینا چاہتے ہیں۔جہاں تک یہ سوال ہے کہ یہ جہاد امریکی فوجیوں کے خلاف ہے یا ان کے شہریوں کے خلاف ہے جو ہمارے مقامات مقدسہ میں موجود ہیں یا عام شہریوں کے خلاف ہے......

تو حقیقت یہ ہے کہ سب سے پہلے تو ان امریکی فوجیوں کے خلاف ہے جو ہمارے مقدس مقامات پر موجود ہیں۔ہمارے دین میں ہمارے مقدس مقامات تمام اسلامی خطوں سے زیادہ قابل احترام ہیں اور وہاں کسی کافر کا وجود نا قابل برداشت ہے۔اس لیے تمام امریکی شہری وہاں سے فوراً نکل جائیں ہم ان کی حفاظت کی کوئی ذمہ داری نہیں لے سکتے۔ہم سوا ارب مسلمان ہیں، ہمارے جذبات کسی بھی وقت ردعمل دکھا سکتے ہیں کیونکہ ہمارے چھ لاکھ معصوم بچے امریکہ کی وجہ سے عرق میں کھانے اور دواؤں سے محروم ہیں۔ہمارے ردعمل کی ذمہ داری امریکہ پر ہوگی کیونکہ یہ امریکی ظلم جنگ کو امریکی فوجیوں سے امریکی شہریوں تک لے جا رہا ہے، یہ بات بہت واضح ہے۔

عام امریکی شہریوں کے معاملے میں ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ بری الذمہ نہیں کیونکہ انہوں نے اپنے ووٹوں کے ذریعہ اس امریکی حکومت کو قائم کیا ہے جبکہ وہ جانتے تھے کہ ان کی حکومت نے فلسطین، لبنان اور عراق میں کیا جرائم کیے ہیں اور دوسری جگہوں پر بھی اپنے ایجنٹوں کے ذریعہ ہمارے فرزندوں اور علما کو قید خانوں میں ڈال رکھا ہے۔ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ سب آزاد ہو جائیں''۔

مقصدِ زندگی کی وضاحت:

شیخؒ نے اپنی زندگی کا اصل مقصد واضح کرتے ہوئے کہا تھا کہ

''میری زندگی کا مقصد یہود ونصاریٰ کو جزیرہ عرب سے نکالنا ہے، میں دنیا بھر کے مسلمانوں کا شکر گزار ہوں کہ جنھوں نے میرے مقصد کی حمایت کی ہے، یہ مقصد صرف میرا نہیں بلکہ ہر مسلمان کا ہونا چاہیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ یہود ونصاریٰ کو جزیرہ عرب سے نکال دو۔ یہ ایک شرعی مقصد ہے، میں جذباتی نہیں ہوں بلکہ میرے پاس شرعی اور ٹھوس دلائل موجود ہیں کیونکہ اسرائیل کے پہلے وزیراعظم بن گوریون نے کہا تھا کہ ہمیں اشتراکیت یا جمہوریت یا فوجی انقلابوں سے کوئی خطرہ نہیں بلکہ ہمیں صرف اسلام سے خطرہ ہے، ایک یہودی جرنیل نے ۱۹۴۸ء کی جنگ میں مسلمان مجاہدین کے جذبۂ جہاد کو بیان کرتے ہوئے کہا تھا کہ ''ان لوگوں کے نزدیک جنگ اپنی حکومتوں کے احکام کی پابندی کرتے ہوئے محض لڑنے کا نام نہیں ہے بلکہ یہ لوگ ہر معرکہ میں شدت اور جنونی کیفیت کے ساتھ شریک ہوتے ہیں ہمارے اسرائیلی سپاہیوں کی طرح نہیں جو صرف اپنے وطن کے لیے لڑتے ہیں بلکہ یہ انتہا پسند مسلمان اس جذبے سے لڑتے ہیں کہ شہادت کی موت سے ہم کنار ہوں۔ یہ فرق ہے ہمارے اور ان کے درمیان''۔ حقیقت یہ ہے کہ آج ہمارے دشمن یہود ونصاریٰ اسلام اور مسلمانوں کو اپنے وجود کے لیے حقیقی خطرہ سمجھ چکے ہیں، جب کہ مسلمانوں کی اکثریت ابھی اس حقیقت سے غافل ہے اور اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے سے گریزاں ہیں۔ یہود ونصاریٰ کی ان تمام کوششوں کے باجود ان شاء اللہ اسلام کو غلبہ حاصل ہو کر رہے گا اور جس خطرے سے وہ آگاہ ہو چکے ہیں، وہ خطرہ ان کے سروں پر پہنچ چکا ہے۔ حقیقت وہ ہے کہ جس کی بشارتیں ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ سے ملتی ہیں اور نصوصِ صریحہ میں موجود ہیں، جو کہ فیصلہ کن معرکہ کی خبر دیتی ہیں''۔

شیخؒ نے اپنے عمل و کردار سے جس فکر کی آبیاری کی اُس فکر کو اُنہوں نے نا صرف خود عملی جامہ پہنایا بلکہ اُن کے تیار کردہ مجاہدین نے بھی اسی فکر و منہج کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنا لیا......وہ فکر ہے 'طاغوتِ اکبر امریکہ کی تباہی و بربادی، خلافت اسلامیہ کا احیا اور قبلۂ اول اقصیٰ کی یہودیوں سے آزادی'......ان چند الفاظ کو عمل کے سانچے میں ڈھالنا اور ان اہداف کا حصول یقیناً سہل الحصول ہدف نہیں تھا......لیکن شیخ اسامہ اور مجاہدین اسلام کی عزم و ہمت کے سامنے مشکل سے مشکل ہدف بھی آسان تر ہوتا چلا گیا۔ کیونکہ ان کے عزم کے پیچھے 'توکل الی اللہ اور انابت الی اللہ' جیسے مقدس اور پاکیزہ جذبات کارفرما ہوتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندوں کی مدد کو آ پہنچتا ہے اور اُن کے فرشتے بھی مومنین کی نصرت کے لیے نازل ہوتے ہیں......

شیخؒ نے اسرائیل کی پشت پناہی کرنے والے امریکہ کے جرائم کے پیشِ نظر دنیا بھر میں امریکی مفادات پر حملے کرنے کی منصوبہ بندی کی......سعودی عرب، یمن، صومالیہ، کینیا، تنزانیہ سے ہوتے ہوئے یہ کارروائیاں امریکہ کے قلب تک جا پہنچیں اور گیارہ ستمبر کے مبارک معرکوں کے نتیجے میں دنیا نے اپنی آنکھوں سے ہبلِ عصر کو زمیں بوس ہوتے دیکھا۔ یہاں ہم اختصار سے چند ایسی کارروائیوں کا ذکر کر رہے ہیں، جو دنیا کے مختلف خطوں میں مجاہدین کی طرف سے امریکی و صلیبی اتحادی ممالک کے مفادات پر حملوں کی صورت میں روبہ عمل آئیں۔

۱۹۹۰ء کے اوائل میں القاعدہ نے یمن کے شہر عدن میں گولڈ مہر ہوٹل پر بموں سے حملہ کیا۔ ہوٹل میں صومالیہ جانے والے امریکی فوجی قیام پذیر تھے۔

فروری ۱۹۹۳ میں رمزی یوسف نے بارود سے بھری وین ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی پارکنگ میں کھڑی کی اور اس میں دھماکہ کر دیا۔ رمزی یوسف' شیخ عمر عبدالرحمٰن (فک اللہ اسرہ) کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے، شیخ عمر عبدالرحمٰن (فک اللہ اسرہ) کو شیخ اسامہ کی معاونت حاصل تھی۔

۱۳ نومبر ۱۹۹۵ میں ریاض (سعودی عرب) میں کار بم دھماکے میں پانچ امریکی ہلاک ہوئے۔

۲۵ جون ۱۹۹۶ء میں الخُبر دہران (سعودی عرب) میں امریکی ایئر فورس کے مستقر پر مجاہدین نے ٹرک کے ذریعے دھماکہ کیا جس کے نتیجے میں ۲۹ امریکی فوجی ہلاک ہو گئے۔ مجاہدین کی یہ کارروائی محض چند امریکیوں کی موت پر منتج نہ ہوئی بلکہ اس کے بعد امریکیوں نے اعلان کیے بغیر سعودی عرب میں اپنے تمام فوجیوں کے کیمپ اور دفاتر شہروں کے قریب سے دور لے جا کر صحرائی علاقے میں قائم کر لیے تا کہ عام سعودی شہریوں کی نگاہوں سے دور رہیں۔ اس سے شیخ اسامہ بن لادنؒ کی جدوجہد کے بارے میں دو باتیں اظہر من الشمس ہو کر سامنے آتی ہیں۔ ایک تو انہیں اپنے ہدف میں جزوی کامیابی ہوئی اور امریکی فوجی حرمین الشریفین کے شہروں سے نکل کر صحراؤں میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے، دوسرے اس سے سعودی شہریوں میں شیخ اسامہ کی مقبولیت کا پتہ چلتا ہے۔ اُنہوں نے سرزمین حرمین پر ناجائز طور پر مسلط امریکی فوجوں کے انخلا کے مطالبے کو عامۃ المسلمین میں اتنا مقبول بنا دیا کہ اب کوشش کی جاتی ہے کہ امریکی فوجی سعودی شہروں میں چلتے پھرتے نظر نہ آئیں۔

شیخؒ نے ان عملیات کے بارے میں فرمایا:

''امریکہ اسے دہشت گردی قرار کیوں نہیں دیتا کہ عراق میں ہمارے ہزاروں بچے اور بچیاں دواؤں اور غذائی قلت کا شکار ہو کر مر رہے ہیں اس لحاظ سے جو کچھ امریکہ کہتا ہے وہ ہم پر کچھ اثر نہیں کرے گا۔ کیونکہ ہمیں امریکہ کے مقابلے میں اللہ کی مدد و نصرت حاصل ہے اور بالآخر فتح ہمیں نصیب ہوگی۔ ریاض اور الخبر (دہران) میں امریکیوں کو ہلاک کرنے والوں کو ہم ہیرو قرار دیتے ہیں انہوں نے اپنی قوم کے شرم سے جھکے سروں کو بلند کر دیا ہے اور وہ ہمارے ہیرو ہیں''۔

۱۹۹۸ء میں القاعدہ نے مختلف ممالک میں امریکی سفارت خانوں کو بموں کا نشانہ بنایا اور نیروبی (کینیا) اور دارالسلام (تنزانیہ) میں امریکی سفارت خانوں پر حملے کیے۔ ان حملوں کے نتیجے میں ۲۰۰ ہلاک ہوئے اور ۵ ہزار سے زائد زخمی ہوئے۔

اکتوبر ۲۰۰۰ء میں القاعدہ نے 'یو ایس ایس کول' نامی ایک امریکی بحری جنگی جہاز کو حملے میں تباہ کیا۔

۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کو القاعدہ نے امریکہ کے خلاف سب سے بڑی کارروائی کی۔ اس کارروائی میں ۱۹ مجاہدین نے چار ہوائی جہازوں کو اغواء کیا اور نیویارک میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور واشنگٹن میں پینٹا گون کی عمارات سے ٹکرا دیا۔ جس کے نتیجے میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی دونوں

عمارتیں زمیں بوس ہوگئیں۔ان حملوں میں ۳۰۰۰ سے زائد امریکی ہلاک ہوئے۔

۲۲ اکتوبر ۲۰۰۲ء واشنگٹن ڈی سی میں ورجینیا اور میری لینڈ ریاستوں میں جون ایلن محمد نے تین ہفتوں کے دوران میں ۱۳ صلیبیوں کو قتل کیا۔انہوں نے ۲ اکتوبر کو پہلی کارروائی کی،آخری کارروائی ۲۳ اکتوبر کو کی۔بعدازاں جون ایلن محمد گرفتار ہوگئے اور انہیں سزائے موت سنائی گئی اور دس نومبر ۲۰۰۹ء کو انہیں ٹیکہ لگا کر شہید کر دیا گیا۔یہ نومسلم تھے، ۱۹۸۷ء میں مسلمان ہوئے،اس سے قبل امریکی فوج میں ملازم تھے۔

۱۲ اکتوبر ۲۰۰۲ء کو انڈونیشیا کے جزیرے بالی میں نائٹ کلبوں پر القاعدہ کے مجاہدین نے حملہ کیا۔جس میں آسٹریلوی باشندوں سمیت ۲۰۲ افراد ہلاک ہوئے۔

۲۸ نومبر ۲۰۰۲ کو کینیا میں مومباسا ہوٹل کے قریب فدائی حملے میں ۳ اسرائیلیوں کو ہلاک کر دیا گیا۔

نومبر ۲۰۰۳ء کو ترکی کے شہر استنبول میں برطانوی سفارت خانے کے باہر بم دھماکے میں ۷۵ ہلاک اور ۷۰۰ زخمی ہوئے۔

۲۷ فروری ۲۰۰۴ء کو فلپائن میں صلیبیوں کو لے جانے والی ایک کشتی 'سپر فیری ۱۴' پر حملہ کیا گیا،جس کے نتیجے میں ۱۱۶ صلیبی ہلاک ہوئے۔

۱۱ مارچ ۲۰۰۴ء کو سپین کے شہر میڈرڈ میں زیر زمین ٹرین میں بم دھماکے کیے گئے۔جس کے نتیجے میں ۱۹۱ کفار ہلاک اور ۲۰۵۰ سے زائد زخمی ہوئے۔

مئی ۲۰۰۴ء میں سعودی شہر الخُبر میں تیل کی تنصیبات پر مجاہدین نے حملہ کیا،جس کے نتیجے میں ۱۹ امریکیوں سمیت ۲۲ افراد ہلاک ہوئے۔

۷ جولائی ۲۰۰۵ء کو لندن میں زیر زمین ٹرین اور بس میں فدائی حملے کیے گئے۔ان حملوں کے نتیجے میں ۵۶ افراد ہلاک اور ۷۰۰ سے زیادہ زخمی ہوئے۔

۲۳ جولائی ۲۰۰۵ کو مصر میں شرم الشیخ کے مقام پر مجاہدین کے حملوں میں متعدد صلیبی ہلاک ہوئے۔

۹ نومبر ۲۰۰۵ کو عمان کے ہوٹل حیات عمان ہوٹل اور دیگر دو ہوٹلوں میں ایک ہی رات میں کیے گئے حملوں میں ۶۰ سے زاید افراد ہلاک ہوئے۔

۶ نومبر ۲۰۰۹ء کو امریکی فوج کے میجر حسن نضال نے اپنے دو ساتھیوں سمیت امریکہ کے سب سے بڑے فوجی اڈے فورٹ ہڈ (واقع ٹیکساس) میں فائرنگ کر کے افغانستان روانہ ہونے والے ۱۳ امریکی فوجیوں کو ہلاک اور ۳۱ کو زخمی کر دیا۔اس ایک واقعہ سے امریکہ کا نظام مملکت ہل کر رہ گیا اور پورے امریکہ میں صفِ ماتم بچھ گئی۔

دسمبر ۲۰۰۹ء میں کرسمس کے موقع پر ایک نائیجیرین مجاہد عمر فاروق عبدالمطلب نے امریکی شہر ڈیٹرائٹ سے اڑنے والے ایک مسافر طیارے کو تباہ کرنے کی کوشش کی جو اگرچہ کامیاب نہ ہوسکی لیکن امریکی ہوم لینڈ سیکورٹی کی کارکردگی پر سوالیہ نشان ضرور ڈال گئی۔

بے شک شیخؒ نے پوری زندگی احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے نکلی ہوئی 'فیصلہ کن معرکوں' کی خبروں پر یقین رکھتے ہوئے گزاری۔آپؒ کا یہ تیقن ہی تھا جس کی بدولت اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ آپؒ یہود و نصاریٰ کے ساتھ ان فیصلہ کن معرکوں کی بنا ڈالیں......آپؒ نے کفر کے سردار امریکہ کے خلاف اعلان جہاد کر کے حق و باطل کے ایسے معرکے کی بنیاد رکھی جو کفر کی نابودی اور اسلام کے عالمی غلبے کا باعث بنے گا۔ان شاءاللہ

☆☆☆☆☆

بقیہ: شیخ اسامہ بن لادنؒ، ڈاکٹر عبداللہ عزامؒ کی نظر میں

شیخؒ کے پاس دنیا دھوکہ دینے آئی تو انہوں نے اُسے کہا کہ کسی اور کو دھوکہ دو بلاشبہ میں تمہیں تین ایسی طلاقیں دے چکا ہوں کہ جس میں رجوع نہیں اور دیکھیے اُن کی تواضع کی جانب،ایسے شیر کی تواضع کہ جس نے دنیا کو اپنے پنجوں سے چیر پھاڑ ڈالا۔

عزام رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اور جب وہ آپ کے ساتھ بیٹھتا ہے تو آپ گمان کریں گے کہ وہ تو خادموں میں سے کوئی خادم ہے۔ادب واحترام اور مردانگی کے ساتھ،وہ ہمیشہ محاذ پر رہنے کو خواہش رکھتا۔اور جب بھی اسامہ میرے گھر آتا تو یقین کیجیے کہ جب فون کی گھنٹی بجتی تو وہ خود فون اٹھا کر میرے پاس لاتا تاکہ میں اپنی جگہ سے نہ اُٹھوں اور یہ اسامہ کی ادب وحیا اور مردانگی ہے۔ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ اس کی حفاظت فرمائے۔رمضان کے دنوں میں پہلی مرتبہ اسامہ نے میری دعوت کی تو میں اس کے پاس گیا تو اذان کے وقت وہ ایک برتن میں شوربہ لایا کہ جس میں چند ہڈیاں تھیں جن پر تھوڑا سا گوشت تھا اور دو یا تین کباب تھے''۔

ان خوبصورت لمحوں کا تصور کیجیے کہ جو ہمارے لیے شیخ الجہاد عزام شہید رحمہ اللہ نے نقل کیے ہیں:

'' کاش کہ آج کا مسلمان اپنا سب کچھ فروخت کر کے ان حقیقتوں میں چند لمحے گذارے کہ جنہیں کوہِ سلیمان نے دیکھا کہ جب جنگ کے شعلے بھڑکے اور معاملہ بہت سخت ہوگیا اور بہادروں کے خلاف مکر و فریب ہونے لگا اور حوروں کے عاشق میدان معرکہ کی طرف سبقت کرنے لگے،حالت یہ ہو کہ اگر آپ انہیں آگے جانے سے منع بھی کریں تو ان کے گالوں پر آنسو موتی بن کر گرنے لگتے ہیں گویا کہ اُن میں سے ہر کوئی اور اس (شہادت) کا بڑا والہانہ عاشق ہے یا پھر وہ شدتِ غم سے بول بھی نہیں سکتا۔ بلاشبہ ایسے وقت میں اُس کے تمام خیالات اُس کا وہ بھائی ہوتا ہے جو اس سے سبقت لے گیا۔ ان میں سے چھوٹے بڑے، ہلکے، بوجھل سب کے سب میدان معرکہ کی طرف جانا چاہتے ہیں۔ جب بھی ہم کوشش کرتے ہیں اُنہیں موت سے روکیں تو منظر ایسا ہوتا گویا کہ ہم کسی شیر کو اس کے کیے ہوئے شکار سے پیچھے ہٹا رہے ہیں۔ اگر امرائے جہاد کی نافرمانی کا خوف نہ ہوتا تو وہ میدانِ میں ایسے کُود پڑتے جیسے بھوکے دستر خوان پر جھپٹتے ہیں جبکہ اسامہ بن لادن تو گویا پیاسے گھوڑوں کی لگام میں کھینچ کر اُنہیں پانی سے منع کرتا ہے اور انہیں پیچھے کھینچتا ہے''۔

☆☆☆☆☆

شیخ اسامہؒ کا چار خطوں کو دارالاسلام بنانے کی خواہش

رب نواز فاروقی

''دعوت اسلام کو پھیلانے کے لیے کسی قطعۂ ارض کا ہونا بہت ضروری ہے، کسی ایسی جگہ کی ضرورت ہے جہاں اس پیغام کے پودے کو لگایا جائے اور وہاں اس کی دیکھ بھال کے لیے لوگ موجود ہوں۔اسی کے باعث نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آغاز دعوت سے ہی ایک زمین کی تلاش شروع کر دی تھی جس کو مرکز بناتے ہوئے وہ اس پیغام کو پھیلا سکیں۔اس دوران میں آپ نے تیرہ سال مکہ میں گزارے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمارے علم سے موازنہ کرنا تو کجا' موازنے کا سوچا بھی نہیں جا سکتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان بہت فصیح تھی، آپ کو جوامع الکلام عطا کیے گئے، وحی کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی جاتی۔پھر بھی ان سب وسائل کے باوجود مکہ کے دور میں چند صحابہؓ ایمان لائے۔ثابت ہوا کہ کلمہ توحید کی قوت تاثیر کے باوجود کچھ دوسرے عناصر بھی ہیں جو اسلام کی دعوت کو پھیلانے کے لیے اہم ہیں۔

دس سال بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے فضل سے مدینہ کی زمین کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مسخر کیا، انصار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت قبول کر لی تو چند ہی سالوں میں سیکڑوں افراد اسلام کے دائرے میں داخل ہو گئے۔معلوم ہوا کہ دعوت کی پشت پر قوت کا ہونا ناگزیر ہے۔اس لیے ضروری ہے کہ مختلف ملکوں اور جگہوں پر قوت کی تلاش کی جائے۔یہ مفہوم تو آج کے حالات میں مزید واضح ہے کیونکہ جب سے امارت اسلامیہ اور خلافت کی تحلیل ہوئی ہے کثیر تعداد میں موجود جامعات، مدارس، مساجد، کتب اور حفاظ کے باوجود بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اسلام کی دنیا میں کوئی قوت نہیں۔یہ حالات کیوں ہیں؟ اس لیے کہ لوگوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے، حالانکہ یہ طریقہ بہت واضح ہے اور شرعی نصوص میں کئی مقامات پر اس کے خصائص بیان کیے گئے ہیں''۔

یہ ہیں شیخ اسامہؒ کے الفاظ جو'توجیہات منہجیہ' میں ذکر ہوئے۔شیخ اسامہؒ نے اسی منہج نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زندگی بھر اختیار کیے رکھا......ایک جانب تو آپ اپنی تمام تر توانائیاں اور وسائل میدان جہاد میں استعمال کر رہے تھے۔جب کہ دوسری جانب تو آپؒ مسلم خطوں میں علمائے کرام اور چند حکمرانوں سے ملاقاتوں اور روابط پیدا کر کے اس سعی میں بھی مصروف رہے کہ کسی ایک خطۂ زمین میں شریعت اسلامی کا غلبہ ہو جائے...... جسے بنیاد بنا کر آپ عالمی تحریک جہاد کو پوری دنیا میں پھیلا سکیں اور کفارِ عالم کے مقابل اُس خطے کو ایک مضبوط مورچے کے طور پر استعمال کر سکیں۔اس سلسلے میں آپ نے جزیرۃ العرب (سعودی عرب)، سوڈان، پاکستان اور افغانستان کے خطوں پر زیادہ توجہ دی۔اس سے شیخؒ کے پیش نظر یہ مقاصد تھے کہ وہ عامۃ المسلمین کی فطری قیادت' علمائے کرام اور وہ سیاست دان جو دین کا نام لیتے ہیں' کو اسلام کے نفاذ کی تحریض دیں اور اُنہیں امریکہ کے سامنے ڈٹ جانے کا درس دیں۔اس سلسلے میں شیخؒ کا منہج بہت واضح ہے کہ آپؒ ان خطوں کے دو طبقات علمائے کرام اور مذہبی سیاست دانوں کے ساتھ بہت موثر اور وسیع روابط استوار کیے اور ان طبقات کا بہت وسعت قلبی اور وسعت نظری کے ساتھ اکرام کیا۔یہ پوری روداد شیخؒ کے بلند تخیل اور گہرے شرعی سیاسی ویژن کی غمازی کرتی ہے۔آپ کے ذہن میں یہی خاکہ تھا کہ ان ممالک کے حکمرانوں کو شریعتِ اسلامی کا پابند بنا کر ان خطوں میں دین کے عملی نفاذ کو ممکن بنایا جائے اور یہیں سے سرزمین اقصیٰ' جس کی آزادی آپ کے منہج کی بنیاد ہے' کی طرف پیش قدمی بھی کی جائے اور دنیائے کفر کا مقابلہ کرنے کے لیے تربیت و تیاری کے مراحل بھی طے کیے جائیں۔شیخؒ کے اس منہج میں آج شریعت کے غلبے کے لیے جہاد کرنے والوں کے لیے رہنما خطوط موجود ہیں۔ان سطور میں یہ بیان کرنے کی کوشش کی جارہی ہے کہ شیخؒ نے کس طرح ان خطوں میں دین اور جہاد کی آبیاری کے لیے مسلسل سعی پیہم کی۔

پاکستان:

جب جہاد کے سفر پر شیخؒ گامزن ہوئے تو انہوں نے افغانستان جانے کے لیے پاکستان میں ہی پہلا قدم رکھا، اس لیے پاکستان سے شیخؒ کا فطری تعلّق اور لگاؤ تھا۔جس زمانے میں افغانستان میں روسی افواج کی شکست کے واضح آثار دکھائی دے رہے تھے، اُس وقت پاکستان میں بھی بہت سی تبدیلیاں آرہی تھیں...... بے نظیر' مغرب پرودہ حکمران کی صورت میں ملک پر مسلط ہو رہی تھی......اس صورت حال میں شیخؒ نے نواز شریف سے پانچ ملاقاتیں کیں، جن میں ایک ملاقات مدینہ منورہ کے گرین پیلس ہوٹل، ایک جدہ میں اور ایک ملاقات لاہور میں ہوئی۔اکثر راوی یہ کہتے ہیں کہ شیخؒ نے پاکستان میں شریعت کے نفاذ اور افغانستان میں جہاد کی مدد کے وعدے پر نواز شریف کو کئی کروڑ روپے کی مالی امداد بھی دی تاکہ وہ آئی جے آئی کو برسرِ اقتدار لانے کی موثر جدوجہد کر سکے۔شیخؒ کی خواہش یہ تھی کہ ہر ممکن طریقے سے بے نظیر کا راستہ روکا جائے کیوں کہ امریکہ نے بے نظیر کو اپنے ایجنڈے کے ساتھ پاکستان بھیجا تھا اور اس کے ذریعے اپنے سامراجی مقاصد کی تکمیل چاہتا تھا۔

دوسری طرف شیخؒ نے تمام قابل ذکر اسلامی جماعتوں اور شخصیتوں سے ملاقاتیں اور روابط استوار کیے، جن میں جمعیت علمائے اسلام کے مولانا سمیع الحق اور مولانا فضل الرحمٰن اور جماعت اسلامی کے قاضی حسین احمد بھی شامل ہیں۔جن پاکستانی علمائے کرام سے شیخ کے قریبی روابط تھے اُن میں مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ، مفتی رشید احمدؒ، مولانا شیخ

سلیم اللہ خان مدظلہ العالی، مولانا حکیم اختر دامت برکاتھم العالیہ، مولانا سید شیر علی شاہ دامت برکاتھم العالیہ، مفتی حمید اللہ جان دامت برکاتھم العالیہ اور مولانا عبداللہ شہیدؒ سمیت بیسیوں علمائے کرام شامل ہیں۔ پاکستان کے علمائے کرام نے شیخؒ کی تحریض پر تین اہم اقدام کیے:

۱۔تحفظِ حرمین محاذ کا قیام:

امریکہ کے عراق پر حملوں اور یہود و نصاریٰ کی ارض حرمین میں آمد کے خلاف 'تحفظِ حرمین محاذ' بنایا گیا، جس میں حضرت مفتی شامزئی شہیدؒ سمیت ملک کے سبھی قابل ذکر علما شامل تھے۔

۲۔امارتِ اسلامی افغانستان کی سرپرستی:

امارت اسلامیہ کے قیام کے بعد سے شیخؒ نے مسلسل کوشش کی کہ پاکستان کے علما کو امارت اسلامیہ کی پشت پر کھڑا کیا جائے، جس میں عملاً شیخؒ کو کامیابی ملی۔ بے شمار علمائے کرام نے امیر المومنین سے وفود کی شکل میں جا جا کر ملاقاتیں کیں اور نوزائیدہ امارتِ اسلامیہ سے بہت زیادہ مالی تعاون فرمایا۔

۳۔دفاعِ افغانستان کونسل کا قیام:

اسی طرح افغانستان پر امریکی حملے کے خلاف دفاع افغانستان پاکستان کونسل بنائی گئی جس کی میزبانی جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک نے کی۔ یاد رہے کہ یہی دفاع افغانستان پاکستان کونسل بعد ازاں متحدہ مجلس عمل بنی۔

پاکستان کے مسلمانوں کے معاملات سے شیخؒ کو امارت اسلامی کے سقوط کے بعد بھی بہت دلچسپی رہی اور ہر اہم موقع پر مسلمانانِ پاکستان کو شیخ نے خصوصی پیغامات کے ذریعے مخاطب کیا۔ صرف پاکستانی مسلمانوں کے نام ان دس سالوں میں شیخؒ نے درج ذیل پیغامات جاری کیے۔

۱۔ اہل پاکستان کے نام 'کونوا مع الصادقین'۔
۲۔ حی علی الجہاد، ۲۰۰۷ء میں لال مسجد پر فوج گردی کے بعد۔
۳۔ سوات میں صلیبی اتحادیوں کی چڑھائی کے موقع پر۔
۴۔ سیلاب کے موقع پر ۲ بیانات۔

ان تمام پیغامات میں شیخؒ کا مسلمانوں کے لیے درد دِل سامنے آتا ہے کہ کس طرح شیخؒ ان کے غم میں اپنے آپ کو گھلا رہے تھے۔ شیخؒ کی چاہت تو یہی تھی کہ ہر ممکن طریقے سے یہ کوشش کی جائے کہ پاکستان کے مسلمان اپنے مرتد حکمرانوں اور افواج کے خلاف اٹھیں اور پاکستان میں شریعت کو نافذ کر دیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمتیں اس خطے کے مسلمانوں پر نازل ہوں۔

سعودی عرب:

۱۹۸۹ء میں سوویت یونین کو افغانستان میں شکست ہوتی ہے اور شیخؒ سعودی عرب لوٹتے ہیں۔ یہاں آپ اپنے کاروباری معاملات کی دیکھ بھال بھی کرتے ہیں اور عالمی سطح پر جہاد کو منظم کرنے کی منصوبہ بندی بھی شروع کرتے ہیں۔ ۱۹۹۰ء میں جب عراق نے کویت پر قبضہ کر لیا تو شیخ اسامہؒ نے سعودی عرب کے وزیر دفاع سلطان بن عبدالعزیز کو پیش کش کی تھی کہ وہ عراقی افواج کو کویت سے نکال سکتے ہیں۔ بشرطیکہ امریکہ سے کوئی مدد نہ لی جائے۔ شیخؒ نے شہزادہ سلطان کو سمجھانے کی کوشش کی کہ یہود و نصاریٰ پر کسی طور بھروسہ کرنا مناسب نہیں۔ یہ سن کر سلطان بن عبدالعزیز نے جب شیخؒ سے پوچھا کہ وہ عراقی ٹینکوں، ایئر کرافٹ، کیمیکل بموں اور خطرناک ہتھیاروں کا جواب کیسے دے پائیں گے تو انہوں نے مختصر جواب دیتے ہوئے کہا ''ہم اپنی قوت ایمانی سے انہیں شکست دیں گے''۔

شیخؒ نے امریکی آمد سے پہلے مختلف شہروں کی مساجد میں جا جا کر عامۃ المسلمین کو اس خطرے سے آگاہ کیا۔ پانچ سو علما کے دستخط سے ایک محضر نامہ تیار کیا جس میں یہ بتایا گیا کہ یہود و نصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے نکالنے کا شرعی حکم قیامت تک کے لیے ہے۔ یہ محضر نامہ شاہ فہد کو پیش کیا گیا لیکن اس کی پاداش میں آپؒ کو نظر بند کر دیا گیا اور علمائے کرام گرفتار کر لیے گئے۔ شیخؒ نے فہد سے ملاقات میں ۳۰ ہزار مجاہدین کی خدمات ارضِ حرمین کی حفاظت کے لیے پیش کی تھیں جسے فہد نے قبول کرنے کی بجائے امریکہ کو بُلانے میں ہی عافیت جانی۔

امریکہ کے جزیرۃ العرب میں آنے کے بعد شیخؒ نے تین بڑے اقدامات کیے:

☆ امریکی افواج کی سرزمینِ حرمین میں موجودگی کے خلاف فتویٰ تیار کیا، اس فتوے کی تائید ۵۰۰ سو سے زائد علما نے کی، جن میں، مسجد نبوی کے امام شیخ علی عبدالرحمٰن، ابن عثیمین، سفر الحوالی، صالح فوزان اور دیگر کبار علما شامل تھے۔

☆ علما کی غیر سرکاری تنظیم کے قیام کو ششیں کی تاکہ یہ تنظیم عوام کے لیے مرجع بن جائے۔

☆ مختلف شہروں میں جا جا کر مساجد میں شیخ نے خطبات دیے اور شرعی طور پر اس مسئلے کو بیان کیا۔

مسجد نبوی کے سب سے بڑے امام استاد العلماء، شیخ القراء شیخ علی عبدالرحمٰن الحذیفی نے خطبۂ جمعہ میں سعودی عرب میں امریکی فوجوں کے وجود کی شدید الفاظ میں مذمت کی تھی، شیخ علی عبدالرحمٰن الحذیفی، شیخؒ کی چند پسندیدہ شخصیات میں شمار ہوتے تھے۔ اس کے بعد سعودی فرماں روا شاہ فہد کے بھائی طلال بن عبدالعزیز نے بی بی سی کی عربی سروس کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا ''امریکہ اور برطانیہ کی یہودی و عیسائی مسلح افواج جزیرہ عرب میں سعودیہ کی خواہش کے برعکس زبردستی پنجے گاڑے ہوئے ہیں''۔ بی بی سی نے جب اس سے پوچھا کہ امریکہ و برطانیہ کی افواج جزیرہ عرب میں موجود ہیں ان افواج کو آپ کے خیال میں قیام کرنا چاہیے یا نہیں تو طلال بن عبدالعزیز نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ ''امریکہ اور برطانیہ کی افواج کے بارے میں رائے دینے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اگر ان سے کہا جائے کہ جزیرہ عرب سے نکل جاؤ تو وہ کبھی بھی نہیں نکلیں گے اور جزیرہ عرب کے حکمران امریکہ و برطانیہ کے آگے بے بس ہیں''۔

شیخؒ نے سعودی شاہی خاندان کی مخالفت صرف اس لیے شروع کی کہ اس

خاندان کی یہود ونصاریٰ سے قربتیں بہت بڑھ گئیں حد تو یہ ہے کہ شاہ فہد نے ملکہ برطانیہ کے ساتھ ایک تقریب میں صلیب اپنے گلے میں لٹکالی اور عراق کے کویت پر حملے کے بعد ۱۹۹۰ء میں امریکی افواج کو ارضِ حرمین میں لانے کا باعث بھی یہی فہد اور اُس کے حواری بنے۔

آپ کی خواہش تھی کہ سرزمین حرمین کے حکمران ایک اللہ سے ڈریں، اُسی پر توکل کریں اور صلیبیوں کو اس مبارک سرزمین پر پنجے گاڑنے کا موقع دینے کی بجائے مجاہدین کا ساتھ دیں......جس کے نتیجے میں یہود ونصاریٰ کے مسلمانوں کے مقدسات پر قبضے کے ناپاک منصوبے بھی کامیاب نہ ہونے پاتے۔لیکن آپ کی تمام تر کاوشوں کے جواب میں آپ کا ساتھ دینے والے علمائے کرام کو قید وبند کی صعوبتوں میں ڈالا گیا اور آپ کو نظر بند کر دیا گیا۔صرف اسی پر اکتفا نہ کیا گیا بلکہ ۳ سال بعد ۷ اپریل ۱۹۹۴ء کو مصر کے صدر حسنی مبارک کی درخواست پر سعودی حکومت نے ان کی شہریت منسوخ کر دی۔آپؒ اس وقت سوڈان میں مقیم تھے۔

سوڈان:

نظر بندی کی زندگی گزارنا شیخؒ کے لیے بے حد مشکل تھا۔لہٰذا آپؒ نے ترکِ وطن کی سنت کو زندہ کیا......آپ نے سوڈان کو اپنا مستقر بنانے کا فیصلہ کیا،شیخؒ نے اپریل ۱۹۹۱ء میں سوڈان کی طرف ہجرت کی۔شیخؒ کے وہاں جانے کے بعد بہت بڑی تعداد میں مجاہدین بھی وہاں ہجرت کر کے آ گئے۔اس وقت سوڈان میں عمر البشیر کی زیر قیادت حکومت قائم تھی جو اس ملک میں شرعی نظام کے نفاذ میں سنجیدہ بھی تھی اور اس کے لیے عملی اقدامات بھی کر رہی تھی۔اسی لیے آپ کی نظرِ انتخاب اس سرزمین پر پڑی،سوڈان کی جنوبی سرحد پر عرصے سے عیسائی قبائلی بغاوت چل رہی تھی۔سوڈان کی اسلامی حکومت اس محاذ پر کامیاب ہوتی نظر آئی تو اس کی شمالی سرحد پر مصر کے ساتھ اس کے جھگڑے شروع کرا دیے گئے اور دہشت گردی کا الزام لگا کر امریکہ نے اس غریب ملک کا اقتصادی بائیکاٹ شروع کروا دیا تا کہ ملک میں بارشیں نہ ہونے سے خوراک کی جو کمی شروع ہوئی تھی وہ مکمل قحط میں بدل جائے اور اس طرح سوڈان کو ایتھوپیا کی سی کیفیت میں مبتلا کر کے اسلامی حکومت قائم کرنے کی سزا دی جائے۔شیخ اسامہؒ نے سوڈان جا کر مختلف زرعی فارم قائم کیے،زرعی فارم کامیاب ہو گئے،سوڈان خوراک میں خود کفیل ہو گیا،چینی برآمد کرنے لگا اور قحط صرف جنوب کے باغی قبائل تک محدود رہا۔

اس کے بعد شیخ اسامہؒ نے خرطوم ایئرپورٹ کو جدید تقاضوں کے مطابق مرمت کروایا۔خرطوم سے بحیرہ احمر تک پورٹ سوڈان تک ۱۲۰۰ کلومیٹر پرانی سڑک کی جگہ نئی سڑک تعمیر کی۔اس نئی شاہراہ کی تعمیر سے خرطوم سے پورٹ سوڈان کا فاصلہ صرف ۸۰۰ کلومیٹر رہ

ایک جانب تو آپ اپنی تمام تر توانائیاں اور وسائل میدانِ جہاد میں استعمال کر رہے تھے۔جب کہ دوسری جانب تو آپؒ مسلم خطوں میں علمائے کرام اور چند حکمرانوں سے ملاقاتوں اور روابط پیدا کر کے اس سعی میں بھی مصروف رہے کہ کسی ایک خطۂ زمین میں شریعت اسلامی کا غلبہ ہو جائے...... جسے بنیاد بنا کر آپ عالمی تحریک جہاد کو پوری دنیا میں پھیلا سکیں اور کفارِ عالم کے مقابل اُس خطے کو ایک مضبوط مورچے کے طور پر استعمال کر سکیں۔

گیا۔اس کام میں بھی عراق سے تعلّق رکھنے والے مجاہد انجینئر محمد سعد کا مرکزی کردار رہا۔ سوڈان میں قیام کے دوران شیخ اسامہؒ نے 'الشمال الاسلامی' نامی مالیاتی ادارہ ۵۰ ملین ڈالر کی ذاتی خطیر رقم سے قائم کیا۔اس کے علاوہ 'العتیق' کے نام سے کمپنی بھی قائم کی تھی جو سوڈان کی قیمتی معدنیات سپلائی سے متعلّق تھی۔شیخؒ نے مختلف ناموں سے پاکستان، افغانستان، یمن وغیرہ میں کاروباری اغراض کے لیے رقوم مہیا کیں،جن کا منافع جہاد کی نصرت کے لیے استعمال ہوتا۔شیخ اسامہؒ کی ان خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے ۱۹۹۶ء میں سوڈانی حکومت نے انہیں ''قومی تمغہ'' سے نوازا۔یہ تمغہ ایک سرکاری تقریب' جس کی صدارت سوڈان کے صدر عمر البشیر نے کی' میں دیا گیا۔

شیخؒ نے سوڈان کی تباہ حال معیشت کو سہارا دینے کے لیے متعدد اقدامات کیے مثلاً شیخؒ نے الہجرۃ کنسٹرکشن اینڈ ڈویلپمنٹ کی بنیاد رکھی اور متعدد منصوبوں پر کام شروع کر دیا۔ پورٹ سوڈان میں جدید بین الاقوامی ایئرپورٹ تعمیر کیا۔اسی طرح 'الثمر المبارک' نامی کمپنی نے خرطوم کے علاوہ مشرقی سوڈان میں بھی زرعی مقاصد کے لیے اراضی کی خریداری کی۔شیخؒ نے توانائی کے بحران کی زد میں رہنے والے اس ملک کے لیے سستے نرخوں پر عالمی مارکیٹ سے تیل بھی خریدا۔

سوڈان میں شیخؒ نے پانچ سال گزارے اور وہاں حکمرانوں کے ساتھ ساتھ علمائے کرام سے بھی بہت گہرے مراسم رکھے۔اس دوران میں ان پر ایک قاتلانہ حملہ بھی ہوا جس میں وہ زخمی ہوئے۔سوڈان میں قیام کے دوران میں انہوں نے دنیا بھر کی جہادی تحریکوں کو مالی معاونت فراہم کی جیسے افغانستان، بوسنیا، چیچنیا، یمن وغیرہ۔

مجاہدین کے نیٹ ورک کو یہیں سے منظّم کرنے کی کوشش بھی کی۔امریکہ نے سوڈان کے سربراہ عمر البشیر اور فکری رہنما حسن الترابی پر دباؤ ڈالا کہ ملک میں القاعدہ نیٹ ورک منظّم ہو رہا ہے نتائج بھگتنے کے لیے سوڈان تیار رہے یا پھر القاعدہ کو اپنی سرزمین استعمال نہ کرنے دے۔ چنانچہ اسی دوران میں امریکی افواج صومالیہ میں اتاری گئیں،کہا یہ گیا کہ وہ القاعدہ کو سوڈان سے بھگا کر دم لے گی لیکن شیخؒ کی قیادت میں القاعدہ صومالیہ میں اس حد تک منظّم ہو چکی تھی کہ انہوں نے امریکی افواج کی صومالیہ آمد پر ہی ایک امریکی ہیلی کاپٹر مار گرایا اور پائلٹ کو صومالیہ کی سڑکوں پر گھسیٹا اس سارے منظر کو امریکی چینل سی این این کئی دنوں تک دکھاتا رہا جس کی وجہ سے امریکی عوام میں سخت پریشانی اور سراسیمگی پھیل گئی۔امریکی عوام نے حکومت کو اس امر پر موردِ الزام ٹھہرایا کہ اس نے امریکی افواج کو القاعدہ کے مقابلے میں صومالیہ کیوں بھیجا؟ اس پر بڑی ردوقدح ہوئی بالآخر امریکہ نے اپنی افواج کو چند ہفتوں کے اندر اندر ہی واپس بلا

لیا۔امریکی افواج کے فوری انخلاء پر تبصرہ کرتے ہوئے شیخ اسامہؒ نے فرمایا: ''امریکی تو کاغذی شیر نکلے ہیں، میں تو انہیں سخت جان حریف تصور کرتا تھا''۔

سوڈان امریکہ کا دباؤ برداشت نہ کرسکا اور اس نے شیخؒ کو سوڈان چھوڑنے کے لیے کہا۔سوڈانی قیادت اس جرأت وہمت کا مظاہرہ نہ کرسکی جو اس سے متوقع تھی۔تاہم جن دنوں شیخؒ وہاں قیام پذیر رہے، انہیں وہاں منظّم ہونے اور صومالیہ میں کام کو منظّم و مربوط کرنے کا اچھا موقع ملا اسی بنا پر آج صومالیہ مجاہدین کا اہم مرکز بن چکا ہے۔ڈاکٹر ایمن الظواہری، ابوحمزہ المہاجر، خالد شیخ محمد، ابوایوب العراقی، ابومصعب الزرقاوی جیسی لیڈرشپ اسی زمانے میں آپس میں مربوط ہوئی۔

امریکہ نے سوڈان سے اپنا سفیر واپس بلالیا اور کہا کہ جب تک شیخؒ کو نہیں نکالا جائے گا وہ سفیر واپس نہیں بھیجیں گے۔امریکی دباؤ کے نتیجے میں سوڈان کی حکومت نے شیخؒ سے کہا کہ وہ سوڈان چھوڑ دیں۔

افغانستان:

بالآخر آپؒ نے ۱۹۹۶ء میں سوڈان کو بھی خیرباد کہا اور افغانستان کی جانب رختِ سفر باندھا۔افغانستان میں یہ زمانہ طالبان کی اٹھان کا زمانہ تھا......اللہ تعالیٰ ایک مردِ کوہستانی (ملامحمد عمر مجاہد) کے ہاتھوں افغانستان میں امارتِ اسلامیہ کا قیام کروا رہا تھا......اسی دوران یہ بندۂ صحرائی بھی اِس مردِ کوہستانی کے ساتھ آملا...... یوں شیخ اسامہؒ کو اپنا مطلوب کامل حاصل ہوگیا...... یہ سعادت بھی اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نصرہ اللہ کے مقدر میں لکھی تھی کہ وہ کُل عالم میں توحید کا نقارہ بجانے والے مجاہدین کے پشتی بان بنیں......وہ مجاہدین جن کے پاس عالمی کفر کے لیے ذلت ورسوائی کا پیغام تھا......اُن کے قائد شیخ اسامہؒ پاکستان، سعودی عرب، سوڈان میں تہی دامن رہے لیکن اِس مردِ درویش کی صورت میں اُنہیں اپنا گوہر مقصود ہاتھ آ گیا۔

طالبان سے تعلّق اور امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد سے بیعت:

شیخؒ مشرقی جلال آباد میں مولوی یونس خالصؒ کے زیرکنٹرول علاقہ میں رہے۔ امیر المومنین خود شیخؒ سے ملنے آئے اور انہیں طالبان کا مہمان قرار دیا۔شیخؒ نے طالبان کی حکومت کے قیام میں تعاون کیا۔جب افغانستان میں امارت اسلامی قائم ہوگئی اور ملا محمد عمر مجاہد نصرہ اللہ، امیر المومنین بن گئے تو شیخؒ نے امیر المومنین کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔انہوں نے امیر المومنین کو ایک بم پروف مکان بنوا کر تحفے میں دیا۔

امریکہ نے کئی بار اسامہ بن لادنؒ کو گرفتار کرنے کی کوشش کی مگر وہ ہر مرتبہ بری طرح ناکام رہا۔۱۹۹۶ء اور ۱۹۹۷ میں امریکی کمانڈوز اور ایف بی آئی کے ارکان جنوبی افغانستان میں اترتے رہے مگر اُنہیں ہمیشہ ناکامی کا ہی سامنا کرنا پڑا۔شیخ اسامہؒ کے خلاف ۱۹۹۶ء میں ایک بڑا آپریشن ہوا۔جسے پاکستان اور امریکہ نے خفیہ رکھا۔۱۷ امریکی کمانڈوز نے اس آپریشن میں حصّہ لیا جبکہ انہیں ۷ کے قریب ایف بی آئی کے اہل کار جدید سٹیلائٹس سسٹم کے ذریعے واچ کررہے تھے اور ہدایات دے رہے تھے۔اس آپریشن میں شیخ اسامہ کے ساتھی مجاہدین اور امریکی کمانڈوز میں شدید مڈبھیڑ ہوئی لیکن امریکہ کا یہ آپریشن بری طرح ناکام ہوا۔اس آپریشن میں ۱۲ امریکی کمانڈوز ہلاک ہوئے

شیخؒ نے افغانستان کے مانوس ماحول میں بیٹھ کر قاعدۃ الجہاد کی ازسرنو تنظیم کی اور دنیا بھر میں امریکی مفادات کو نشانہ بنانے کی کارروائیاں تیز کردیں۔شیخؒ نے اپنے جہادی معسکرات زیادہ تر جلال آباد سے قریب تورابورا میں قائم کیے۔۱۹۹۷ء میں امریکی صدر بل کلنٹن نے شیخؒ کی حوالگی کے لیے طالبان پر دباؤ ڈالا مگر طالبان نے اپنے مہمان کو امریکہ کے حوالے کرنے سے انکار کردیا، جس کے بعد طالبان اور امریکہ میں تلخی کافی بڑھ گئی۔اسی دوران مئی ۱۹۹۸ء میں کینیا اور تنزانیہ میں امریکی سفارت خانوں میں بم دھماکے ہوئے، جن میں بڑی تعداد میں امریکی مارے گئے۔ ۱۹۹۸ء میں امریکہ نے کروز میزائلوں سے افغانستان اور سوڈان پر حملہ کیا اور دعوی کیا کہ حملے میں شیخؒ کے جہادی کیمپ کو نشانہ بنایا گیا ہے، ان حملوں کا مقصد شیخؒ کی زندگی کو ختم کرنا تھا۔اللہ نے اس شر میں سے یہ خیر برآمد کیا کہ اس حملے کے بعد شیخؒ کو اسلامی دنیا میں ایک نئی شناخت ملی۔پوری دنیا میں ہر جگہ انہی کا تذکرہ ہونے لگا۔اس حملے کے بعد القاعدہ ہی پوری دنیا میں امریکی عزائم اور جارحیت کے سامنے واحد مدمقابل کے طور پر پہچانی جانے لگی۔ان حملوں کے بعد دنیا بھر کے مخلص مسلمانوں کا رخ القاعدہ کی جانب ہوگیا۔ان حملوں کے بعد شیخؒ نے زیادہ احتیاطی تدابیر اختیار کرنا شروع کردیں اور عوامی اجتماعات میں شرکت سے اجتناب برتنا شروع کردیا۔

اس وقت شیخؒ نے طالبان کو لاحق ہونے والی ممکنہ پریشانیوں کے پیش نظر افغانستان چھوڑ کر کہیں اور چلے جانے کی کوشش کی۔اس پر امیر المومنین نے کہا، ''اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، آپ ہم میں سے ہیں اور آپ ہمارے ہی ساتھ رہیں گے''۔

یوں مجاہدین کو ایک ایسا خطہ میسر آیا جس میں رہ کر وہ رباط وجہاد کے فرائض کو پورا کرسکتے تھے......تربیت وتدریبِ جہاد کے مراحل کو بخوبی طے کرسکتے تھے......دنیا بھر کے کفار کے مقابل اپنی صفوں کو مرتب ومنظّم کرسکتے تھے......اُنہیں مکمل یکسوئی اور اطمینانِ قلب حاصل ہوا اور وہ پوری دنیا میں پھیلے ہوئے صلیبی وصہیونی اہداف کا بغور جائزہ لینے کے بعد اُن پر ضربیں لگانے کی منصوبہ بندی کرسکتے تھے......یہ امارت اسلامیہ افغانستان ہی کا فیض تھا کہ دنیا بھر سے مجاہدین جہاد ورباط کا اجر سمیٹنے کے لیے جوق در جوق یہاں آنے لگے......پھر انہی مجاہدین کی کاوشوں اور کوششوں سے طاغوتِ اکبر امریکہ اپنی بلوں میں سے نکل کر 'سلطنتوں کے اس قبرستان' میں آوارد ہوا......اور آج وہ یہاں سے بھاگ نکلنے کے لیے جتن کررہا ہے......لیکن مجاہدین آج بھی قائم ودائم ہیں......امیر المومنین کی قیادت میں امارت اسلامیہ افغانستان کا احیا ہونے کو ہے......شیخؒ کا قافلۂ جہاد رواں دواں ہے......اس قافلے کے سامنے وہی منزل ہے جس کا تعیّن شیخؒ نے کیا تھا......یعنی سرزمین فلسطین اور مسجد اقصیٰ کی یہودیوں سے بازیابی، سرزمین حرمین سے صلیبی افواج کا اخراج......اور پوری دنیا کے طواغیت کو نیچا کرکے اللہ کی توحید اور حاکمیت کو بالفعل ساری زمین پر نافذ کرنا......

☆☆☆☆☆

دنیا کے مسلم خطوں میں جہاد کی اٹھان میں شیخ اسامہؒ کا کردار

کاشف علی الخیری

امت مسلمہ کی تاریخ میں ایسے متعدد ادوار آئے کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے دین کی نصرت کے لیے ایک فرد سے ایک امت کے برابر کام لیا۔ جب چہار جانب سے کفر کے لشکر امت پر حملہ آور ہوئے تو بسا اوقات اللہ تعالیٰ نے ان لشکروں کے مقابل ایک فرد کو کھڑا ہونے کی توفیق دی اور اُس ایک فرد کے جلو میں مجاہدین کے ایسے قافلے تیار ہوئے جنھوں نے کفر کی منہ زور آندھیوں کا مقابلہ کیا......دشمنان خدا کو ہر میدان میں نیچا دکھایا، امتِ توحید کو ربِ واحد کی نصرتوں پر بھروسہ کرنا سکھایا اور کفر کے مہیب اندھیروں کو مات دے کر اسلام کی روشنی سے عالم کو منور کیا۔

دورِ حاضر میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی ایسی ہمہ جہت نصرت کے لیے اُس سرزمین کے فرد کا انتخاب کیا جس کے متعلق مخبرِ وحی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ایمان یمن کا ہی اچھا ہے اور حکمت بھی یمن ہی کی (بہتر) ہے'' (صحیح مسلم)۔ شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے اس منصب کے لیے چُنا اور اُن کے ذریعے کرۂ ارض کے اطراف واکناف میں جہاد کی شمعیں روشن ہوئیں......امت پر چھائی سراسیمگی، ذلت اور غلامی کا دور لَد گیا......کفار کی مضبوط ہوتی گرفت توڑ ڈالی گئی...... یہود ونصاریٰ کے لشکر، اُن کے حواریوں اور کاسہ لیسوں کی افواج شیخ اسامہؒ کے تیار کردہ مجاہدین کی مختصر سی جماعت کے سامنے بے بس ولاچار دکھائی دینے لگی......مشرق ومغرب کے مسلمانوں کو صرف ایک شخص کے اخلاص، وفا، جذبہ شہادت، عزم، ہمت، انفاق فی سبیل اللہ، جرأت، دلیری، بہادری اور استقامت نے اللہ کے باغیوں کے سامنے فاتحانہ شان سے کھڑے ہونے کا حوصلہ بخشا اور ہر قلبِ مسلم سے یہ آواز ابھر کر سامنے آئی کہ

؎ ایسی چنگاری بھی یا رب اپنی خاکستر میں تھی

دوسری جانب یہی ایک شخص دنیا بھر کے طواغیت کے لیے رعب اور دہشت کی علامت قرار پایا۔ کفار کے لشکر اُس کے خوف سے دنیا کے ہر خطے میں لرزاں رہتے، اُن کی ٹیکنالوجی اللہ کے اس بندے کے ایمان کے آگے پانی بھرتی نظر آتی، اُن کی افواجِ قاہرہ اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے باوجود اس شخص کی برپا کی ہوئی تحریک جہاد وقتال کے مقابل عاجز اور نامراد ٹھہریں......

یہ ہیں امت مسلمہ کے قابلِ فخر سپوت، بطلِ جلیل شیخ اسامہ بن لادنؒ......جن کے ہاتھوں منظّم کی گئی مجاہدین کی صفیں اور جن کے ترتیب دیے ہوئے جہادی قافلے دنیا بھر میں اللہ کے دین کی نصرت اور اُس کے نفاذ کے لیے رواں دواں ہیں۔ ان کے جہادی منہج میں مسلمانوں کے قبلۂ اول اقصیٰ کی آزادی وراسرائیل کے ناجائز باپ امریکہ کی تباہی بنیادی نکتہ ہے اور اللہ کی نصرت سے یہی مجاہدین کفار کے لیے تباہی وبربادی کا باعث بھی بن رہے ہیں اور امت کے زمانۂ عروج وتمکین کا پتہ بھی دے رہے ہیں۔ ایسا کیوں نہ ہو جب کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین پر فدا ہونے والوں سے وعدہ کیا ہے:

إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ آمَنُوا فِيْ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا (الغافر: ۵۱)

''ہم اپنے پیغمبروں کی اور جو لوگ ایمان لائے ہیں، ان کی دنیا کی زندگی میں بھی مدد کرتے ہیں''۔

شیخ اسامہؒ جیسی عبقری شخصیت پر شیخ عبداللہ عزامؒ کے یہ الفاظ صادق آتے ہیں:

''وہ بہت کم افراد ہیں جو اسلام کی مبادیات اٹھانے والے ہیں۔ اور وہ ان میں سے بھی تھوڑے ہیں جو ان مبادیات کی تبلیغ کے لیے دنیا بھر میں نکلتے ہیں۔ پھر ان میں سے بھی وہ بہت کم ہیں جو ان مبادیات کی تائید میں اپنا خون اور اپنی جان تک پیش کر دیتے ہیں۔ اور یہی لوگ جو قلیل میں سے قلیل افراد ہیں ان کے راستے کے سوا کسی اور راستے سے بزرگی اور شرف حاصل کرنا ممکن نہیں اور یہی عزت وفلاح کا واحد راستہ ہے''

شیخ اسامہؒ اور اُن کی فکر نے پوری دنیا میں برپا جہادی تحریکوں میں کیا کردار ادا کیا......اسی کا جائزہ آئندہ سطور میں لیا جائے گا۔

یمن:

یمن ایک ایسا اسلامی ملک ہے جہاں زبان کے سوا باقی تمام عوامل افغانستان سے خاصے مماثلت رکھتے ہیں، جغرافیائی اور تمدنی لحاظ سے اسے افغانستان کا جڑواں ملک کہا جا سکتا ہے۔ شیخ اسامہ بن لادنؒ کا آبائی تعلّق بھی یمن ہی سے ہے۔ مجاہدین نے ۱۹۹۴ء میں یمن میں تربیت کے لیے کچھ کیمپ قائم کیے تھے۔ عدن اور زنجبار کے درمیانی علاقے میں جو عدن سے ۱۷۰ کلومیٹر فاصلے پر ہے ''جبال المراقشۃ'' میں القاعدہ کے معسکر قائم رہے۔ اسی وادی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ علاقے میں امریکہ کو سب سے زیادہ خوف زدہ اس وادی نے کیا کیونکہ یہاں القاعدہ کے ٹریننگ کیمپ رہے ہیں ۱۹۸۹ء میں شیخ اسامہ سعودی عرب لوٹے اور وہاں جا کر انہوں نے جنوبی یمن میں جہاد کے لیے تیاری شروع کی۔

یمن کی 'جماعۃ الجہاد' نے ۱۹۹۸ء میں اپنا نام تبدیل کر کے 'جیش عدن' رکھ لیا تھا، نام کی یہ تبدیلی شیخ اسامہ کی خواہش پر ہی کی گئی تا کہ افغانستان کے علاوہ یمن کے پہاڑوں کو بھی جہاد ورباط کا مرکز بنایا جا سکے۔ یہ جماعت خطے میں امریکی مفادات کے خلاف جنگ کے لیے تیار کی گئی تا کہ یہاں سے دباؤ ڈال کر خطے میں موجود امریکی فوج کو نکلنے پر مجبُور کیا جائے۔ ۱۹۹۸ء میں اس جماعت کے بعض راہ نماؤں جن میں زین العابدین بن علی ابوبکر المحضار شامل تھے نے اعلان کیا تھا کہ ان کی جماعت میں پچاس ہزار سے زائد مجاہدین ہیں

جن کے پاس وہی اسلحہ ہے جو یمنی فوج کے استعمال میں ہے۔یمن میں جزیرہ سقوطرد، عدن شہر اور حدیدہ شہر میں امریکی فوجی اڈے قائم ہیں۔

یمن عرصہ تک دو ٹکڑوں میں بٹے رہنے کے بعد متحد ہو چکا تھا، وہاں جنوب کو جو پہلے کمیونسٹ بلاک کا حلیف تھا' شمال کے خلاف متحرک کر دیا گیا، پھر سے خانہ جنگی شروع ہوگئی اور لڑائی شدت اختیار کرتی چلی گئی۔ چنانچہ شیخ اسامہؒ کچھ عرصہ کے لیے سوڈان سے یمن یا اس کے قریب منتقل ہوگئے۔امریکہ کی بھرپور امداد کے باوجود اُنہوں نے اپنی حیران کن حکمت عملی سے شمالی یمن کے دفاع کو منظم کیا اور جنوبی یمن کی باغی فوج کو مکمل شکست دلوا دی، یمن پھر سے متحد ہو گیا۔

۱۲ اکتوبر ۲۰۰۰ء کو یمن میں مجاہدین نے امریکہ پر ایک کاری ضرب اُس وقت لگائی جب یمن کی بندرگاہ عدن میں امریکی بحریہ کے جدید ترین جنگی جہاز' یو ایس ایس کول' پر فدائی کارروائی کرکے اُسے تباہ کر دیا گیا۔اس کارروائی میں ۱۷ امریکی فوجی ہلاک ہوگئے تھے۔اس کے بعد ہی شیخ اسامہؒ نے اپنے فلسطینی بھائیوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا'' یمن سے آنے والی مدد و نصرت بھی ان شاء اللہ اب رکنے نہ پائے گی''۔ ۱۷ ستمبر ۲۰۰۸ء کو یمن میں مجاہدین نے دارالحکومت صنعاء میں امریکی سفارت خانے پر شہیدی حملہ کیا، جس میں سولہ افراد ہلاک ہوئے۔

امریکہ کی اندرونی سلامتی اور سرکاری امور کی کمیٹی کے چیئرمین اور امریکی ریاست کونٹیکٹ سے آزاد سینیٹر جوزف لائبرمین، جس نے اگست ۲۰۰۹ء میں یمن کا دورہ کیا تھا کا کہنا ہے کہ'' یمن اب لڑائی کا مرکز بن گیا ہے''۔سابق برطانوی وزیراعظم گورڈن براؤن نے یمن میں بڑھتی ہوئی اسلامی انتہاپسندی سے نمٹنے کے لیے عالمی اجلاس طلب کیا تھا۔ گورڈن براؤن کے دفتر کی جانب سے جاری کردہ بیان کے مطابق ۲۸ جنوری ۲۰۱۰ء کو منعقد ہونے والے اس اجلاس کو امریکہ اور یورپی یونین کی حمایت حاصل ہے۔طالبان اور القاعدہ پر عائد پابندیوں کی مانیٹرنگ سے متعلّق اقوام متحدہ کی کمیٹی کے سربراہ رچرڈ بارٹ کا کہنا ہے کہ'' اگر القاعدہ کے ارکان اور ہمدرد یمن میں آسانی سے پناہ اور تربیت پا سکتے ہیں تو افغانستان اور پاکستان میں کی جانے والی کارروائی لاحاصل ہے''۔

اب یمن میں مجاہدین پوری طرح منظّم ہو چکے ہیں......شیخ ابوبصیر ناصر الوحیشی حفظہ اللہ کی قیادت اور شیخ انور العولقی حفظہ اللہ کی فکری رہنمائی میں یہ مجاہدین' کفر کے لیے مستقل خوف کی علامت بن چکے ہیں۔شیخ ابوبصیر ناصر الوحیشی جزیرۃ العرب میں تنظیم القاعدۃ الجہاد کے ذمہ دار ہیں۔آپ افغانستان میں شیخ اسامہؒ کے ذاتی محافظ بھی رہے، اور گوانتانامو اور یمن میں 'سنتِ یوسفی' بھی ادا کرتے رہے۔فروری ۲۰۰۶ء میں آپ صنعاء کی جیل سے اپنے ۲۳ دیگر مجاہد ساتھیوں سمیت فرار ہونے میں کامیاب ہوگئے۔

گذشتہ دنوں مجاہدین کے صدارتی محل پر کیے گئے ایک حملے کے نتیجے میں یمنی صدر علی عبداللہ صالح شدید زخمی ہونے کے بعد سعودی عرب فرار ہو گیا۔مجاہدین یمن میں صوبہ ابیان اور زنجبار شہر سمیت متعدد علاقوں پر قبضہ کر چکے ہیں، ۲۱ جون ۲۰۱۱ء کو مجاہدین نے یمن کے جنوبی شہر المکلا کی مرکزی جیل توڑ کر یہاں قید چار سو سے زائد مجاہدین کو رہا کرا لیا۔ مستقبل میں اللہ تعالیٰ کی نصرت کے ساتھ خطۂ یمن مجاہدین کے مرکز کے طور پر استعمال ہوگا جہاں سے عالمی کفر کے خلاف جہاد و قتال کے لیے جیوش نکلیں گے، ان شاء اللہ۔

صومالیہ:

۱۹۹۰ میں امریکی افواج کے جزیرۃ العرب میں آنے کے بعد شیخ اسامہؒ نے سوڈان کی جانب ہجرت کی۔اس زمانے میں شیخ اسامہؒ کے ساتھ عرب مجاہدین کی بہت بڑی تعداد سوڈان میں مقیم تھی۔صومالیہ کے لیڈر فرح عدید کے سوڈان میں شیخؒ سے روابط استوار ہوئے۔سوڈان کی جنوب مشرقی سرحد پر اپوزیشن کی شورش سے صومالیہ میں خانہ جنگی کی حالت پیدا ہوئی اور امریکہ کو امن کے نام پر مداخلت کا موقع مل گیا۔امریکہ نے اقوام متحدہ کی طرف سے فوجیں اتار کر عدید کے مخالف دھڑے کو امداد فراہم کرنی شروع کر دی تاکہ بحیرہ قلزم اور بحر ہند کے سنگم پر آویزش مستقلاً برقرار رکھی جائے، یہاں امریکی فوج کی موجودگی مشرق وسطیٰ کے تیل کے گرد محاصرے کو مکمل کرسکتی تھی۔مگر یہ انتہائی ناعاقبت اندیشانہ فیصلہ تھا۔شیخ اسامہؒ اور ڈاکٹر ایمن الظواہری نے جنرل فرح عدید' جن کی فوج اس وقت سب گروپوں سے زیادہ مضبوط تھی' سے رابطہ کیا اور انہیں ہر طرح کی مدد کا یقین دلایا۔جس کے نتیجے میں صومالیہ کے گوریلوں کے ساتھ عرب مجاہدین نے مل کر امریکہ کے خلاف کارروائیاں شروع کر دیں۔یہ کارروائیاں اتنی منظّم اور موثر تھیں کہ امریکہ کو دس ماہ کے اندر اندر صومالیہ کو خالی کرنا پڑ گیا۔جنرل فرح عدید کی فوجوں نے القاعدہ مجاہدین کے ساتھ مل کر ایسی گوریلا جنگ کا آغاز کیا جس نے امریکیوں کو چکرا کر رکھ دیا۔اس جنگ میں القاعدہ نے قطعاً الیکٹرانک مواصلاتی آلات استعمال نہیں کیے تاکہ انہیں اسکین نہ کیا جاسکے۔رابطے کے لیے افریقہ کا قدیم سلسلہ مواصلات استعمال کیا گیا، یہ جانوروں کی بولیاں اور ناریل کے خالی خول سے نکالی جانے والی آوازیں تھیں۔

اس جنگ میں تین سو امریکی فوجی جہنّم واصل ہوئے، بہت سے فوجیوں کی لاشیں مقدیشو کی سڑکوں پر گھسیٹی گئیں، سی این این یہ مناظر زیادہ دیر تک اپنے عوام کو نہ دکھا سکا۔جیسے ہی لاشیں امریکہ پہنچنا شروع ہوئیں امریکہ پر فوج واپس لانے کے لیے داخلی دباؤ بڑھ گیا اور اسے ذلت کے ساتھ صومالیہ چھوڑنا پڑا، اس کے پیچھے بہت سے امریکی ہیلی کاپٹروں کا ملبہ رہ گیا......امریکہ کے خلاف یہ القاعدہ کی بہترین حکمت عملی تھی۔امریکیوں کو القاعدہ کے بازوؤں کا اندازہ ہو چکا تھا۔صومالیہ میں امریکہ کے خلاف شیخ اسامہؒ اور عرب مجاہدین کی کارروائیاں ایک الگ طویل داستان ہیں' اس کے بعد شیخ اسامہؒ امریکہ کو مطلوب'' دہشت گردوں'' میں سرفہرست آ گئے۔اس کے چند ہفتوں بعد سعودی عرب میں دہران کے امریکی اڈے کے دھماکے میں سیکڑوں امریکی فوجی ہلاک ہوگئے۔سوڈان میں قیام کے دوران عرب مجاہدین نے اقوام متحدہ کی فوج میں شامل امریکی فوجیوں پر حملے کرکے ان کو ہلاک کیا۔صومالیہ میں امریکی فوج کے خلاف کارروائیوں کے متعلّق شیخ اسامہؒ فرماتے ہیں:

'' یہ سچ ہے کہ ہمارے مجاہدین صومالیہ میں فرح عدید کے ساتھ مل کر امریکی فوج

کے خلاف لڑے۔امریکہ نے اقوام متحدہ کی آڑ میں صومالیہ میں اپنے اڈے بنانے کی کوشش کی تا کہ وہاں سے سوڈان اور یمن پر قبضہ کیا جاسکے۔ ہر خطۂ اسلام ہمارا گھر ہے،امریکہ ہمارے گھروں میں گھس آیا ہے،امریکہ نے فلسطین اور عراق میں مسلمانوں کو قتل کیا اور صومالیہ میں کہا کہ ہم مسلمانوں کو پناہ دیں گے، یہ امریکہ کے منافقت اور دوغلے پن کا بیّن ثبوت ہے۔ہم نے اس کے خلاف جہاد کیا۔ ہمارے مجاہدین نے فرح عدید کے ساتھ مل کر امریکیوں کو مارا۔ہمیں اپنے جہاد پر کوئی شرمندگی نہیں،آپ حیران ہوں گے کہ فرح عدید کے پاس صرف ۳۰۰ سپاہی تھے جبکہ ہم نے ۲۵۰ مجاہدین بھیجے تھے۔ایک دھماکے میں ۱۰۰ امریکی فوجی مارے گئے،جھڑپوں میں مزید ۱۸ امریکی مارے گئے۔ایک دن ہمارے ساتھیوں نے امریکی ہیلی کاپٹر مار گرایا، پائلٹ نے پیراشوٹ سے چھلانگ لگائی،اسے پکڑ لیا گیا اور ٹانگ میں رسی باندھ کر صومالیہ کی سڑکوں پر گھسیٹا گیا،جس کے بعد ۲۸ ہزار امریکی فوجی صومالیہ سے بھاگ گئے۔ہم نے دنیا کو بتا دیا کہ امریکہ کا نیو ورلڈ آرڈر چلنے نہیں دیں گے''۔

۱۹۹۲ءاور ۱۹۹۳ء میں شیخ ابوحفص المصری شہیدؒ جو کہ شیخ اسامہؒ کے نائب تھے' نے صومالیہ میں تعینات امریکی اور اقوام متحدہ کے فوجیوں کے خلاف کارروائیوں کی غرض سے متعدد مرتبہ صومالیہ کا دورہ کیا۔۱۹۹۳ء کے موسم بہار میں شیخ سیف العادل اور شیخ ابوحفص المصریؒ سمیت کئی ذمہ داران نے امریکہ اور اقوام متحدہ کی افواج سے لڑنے کی غرض سے صومالیہ میں قبائل کو عسکری تربیت دی۔۱۳ اور ۱۴ اکتوبر ۱۹۹۳ء کو مجاہدین نے صومالیہ میں امریکی فوجیوں پر بڑے حملے کیے،ان حملوں میں ۱۸ امریکی فوجی ہلاک ہوئے۔

آج صومالیہ میں موجود مجاہدین 'الشباب' کے پلیٹ فارم پر متحد ہو چکے ہیں۔یہ شیخ اسامہؒ کی محنتوں اور کاوشوں کا ثمر ہے کہ آج الشباب صومالیہ کے اکثریتی علاقوں پر قابض ہے اور وہاں شریعتِ اسلامیہ نافذ ہے،شریعت اسلامیہ کے اسی نفاذ کے ثمرات آنے والے دنوں میں مجاہدین سمیٹیں گے،ان شاءاللہ۔

عراق:

شیخ ابومصعب الزرقاویؒ ،شیخ اسامہؒ کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے،تورا بورا میں بھی شیخؒ کے ہمراہ ہی تھے۔۲۰۰۴ء میں افغانستان سے عراق گئے اور وہاں مجاہدین کو منظّم کیا۔اپریل ۲۰۰۴ میں شیخ ابومصعب الزرقاویؒ نے 'جماعت التوحید والجہاد' کے نام سے عراق میں جہادی کارروائیوں کو منظّم کیا۔جس نے عراق میں جہاد کو ایک نئی جہت دی اور فدائی حملوں کا ایک لامتناہی مبارک سلسلہ شروع کیا جس کی بنا پر شیخ زرقاویؒ کو امیر الاستشھادیین کہا جاتا ہے۔۱۷ اکتوبر ۲۰۰۴ میں شیخ زرقاویؒ نے تنظیم القاعدۃ الجہاد فی بلاد الرافدین بنانے کا اعلان کیا۔جنوری ۲۰۰۶ میں القاعدہ نے مجلس شوریٰ المجاہدین کی بنیاد رکھی،جس میں القاعدہ کے علاوہ دیگر تنظیماتِ جہاد بھی شامل تھیں۔گویا کہ یہ دولۃ العراق الاسلامیہ کے قیام کی جانب ابتدائی قدم تھا'جو شیخ زرقاویؒ نے اٹھایا۔یہی مجلس شوری المجاہدین بعد میں دولۃ العراق الاسلامیہ کی صورت میں متشکل ہوئی۔

۷ جون ۲۰۰۶ کو امریکی فضائی حملے میں شیخ زرقاویؒ شہید ہو گئے۔شیخ ابو مصعب الزرقاوی شہیدؒ کی تین سالہ امارتِ جہاد کو بیان کرنے کے لیے سیکڑوں صفحات بھی کم ہیں۔اسد الاسلام ابومصعب الزرقاویؒ کی شہادت کے بعد تنظیم القاعدہ والجہاد فی بلاد الرافدین کے امیر ابوحمزہ المہاجر بنے۔ایسوسی ایٹڈ پریس کے مطابق ابوحمزہ المہاجر'ابوایوب المصری کا اصل نام عبدالمومن البداوی تھا۔اکتوبر ۲۰۰۶ میں تنظیم القاعدہ کے امیر شیخ ابوحمزہ المہاجر نے عراق کے سنی علاقوں پر مشتمل دولۃ العراق الاسلامیہ کے قیام کا اعلان کیا۔

الجزائر:

دنیا میں جہاں کہیں جہاد ہو رہا ہے وہاں شیخؒ نے مسلمانوں کی مدد کو اپنا شرعی فریضہ گردانتے ہوئے ہر ممکن مدد اور تعاون کیا۔الجزائر میں انتخاب جیتنے والی اسلامی جماعتوں پر جب فوج چڑھ دوڑی تو کفار کا یہی کہنا تھا کہ'' جمہوریت کا تحفظ کرنے والی بہادر الجزائری فوج کے مقابل درحقیقت اسامہ ہی ہے، وہی فوج کو الیکشن میں ہاری ہوئی جنگ بندوقوں کے ذریعے جیتنے نہیں دیتا''۔

۱۹۹۱ء میں الجزائر میں اسلامک سالویشن فرنٹ نے انتخابات میں کامیابی حاصل کی تو مغربی میڈیا چیخ اٹھا کہ'' الجزائر میں جمہوریت ہار گئی''۔چنانچہ جیسا کہ امریکہ کا وطیرہ ہے کہ وہ ہر مسلم معاشرے میں وہاں کی فوج کو پہلے ہی' گود لیے' بیٹھا ہوتا ہے اور شریعت کے غلبے یا امارت اسلامی کے قیام کے خطرے کے پیش نظر وہ اپنی غلام فوج کو حکم دیتا ہے کہ وہ آگے بڑھ کر حکومت پر قبضہ کر لے۔بعینہٖ اسی طرح الجزائر میں بھی ہوا اور وہاں کی فوج کے ہزاروں اسلام پسندوں کو گرفتار کیا،سیکڑوں کو شہید کیا اور خود اقتدار پر قابض ہوگئی۔الجزائری مسلمانوں کی ایک معتدل تعداد جہاد افغانستان میں شرکت کر چکی تھی چنانچہ انہوں نے وہاں اپنے اپنے طور پر مسلح جہاد کا آغاز کر دیا۔ان مجاہدین کا شیخؒ سے ربطہ اور تعلق تھا اور شیخؒ ان کی مالی امداد بھی کیا کرتے تھے۔یہ تمام مجموعات بعدازاں جماعۃ التوحید والقتال کے نام سے منظّم ہو گئے اور وہاں بہت مربوط انداز میں مرتدین کو نشانہ بنائے ہوئے ہیں۔یہاں تک کہ مجاہدین نے الجزائر کی پارلیمنٹ اور بہت سے وزرا پر بھی کامیاب حملے کیے ہیں۔۲۰۰۷ء میں جماعۃ التوحید والقتال نے تنظیم القاعدۃ الجہاد میں ضم ہونے کا اعلان کر دیا،اُن کے امیر شیخ ابومصعب عبدالودود حفظہ اللہ ہیں۔

شیشان:

شیشان کے مسلمان دوسوسال سے روسی استبداد کے خلاف برسرِ پیکار ہیں،لیکن موجودہ دور میں اس خطے میں بھی جہاد کی تحریک کو افغانستان میں روسی شکست کے بعد مہمیز ملی۔شیخ اسامہؒ کے تیار کردہ مجاہدین اس میدان میں بھی پیچھے نہیں رہے بلکہ روس کو افغانستان سے مار بھگانے کے بعد اپنے شیشانی بھائیوں کی نصرت کے لیے کوہ قاف کے علاقے میں پہنچے۔شیخ خطاب شہیدؒ ۱۹۹۵ء میں اپنے ساتھیوں سمیت افغانستان سے شیشان کے لیے روانہ

ہوئے۔شیشان کو دنیا کے مشکل ترین محاذ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔عرب مجاہدین کے شیشان پہنچنے سے پہلے دسمبر ۱۹۹۴ء میں روسی افواج نے شیشان پر حملہ کر دیا۔ان مجاہدین نے روسی فوج سے دفاع کے لیے اس شدید جنگ میں بھرپور حصّہ لیا۔اگست ۱۹۹۶ء تک جاری رہنے والی اس جنگ میں روس کے سرکاری ذرائع نے ۵۵۰۰ سے زائد روسی فوجیوں کے ہلاک ہونے کی تصدیق کی جبکہ غیر جانب دار حلقے ۱۴۰۰۰ سے زائد روسی فوجیوں کے مردار ہونے کی تصدیق کرتے ہیں۔

۲۶ اگست ۱۹۹۹ء کو روس نے ایک بار پھر شیشان پر چڑھائی کر دی۔اس جنگ میں بھی مجاہدین نے روسی افواج کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔مئی ۲۰۰۰ء تک جاری رہنے والی اس جنگ میں Committee of Soldier's Mothers نامی تنظیم کے مطابق ۱۱۰۰۰ سے زائد روسی فوجی مردار ہوئے۔

عرب مجاہدین نے اس مشکل ترین محاذ پر روس کے خلاف کئی ایک کامیاب کارروائیاں سرانجام دیں۔ آپریشن خرتاشوئی ۱۹۹۵ء ،آپریشن شاتوئی ۱۹۹۶ء، آپریشن یشمر دے ۱۹۹۷ء اور روس کے اندر کیا جانے والا داغستان آپریشن ۱۹۹۷ء، ۱۹۹۹ء۔ان مجاہدین کی ایک انتہائی دلیرانہ کارروائی ۱۶ اپریل ۱۹۹۶ء کو کیا جانے والا آپریشن شاتوئی تھا۔ اس کارروائی میں ۵۰ مجاہدین نے داغستان سے روس جانے والے ایک فوجی قافلے پر گھات لگا کر حملہ کیا۔روسی فوجیوں کا یہ قافلہ ۵۰ گاڑیوں اور مع ساز وسامان کے واپس جا رہا تھا۔ جونہی قافلہ گھات میں آیا ، مجاہدین نے قافلے پر حملہ کر دیا اور انہوں نے ہلکے وبھاری ہتھیاروں کے ذریعے سیکڑوں روسی فوجی موت کے گھاٹ اتار دیے۔حملہ اس قدر تیز اور شدید تھا کہ کسی روسی فوجی کو سنبھلنے کا موقع نہ مل سکا اور سبھی اپنی ۵۰ کے قریب گاڑیوں سمیت جہنّم واصل ہوگئے۔ان کی لاشیں دور دور تک بکھری پڑی تھیں۔روسی فوجی ترجمان کے مطابق اس حملے میں 223 روسی فوجی مارے گئے جن میں 26 سینئر آفیسر بھی شامل تھے۔

۲۰ مارچ ۲۰۰۲ء کو شیخ خطابؒ کی شہادت کے بعد شیخ ابوالولید شہیدؒ نے شیشان میں عرب مجاہدین کی کمان سنبھالی اور روس کے خلاف جہاد کی قیادت کرتے رہے۔شیخ ابوالولید نے شیشان کی متذکرہ بالا دونوں جنگوں کے دوران متعدد مرتبہ کارہائے نمایاں سرانجام دیے۔۱۶ اپریل ۲۰۰۴ء کو شیخ ابوالولید شہید ہوئے،ان کے بعد شیخ ابوحفص الاردنی شہیدؒ نے شیشان میں موجود عرب مجاہدین کی قیادت سنبھالی۔شیخ ابوحفصؒ نومبر ۲۰۰۶ء کو روسی افواج سے مقابلے کے دوران میں شہید ہوگئے۔ان کی شہادت کے بعد شیخ ابوانس مھند عرب مجاہدین کے امیر مقرر ہوئے۔آپ کے زیر قیادت عرب مجاہدین نے شیشانی مسلمانوں کے ساتھ مل کر روس کے خلاف متعدد کامیاب کارروائیاں کیں۔جن میں ماسکو ایئر پورٹ پر حملہ، ماسکو میں تھیٹر پر حملہ اور زیر زمین ٹرینوں کو نشانہ بنانے جیسی کارروائیاں شامل ہیں۔آپ ۲۱ اپریل ۲۰۱۱ء کو روسی افواج کا مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔

بوسنیا:

۹۴-۱۹۹۳ء میں بلقان کے علاقے بوسنیا میں جنگ کی آگ بھڑکی، یورپ کے قلب میں مسلمانوں پر سرب عیسائیوں کے مظالم انتہا کو پہنچ چکے تھے۔اس صورت حال میں افغانستان میں موجود عرب مجاہدین کے لیے ایک نیا محاذ منتظر تھا۔وہ تو اسلام کے مجاہد تھے ان کے لیے جغرافیائی سرحدیں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں، جہاں مسلمان پکاریں وہ دوڑتے چلے جائیں گے۔شیخؒ کی دینی فکر نے اُنہیں افغانستان میں چین سے نہ بیٹھنے دیا اور اُنہوں نے عرب مجاہدین کو بوسنیا پہنچنے کا عندیہ دے دیا۔ بے شمار عرب مجاہدین ترکی کے راستے مشرقی یورپ سے ہوتے ہوئے بوسنیا میں داخل ہوگئے،ان مجاہدین میں شیخ ابوالولید شہیدؒ بھی شامل تھے، جو بعد میں شیشان میں عرب مجاہدین کے قائد کے طور پر ابھرے۔یہ وہ دور تھا جب بوسنیا میں مسلمانوں کو گھیر کر قتل عام کا سلسلہ جاری تھا۔عرب مجاہدین کے بلقان میں پہنچتے ہی جنگ کا پانسہ مسلمانوں کے حق میں پلٹنا شروع ہوگیا۔اس غیر متوقع تبدیلی کے پیش نظر ہی امریکہ و یورپ مسلمانوں کو بدنام زمانہ ڈیٹن سمجھوتے پر مجبور کرتے رہے اور آخر کار اس دباؤ کی وجہ سے ہی بوسنیا کے صدر علی عزت بیگووچ نے ڈیٹن سمجھوتے کو کڑوی گولی سمجھ کر نگل لیا۔شیخؒ یہاں بھی امریکی عزائم کے سامنے حائل رہے،جس کی وجہ سے امریکہ اور یورپ بلقان کے علاقے میں پوری طرح مطلوبہ نتائج حاصل نہ کر سکے۔

جموں وکشمیر:

کشمیر کے مسلمان ایک طرف ہندو بنیئے کے جبر کا شکار ہیں جبکہ دوسری طرف پاکستان کی مفاد پرست طاغوتی ایجنسیاں ہیں جو اُن کی جہادی تحریک اور لازوال قربانیوں کو ہمہ وقت اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرنے کے درپے رہتی ہیں۔ان حالات میں مخلص مجاہدین کا یہ خواب رہا ہے کہ جہادِ کشمیر کو پاکستان کی خفیہ ایجنسیوں اور اداروں کی گرفت سے آزاد کروا کر صحیح شرعی منہج کے مطابق سرانجام دیا جائے۔اس حوالے سے شیخ اسامہؒ کی سوچ بھی اسی فکر کی عکاس تھی۔

آپؒ نے ۱۹۹۷ء میں بھیس بدل کر کشمیر کا دورہ بھی کیا۔سوپور، اننت ناگ اور شوپیاں بھی گئے اور مجاہدین کے ذمہ داران سے ملاقاتیں کیں۔ان کا کہنا تھا کہ ’’ہم افغانستان سے فارغ ہو کر کشمیر کی طرف توجہ دینا چاہتے تھے لیکن پاکستان کی حکومت نے امریکی دباؤ کے تحت عرب مجاہدین کو پاکستان سے نکل جانے کا حکم دیا‘‘۔(بحوالہ بیدار ڈائجسٹ ستمبر ۱۹۹۸ء)

فلپائن:

فلپائن میں ایک عرصے سے مسلمان، متعصب عیسائیوں کے ظلم و جبر کی زد میں ہیں۔سوویت یونین کی افغانستان میں شکست کے بعد شیخؒ دنیا کے دیگر خطوں میں مظلوم اور مجبور مسلمانوں کی حالت زار کی جانب متوجہ ہوئے۔اس سلسلے میں شیخؒ نے کئی ممالک کے دورے کیے، ۱۹۹۲ء میں شیخؒ نے منیلا (فلپائن) کا دورہ کیا۔ یہاں ان کا استقبال ایک سعودی سرمایہ کار کے طور پر کیا گیا مگر انہیں کاروبار سے زیادہ آزادی کی طویل جنگ لڑنے والے مسلمانوں سے ہمدردی تھی۔

(بقیہ صفحہ ۶۱ پر)

اسامہ بن لادنؒ اور امت مسلمہ کا فرضِ کفایہ

شاہنواز فاروقی

مسلمانوں کی گذشتہ ایک ہزار سالہ تاریخ میں صرف دو افراد ہوئے ہیں جنہوں نے وقت کی سپر پاور کو چیلنج کیا ہے: جلال الدین خوارزم اور اسامہ بن لادن شہید۔

جلال الدین خوارزم کا زمانہ چنگیز خان اور تاتاریوں کی یلغار کا زمانہ تھا۔ چنگیز خان وقت کی سپر پاور تھا۔ اس کی عسکری قوت بے پناہ تھی۔ تاتاری بہت بہادر اور ماہر سپاہی نہیں تھے، لیکن ان کی غیر معمولی عسکری قوت نے انہیں قہر الٰہی بنا دیا تھا۔ قوت اور اس کے بہیمانہ استعمال پر انحصار چنگیز کی فوجی حکمت عملی تھی۔ وہ حریفوں پر پانچ اور دس لاکھ فوج کے ساتھ یلغار کرتا اور چند گھنٹوں میں بڑے بڑے لشکروں کو کاٹ کر رکھ دیتا۔ میدانِ جنگ میں اس کا لشکر پہلے دشمن کو روندتا ہوا ایک سمت نکل جاتا اور پھر واپسی اختیار کر کے دشمن کی رہی سہی قوت کا خاتمہ کر دیتا۔ چنگیز کی اس عسکری قوت اور فوجی حکمت عملی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے حریف اس سے لڑے بغیر ہی اپنی شکست تسلیم کرنے لگے۔ چنگیز خان کا لشکر آتا تو شہروں اور بستیوں کے مسلم معززین اپنے شہر اور اپنی بستیاں رضا کارانہ طور پر چنگیز کے حوالے کر دیتے۔ اس منظر نامے میں جلال الدین خوارزم پوری امتِ مسلمہ کا فرضِ کفایہ ادا کرنے کے لیے تاریخ کے افق پر نمودار ہوا۔ جلال الدین بادشاہ نہ تھا صرف خوارزم کا شہزادہ تھا۔ وہ چنگیز کی مزاحمت کے سلسلے میں حکمت عملی پر اختلاف کی وجہ سے اپنے والد سے الگ ہو گیا تھا۔ اس نے چنگیز کے مقابلے کے لیے اپنی اہلیت اور اپنے وسائل سے عسکری قوت فراہم کی اور ریاستی قوت کے بغیر چنگیز خان کو چیلنج کیا۔ اہم بات یہ ہے کہ اس نے کئی معرکوں میں چنگیز خان کو شکست دی۔ اس نے فوجی کمک کے لیے خلیفۂ بغداد سے مدد طلب کی۔ خلیفہ نے ایک لاکھ فوج فراہم کرنے کا وعدہ کیا مگر چنگیز خان کے سفیر نے خلیفہ کو چنگیز کی طاقت سے ڈرا دیا۔ چنگیز کے سفیر نے کہا کہ جلال الدین تو آج کی اصطلاح میں دہشت گرد ہے۔ اس کا کوئی ٹھور ٹھکانہ نہیں۔ وہ بغداد کو چنگیز سے لڑا کر خود بغداد کی خلافت پر قابض ہونا چاہتا ہے۔ چنانچہ خلیفۂ بغداد نے وعدے کے باوجود جلال الدین کی مدد سے انکار کر دیا۔ لیکن جلال الدین بغداد اور چنگیز خان کی یلغار کے درمیان آخری چٹان تھا۔ یہ چٹان ہٹی تو تاتاریوں نے دیکھتے ہی دیکھتے بغداد پر یلغار کر کے اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔

اسامہ بن لادنؒ کی اہمیّت یہ ہے کہ انہوں نے وہ بار اٹھایا جو بار حکومتیں، ریاستیں، تہذیبیں اور امتیں اٹھاتی ہیں۔ اس حوالے سے وہ جلال الدین خوارزم کے مماثل ہیں۔ مگر جلال الدین کا مقابلہ چنگیز خان سے تھا اور اسامہؒ کے مقابل امریکہ اور یورپ تھے، اور امریکہ اور یورپ کی قوت چنگیز خان کی قوت سے ہزار گنا زیادہ تھی۔ پھر چنگیز خان ایک مقامی حقیقت تھا لیکن امریکہ اور یورپ ایک عالم گیر حقیقت ہیں۔ چنگیز سے بچنا آسان تھا، امریکہ اور یورپ سے بچنا محال ہے۔ چنگیز سے چھپ کر ساری زندگی بسر کرنا سہل تھا لیکن امریکہ اور یورپ سے چھپ کر ایک سال بسر کرنا بھی ناممکن ہے۔ اس کے باوجود اسامہ بن لادنؒ نے امریکہ بلکہ مغرب کی اجتماعی طاغوتی طاقت کو چیلنج کیا اور ۲۰ سال سے زیادہ عرصہ بسر کر کے دکھا دیا۔ یہ ''کارنامہ'' عنایتِ الٰہی کے بغیر ممکن ہی نہیں۔ اسامہ بن لادنؒ نے مغرب کی طاغوتی طاقت کو چیلنج کیا تو یہ بھی ان کی ذاتی خوبی نہیں تھی۔ یہ اسلام کی شان ہے کہ وہ مومن کو کبھی باطل کی قوت سے مرعوب اور اس کے آگے سرنگوں نہیں ہونے دیتا۔

اسلام زندگی کے نارمل تجربے کو الٹ دیتا ہے۔ زندگی کا نارمل تجربہ یہ ہے کہ موت زندگی کا تعاقب کرتی ہے، لیکن اسلام زندگی کو موت کے تعاقب پر لگا دیتا ہے۔ اسامہ بن لادنؒ کی ۱۹۸۹ء سے ۲۰۱۱ء تک کی زندگی اس امر کی علامت ہے۔ اس علامت کی اہمیّت کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا تھا کہ پرویز مشرف مسلم دنیا کی پہلی اور دنیا کی ساتویں ایٹمی قوت کا سربراہ تھا۔ وہ دنیا کی دوسری بڑی مسلم ریاست کا صدر تھا، وہ ۱۷ کروڑ انسانوں کا حکمران تھا، مگر اُس نے ایک ٹیلی فون کال پر پوری ریاست امریکہ کے حوالے کر دی۔ اس کے برعکس اسامہ بن لادنؒ نے ایک فرد ہو کر صرف افغانستان اور پاکستان نہیں بلکہ پوری امت مسلمہ کا فرضِ کفایہ ادا کر کے رکھ دیا۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ اسلام کا جلال و جمال اپنے ظہور میں لازمانی ہے اور وہ اپنے اظہار کے لیے ریاست کا محتاج نہیں۔

اسامہ بن لادنؒ کی شخصیت کا ایک پہلو یہ ہے کہ انہوں نے ۲۰ ویں اور ۲۱ ویں صدی میں جہاد کو امریکی ٹھپے سے پاک کر دیا۔ افغانستان میں سوویت یونین کے خلاف جہاد ۲۰ ویں صدی کے اہم ترین واقعات میں سے ایک ہے۔ لیکن اس جہاد کے بارے میں یہ تاثر عام کیا گیا کہ یہ جہاد امریکہ کے ہتھیاروں، اس کے سرمائے اور اس کی عسکری حکمت عملی سے لڑا گیا ہے۔ اس تاثر نے جہاد کے عمل کو Americanized کر دیا۔ یہ صرف افغانستان اور پاکستان کا نہیں پوری امت مسلمہ کا ایک بڑا نقصان تھا۔ اسامہ بن لادنؒ نے امریکہ کو چیلنج کر کے جہاد کو ''امریکی ساختہ'' ہونے سے بچا لیا اور ثابت کر دیا کہ سوویت یونین کے خلاف جہاد امریکہ کی عسکری قوت اور ڈالر کا کارنامہ نہیں بلکہ مسلمانوں کے تصورِ جہاد اور شوقِ شہادت کا معجزہ تھا، اور مسلمان اس معجزے کو دہرانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ افغانستان میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی شکست اس کا ثبوت ہے۔

امریکہ نے اسامہ بن لادنؒ کے سر کی قیمت ۵ کروڑ ڈالر مقرر کی تھی۔ لیکن یہ رقم اسامہ بن لادن کے ایک بال کی قیمت بھی نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسامہ بن لادنؒ ۲۱ ویں صدی کی سب سے قیمتی شخصیت تھے۔ اس کا ثبوت علامہ اقبال کے اس شعر کی وہ عملی تفسیر ہے جو ملا عمر نے پیش کی۔ اقبال کا شعر ہے:

اگر ملک ہاتھوں سے جاتا ہے جائے
تو احکامِ حق سے نہ کر بے وفائی

یہ شعر اقبال کا ہے اور اقبال مصورِ پاکستان ہیں۔اس لیے اس شعر کی تفسیر بھی پاکستان میں سامنے آنی چاہیے تھی،لیکن اس شعر کی عملی تفسیر ملاعمر نے پیش کی۔انہوں نے اپنی حکومت اور اپنی ریاست کی قربانی دے دی مگر اسامہ بن لادنؒ کو امریکہ کے حوالے کرنے سے انکار کردیا۔بلاشبہ یہ عظیم کارنامہ ملاعمر نے انجام دیا لیکن اس کا مرکزی حوالہ اسامہ بن لادنؒ کی شخصیت ہے۔تجزیہ کیا جائے تو انسانی تاریخ میں ایسی کوئی شخصیت موجود نہیں جس کے لیے حکومت اور ریاست کی قربانی دی گئی ہو۔اسامہ بن لادنؒ کی قیمت کا مزید اندازہ کرنا ہو تو کہا جاسکتا ہے کہ افغانستان کوئی عام ریاست نہیں، یہ وہ ریاست ہے جس نے ۳۰ برسوں میں دو سپر پاورز کو شکست دی ہے۔ملاعمر نے حق کی پاسداری میں اسامہ کے لیے ایسی ریاست بھی قربان کردی۔ظاہر ہے یہ قیمت اسامہ کی قیمت نہیں، بلاشبہ یہ ''مومن'' کی قیمت ہے۔لیکن بلاشبہ مومن کا تشخص اسامہ کی صورت میں جلوہ گر ہوا۔

مسلم دنیا کی ایک حقیقت یہ ہے کہ اس میں جہاد ایک تصور ہے۔ایک نعرہ ہے۔ ریاست کی سرپرستی فراہم ہو تو ایک ''پارٹ ٹائم جاب'' ہے، لیکن ''طرزِ حیات'' نہیں ہے۔ اسامہ بن لادنؒ کی سعادت یہ ہے کہ انہوں نے جہاد کو ایک ''طرزِ حیات'' یا Way of Life بنا کر دکھا دیا۔بلاشبہ یہ کارنامہ انجام دینے والے وہ واحد شخص نہیں ہیں۔گلبدین حکمت یار اور ملاعمر کے لیے بھی جہاد ایک طرزِ حیات ہے، لیکن اسامہ بن لادن کا تعلّق ایک ارب پتی خاندان سے تھا،ان کے لیے امیرانہ ٹھاٹ باٹ کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا امکان ہروقت موجود تھا۔مگر انہوں نے شعوری طور پر اس زندگی کو ترک کیا اور جہاد کو ایک طرزِ حیات کے طور پر پسند کیا۔اس کے بغیر نہ ان کی شخصیت عالمگیر ہوسکتی تھی، نہ اس کے اثرات عالمگیر ہوسکتے تھے۔

بعض حلقوں کا خیال ہے کہ ایبٹ آباد میں اسامہ بن لادن کی شہادت امریکہ کا ڈراما ہے۔امریکہ اسامہ کی شہادت کا کوئی ٹھوس ثبوت پیش کرنے سے قاصر ہے۔جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے آنکھیں دی ہیں انہیں مغرب کے حکمرانوں کی اجتماعی پیشانی پر ''دجال'' لکھا ہوا صاف نظر آرہا ہے، چنانچہ ان کے حوالے سے ہر طرح کے ڈرامے کی توقع کی جاسکتی ہے۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اسامہ بن لادنؒ اور ملاعمر اب افراد کے نہیں ''علامتوں'' کے نام ہیں۔اور علامتوں کے زندہ رہنے یا شہید ہوجانے سے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا۔اسامہؒ اور ملاعمر کو افغانستان میں جو نتائج پیدا کرنے تھے وہ کرچکے۔انسان فانی ہے لیکن حق لافانی ہے۔انسان مرجاتا ہے،حق باقی رہ جاتا ہے اور اپنے اثرات مرتب کرتا رہتا ہے۔اسامہ بن لادنؒ اور ملا عمر نے حق کو جتنا بسر کیا اس کے کچھ نتائج سامنے آچکے اور مزید کچھ سامنے آنا ہیں۔یہاں اسامہؒ کے حوالے سے اقبال کے کچھ شعر یاد آرہے ہیں۔

ہو صداقت کے لیے جس دل میں مرنے کی تڑپ
پہلے اپنے پیکرِ خاکی میں جاں پیدا کرے
پھونک ڈالے یہ زمین و آسمان مستعار
اور خاکستر سے آپ اپنا جہاں پیدا کرے
زندگی کی قوتِ پنہاں کو کردے آشکار
تابہ چنگاری فروغِ جاوداں پیدا کرے
خاکِ مشرق پر چمک جائے مثالِ آفتاب
تابدخشاں پھر وہ لعلِ گراں پیدا کرے

☆☆☆☆☆

بقیہ: دنیا کے مسلم خطوں میں جہاد کی اٹھان میں شیخ اسامہؒ کا کردار

سی آئی اے کا دعویٰ ہے کہ اس دوران ان کا رابطہ فلپائنی مجاہدین سے بھی ہوا اور انہوں نے القاعدہ کے امور پر ان سے بات چیت کی۔فلپائنی مسلمان' جنہیں مورو مسلمان کہا جاتا ہے 'جدید دور کی طویل ترین جنگ لڑ رہے ہیں۔جب تک فلپائن میں باقاعدہ امریکی فوجی اڈے موجود تھے اس وقت تک امریکی فوج ان مجاہدین کے خلاف فلپائنی فوج کے ہمراہ مصروف عمل رہی۔امریکی فوج کے جاتے ہی ان مجاہدین کے حوصلے مزید بلند ہوگئے اور انہوں نے کھل کر فلپائنی زیادتیوں کے خلاف کارروائیاں شروع کردیں۔

شامی نژاد مجاہد شیخ عمر بکری محمد' جو شیخؒ کے قریبی ساتھیوں میں سے ہیں' کے مطابق وہ البانیہ، چیچنیا، بوسنیا، نائیجریا اور الجزائر کے مجاہدین کو مالی مدد فراہم کرتے ہیں۔اُن کے اس بیان نے مغربی دنیا اور امریکہ کو خوف زدہ کردیا کہ ''ہم برطانوی اور امریکی مسلمانوں کو تربیت کے لیے اسامہ بن لادن کے کیمپوں میں بھیج رہے ہیں، یہ ایک عالمی فوج ہوگی۔ 'محمدی فوج' جو مسلم خطوں پر تسلط جمانے والی حکومتوں کے خلاف جنگ لڑے گی۔

عراق کا بچہ بچہ اس لیے صلیبیوں کی نظروں میں مجرم ہے کہ شیخ اسامہؒ نے ان بچوں کی بھوک اور بیماری کا مسئلہ کھڑا کر کے ان کا اقتصادی محاصرہ ختم کرنے کے لیے کفار کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کی۔غیرت مند کردوں کو چار ملکوں میں تقسیم کرکے انہیں ختم کرنے کے خلاف مزاحمت کرنے والے بھی شیخ اسامہ ہی تھے۔امریکہ کے اقتصادی محاصرے سے سوڈان کی معیشت تباہ ہونے لگی تو شیخ اسامہؒ وہاں پہنچ گئے۔یمن میں شمال اور جنوب کے اتحاد کے بعد پھر سے خانہ جنگی شروع کرائی گئی تو شیخ اسامہ کی فکر اور مجاہدین وہاں بھی جا پہنچے۔

شیخ عمر بکری محمد نے ان مجاہدین کو 'محمدی فوج' سے تعبیر کیا۔یقیناً اس 'محمدی فوج' کی تیاری کا سہرا شیخؒ کے سر ہے،اس امت پر شیخؒ کا یہ بڑا احسان ہے کہ انہوں نے اس کے دفاع کے لیے ایسا جری لشکر اپنے پیچھے چھوڑا ہے جو دنیا بھر میں ہر محاذ پر عالمی کفر سے نبرد آزما ہے، اُس کے مکروہ عزائم کی راہ میں سدسکندری کا کردار ادا کررہا ہے، اللہ کی مدد و نصرت سے اُس پر آئے روز ہر جگہ کاری سے کاری وار کررہا ہے......بلاشبہ مستقبل انہی مجاہدین فی سبیل اللہ کا ہے اور اس مستقبل کی نقشہ گری میں لازوال کردار کا نام شیخ اسامہ بن لادن شہید رحمہ اللہ کا ہے......ایک ایسا کردار جو اہلِ اسلام کے دلوں میں ہمیشہ زندہ رہے گا......جس کی جدوجہد آنے والے دور کی مسلمان نسلوں کے لیے مشعلِ راہ بنے گی......جس کا دین سے اخلاص ضرب المثل رہے گا......اور فتوحات کی بشارتیں تو آ ہی رہی ہیں......جب فتوحات کا دور پرنور مکمل ہوگا تو ہر مسلمان دل کی گہرائیوں سے کہے گا کہ سلام اے شیر اسلام! آپ نے ہمیں دنیا اور آخرت کی عزتوں اور سرفرازیوں کے راستے پر گامزن کیا......اللہ آپ پر اپنی کروڑ ہا رحمتیں نازل فرمائے، آمین۔

☆☆☆☆☆

ہم اس پاکیزہ اور محترم خون کا بدلہ لے کر رہیں گے!!!

شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ

[ماہ جولائی ۲۰۱۱ء میں سانحہ لال مسجد وجامعہ حفصہ کو ۴ سال مکمل ہو گئے۔'شریعت یا شہادت' کی بنیاد پر پیش کی گئی ایسی لازوال قربانیاں تاریخ اسلام میں ممیّز اور ممتاز مقام کی حامل ہیں۔آج 'شریعت یا شہادت' کی تحریک پورے ملک میں منظّم و مربوط ہو چکی ہے اور شہدائے لال مسجد وجامعہ حفصہ کی قربانیوں کے سلسلے کو آگے بڑھا رہی ہے۔شیخ اسامہؒ کے لال مسجد وجامعہ حفصہ کی شہادت کے بعد مسلمانانِ پاکستان کے نام جاری کردہ پیغام میں سے ایک اقتباس یہاں پیش کیا جا رہا ہے۔]

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اے نبی! جہاد کیجیے کافروں اور منافقوں کے خلاف اور ان پر سختی کیجیے۔اور ان کا ٹھکانہ جہنّم ہے اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔''(التوبۃ:۷۳)

اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

''جو مسلمان بھی کسی ایسے موقع پر دوسرے مسلمان کا ساتھ چھوڑے جہاں اس کی عزت گھٹائی جا رہی ہو اور اس کی حرمت پامال کی جا رہی ہو، تو اللہ تعالیٰ ضرور ایسے موقع پر اس کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں جہاں وہ چاہ رہا ہوتا ہے کہ اللہ اس کی مدد کریں۔اور جو مسلمان بھی کسی ایسے موقع پر دوسرے مسلمان کی مدد کرے جہاں اس کی عزت گھٹائی جا رہی ہو اور اس کی حرمت پامال کی جا رہی ہو تو اللہ تعالیٰ ضرور ایسے موقع پر اس کی مدد فرماتے ہیں جہاں وہ چاہ رہا ہوتا ہے کہ اللہ اس کی مدد کریں۔''(ابوداود: کتاب الادب، باب من ردعن مسلم غیبۃ)

پرویز کا شہرِ اسلام، اسلام آباد میں واقع لال مسجد پر حملہ اتنا ہی اندوہ ناک واقعہ ہے جتنا اندوہ ناک ہندوؤں کا بابری مسجد پر حملہ اور اس کو مسمار کرنے کا جرم تھا۔یہ واقعہ بہت سی اہم اور خطرناک باتوں پر دلالت کرتا ہے۔

ایسے ہی نازک مواقع لوگوں میں تمیز کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔رحمان کے ساتھی اور شیطان کے ساتھی چھٹ کر علیحدہ ہو جاتے ہیں۔وہ حقیقی علمائے دین جو اولیائے رحمان ہوتے ہیں ایسے مواقع پر بھی کھل کر حق بات کہتے ہیں۔اور اگر کسی وجہ سے بے بس ہو جائیں یا کمزور پڑ جائیں تو خاموش ہو جاتے ہیں، لیکن کسی ایک بھی قول یا عمل سے باطل کا ساتھ دینے پر تیار نہیں ہوتے۔لیکن جہاں تک اولیائے شیطان کا تعلّق ہے تو پاکستان کی فوج اور خفیہ ایجنسیاں انہیں کھینچ کر قولِ باطل کہنے اور اہلِ باطل کی نصرت کرنے کی راہ پر لے آتی ہیں۔ان میں سے کوئی تو پرویز اور اس کی فوج کے ساتھ اتحاد و یکجہتی کی دعوت دیتا ہے، کوئی طاغوتی افواج کے خلاف فدائی حملوں کو حرام قرار دیتا ہے اور کوئی براہِ راست مجاہدین پر حملہ آور ہوتے ہوئے ان پر طعن و تشنیع کرتا ہے، اور بلا شبہ یہ منافقین کا ساطرزِ عمل ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''پھر جب خوف جاتا رہتا ہے تو تیز زبانوں کے ساتھ تمہارے بارے میں طعن و تشنیع کرنے لگتے ہیں اور یہ مال کے بڑے ہی حریص ہیں۔یہ لوگ (حقیقت میں) ایمان لائے ہی نہ تھے تو اللہ نے ان کے اعمال برباد کر دیے۔اور یہ اللہ کے لیے نہایت آسان تھا۔''(الاحزاب:۱۹)

جو کوئی بھی ہمارے امام، مولانا عبدالرشید غازی کی نصرت سے ہاتھ کھینچ کر بیٹھا رہا تو اس کا شمار اللہ کے یہاں بھی ''قاعدین''(بیٹھے رہنے والوں) ہی میں ہوگا۔اور جو کوئی اس سے بھی آگے بڑھا اور پرویز کا ساتھ دیتے ہوئے اس نے آپ کی مخالفت کی، یہ دعویٰ کیا کہ اسلام ایسے قتال کا قائل ہی نہیں، قتال فی سبیل اللہ کی مذمت کرتے ہوئے اسے دہشت گردی قرار دیا اور یہ کہا کہ اصل راستہ تو پر امن مظاہروں اور جمہوری ذرائع کو اختیار کرنے کا راستہ ہے تو ایسا شخص یقیناً گمراہ ہے اور درحقیقت اس نے منافقین کا راستہ اختیار کیا ہے۔

جس طرح آج سے تقریباً دو دہائیاں قبل پاکستان کی سرزمین نے ائمۂ اسلام میں سے ایک عظیم امام، بطلِ جہاد امام عبداللہ عزام رحمہ اللہ علیہ کی شہادت دیکھی تھی اور یہاں کی مٹی ان کے پاکیزہ خون سے سیراب ہوئی تھی، اسی طرح آج ایک مرتبہ پھر ہمیں اسی سرزمین پر ایک اور عظیم امام دیکھنے کا شرف حاصل ہوا ہے، جو محض اہلِ پاکستان ہی کے لیے نہیں بلکہ پوری امتِ مسلمہ کے لیے ایک امام کی حیثیت رکھتے ہیں۔یہ امام مولانا عبدالرشید غازی رحمہ اللہ ہیں۔آپ نے، آپ کے ساتھیوں اور طلبا نے اور جامعہ حفصہ کی طالبات نے شریعتِ اسلامیہ کے نفاذ کا مطالبہ کیا کیونکہ ہماری تخلیق کا مقصد ہی یہ ہے کہ ہم اللہ کے عطا کردہ دین اسلام کے مطابق اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔بلا شبہ یہ سب لوگ درحقیقت اسی عظیم مقصد کی خاطر قتل ہوئے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔''(الذاریات:۵۶)

انہوں نے اپنی سب سے قیمتی متاع اس راہ میں لٹا دی اور اپنا دین بچانے کی خاطر اپنی جانیں قربان کر ڈالیں۔میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ان سب کی شہادتیں قبول فرمائے!

بلا شبہ لال مسجد کے ان شہدا کو بدعہدی اور خیانت سے قتل کیا گیا۔مرتد وکافر پرویز اور اس کے ساتھیوں نے ان شہدا کے لہو سے ہاتھ رنگے، حالاں کہ ان کا دعویٰ تھا کہ اس فوج کا مقصد تو کافروں کے مقابلے میں مسلمانوں کی حفاظت کرنا ہے۔لیکن یہاں اس کے بالکل برعکس اسی فوج نے مسلمانوں کے قتلِ عام میں کفار کے مددگار اور آلۂ کار کا کردار ادا کیا۔اسی پرویز نے مسئلۂ کشمیر کو دریا برد کر دیا اور ہندوؤں اور عیسائیوں کو راضی کرنے کے لیے آزادی کشمیر کی خاطر لڑنے والے مقاتلین پر ہر طرح کی پابندیاں لگا دیں۔پھر اسی پرویز نے اپنے فوجی اور ہوائی اڈے امریکہ کے لیے کھول دیے تاکہ وہ افغانستان کے مسلمانوں پر حملہ آور ہو سکے۔پھر یہ سب بھی آپ لوگوں نے دیکھا کہ اس فوج نے اہلِ سوات پر چڑھائی کی کیونکہ وہ

نفاذِ شریعت کا مطالبہ کر رہے تھے۔ پھر اسی طرح یہ فوج وزیرستان پر بھی حملہ آور ہوئی۔ اور یہ عظیم غداری تو ان سب کے علاوہ ہے کہ اسی فوج نے عرب مجاہدین کو، صحابہ رضوان اللہ علیہم کی اولادوں کو، پکڑ پکڑ کر عالمی کفر کے سردار امریکہ کے حوالے کیا۔

چنانچہ پرویز، اس کے وزرا، اس کی افواج اور وہ تمام لوگ جنہوں نے ان کی مدد کی، مسلمانوں کا خون بہانے میں باہم شریک ہیں۔ جس نے جانتے بوجھتے اور پوری رضامندی کے ساتھ پرویز کی مدد کی تو وہ بھی پرویز کی طرح کافر ہے۔ اور جس نے جانتے بوجھتے مگر جبر و اکراہ کے تحت اس کی مدد کی تو یہ جبر و اکراہ شرعاً کوئی عذر نہیں بن سکتا، کیونکہ جس شخص کو قتل پر مجبور کیا جا رہا ہو اس کی جان مقتول کی جان سے زیادہ قیمتی نہیں ہوتی (کہ وہ اپنی جان بچانے کی خاطر دوسرے مسلمان کی جان لے لے)۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

''اگر آسمان و زمین کے تمام لوگ ایک مومن کے خون میں شریک ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو اوندھے منہ جہنّم میں ڈال دیں گے۔'' (ترمذی)

میں پاکستانی فوج کے نمازی فوجیوں سے بھی یہی کہتا ہوں کہ تم پر لازم ہے کہ تم اپنی نوکریوں سے استعفیٰ دو، اور پھر سے اسلام میں داخل ہو اور پرویز اور اس کے شرک سے برأت کا اعلان کرو۔

میں پرویز اور اس کی فوج سے کہتا ہوں کہ تمہارا بھانڈا پھوٹ گیا ہے اور پوری امت، بالخصوص اہلِ پاکستان سے تمہاری غداریوں کا حال بھی کھل کر سامنے آ گیا ہے۔ اب یہ لوگ تمہاری عسکری نمائشوں کے اس دھوکے میں نہیں آنے لگے کہ تم ہر مرتبہ اپنے ہی لوگوں پر مصائب ڈھانے، بالخصوص اپنے ہی سرحدی علاقوں میں مسلمانوں کا قتلِ عام کرنے کے بعد توجہ ہٹانے کے لیے کسی نئے میزائل کا تجربہ کر لیتے ہو۔ بالکل اسی طرح جیسے تم نے لال مسجد میں قتلِ عام کرنے کے بعد ایک نئے میزائل کا تجربہ کیا۔ آخر امت کو تمہارے اس اسلحے کا کیا فائدہ ہے؟ تمہارے ان تجربات، حتیٰ کہ تمہارے ایٹم بم کا بھی اسلام کو کیا فائدہ ہے؟ اس سارے اسلحے کے باوجود جب امریکی وزیرِ خارجہ پاول تمہارے پاس آیا تو تم لوگوں نے بالکل بزدلی کا مظاہرہ کیا، اس کے سامنے رکوع میں چلے گئے اور ذلیل غلاموں کی طرح اس کے سامنے بچھ کر سرزمینِ اسلام پاکستان کی فضائیں، زمین اور پانی، سب صلیبی امریکی افواج کے لیے کھول دیے، تاکہ یہ صلیبی لشکر پہلے افغانستان اور پھر وزیرستان میں بسنے والے مسلمانوں کو قتل کر سکے۔ بربادی ہو تمہارے لیے! اور تُف ہو تم پر!

اے پاکستان میں بسنے والے نوجوانانِ اسلام! بلاشبہ قلم تمہاری نیکیاں اور لغزشیں لکھ رہا ہے اور یہ عذر تمہارے کسی کام نہ آئیں گے کہ تمہارے علما و زعما کی ایک کثیر تعداد نے کافر حکام سے دوستی لگا رکھی ہے اور کچھ دیگر علما پر طاغوتی حکمرانوں کے خوف سے ایسا ضعف طاری ہو گیا ہے کہ وہ حق بات کہنے اور اعلانیہ اس کا پرچار کرنے سے پیچھے ہٹ گئے ہیں۔ ان گڑھوں میں گرنے سے صرف وہی علما مستثنیٰ رہے ہیں جن پر اللہ نے اپنا خصوصی رحم فرمایا ہے، اور ایسے علما یا تو جیلوں میں بند ہیں اور یا انہیں در بدری کا سامنا ہے۔ یہ عظیم مصیبت، یعنی علمائے سوکا مرتد حاکم کے ہم رکاب ہو کر چلنا، اس کے ساتھ مداہنت کا رویہ اختیار کرنا، مخلص علما و مجاہدین پر طعن و تشنیع کرنا، یہ سب کچھ راہِ حق سے دور رہنے کا کوئی عذر نہیں بن سکتا کیونکہ یہ مسئلہ پاکستان ہی کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ یہ ایک ایسی مصیبت ہے جس کا شکار تمام عالمِ اسلام ہے، اور بلاشبہ برائی سے بچنے اور نیکی کرنے کی کوئی قوت ہمارے پاس نہیں سوائے اس کے جو اللہ عطا کرے۔

ہم، یعنی تنظیم القاعدہ کے ساتھی، اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ ہم مولانا عبدالرشید غازی اور ان کے ساتھیوں کے خون کا بدلہ پرویز اور اس کے ساتھیوں سے ضرور لیں گے۔ اور اسی طرح ہم ہر اس پاکیزہ اور محترم خون کا بدلہ لے کر رہیں گے جو ان ظالموں کے ہاتھوں بہا ہے، جن میں سرفہرست ابطالِ اسلام کا وہ لہو ہے جو وزیرستان میں بہایا گیا، خواہ شمالی وزیرستان میں ہو، یا جنوبی وزیرستان میں۔ اور اسی پاکیزہ لہو میں دو محترم قائدینِ جہاد، کمانڈان نیک محمد اور عبداللہ محسود رحمہ اللہ علیہم کا خون بھی شامل ہے۔ یقیناً وزیرستان کے قبائل نے عالمی کفر......یعنی امریکہ، اس کے حلیفوں اور اس کے آلہ کاروں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر استقامت کے ساتھ ایک تاریخی کردار ادا کیا ہے۔ ایک ایسا عظیم کردار جو بڑے بڑے ممالک بھی ادا کرنے سے عاجز رہے۔ ان کی اس ثابت قدمی کا اصل سبب ان کا اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اسی پر توکل ہے۔ انہوں نے اللہ ہی کی خاطر عظیم جانی اور مالی قربانیاں دیں۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اس راہ میں جو کچھ ان سے چھن گیا اللہ تعالیٰ انہیں اس سے بہت بہتر نعم البدل عطا فرمائے! مسلمان کبھی بھی اہلِ وزیرستان کا یہ عظیم کردار نہ بھولیں گے۔ نہ ہی علمائے اسلام، قائدینِ امت اور ابنائے ملت کا یہ خون یونہی رائیگاں جانے دیا جائے گا، جب تک کہ ہمارے جسم و جاں میں خون کا آخری قطرہ تک موجود ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں یہ عہد پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے!

اے اللہ! اے ہمارے رب! ہمارے جو بھائی اور بہنیں قتل کر ڈالے گئے ان کی شہادتیں قبول فرما اور زخمیوں کو اپنے خصوصی کرم سے شفا دے! اے اللہ ان کی قبروں کو ان پر کشادہ کر دے! ان کے اہل و عیال میں ان کا خلیفہ بن جا! اور علیین میں ان کے درجات بلند فرما!

اے اللہ! بلاشبہ پرویز، اس کے وزرا، اس کے علما اور اس کی افواج نے افغانستان اور پاکستان میں تیرے اولیا سے دشمنی لگائی، بالخصوص وزیرستان، سوات، باجوڑ اور لال مسجد میں تو دشمنی کی حد کر دی۔ اے اللہ! تو ان کی کمر توڑ دے! ان کی جماعت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے! ان کی وحدت پارہ پارہ کر دے! اے اللہ! تو ان سے ان کے عزیز و اقارب چھین لے جیسے انہوں نے ہم سے ہمارے عزیز و اقارب چھینے!

اے اللہ ہم ان کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں اور تجھے ان کی گردنوں پر مسلط کرتے ہیں!

اے اللہ! ان کی تدبیروں کو انہی کی تباہی کا سبب بنا دے!

اے اللہ! تو جیسے بھی چاہے ان کے مقابلے میں ہمارے لیے کافی ہو جا!

اے اللہ! تو ان کو اپنی گرفت میں لے لے کیوں کہ بلاشبہ وہ تجھے عاجز نہیں کر سکتے!

اے اللہ! تو ان میں سے ایک ایک کو گن لے! ان کو قتل کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈال! ان میں سے کسی ایک کو بھی باقی نہ چھوڑ!۔ اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا لے!

اللّٰھم صلی و سلم علی نبینا محمد و علی آلہ و صحبہ اجمعین۔

☆☆☆☆☆

امیر المومنین ملا محمد عمر نصرہ اللہ کی بیعت شرعی فریضہ ہے!!!

شیخ اسامہ بن لادن شہید رحمہ اللہ

بطل اسلام شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ احیاءِ خلافت کے عظیم داعی تھے۔ ان کی زندگی کی تمام تر کوششوں کا محور خطۂ ارضی پر خالص اسلامی ریاست کا قیام اور کفریہ طاقتوں خصوصاً امریکا کی بربادی تھا۔ افغان جہاد کے پہلے دور کے بعد جب افغانستان خانہ جنگی کا شکار ہوا تو شیخ سعودیہ چلے گئے تھے۔ اس دوران سوڈان میں نفاذ شریعت کی راہ ہموار ہوئی تو آپ ایک نوزائیدہ اسلامی ریاست کے قیام واستحکام کے لیے سرزمین حجاز سے سوڈان ہجرت کر گئے۔ مگر جب وہاں انہیں گوہرِ مقصود ہاتھ نہ آیا تو واپس افغانستان تشریف لے آئے۔ یہاں اس وقت طالبان تحریک بالکل ابتدائی شکل میں تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت سے جلد ہی انہوں نے افغانستان کے ایک بڑے علاقے کو فتح کر لیا اور اپنے زیر قبضہ علاقوں میں نفاذ شریعت کا عظیم الشان کارنامہ سرانجام دیا۔ مثالی امن وامان قائم کیا اور عامۃ الناس کو بے مثل عدل وانصاف مہیا کیا۔ طالبان تحریک کے امیر ملا محمد عمر مجاہد کو جب ''امیر المومنین'' تسلیم کیا گیا تو ہزاروں علماء اور مجاہدین کے علاوہ عام لوگوں نے آپ کی بیعت کی۔ شیخ اسامہ بن لادن شہید رحمہ اللہ کے لیے یہ بات گویا اپنی برسوں کی آرزوؤں کی تکمیل کا سامان تھا۔ انہوں نے نہ صرف حضرت امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد کے ہاتھ پر بیعت کی بلکہ خود کو اور اپنے رفقاء کو امارت اسلامیہ افغانستان کی ہمہ جہت خدمات پر متعین فرما دیا۔ شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ جیسی عظیم شخصیت کا امیر المؤمنین کے ہاتھ پر بیعت کرنا اور خود کو ان کے سپرد کر دینا جہاں ایک طرف امیر المؤمنین کے عظیم الشان منصب کا اظہار ہے وہیں شیخ کی بے لوثی، بے نفسی اور اسلام کے لیے اپنی گردن جھکا دینے جیسے قابلِ صد آفرین جذبات کا بھی اظہار ہے۔ زیر نظر مضمون دراصل امت مسلمہ خصوصاً علماء کرام کے نام آپ کا پر خلوص پیغام ہے جو خدماتِ دار العلوم دیوبند کانفرنس منعقدہ ۹، ۱۰، ۱۱ اپریل ۲۰۰۱ء (پشاور) کے شرکاء کے نام ارسال کیا گیا۔ اس میں شیخ نے امت مسلمہ کو اس کی شرعی ذمہ داری کا احساس دلایا اور انہیں امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد کی امارت پر متحد ومتفق ہو جانے کی دعوت دی۔ یہ پیغام اور اس کے مندرجات آج بھی اسی طرح تر وتازہ ہیں جیسے آج سے گیارہ سال قبل تھے۔ اس پیغام کو پڑھیے اور اپنی شرعی ذمہ داریوں سے آگاہ ہو کر میدانِ عمل میں برسرِ پیکار اہل حق کا ساتھ دینے کا عزم کیجیے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی وناصر ہو۔

تعریف ہے اس اللہ کے لیے جو فرماتے ہیں '' اے ایمان والو! ڈرو اللہ تعالیٰ سے جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے اور تھامے رکھو اللہ تعالیٰ کی رسی کو اور آپس میں اختلاف نہ کرو''۔

درود ہو اللہ تعالیٰ کے اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے فرمایا: '' کیا میں تمہیں اس عمل کے بارے میں نہ بتاؤں جو روزہ نماز اور زکوۃ سے بھی بہتر ہے؟ صحابہؓ نے فرمایا جی ہاں! بتائیے اے اللہ کے رسول۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ عمل آپس میں مصالحت و مفاہمت ہے۔ بے شک اختلاف دین کو مونڈنے والا (جڑ سے ختم کرنے والا) ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ اختلاف بالوں کو مونڈتا ہے بلکہ اختلاف دین کو مونڈ دیتا ہے''۔

آپ آج یہاں مختلف ممالک، دور افتادہ علاقوں اور علیحدہ خطوں سے اس غرض سے اکٹھے ہوئے ہیں تا کہ آپ اس اسلام کی نمائندگی کریں جس میں قومیت، رنگ، سرحدات اور زبانوں کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ آپ اس غرض سے اکٹھے ہوئے ہیں تا کہ آپ حق اور اہل حق کی مدد کے بارے میں اسلام کے عظیم حکم کی بجا آوری کر سکیں۔

بے شک آپ کے اس اجتماع سے عالم کفر کو سخت صدمہ پہنچا ہے اور وہ اس قسم کے اجتماعات کو روکنے کے لیے ہزاروں تدبیریں سوچتا رہتا ہے۔

> آپ خوب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت پر رحم فرمایا اور ان کو امارت اسلامیہ کا تحفہ دیا جو کہ اللہ کی شریعت کے نفاذ اور توحید کے جھنڈے کی بلندی کے لیے کوشاں ہے۔ یہ تحفہ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کی زیر قیادت امارت اسلامیہ افغانستان ہے۔ پس آپ پر یہ واجب ہے کہ لوگوں کو امارت اسلامیہ کی طرف دعوت دیں اور سیلاب کی طرح بہنے والے بین الاقوامی کفر کے مقابلے میں جان اور مال سے مدد کریں اور کفر کے خلاف اس کے شانہ بشانہ لڑیں۔

اے صاحب فضیلت حضرات! میں یہ سطور ایسے وقت میں آپ کو لکھ رہا ہوں کہ یہ سوچ کر میرا سر فخر سے بلند ہو رہا ہے کہ امت مسلمہ میں اب تک ایسی ہستیوں کی کمی نہیں ہے جو کہ ایک ایسے حالات میں جب ظلم وستم اور فساد نے روئے زمین کو ڈھانپ رکھا ہے، فساد کو روکنے کی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں۔

اے صاحب فضیلت بزرگو! امت کی طرف سے آپ کے کاندھوں پر رکھے گئے بار گراں کو آپ نہ بھولیں۔ بے شک آپ انبیاء علیہم السلام کے وارث اور امت کے سالار ہیں اور یہ آپ ہی کے فتاویٰ ہیں جو لوگوں میں جہاد کی روح پھونک دیتے ہیں اور انہیں ہمیشہ باطل کے مقابلے کے لیے کمر بستہ رکھتے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی آزمائش ہے جس نے آپ کو ایک ایسے وقت میں مبعوث فرمایا کہ بغاوت اپنے عروج کو پہنچ چکی ہے، مقدسات کو پاؤں تلے روند ڈالا گیا اور جرائم کو حلال گردانا گیا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ آپ سے پوچھیں گے کہ آپ لوگوں نے اپنے علم پر کہاں تک عمل کیا ہے؟

صاحبان فضیلت! میں یہ سطور ایسے وقت میں آپ کو لکھ رہا ہوں کہ امت کے چکنا چور جسم میں ذرہ برابر بھی ایسی جگہ نہیں ہے جو کہ زہریلے تیر اور نوکدار تلوار سے گھائل نہ کی جا چکی ہو۔

میں آپ کے نام یہ سطور ایسے وقت میں لکھ رہا ہوں کہ جب اقوام متحدہ اور اس کے عالمی چارٹر کے تحت مسلمانوں کا قتل عام ایک جائز کام ہے۔ حد تو یہ ہے کہ شیر خوار بچوں تک کو معاف نہیں کیا جاتا، اسلامی مقدسات کی کھلم کھلا توہین کی جا رہی ہے۔ یہ ایسا نظام ہے کہ متعصب کفار کروڑوں مسلمانوں کو ختم کرنے اور ان کا محاصرہ کرنے کے درپے ہیں اور آج کل تو یہ حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ اقوام کفر مسلمانوں کے خلاف اپنی ظالمانہ سازشوں کا

برملا اعتراف کرتے نظر آتے ہیں اور یہی اقوام متحدہ کی تنظیم ہے جو کہ ان سازشوں کی تکمیل کے لیے لونڈی کا کردار ادا کرتی رہتی ہے۔مغرب والوں کو اب بھی شرم نہیں آتی اور انسانی حقوق کے نعرے لگاتے نہیں تھکتے۔صحیح بخاری میں روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عورت کو جہنّم میں اس لیے ڈالا گیا ہے کہ اس نے ایک بلی کو باندھ رکھا تھا نہ اسے کھانا کھلاتی اور نہ ہی حشرات الارض کھانے کے لیے چھوڑتی یہاں تک کہ وہ بلی مرگئی۔حدیث میں ایک بلی پر پابندی،انجام اور سزا کی کیسی تشریح کی گئی ہے۔

پس اے اللہ کے بندو! آپ ان لوگوں کے بارے میں کیا سوچتے ہیں جن کی پابندیوں کی وجہ سے مسلمان قومیں موت کی دہلیز تک پہنچ گئی ہیں۔

اے خدائے بزرگ وبرتر! میں ایسے لوگوں کے اعمال سے بے زاری کا اعلان کرتا ہوں اور کفار کی ظالمانہ پابندیوں میں جکڑے ہوئے مظلوم مسلمانوں کی مدد نہ کرنے پر معافی چاہتا ہوں۔

اے عالم اسلام کے علما! یہ زخم چاہے کتنے ہی گہرے کیوں نہ ہوں اور بحران جتنا بھی شدید ہو،ہمیں اللہ تعالیٰ پر توکل ہے اللہ بہت مہربان ہیں اور یہ زخم بھر جائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی نصرت کا وعدہ کیا ہے اور بشارت دی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ایک جماعت ایسی ہوگی جو حق کے لیے لڑے گی اور ہمیشہ غالب رہے گی اور مخالفت کرنے والوں کی مخالفت ، بدخواہوں کی بدخواہی اور ملامت کرنے والوں کا طعن وتشنیع ان کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے گا تا آنکہ اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ صادر فرمادیں یعنی قیامت کا اعلان فرمادیں اور یہ جماعت اپنے عزم پر ڈٹی رہے گی۔آپ خوب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت پر رحم فرمایا اور ان کو امارت اسلامیہ کا تحفہ دیا جو کہ اللہ کی شریعت کے نفاذ اور توحید کے جھنڈے کی بلندی کے لیے کوشاں ہے۔یہ تحفہ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کی زیر قیادت امارت اسلامیہ افغانستان ہے۔پس آپ پر یہ واجب ہے کہ لوگوں کو امارت اسلامیہ کی طرف دعوت دیں اور سیلاب کی طرح بہنے والے بین الاقوامی کفر کے مقابلے میں جان اور مال سے مدد کریں اور کفر کے خلاف اس کے شانہ بشانہ لڑیں۔امید ہے کہ آپ حضرات کفر کے مقابلے کے لیے اپنی کانفرنس کے ایجنڈے میں مندرجہ ذیل موضوعات کو بھی شامل فرمائیں گے:

۱۔جان سے:

تمام ممکنہ وسائل کے ساتھ امارت اسلامیہ کی حمایت کے لیے لوگوں کو دعوت اور جہاد کے لیے نوجوانوں کو ترغیب،کیونکہ جہاد ہی اس دور کا سب سے بڑا اور اہم فریضہ ہے۔

۲۔مال سے:

متمول اور دولت مند افراد کو ترغیب دی جائے کہ دامے درمے سخنے اور قدمے امارت اسلامیہ کے ساتھ امداد کریں۔اپنے اموال کی زکوۃ میں امارت اسلامیہ کو حصّہ دار بنادیں اور امارت اسلامیہ کی حدود میں نفع بخش کاروباری سرگرمیوں کے لیے آگے آئیں۔

۳۔زبان سے:

امارت اسلامیہ کی اور اس کے شرعی امیر کی اطاعت کے بارے میں فتویٰ صادر کرنا۔اس مناسبت سے میں آپ سب اور دنیا والوں کو یہ تاکید کرتا ہوں کہ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کے ہاتھوں پر بیعت کرنا فرض ہے اور یقیناً میں نے بالفعل ان کے ہاتھوں پر بیعت کی ہے۔

اپنے اس عمل کی دلیل کے طور پر بہت سارے شرعی نصوص میں سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی مندرجہ ذیل حدیث نقل کرتا ہوں جو فرماتے ہیں:

تلزم جماعة المسلمين و امامهم

''مسلمانوں کی جماعت اور اس کے امام کا ساتھ دو''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا قول ہے:

من مات وليس في عنقه بيعة مات موت الجاهلية(رواه مسلم)

''جو مر گیا اس حالت میں کہ اس کے گلے میں بیعت نہیں تھی تو گویا وہ جاہلیّت کی موت مرگیا''۔

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ لوگوں کے اس جم غفیر کے سامنے جو کہ دین کی محبت اور آپ سے تعلّق کی بنیاد پر یہاں جمع ہوگئے ہیں اور آپ کی ہدایات کے منتظر ہیں یہ برملا اعلان کریں کہ عزت اور کامیابی جہاد ہی میں ہے،قرون اولیٰ کے مسلمان اسی جہاد کی برکت سے عزت وشرف کے اعلیٰ وارفع مقام تک پہنچے تھے اور آنے والی مسلمان نسلیں بھی اسی جہاد کی برکت سے معزز بن جائیں گی اور ان کی تکلیف اور غربت ختم ہوجائے گی۔

مسلمانوں کو اس بات کا درس دے دیں کہ جہاد کا اصل مقصد اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتا جب تک ایک ایسی جماعت نہ ہو جس کا ایک امیر پر اتفاق ہو چکا ہو اور اس کی بات سنتے ہوں،جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ''اللہ تعالیٰ نے مجھے پانچ چیزوں کا حکم دیا ہے اور میں ان پانچ چیزوں کا حکم تمہیں دیتا ہوں: سننے اور اطاعت کا،جہاد کا،ہجرت کا اور اتفاق واتحاد کا،کیونکہ جو شخص مسلمانوں کی جماعت سے ایک بالشت کے بقدر دور ہوتا ہے تو گویا اُس نے اسلام کا قلادہ اپنی گردن سے اتار دیا اِلاّ یہ کہ وہ واپس لوٹ آئے اور جو جاہلیّت والی آواز لگائے گا تو وہ جہنّم کا ایندھن ہے''۔

اس لیے اے اللہ کے بندو! اللہ کی آواز لگایا کرو جس نے تمہارا نام مسلم اور مومن رکھا ہے۔

صاحب فضیلت بزرگو! اسلامی امت آپ کی طرف آس لگائے بیٹھی ہے۔اب آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ بانگ دہل حق کا اعلان کردیں اور اس راستے میں کسی بھی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کریں۔

(بقیہ صفحہ ۷۰ پر)

نرم دمِ گفتگو گرم دمِ جستجو

[شیخؒ کے مختلف بیانات سے اقتباسات، جہاد سے محبت کرنے والوں کو چاہیے کہ پوسٹروں اور سٹیکروں کے ذریعے عام کریں]

مرتب: عبدالہادی

''میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں! کہ جو لوگ آج شہید ہو چکے ہیں، وہ نہایت خوش قسمت ہیں جنہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو تھامنے اور دینِ اسلام کے جھنڈے تلے کھڑے ہونے کا اعزاز ملا، اُنہوں نے عالمی صلیبی کفر کے ساتھ جنگ لڑی، تمام مسلمانوں کو یہودیوں اور صلیبیوں سے لڑنے کے لیے آگے آنا چاہیے اور اُنہیں جان لینا چاہیے کہ اُن کو قتل کرنا ایمانیات کی بنیاد اور نہایت اہم امر ہے''۔(از: جدید صلیبی جنگیں حصّہ اول)

''اگر آپ چاہیں کہ ان ظالموں کے ساتھ آپ کی قربتیں بھی برقرار رہیں اور ساتھ ہی ساتھ آپ کی ذاتی عبادات بھی جاری رہیں، جو ان کے باطل طور طریقوں سے نہ ٹکرائیں، پھر تو یہ واقعتاً آپ کو نہیں چھیڑیں گے۔البتہ اگر آپ کی خواہش یہ ہو کہ دین سارے کا سارا اللہ کے لیے خالص ہو جائے، تو اس کا واحد راستہ ہجرت اور جہاد ہی ہے......خیر البشر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی راستہ اختیار کیا......اور صحابہ کرامؓ نے بھی، جب اُن پر بدترین مظالم توڑے گئے، یہی راہ اپنائی......''۔(از: اے اللہ صرف تیرے لیے)

''کاش آپ جانتے کہ ہجرت اور جہاد کتنے اجر و ثواب والے اعمال ہیں! ہم تو درحقیقت اللہ ہی سے تمام تر اجر کے طالب ہیں......اسی پر ہمارا بھروسہ ہے......وہی ہمارے لیے کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے''۔(اے اللہ صرف تیرے لیے)

''اگر آپ یہ چاہیں کہ آپ باطل سے مقابلہ بھی کریں اور رہ بھی آپ باطل کے تحت رہے ہوں......تو یہ بات سنتِ الٰہی کے خلاف ہے۔صرف مہاجر ہی اس کیفیت کو حاصل کرسکتا ہے کہ ہر لمحے......تنہائی کے ہر گھڑی میں اس کے دل کی گہرائیوں میں یہ خیال پیوست ہو کہ وہ بیت اللہ العتیق کو پنجۂ کفار سے چھڑانے کے لیے نکلا ہے...... ہر لحظہ اس کے دل اور اس کے کانوں میں یہ آواز گونجتی رہے کہ 'اے مومن......خبردار! اللہ کے گھر کو نہ بھولنا'......اور وہ اس وقت تک بطور مہاجر رہے جب تک سرزمین مکہ و مدینہ میں توحید کا پرچمِ حق سربلند نہ ہو جائے''۔(اے اللہ صرف تیرے لیے)

''ہم اور کیا چاہتے ہیں؟ اس سے بڑھ کر ہم کس چیز کے طالب ہیں؟ کیا ہمارا مقصود اللہ کی رضا کے سوا بھی کچھ ہے؟ کیا ہم جنت کے طلب گار نہیں؟ کیا ہم اس دنیاوی مال و اسباب کے خواہش مند تو نہیں جو الٹا ہماری پکڑ کا باعث بنے گا؟ (اے اللہ صرف تیرے لیے)

حالات بگاڑنے کی ذمہ داری ان لوگوں پر بھی عائد ہوتی ہے جو اس نظام کا ساتھ دیتے ہیں، حکمرانوں سے مصالحت کا رویہ اختیار کرتے ہیں اور برائیوں کو ٹھنڈے پیٹوں برداشت کرتے ہیں''۔(اے اللہ صرف تیرے لیے)

''جہاں تک ہمارا تعلّق ہے، تو اللہ گواہ ہے کہ ہم اصلاح ہی کے خواہش مند ہیں اور حسبِ استطاعت اس کے لیے کوشش بھی کرتے ہیں۔ہم اپنے گھربار چھوڑ کر اصلاح ہی کی خاطر نکلے ہیں۔ہم نے کبھی بھی کسی دنیاوی پریشانی کی شکایت نہیں کی اور یقیناً اس میں ہمارا کوئی کمال نہیں، تمام تعریف و حمد کی مستحق تو اللہ ہی کی ذات ہے۔مکہ و مدینہ چھوڑ کر کہیں اور جانے کا شوق ہمیں بھی نہ تھا، بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اس پاک سرزمین سے دور رہنا دل پر بہت گراں گزرتا ہے لیکن اللہ کی خاطر یہ سب برداشت کرنا آسان ہو جاتا ہے''۔(اے اللہ صرف تیرے لیے)

''عقل مند وہی ہے جسے اس کی دنیا گمراہ نہ کرسکے۔اور جو اللہ پر توکل کرے اسے اللہ کے مل جانے کے بعد کسی دنیاوی چیز کی حاجت نہیں رہتی۔بے معنی ہے وہ زندگی جس میں اللہ کی اطاعت نہ ہو۔لہٰذا ہم اللہ سے استقامت اور خاتمہ بالخیر کی دعا مانگتے ہیں''۔(اے اللہ صرف تیرے لیے)

''ہمارا مسئلہ صرف یہی نہیں کہ ہمارے حکمران غیروں کے ایجنٹ ہیں بلکہ اس سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ ہماری دینی تحریکیں ان طاغوتوں کی تعریفیں کرتے نہیں تھکتیں۔بعض کہتے ہیں کہ یہ امیر المومنین ہیں لہٰذا ان کا احترام کیا جائے۔بعض ان کو کشتیٔ نوح قرار دیتے ہیں حالاں کہ اس کشتی میں بیٹھنے والے کا انجام غرق ہونے کے سوا کچھ نہیں۔دین کے نام پر اس سے بڑا جھوٹ اور دھوکہ ممکن نہیں۔میں ان جماعتوں میں موجود مخلص لوگوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی تحریکوں کو ایسے افراد اور ایسے افکار سے پاک رکھیں''۔(اے اللہ صرف تیرے لیے)

''ہم اپنے فلسطینی بھائیوں کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ تمہارے بچوں کا خون ہمارے بچوں کا خون ہے اور تمہارا خون ہمارا خون ہے، پس خون کا بدلہ خون سے اور تباہی کا بدلہ تباہی سے لیا جائے گا۔ہم رب العزت کو گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ ہم تمہیں تنہا نہیں چھوڑیں گے یہاں تک کہ یا تو ہمیں فتح حاصل ہو جائے یا پھر ہم اُسی انجام کا مزہ چکھ لیں جو حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے حصّے میں آیا۔ہم تمہیں یہ خوش خبری بھی سنانا چاہتے ہیں کہ اسلام کی نصرت کے لیے لشکر چل پڑے ہیں اور یمن سے آنے والی مدد و نصرت بھی ان شاء اللہ اب رکنے نہ پائے گی''۔(از جدید صلیبی جنگیں حصّہ اول)

''(اے کافرو!) ہم تم سے محض اس لیے جنگ کر رہے ہیں کہ ہم ایک آزاد قوم ہیں، ایک ایسی قوم جسے لمحہ بھر کی غلامی بھی گوارا نہیں۔ہم امت مسلمہ کو ہر غلامی سے آزاد، بس ایک اللہ کا غلام دیکھنا چاہتے ہیں۔لہٰذا جس طرح تم ہمارا امن و سکون غارت کرتے ہو، ہم تمہارا سکون چھینیں گے۔نہایت احمق ہے وہ ڈاکو جو دوسروں کا سکون برباد کر کے اس غلط فہمی میں مبتلا رہے کہ وہ خود چین کی نیند سو سکے گا!''۔(اے اللہ صرف تیرے لیے:)

''امریکی حکومت کو بے وقوف بنانا ہمارے لیے بہت آسان ہے۔ہمیں صرف اتنا سا اہتمام کرنا پڑتا ہے کہ مشرق کے آخری کونے میں دو مجاہدین کو صرف ایک جھنڈے کے ساتھ بھیج دیں جس پر القاعدہ لکھا ہو، بس اتنی سی خبر امریکی جرنیلوں کی دوڑ لگوانے کے لیے کافی ہوتی ہے اور امریکی فوج خود چل کر مزید جانی، مالی اور سیاسی نقصانات اٹھانے ہماری منتخب کردہ جگہ پر آن پہنچتی ہے۔ایسی ہر کارروائی کے لیے امریکہ بے نیل و مرام واپس لوٹتا ہے''۔(اے

اللہ صرف تیرے لیے:)

''امریکیو! تمہاری امن وسلامتی نہ بش کے ہاتھ میں ہے، نہ کیری کے اور نہ ہی القاعدہ کے! تمہاری سلامتی خود تمہارے ہاتھ میں ہے! ہر ملک کے امن وتحفظ کی ضمانت یہ ہی ہے کہ وہ ہم مسلمانوں سے کھیلنا چھوڑ دے''۔(اے اللہ صرف تیرے لیے:)

''آپ جانتے ہی ہیں کہ امریکہ نے مجاہدین فی سبیل اللہ کو گرفتار یا شہید کرنے پر بھاری انعامات کا اعلان کر رکھا ہے۔ جواباً القاعدہ بھی یہ اعلان کرتی ہے کہ جو شخص غاصب بریمر (سابق عراقی حکمران)،اس کے نائب،عراق میں امریکی فوج کے سپہ سالار یا اس کے نائب کو قتل کرے گا تو اسے ۱۰،۰۰۰ گرام سونا بطور انعام دینا،ان شاء اللہ ہمارے ذمے ہے''۔(اے اللہ صرف تیرے لیے)

''(اے مجاہدینِ اسلام!) چھاپہ مار جنگ اور شہیدی حملے جاری رکھو! یہ شہیدی حملے افضل ترین عبادات میں سے ہیں،اللہ کے قرب کا بہترین ذریعہ ہیں اور ایک ایسا ہتھیار ہیں جسے روکنا دشمن کے بس کی بات نہیں۔الحمدللہ اس ہتھیار نے دشمن کو عاجز کر دیا ہے،انہیں ذلیل ورسوا کیا ہے،اور ان کے حوصلے بہت بری طرح پست کر دیے ہیں۔لہٰذا مزید شہیدی حملے کرو،دشمن کے پیروں تلے زمین کو آگ لگا دو اور ان کے ہر ٹھکانے کو نشانہ بناؤ یہاں تک کہ وہ شکست کھا کر بھاگ نکلیں''۔(اے اللہ صرف تیرے لیے)

''نیٹو' جسے امریکہ نے تخلیق کیا' ہم جانتے ہیں کہ اس نے ۴۵۵ بلین امریکی ڈالر صرف اسلحہ جات کی بہتری پر صرف کیے تاکہ یورپ اور امریکہ کو روس سے بچا سکے اور انہوں نے خود ایک گولی بھی نہیں چلائی۔اللہ' مسلمانوں،افغانی مجاہدین اور وہ جو دیگر مسلمان ممالک سے آکر ان کے ساتھ لڑائی میں شامل ہوئے' کے ساتھ تھا۔ہم روسیوں اور سوویت یونین کے خلاف تب تک لڑے جب تک ان کا خاتمہ نہیں ہو گیا۔ایسا نہیں کہ ہم نے انہیں شکست دی بلکہ اللہ نے انہیں شکست دی اور اس میں ہر اس شخص کے لیے (عبرت اور) سیکھنے کا سامان ہے جو سیکھنا چاہے''۔(امریکی صحافی جان ملر کو انٹرویو:۱۹۹۸)

''ہم پیشین گوئی کرتے ہیں کہ ریاض کے رہنما اور وہ جو اُن کے ساتھ یہودیوں اور عیسائیوں کے شانہ بشانہ کھڑے ہوئے اور حرمین' مقدس عبادت گاہوں' کو امریکی یا دیگر شناخت کے حامل یہودیوں اور عیسائیوں کے ہاتھ جانے دیا' وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو چکے ہیں۔ہم پیشین گوئی کرتے ہیں کہ ایران کے شاہی خاندان اور ان کے شاہ کی طرح یہ بھی بکھر جائیں گے اور اوجھل ہو جائیں گے''۔(صحافی جان ملر کو انٹرویو:۱۹۹۸)

''جو شخص بھی حق کی دعوت لے کر اٹھے گا،اس سے ضرور دشمنی کی جائے گی!لیکن اگر کفار کے مددگار اور اللہ کی شریعت سے ہٹ کر فیصلے کرنے والے کسی شخص سے دشمنی نہیں کر رہے تو یقیناً ایسا شخص رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے منہج اور طریقے پر گامزن نہیں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ رسولوں (علیہم السلام) کے منہج کے مطابق آپ بات کریں تو آپ سے دشمنی نہ کی جائے......اللہ کے دشمن تو اہل حق سے تبھی راضی ہوتے ہیں جب وہ مداہنت ومصالحت کرنے پر تیار ہوں''۔(اے اللہ صرف تیرے لیے:)

''صلیبیوں نے ہماری ماؤں' بہنوں اور بچوں کے قتلِ عام کا سلسلہ جاری رکھا۔امریکہ ہر مرتبہ ان (صلیبیوں) کی مدد کا فیصلہ کرتا ہے اور مسلمانوں تک ہتھیاروں کی رسائی میں رکاوٹ ڈالتا ہے اور سربیا کے قصابوں کو مسلمانوں کے قتلِ عام کی اجازت دیتا ہے۔آپ کا مذہب آپ کو یہ کام سرانجام دینے سے نہیں روکتا تو پھر آپ کو یہ حق بھی حاصل نہیں ہے کہ بدلے میں کی گئی کارروائی پر اعتراض کریں''۔(صحافی جان ملر کو انٹرویو:۱۹۹۸)

''صبر بہترین ہتھیار ہے اور تقویٰ بہترین سواری۔اگر ہم شہادت کا مرتبہ پا جائیں تو یہی تو ہم چاہتے ہیں۔میں تمام مسلم اُمہ کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اللہ نے ہمیں جو نعمتیں عطا کی ہیں اور جو صبر عطا کیا ہے اس کی بدولت ہم اگلے سات سال تک جہاد جاری رکھنے کے قابل ہوئے ہیں۔اور ان شاء اللہ اس سے اگلے سات سال اور پھر ان سے بھی اگلے سات سال اللہ کی نصرت کے سہارے یہ جہاد جاری رکھیں گے''۔(از:غزہ میں جاری مظالم کے خاتمے کی خاطر جہاد کی پکار)

''زرداری اور اُس کی فوج' شیطان کے اولیا ہیں۔جو لوگ یہ پوچھتے ہیں کہ مجاہدین ،پاکستانی فوج کے خلاف کیوں لڑتے ہیں؟ جب کہ وہ ''مسلمان'' فوج ہے! کیا وہ یہ نہیں دیکھتے کہ یہ پاکستانی فوج صرف امریکہ کی مدد اور اُس کے مطالبات کو پورا کرنے کے لیے قبائل کے خلاف جنگ لڑ رہی ہے؟''(از:شریعت یا شہادت:مسلمانانِ پاکستان کے نام پیغام)

''اے اللہ کے بندو! جان لو کہ وہ فوج جو شریعت الٰہیہ کے قیام کو روکنے کے لیے قتال کرتی ہے' وہ مرتد ہے اور اُس میں کوئی خیر نہیں ہے۔ہمارے نزدیک شریعتِ الٰہیہ' ہمارے خون،ہمارے اموال واغراض اور ہماری زمین' سب سے بڑھ کر ہے!!! جب کہ فوج شریعت کی اہانت کرتی ہے اور اس کے نزدیک شریعت کی کوئی اہمیّت نہیں ہے۔ان کے اس عمل کے بارے میں کوئی جاہل یا منافق ہی شخص تاویل کر سکتا ہے۔کشمیر کو ہرگز فراموش نہ کیجیے کہ وہ پاکستان کے استحکام کے لیے انتہائی اہم ہے اور بے شک اسلام کے خطے' پاکستان کی حفاظت' مجاہدین ہی کریں گے،ان شاء اللہ''۔(شریعت یا شہادت:مسلمانانِ پاکستان کے نام پیغام)

''ہم اللہ سبحانہ کے فضل وکرم سے پچھلے تیس سالوں سے اپنے ہتھیار کندھوں پر اٹھائے شرق وغرب میں باطل کفری قوتوں کے خلاف برسرپیکار ہیں اور الحمدللہ اس سارے عرصے میں ہمارے ساتھیوں میں ایک بھی خودکشی کا واقعہ پیش نہیں آیا۔یہ تمہارے لیے ہمارے نظریے کی سچّائی اور ہمارے مقصد کی حقانیت کی دلیل ہے۔ہم ان شاء اللہ اپنی ارض مقدّس کو آزاد کرانے کے راستے پر رواں دواں ہیں،صبر ہمارا ہتھیار ہے اور ہم اپنے اللہ سے نصرت طلب کرتے ہیں اور ہم کبھی مسجدِ اقصیٰ کو تنہا نہیں چھوڑیں گے کیونکہ فلسطین ہمیں اپنی جانوں سے بڑھ کر عزیز ہے سو تم جتنا چاہو جنگ کو طول دو لیکن اللہ کی قسم ہم اس پر ذرہ برابر بھی سمجھوتہ نہیں کریں گے''۔(گیارہ ستمبر ۲۰۰۹ کے موقع پر امریکی عوام کے نام پیغام)

''میں پھر یہ کہتا ہوں کہ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ تم مسلم علاقوں میں اپنی ظالمانہ کارروائیوں کو بند کر دو اور اپنی فوجوں کو یہاں سے نکال لو۔آج معاشی بحران میں مبتلا یورپ'

معاشی میدان اور عالمی منڈی میں اپنی مصنوعات کی سب سے زیادہ کھپت کو زیادہ دیر تک برقرار نہیں رکھ سکے گا اور امریکی بھی معاشی جنگ کی وجہ سے لڑکھڑا رہے ہیں۔ اس تناظر میں کیا تم نے کبھی سوچا ہے کہ جب امریکی یہاں (افغانستان) سے نکل جائیں گے تو تمہیں اس کی کیا قیمت چکانی پڑے گی؟ خوش قسمت ہے وہ جو دوسروں کی غلطیوں سے سبق سیکھے، لہٰذا تم لوگوں کے لیے ضروری ہے کہ مسلم خطوں میں موجود اپنی افواج کو فی الفور واپس بلوا لو کیونکہ تھوڑی سی احتیاط زیادہ علاج سے بہتر ہے۔ غلطی پر اصرار کرنے سے بہتر ہے کہ سچّائی کی طرف رجوع کیا جائے''۔(یورپی اقوام کے نام پیغام: ستمبر ۲۰۰۹)

''جب بھی پنٹاگون اور ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے معرکوں کی بات ہو گی، ان نوجوانوں کا تذکرہ ضرور سامنے آئے گا جنہوں نے تاریخ کے دھارے کا رخ موڑ دیا۔ آج لوگ ان کے ناموں سے واقف ہوں یا نہ ہوں، تاریخ بہر حال یہ بات ثبت کرے گی کہ یہی وہ شہداء تھے جنہوں نے ملت فروش حکمرانوں اور ان کے آلہ کاروں کے لگائے ہوئے داغ اپنے خون سے دھوئے۔ معاملہ صرف اتنا نہیں کہ انہوں نے پنٹاگون اور ٹریڈ سنٹر کے برج تباہ کر دیے، یہ تو ایک آسان سی بات تھی۔ نہیں! بلکہ ان نوجوانوں کا اصل کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے وقت کے ایک جھوٹے خدا کا بت پاش پاش کر کے رکھ دیا، اس کی اقدار کو ملیا میٹ کر دیا، اور یوں طاغوتِ زمانہ کا اصل چہرہ لوگوں کے سامنے آ گیا۔ کل اگر فرعونِ مصر کا دامن معصوم بچوں کے لہو سے داغدار تھا تو آج کا فرعون کفر و سرکشی میں اس سے دو ہاتھ آگے ہے۔ یہی قاتل ہے جو ہمارے معصوم بچوں کو فلسطین، افغانستان، لبنان، عراق، کشمیر اور دیگر خطوں میں قتل کرنے کا ذمہ دار ہے۔ ان شہیدی جوانوں نے خوابیدہ امّت کے دلوں میں ایک بار پھر ایمان کی آگ بھڑکائی اور انہیں عقیدۂ الولاء والبراء کا مطلب سمجھا دیا۔ صلیبیوں اور ان کے مقامی دُم چھلوں کی عشروں سے جاری سازشوں کا توڑ کیا اور مسلمانوں سے وفاداری اور کفار سے بیزاری کے عقیدے کو مٹانے کی مذموم کوششوں پہ پانی پھیر دیا''۔(شہدائے گیارہ ستمبر کا تعارف)

''تم بتاؤ! بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ تم ہماری زمینوں پر قبضے میں حصّہ لو اور ہمارے بچوں اور خواتین کی قتل و غارت میں امریکیوں کی مدد کرو اور پھر اس کے باوجود امن و سکون کی زندگی گزارنے کی خواہش کرو؟ اور اگر تم متکبرانہ انداز اختیار کرتے ہوئے مسلمان خواتین کو حجاب جیسے فرض سے بزور روکنا اپنا حق سمجھو تو کیا ہمارا یہ حق نہیں کہ ہم تمہارے حملہ آور مردوں کے گلے کاٹیں اور ان کو اپنے علاقوں سے نکال باہر کریں؟ ظاہر ہے کہ انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ تم قتل کرو گے تو قتل کیے بھی جاؤ گے، تم اغوا کرو گے تو اغوا کیے بھی جاؤ گے، تم ہمارے امن و سکون کو برباد کرو گے تو ہم بھی تمہیں سکون و چین سے نہیں رہنے دیں گے اور بلاشبہ جس نے جھگڑے میں پہل کی اس نے ایک بڑی ناانصافی کی''۔(اہل یورپ کے نام: نومبر ۲۰۱۰ء)

''میں پاکستانی فوج کے نمازی فوجیوں سے بھی یہی کہتا ہوں کہ تم پر لازم ہے کہ تم اپنی نوکریوں سے استعفیٰ دو، اور پھر سے اسلام میں داخل ہو اور پرویز اور اس کے شرک سے برأت کا اعلان کرو۔ کیا پرویز وافواجِ پرویز اور احمد شاہ مسعود، ربانی اور سیاف وغیرہ کی افواج کے مابین کوئی فرق ہے؟ یقیناً کوئی فرق نہیں! ان میں سے ہر ایک نے صلیبیوں کی طرف سے اسلام اور اہلِ اسلام کے خلاف لڑنے کی خدمت اپنے ذمے لی ہے۔ پس جو لوگ پرویز اور اس کی افواج کے خلاف لڑنے کو ناجائز قرار دیتے ہیں اور ایک حکمِ عام سے انہیں مستثنیٰ قرار دیتے ہیں، دراصل ان کے دلوں میں مرض ہے اور انہوں نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دے ڈالی ہے''۔(لال مسجد کی شہادت کے بعد اہلِ پاکستان کے نام پیغام)

''یقیناً وزیرستان کے قبائل نے عالمی کفر......یعنی امریکہ، اس کے حلیفوں اور اس کے آلۂ کاروں......کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر استقامت کے ساتھ ایک تاریخی کردار ادا کیا ہے۔ ایک ایسا عظیم کردار جو بڑے بڑے ممالک بھی ادا کرنے سے عاجز رہے۔ ان کی اس ثابت قدمی کا اصل سبب ان کا اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اسی پر توکل ہے۔ انہوں نے اللہ ہی کی خاطر عظیم جانی اور مالی قربانیاں دیں۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اس راہ میں جو کچھ ان سے چھن گیا اللہ تعالیٰ انہیں اس سے بہت بہتر نعم البدل عطا فرمائے! مسلمان کبھی بھی اہلِ وزیرستان کا یہ عظیم کردار نہ بھولیں گے۔ نہ ہی علمائے اسلام، قائدینِ امت اور ابنائے ملت کا یہ خون یونہی رائیگاں جانے دیا جائے گا، جب تک کہ ہمارے جسم و جاں میں خون کا آخری قطرہ تک موجود ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں یہ عہد پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے!''۔(لال مسجد کی شہادت کے بعد اہلِ پاکستان کے نام پیغام)

''اگر تمہاری اظہار رائے کی آزادی کا کوئی اصول نہیں تو پھر ہمارے افعال کی آزادی کے لیے بھی اپنے سینے کھلے رکھو۔ یہ بات عجیب اور اشتعال انگیز ہے کہ تم نرمی اور سلامتی کی بات کرتے ہو حالاں کہ تمہارے فوجی ہمارے ملکوں میں ناتواں لوگوں تک کا مسلسل قتل عام کر رہے ہیں۔ اس پر مزید یہ کہ تم نے یہ خاکے شائع کیے جو کہ جدید صلیبی حملے کا ایک حصّہ ہیں اور ''ویٹی کن'' میں بیٹھے پوپ کا اس میں بہت بڑا ہاتھ ہے۔ یہ تمام چیزیں اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ تم مسلمانوں سے ان کے دین پر جنگ جاری رکھنا چاہتے ہو اور یہ جاننا چاہتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو اپنے جان و مال سے زیادہ محبُوب ہیں یا نہیں؟ لہٰذا اب ہمارا جواب تم سنو گے نہیں بلکہ دیکھو گے اور ہم برباد ہوں اگر ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت نہ کریں۔ اور سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے''۔(اہل یورپ کے نام پیغام، فروری ۲۰۱۰ء)

''میں اُس اللہ عظیم و برتر کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس نے آسمان کو بغیر ستون کے بلند فرمایا......نہ تو امریکہ اور نہ ہی امریکہ والے سکون کا سانس لے سکیں گے، جب تک ہم حقیقی معنوں میں فلسطین میں امن و سکون سے نہیں رہیں گے اور جب تک ارض محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام کافر فوجیں نکل نہیں جاتیں''۔(از: جدید صلیبی جنگیں حصّہ اول)

''حقیقتاً یہ فعل (معرکۂ گیارہ ستمبر) مدافعانہ ہے، یہ ہمارے فلسطینی بھائیوں اور بچوں کے دفاع کے لیے اور ہمارے مقبوضہ مقدس مقامات کی آزادی کے لیے ہے۔ اگر اس مقصد پر اکسانے اور تحریک دلانے کو لوگ دہشت گردی کہتے ہیں اور اُن لوگوں کا قتل دہشت گردی ہے جو ہمارے بچوں کا قتل عام کرتے ہیں تو پھر تاریخ گواہ بن جائے کہ ہم واقعی دہشت گرد ہیں''۔(جدید صلیبی جنگیں حصّہ اول)

''ہمارا یہ ایمان ہے کہ امریکہ کی شکست اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے کوئی ناممکن کام نہیں اور ان شاء اللہ یہ ہمارے لیے سوویت یونین کی شکست کی نسبت آسان ہے''۔ (جدید صلیبی جنگیں حصّہ اول)

''ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مدد سے ۱۹۷۹ء سے ۱۹۸۹ء تک دس سال تک سوویت یونین کے خلاف اور اُس کے بعد کمیونسٹوں کے خلاف افغانستان میں لڑتے رہے اور اب امریکہ کے خلاف جنگ شروع ہوئے سات سال ہونے کو ہیں۔ اور دونوں جنگوں میں رات اور دن کا فرق ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے آہ وزاری کرتے ہیں کہ وہ ہمیں قوت بخشے، ہمارے قدم جمائے اور اپنی نصرت کا ہاتھ ہم پر رکھے۔ اور امریکہ کے حصے بخرے کردے کیونکہ یہ سب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اختیار میں ہے''۔ (جدید صلیبی جنگیں حصّہ اول)

''اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بے پایاں نصرت کی برکت سے اب جنگ امریکہ کے اندر داخل ہوگئی ہے، ہم اللہ کے پاک اذن سے اسے جاری رکھیں گے حتیٰ کہ ہم فتح سے ہم کنار ہوں یا شہادت کا رتبہ حاصل کر کے اللہ کے دربار میں حاضر ہو جائیں''۔ (جدید صلیبی جنگیں حصّہ اول)

''ہم دشمنوں کے ساتھ وہی برتاؤ کریں گے جو وہ ہمارے ساتھ روا رکھیں گے، جو ہماری خواتین اور بچوں کو قتل کریں گے، ہم اُن کی عورتوں اور بچوں کو قتل کریں گے حتیٰ کہ وہ ایسا کرنے سے باز آجائیں''۔ (جدید صلیبی جنگیں حصّہ اول)

''یہ نوجوان جنہوں نے نیو یارک اور واشنگٹن میں اپنی جانیں قربان کر دیں (اللہ تعالیٰ اُن کی شہادتیں قبول فرمائے) یہ وہ لوگ تھے جو اس امت کے ضمیر کے ترجمان تھے اور وہ اس امت کی بے چین روح تھے، جنہیں اس بات پر شرح صدر حاصل ہو گیا تھا کہ مفسدین، سفاکوں، مجرموں اور دہشت گردوں سے، جو مومنین کو دہشت زدہ کرتے ہیں، بدلہ لینا ضروری ہے''۔ (جدید صلیبی جنگیں حصّہ اول)

''میں پورے عزم کے ساتھ یقین دہانی کراتا ہوں کہ ہم اسی امت مسلمہ کا حصّہ ہیں، ہمارا مقصدِ حیات اس امت کی فتح ہے، ہماری جدوجہد شرانگیزی، ناانصافی اور بے اصولی کے خلاف اور ظلم کے خاتمے تک ہے اور ہم ان تمام ضابطوں اور قوانین کو توڑنا چاہتے ہیں جو امریکہ نے اپنے ایجنٹوں اور حواریوں کے ذریعے مسلم علاقوں پر مسلط کر رکھے ہیں اور ہم یہ سب کچھ اس لیے کر رہے ہیں تاکہ اس امت پر قرآن کے احکامات کے مطابق حکومت کی جا سکے''۔ (جدید صلیبی جنگیں حصّہ اول)

''ہم مسلمان کو مسلمان سمجھتے ہیں اور ہم کسی مسلمان کو اُس وقت تک کافر نہیں کہتے جب تک کہ وہ جان بوجھ کر دینِ اسلام کے بیان کردہ کسی ایسے جرم کا، جو مشہور و معروف ہو ارتکاب نہ کرے، جو دین میں کفر تک پہنچانے والا ہو''۔ (جدید صلیبی جنگیں حصّہ اول)

''میں رب ذوالجلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں! کہ جو شخص بھی بش یا اس کے منصوبے کے پیچھے پیچھے چلتا ہے، اُس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو رد کر دیا اور یہ حکم اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے واضح ترین احکامات میں سے ہے''۔ (جدید صلیبی جنگیں حصّہ اول)

''جس امن کی بات یہ لوگ (کفار) کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو ذبح ہونے کے لیے تیار کریں اور ذبح کا یہ عمل ہمہ وقت جاری ہے۔ جب ہم اپنے تحفظ کی کوشش کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ''یہ دیکھو دہشت گرد'' اور ہمارا قتلِ عام پھر بھی جاری رہتا ہے''۔ (جدید صلیبی جنگیں حصّہ اول)

''اللہ کے اذن سے آزادی، فراخی اور کشادگی بہت قریب ہے اور ان شاء اللہ جس فتح کی نوید دی گئی ہے وہ قریب آگئی ہے''۔ (جدید صلیبی جنگیں حصّہ اول)

''ہم اس وقت یہودیوں کے ساتھ ایک نہایت طاقت ور اور سفاک جنگ میں گھرے ہوئے ہیں، وہ تمام لوگ یا حکومتیں بھی اس جنگ میں شریک ہیں، جو یہودیوں یا صلیبیوں کی پشت پر ہیں اور ان سب کا سرخیل اسرائیل ہے۔ اس لیے ہم یہودیوں کے قتل سے ہرگز نہیں ہچکچائیں گے جنہوں نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم پر قبضہ کر رکھا ہے اور جو ہمارے بچوں، خواتین اور بھائیوں کو قتل کر رہے ہیں۔ جو کوئی بھی اس جنگ میں یہودیوں کے مورچے میں بیٹھتا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ خود ہی اپنے سر تہمت لیتا ہے''۔ (جدید صلیبی جنگیں حصّہ اول)

''پس مسئلہ سیدھا سادھا ہے...... امریکہ ہرگز اس اذیت سے نہ نکلے گا جب تک کہ وہ جزیرۃ العرب کو چھوڑ نہیں دیتا، فلسطین میں مداخلت سے باز نہیں آجاتا اور ساری مسلم دنیا میں دہشت گردی سے رک نہیں جاتا۔ یہ تو حساب کا سیدھا سادھا سوال ہے جو امریکہ کے کسی بھی بچے کو حل کرنے کے لیے دیا جائے تو وہ ایک سیکنڈ میں حل کر دے گا لیکن بش کی کارکردگی سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مسئلہ ہرگز حل نہ ہوگا جب تک کہ تلواریں اُن کے سر پر نہ چمکیں''۔ (جدید صلیبی جنگیں حصّہ اول)

''جو حضرات امریکہ کے بے گناہوں کی بات کرتے ہیں تو میں اُن سے کہوں گا کہ انہوں نے ابھی اپنے جگر گوشوں کے مرنے کا دکھ نہیں دیکھا، انہوں نے فلسطین اور دیگر مسلم علاقوں میں ہمارے بچوں کا مرجھانا اور اُن کے چہروں کے کرب کا نظارہ نہیں کیا۔ آخر کس اصول کے تحت فلسطین میں ہمارے بیٹوں، بیٹیوں، ماؤں اور بہنوں کے لیے تو دنیا امن وسلامتی کا حق دینے سے انکاری ہے، جب وہ گھروں کے اندر اپنے اہل خانہ کے ہمراہ بیٹھے ہوتے ہیں تو ہیلی کاپٹر اُن پر منڈلا منڈلا کر انہیں شکار کرتے ہیں، وہ روز سڑکوں سے لاشیں اٹھاتے ہیں، روز بے شمار زخموں کو آنسوؤں سے دھوتے ہیں، پھر بھی یہ بدبخت اپنے تئیں بڑے لوگ امریکیوں کے مرنے کا ماتم کرتے ہیں لیکن ہمارے بچوں کا ذکر تک نہیں کرتے...... کیا اسی طرح کی سزا سے جو اللہ اُنہیں بھی دے سکتا ہے، وہ نہیں ڈرتے؟''۔ (جدید صلیبی جنگیں حصّہ اول)

''ہم پاکستانی مسلمان بھائیوں کو یہ پیغام دیتے ہیں کہ حکومت پاکستان کا موقف انتہائی افسوس ناک ہے۔ اور پاکستان تو اس منحوس صلیبی اتحاد کا ایک اہم ترین رکن ہے۔ اور پاکستان میں اللہ کے حکم سے ہمارے پاکستانی بھائیوں کا حرکت میں آنا اس منحوس صلیبی اتحاد پہ ضربِ کاری لگائے گا۔ سو جو کوئی بھی امریکہ کے ساتھ اس اتحاد میں کھڑا ہوا، جیسا کہ سہولتیں دینا، طبی یا غیر طبی تو یہ کفرِ اکبر ہے جو ملت اسلامیہ سے خارج کر دینے والا ہے۔ پاکستانی

بھائیوں کو چاہیے کہ وہ پاکستان میں اللہ کے دین اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کے لیے شدید حرکت میں آئیں۔آج اسلام ان پاکستانیوں کو پکار رہا ہے۔ہائے میرا اسلام، ہائے میرا اسلام، ہائے میرا اسلام......کیا میں نے یہ پیغام پہنچا دیا؟ اے اللہ! تُو گواہ رہنا، یہ پیغام پہنچا دیا؟ اے اللہ! تُو گواہ رہنا، یہ پیغام پہنچا دیا؟ اے اللہ! تُو گواہ رہنا!!!''

''اللہ تعالیٰ کی مشیت سے امریکہ کا خاتمہ بالکل قریب ہے اور ویسے بھی اس کا انجام بد اس بندۂ فقیر کے ساتھ مشروط نہیں۔اسامہ مارا جائے یا بچا رہے اس سے کوئی فرق واقع نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس امت میں بیداری کا عمل شروع ہو چکا ہے اور یہ بیداری (گیارہ ستمبر کے) ان مبارک حملوں کے ثمرات میں سے ایک ثمر ہے''۔

''مجاہدین روس اور اس کی آلۂ کار فوج کے خلاف بیک وقت لڑتے تھے کیوں کہ دونوں کا حکم ایک جیسا تھا۔پاکستان اور دیگر ممالک کے علما نے ان کے خلاف فتوے بھی دیے، چاہے وہ نماز پڑھتے رہیں، روزے رکھتے رہیں......آج پاکستان کی فوج کا حال بالکل ویسا ہی ہے۔آج پاکستانی فوج اور امریکہ ایک ہی خندق میں کھڑے اسلام کے خلاف جنگ میں مصروف ہیں۔ایمان کے سچّے دعوے داروں پر فرض ہے کہ وہ ان کے خلاف علَم جہاد بلند کریں''۔

''ایسی فوج میں کسی قسم کا خیر پایا جانا محال ہے جو پوری ڈھٹائی کے ساتھ شریعت اسلامی کے قیام کو روکنے کے لیے میدان میں اتر آئی ہو اگر ہمارے سب سے قیمتی اثاثے یعنی اللہ کی نازل کردہ شریعت کا ان کے سامنے کوئی مقام نہیں تو پھر ہمارے خون، عزت، زمین اور مال کی ان کے ہاں کیا وقعت ہو گی؟؟؟؟''۔

''اس وقت بے شک اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امریکہ کے خاتمے کی الٹی گنتی شروع ہو چکی ہے اور اس کی معیشت مسلسل زوال پذیر ہے۔تاہم ابھی گیارہ ستمبر جیسی مزید کارروائیوں کی ضرورت ہے۔نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ امریکہ کے لیے معاشی اعتبار سے اہمیّت کے اہداف تلاش کریں اور دشمن کو اس کے اپنے گھر میں نشانہ بنائیں''۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: امیر المومنین ملا محمد عمر نصرہ اللہ کی بیعت شرعی فریضہ ہے!!!

ایک اور حدیث میں ہے: '' تین چیزیں ایسی ہیں کہ کسی مسلمان کا دل اس سے جی نہیں چراتا: صرف اللہ کے لیے عمل کرنا، مسلمانوں کے حکمرانوں کی خیر خواہی اور اُن کی جماعت سے چمٹے رہنا......''

مندرجہ بالا احادیث نبویہ اس کا درس دیتی ہیں کہ اسلام اس وقت تک حاکم نہیں ہو سکتا جب تک مسلمان ایک جماعت نہ بن جائیں اور جماعت امیر کا انتخاب نہ کرے اور امیر ان میں اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتا جب اس کی اطاعت نہ کی جائے اور اس (امیر) کے تمام اوامر کی بجا آوری نہ کریں۔

مندرجہ بالا نصوص و حقائق کے پیش نظر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد وہ شرعی حاکم اور امیر ہیں جنھوں نے آج کے زمانے میں شریعت محمدی کا نفاذ کیا ہے۔

ان کے تمام فرامین بالخصوص بت شکنی، منشیات کی کاشت پر پابندی اور کفار کے حملے کے مقابلے میں ثابت قدمی اور عزم و استقامت کے بارے میں فرامین اسلامی تاریخ کے وہ موقف ہیں جو امیر المومنین کے صدق و حق پر دلالت کرتے ہیں۔

صاحب فضیلت بزرگو! اسلامی امت آپ کی طرف آس لگائے بیٹھی ہے۔اب آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ بانگ دہل حق کا اعلان کر دیں اور اس راستے میں کسی بھی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کریں۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

الَّـذِيْنَ يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَداً إِلَّا اللّٰهَ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْباً (الاحزاب: ۳۹)

''(اور) جو اللہ کے پیغام (جوں کے توں) پہنچاتے اور اس سے ڈرتے اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے اور اللہ ہی حساب کرنے کو کافی ہے''۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَإِذَ أَخَـذَ اللّٰـهُ مِيْثَـاقَ الَّـذِيْـنَ أُوتُـواْ الْـكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّـهُ لِلنَّاسِ وَلاَ تَكْتُمُونَهُ (ال عمران: ۱۸۷)

''اور جب اللہ نے ان لوگوں سے جن کو کتاب عنایت کی گئی تھی اقرار لیا کہ (اس میں جو کچھ لکھا ہے) اسے صاف صاف بیان کرتے رہنا۔اور اس (کی کسی بات) کو نہ چھپانا''۔

آخر میں ہماری طرف سے سلام قبول فرمائیں۔اللہ تعالیٰ آپ کو راہ حق میں مزید ثبات و استقامت نصیب فرمائیں۔آمین

وَقُلِ اعْمَلُواْ فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ (التوبة: ۱۰۵)

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا بھائی

اسامہ بن محمد بن لادن

☆☆☆☆☆

''اگر تمہاری اظہار رائے کی آزادی کا کوئی اصول نہیں تو پھر ہمارے افعال کی آزادی کے لیے بھی اپنے سینے کھلے رکھو۔یہ بات عجیب اور اشتعال انگیز ہے کہ تم نرمی اور سلامتی کی بات کرتے ہو حالانکہ تمہارے فوجی ہمارے ملکوں میں ناتواں لوگوں تک کا مسلسل قتل عام کر رہے ہیں۔اس پر مزید یہ کہ تم نے یہ خاکے شائع کیے جو کہ جدید صلیبی حملے کا ایک حصّہ ہیں اور ''ویٹی کن'' میں بیٹھے پوپ کا اس میں بہت بڑا ہاتھ ہے۔یہ تمام چیزیں اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ تم مسلمانوں سے ان کے دین پر جنگ جاری رکھنا چاہتے ہو اور یہ جاننا چاہتے ہو کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو اپنے جان و مال سے زیادہ محبوب ہیں یا نہیں؟ لہٰذا اب ہمارا جواب تم سنو گے نہیں بلکہ دیکھو گے اور ہم برباد ہوں اگر ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت نہ کریں۔اور سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے''۔

عرب کا شاہزادہ......واقعات کے آئینے میں

مرتب: داداللہ مجاہد

حج عمرہ پر جانے والے حضرات مسجد نبویؐ کی جدید پرشکوہ تعمیرات دیکھ کر حیرت و استعجاب میں ڈوب جاتے ہیں۔ بے مثال خوب صورتی کی حامل یہ تعمیرات شیخ اسامہؒ کی زیرنگرانی مکمل ہوئیں۔ اسامہ کے والد محمد بن لادن کو اللہ تعالیٰ نے بیک وقت مسجد حرام، مسجد نبویؐ اور مسجد اقصیٰ کی تعمیر نو اور سابق تعمیرات کی دیکھ بھال کا نگران ہونے کا شرف بخشا تھا۔ مسجد حرام اور مسجد نبویؐ کی ترکی تعمیر کے بعد تمام تعمیرات شیخؒ کے والد محمد بن لادن اور ان کی وفات کے بعد ان کے بیٹوں خصوصاً شیخؒ نے جاری رکھیں۔ سرزمین حرمین کے ننانوے فی صد مقدس مقامات اور اہم یادگاریں بن لادن کمپنی کی ہی تعمیر کردہ ہیں۔ مسجد نبویؐ کی نئی تعمیر کو آج جدید دنیا کی سب سے خوب صورت وسیع وعریض اور بے مثال تعمیر قرار دیا گیا ہے۔ اس تعمیر کے ڈائریکٹر خود شیخؒ تھے۔ انہوں نے ذاتی شوق اور دل چسپی سے اس تعمیر کو پائیدار اور عدیم النظیر بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ ایک مرتبہ افغانستان میں شیخؒ نے علما کی مجلس میں بتایا کہ:

''سرزمین حجاز کے بیشتر مقدس مقامات، یادگاریں اور مشہور مساجد ہم بھائیوں نے مل کر بنائیں، جب مسجد نبویؐ کی موجودہ تعمیر کا منصوبہ بنا تو میں نے اصرار کر کے اپنے بھائیوں سے کہا کہ اس کی نگرانی بہرصورت مجھے دی جائے۔ چنانچہ بھائیوں نے میری زندگی کی عظیم تمنا پوری کرتے ہوئے مجھے جدید تعمیرات کا ڈائریکٹر مقرر کر دیا۔ جہاد افغانستان شروع تھا، میں کچھ وقت جلال آباد کے پہاڑوں میں روسیوں کے سامنے والے مورچوں میں گزرتا پھر مسجد نبویؐ کی یادستاتی اور نئی تعمیر کی نگرانی کے لیے مدینہ منورہ پہنچ جاتا''۔

اتنا بتا کر شیخؒ کی آواز بھرّانے لگی اور آنسو رخساروں پر ڈھلکنے لگے۔ شیخؒ نے گلو گیر آواز میں کہا:

''اللہ جانتا ہے کہ میں نے کس شوق سے اور کیسے جدید وسائل کو استعمال کر کے مسجد نبویؐ کی تعمیر کی تھی۔ مگر بالکل اختتامی مراحل پر مجھے ہجرت پر مجبور کر دیا گیا''۔

شیخؒ نے جب نہایت گلوگیر اور حسرت آمیز لہجے میں کہا کہ:

''امریکی ظالموں نے مجھے میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں، جو میں نے خود اپنے ہاتھوں سے تعمیر کی تھی، ایک سجدہ بھی نہ کرنے دیا......''

تو وہ اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے، ان کی ہچکی بندھ گئی۔ حاضرین میں سے کوئی ایسا نہ تھا جو رو نہ رہا ہو۔ اس دن شیخؒ پر مسجد نبویؐ کے فراق کا صدمہ اس قدر غالب آیا کہ وہ اپنے جذبات پر قابو نہ پا سکے اور روتے ہوئے اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلے گئے۔ یہ تھے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سچّی محبت رکھنے والے ولی صفت مجاہد و مہاجر فی سبیل اللہ......

شیخ عبداللہ عزامؒ نے ایک مرتبہ علما کی مجلس میں کہا تھا کہ ''اگر کوئی شخص کہے کہ اسامہ ولی اللہ نہیں ہیں تو پھر اس روئے زمین پر کوئی بھی ولی اللہ نہیں ہے''۔

....

ایک دفعہ یمنی فورسز نے شیخؒ کے کچھ قریبی ساتھیوں کو گرفتار کرلیا۔ یہ گیارہ ستمبر کے مبارک واقعات سے پہلے کی بات ہے۔ یہ کُل چودہ (۱۴) بھائی تھے۔ شیخؒ نے یمن کے حاکم علی عبداللہ صالح اور اس کی حکومت کو پیغام بھیجا کہ فلاں فلاں اشخاص کو جیل سے رہا کر دو۔ یہ میرا حکم ہے وگرنہ میری طرف سے تمہیں کسی مشکل کا سامنا کرنا پڑے گا اور زمانہ تم پر مصیبتیں لائے گا۔ حاکمِ یمن کو ذلیل ورسوا ہو کر، شیخؒ کی بات ماننا پڑی اور اس نے عزت واحترام کے ساتھ اِن بھائیوں کو رہا کر دیا کیونکہ وہ شیخؒ کی دھمکی کا مطلب جانتا تھا کہ وہ جب بھی کوئی وعدہ کرتے ہیں، تو پورا بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ یہ تمام بھائی پھر سے افغانستان کی طرف چلے آئے اور اپنے شیخؒ کی جانب سے مقرر کردہ جہادی ذمہ داریوں میں پھر سے مشغول ہو گئے۔

....

شیخؒ کی عادت تھی کہ وہ بھائیوں کی خبر گیری اور اُنہیں ڈھونڈنے کے لیے مساجد، ہسپتالوں اور دیہاتوں وغیرہ میں اکثر جاتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ وہ ایک ہسپتال میں داخل ہوئے، وہاں دو سگے بھائی لیٹے ہوئے تھے۔ شیخؒ جانتے تھے کہ وہ بیمار ہو کر یہاں علاج کے لیے داخل ہیں۔ یہ دونوں ساتھ ساتھ لیٹے ہوئے تھے۔ شیخؒ نے اُن کے پیر ہلا کر اُنہیں جگایا، تو وہ بیدار ہو گئے اور جب اِنہوں نے دیکھا کہ جگانے والے شیخؒ ہیں، تو کہنے لگے کہ:

''شیخ براہِ مہربانی ایسا مت کریں، یہ آپ کا مقام نہیں''......شیخؒ نے کہا کہ ''یہ ہمارے ذمّہ آپ کا حق ہے''۔ یہ دو بھائی، اُن اُنّیس (۱۹) افراد میں سے تھے جنہوں نے ستمبر گیارہ کے مبارک حملوں میں امریکہ کو تباہ کیا۔

....

صلیبی جنگ شروع ہونے سے پہلے شیخؒ کے کچھ ساتھیوں کو ایران نے گرفتار کر لیا، تو شیخؒ نے اُنہیں دھمکی دی اور کہا کہ ''اِنہیں باعزّت رہا کر دو، ہم نے ابھی تک اپنی بندوقوں کا رُخ تمہاری طرف نہیں موڑا''۔ چنانچہ اُنہوں نے اِن سب کو رہا کر دیا۔

....

گیارہ ستمبر کے مبارک واقعات سے پہلے شیخؒ اپنی ایک ویڈیو میں اس طرح سامنے آئے کہ آپ کے پیچھے آپ کی بندوق اور بندوق کے پیچھے دنیا کا نقشہ تھا اور آپ کی بندوق کا رُخ اِتفاقاً ایشیاء کے جنوب مشرق میں واقع کسی ریاست کی طرف تھا چنانچہ اِس ریاست نے

افغانستان میں شیخؒ کے پاس اپنا ایک وفد بھیجا اور اُنہیں خوش کرنے کے لیے مالِ کثیر اور تحائف پیش کیے تا کہ وہ انہیں ان کے علاقے میں کسی قسم کا نقصان نہ پہنچائیں۔

....

افغانستان پر امریکی حملے کے بعد شروع جنگ میں بمباری کے دوران شیخؒ تورا بورا کے پہاڑوں سے سب سے آخر میں اُس وقت باہر آئے، جب اُنہیں اطمینان ہو گیا کہ سب بھائی خیریت سے اُتر چکے ہیں۔یعنی خود مسلسل بمباری اور خطرے کا سامنا کرتے رہے، پھر جب سب خطرے سے دور ہو گئے، تو پھر خود بھی باہر آ گئے۔

....

ایک دفعہ ایک حجازی بھائی، بمباری کے دوران تورا بورا کے پہاڑی سلسلے کی کسی خندق نما غار میں داخل ہوا، وہ نہیں جانتا تھا کہ یہاں کون ہے؟ اِسے وہاں کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ملے، اُن کے پیچھے چراغ روشن تھے۔ اِس کے باوجود وہاں شدید اندھیرا تھا (اِن غاروں میں کبھی روشنی داخل نہیں ہوئی چنانچہ وہ دن کے اوقات میں بھی شدید تاریک ہوتے ہیں) اور غار میں فوری داخلے کی وجہ سے وہ اُن کے چہرے نہیں دیکھ رہا تھا لیکن یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ کچھ لوگ بیٹھے ہیں چنانچہ اس نے بلند آواز میں کہا: (آپ کون لوگ ہیں؟ اپنے بارے میں بتائیں؟ اس نے پھر سے کہا کہ اپنے بارے میں کچھ بتائیں؟ ہم اِن خوبصورت چہروں کو پہچانتے نہیں ہیں) تو غار میں بیٹھا ہوا ایک بھائی مسکرایا، پھر غار میں داخل ہونے والے بھائی نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ تو اُنہوں نے جواب دیا کہ میں آپ کا بھائی اِیمن الظواہری ہوں۔ یہ سن کر اُس نے بڑی مشکل سے اپنا تھوک نگلا اور دوسرے سے پوچھا آپ کون ہیں؟ (سارے بھائی مسلسل مسکرا رہے تھے)، تو انہوں نے جواب دیا کہ میں آپ کا بھائی اسامہ بن لادن ہوں، تو وہ کہنے لگے کہ: ''محترم شیخ! آپ کہاں ہیں؟ میں آپ کے سر کا بوسہ لینا چاہتا ہوں اور پھر وہ تمام شیوخ کے نام پوچھ کر، اُن کے سروں کے بوسے لینے لگے اور کہنے لگے، میں غلطی سے یہاں آ گیا۔معذرت چاہتا ہوں''۔

....

شیخؒ کی عادت تھی کہ وہ کھانے پینے کے لیے بھائیوں کے ساتھ کہیں بھی شریک ہو جاتے اور اُن کے ساتھ بیٹھ کر کھاتے پیتے۔ اُنہوں نے اپنی جگہ مختص نہیں کی ہوئی تھی۔ جو سب کھاتے، وہی آپ بھی کھاتے گویا وہ ان کے امیر یا لیڈر نہ ہوں اور جو بھی ان کے قریب بیٹھتا، تو آپ اپنے ہاتھ سے گوشت وغیرہ اُس کے آگے کرتے۔

....

شیخؒ، بھائیوں کے ساتھ مذاق اور دل لگی وغیرہ بھی کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک بھائی آپؒ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں افغانستان میں رہنا نہیں چاہتا، میں دنیاوی زندگی کی زیب وزینت نہیں چاہتا، میں شیشان جانا چاہتا ہوں، تو شیخؒ نے اپنے قریب پڑی ہوئی مٹی میں سے مٹھی بھر کر بطورِ مزاح کہا کہ: ''کیا دنیاوی زندگی کی زیب وزینت ایسی ہوتی ہے؟'' (یعنی یہاں افغانستان میں سوائے مٹی کے اور کیا ہے؟)۔

....

ایک دفعہ ایک بھائی نمازِ جمعہ کے لیے مسجد میں آیا، تو اُس نے دیکھا کہ شیخؒ چادر لپیٹے خطیب کی آمد سے پہلے موجود ہیں۔ بھائی نے اپنے دل میں کہا کہ آج میں خطبہ نہیں سنوں گا، بس شیخ پر نگاہ رکھوں گا (بھائی نے یہ بات شیخؒ سے شدید محبت کی وجہ سے کہی تھی)۔ شیخؒ نے اپنی جیب سے چھوٹے سائز کا ایک مصحف نکالا اور اُسے پڑھنا شروع کر دیا، پھر اچانک ہی اُنہوں نے اپنی نگاہ اٹھائی اور آسمان کی جانب دیکھ کر غور کرنا شروع کر دیا۔ تقریباً ایک گھنٹے یا اِس سے بھی زیادہ دیر تک اِسی کیفیت میں رہے۔ یہ نہیں جانتے کہ شیخؒ کو کس آیت نے غور وفکر کرنے پر مجبُور کر دیا تھا حتیٰ کہ خطیب آئے اور اُنہوں نے سلام کیا، تو شیخؒ نے مصحف بند کیا اور خطبہ سننے لگے۔

....

ایک دفعہ سوڈان میں ایک بوڑھی خاتون نے شیخؒ کا کپڑا پکڑ لیا اور کچھ مانگنے لگی۔ شیخؒ اجنبیوں سے بہت شرماتے تھے۔ اُس وقت اُن کے پاس کچھ بھی نہ تھا چنانچہ اُنہوں نے کسی بھائی سے بہت سا مال منگوایا اور اُس بوڑھی خاتون کو دے دیا۔ اُس بڑھیا نے وہ مال لیا اور اپنے گھٹنوں کے بل گر کر رونے لگی اور گڑگڑا کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے شیخؒ کے حق میں دعا کرنے لگی۔

....

ایک دفعہ ایک بھائی آیا، یہ اس وقت کی بات ہے جب تورا بورا میں انتہائی مشکلات کے دن تھے اور ابھی صلیبی جنگ شروع ہوئی تھی۔ اِس بھائی کے پاس اسلحہ نہیں تھا، تو شیخؒ خود کھڑے ہوئے اور اپنے بیٹے کا اسلحہ لے کر اُس بھائی کو دے دیا۔

....

شیخؒ بہت خاموش رہنے والے اور غور وفکر کرنے والے شخص تھے۔ ایک دفعہ جب وہ روس کے خلاف جنگ میں پہاڑی پر تھے، تو کسی نے اُن سے پوچھا کہ وہ کیا سوچتے رہتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں امریکہ کے خلاف جنگ کا سوچتا ہوں۔

....

شیخؒ اپنے سامنے بیٹھے ہوئے صف بستہ رہنماؤں سے اُنہیں متحرک اور ان کا حوصلہ بڑھانے کے لیے کہتے: ''اگر تم صبر کر سکو، تو میں تمہارے ساتھ پتے اور خشک گھاس کھانے کو بھی تیار ہوں۔ ان شاء اللہ''۔

....

گیارہ ستمبر کے مبارک حملوں کے بعد اور صلیبی جنگ سے کچھ دن پہلے شیخؒ نے بہت مختصر سے عرصے میں معسکر فاروق کے نزدیک اپنی ذاتی رقم سے بہت سے گھر بنوائے۔ اُن کے نہ دروازے تھے نہ کھڑکیاں لیکن طیارے اُنہیں دیکھ کر یہی سمجھتے تھے کہ یہ حقیقی گھر ہیں۔ پھر دو بھائیوں کو حکم دیا کہ وہ پہاڑ (یہ پہاڑ معسکر کے سامنے تھا اور قباء کے نام سے مشہور تھا) پر بیٹھ کر امریکی بمباری کا آخر تک نظارہ کریں۔ بھائی کہنے لگے کہ امریکہ نے ہر گھر پر میزائل اور بم پھینکے اور اُن میں سے ایک گھر بھی باقی نہیں بچا۔ اِس طرح شیخؒ اُن کا مالی نقصان کیا کرتے تھے۔

....

ایک دفعہ شیخؒ نے بعض بھائیوں کو حکم دیا کہ لالٹین خریدیں اور کہا کہ انہیں مختلف اوقات میں مختلف مقامات پر روشن کر کے رکھ دیا کریں اور ہدایت کی کہ غروبِ آفتاب سے کچھ دیر پہلے روشن کیا کریں اور اندھیرا ہونے سے پہلے وہاں سے چلے جائیں تا کہ جب اندھیرا چھا جائے، تو وہ لالٹین روشن ہو جائیں اور ایسا محسوس ہو کہ اردگرد کچھ مجاہدین بیٹھے ہیں جبکہ بھائی وہاں سے جا چکے ہوتے تھے۔ چنانچہ امریکی کافر حماقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بمباری شروع کر دیتے۔ اِس طرح اُن کا نقصان کئی لاکھ ملین ڈالر تک پہنچ گیا جبکہ بھائیوں کے چند چراغ گل ہوتے۔

....

گیارہ ستمبر کے مبارک حملوں کے بعد اور امریکہ ملعون کی صلیبی جنگ کی ابتدا سے کچھ دن پہلے ایک دفعہ ایک بھائی شیخؒ کے گھر میں داخل ہوا تا کہ اُن کی ضروریات کا سامان وہاں سے نکال کر کسی محفوظ جگہ پر منتقل کرے، تو اُس بھائی نے گھر میں صرف ایک چھوٹا سا کھولی نما کمرہ دیکھا، جہاں صرف ایک جائے نماز بچھ سکتی تھی۔ وہ بھائی سمجھا کہ شاید یہ کوئی اسٹور ہے اور شیخؒ کی آمد سے پہلے اُنہوں نے اُسے خالی کر دیا، تو شیخؒ کا بیٹا اُس سے کہنے لگا: ''نہیں، اِس حجرے میں میرے والد تنہا رہتے تھے''۔

....

شیخ اسامہؒ اور فقہ حنفی:

امام فقہ حنفی امام محمد رحمہ اللہ کی جہاد پر پچاس ضخیم جلدوں میں کتاب ہے جس کا نام **السیر الکبیر** ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ نے جہاد کے موضوع پر کئی کتابیں تصنیف فرمائیں لیکن زندگی کی آخری کتاب یہی **السیر الکبیر** ہے۔ اس کی ضخامت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہ پچاس جلدوں پر مشتمل ہے۔ خلیفہ ہارون الرشید نے جب یہ کتاب اپنے لیے منگوائی تو تعمیل حکم کے لیے بیل گاڑی منگوانا پڑی۔ تا کہ کتاب کی ضخیم جلدوں کو بیل گاڑی پر لاد کر لے جایا جا سکے۔

پانچویں صدی کے فقیہ شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ نے اس کتاب کے بعض حصوں کی تشریح لکھی تھی۔ یہ وہ امام حق ہیں جنہیں حکومت وقت نے حق گوئی کی پاداش میں جیل کے کنویں میں ڈال رکھا تھا۔ ہزاروں طلبہ کنویں کی منڈیر کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھتے اور امام سرخسیؒ کنویں سے امام محمدؒ کی تصنیف زبانی پڑھا کر اس کی شرح فرماتے۔ مولانا عبداللہ شہیدؒ (اسلام آباد) فرماتے ہیں کہ یہ کتاب نایاب تھی اور مجھے اس کی بہت تلاش تھی راقم الحروف کو پتا چلا تھا کہ امام سرخسی کی شرح دستیاب ہے کئی سالوں سے تلاش تھی۔ قریب تھا کہ میں مایوس ہو جاتا مگر میری خوش قسمتی کہ عالمی جہاد کے روح رواں سعودی ارب پتی مجاہد شیخ اسامہؒ سے ملاقات ہو گئی انہوں نے کہا کہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے سیر کبیر میں لکھا ہے کہ کفار کو لوہا فروخت کرنا جائز نہیں کیونکہ وہ اس سے ہتھیار بنا کر مسلمانوں کے خلاف جنگ کریں گے۔ شیخؒ نے کہا کہ میں پاکستان کے علمائے احناف سے پوچھتا ہوں کہ جب لوہا فروخت کرنا جائز نہیں تو یہود و نصاریٰ کو پیٹرول فروخت کرنا کیسے جائز ہو گا؟ جو آج کی جنگوں میں اساسی اور بنیادی حیثیت رکھتا ہے، ٹینک، طیارے، اور دیگر جنگی گاڑیاں اور ساز و سامان سب ہی تیل پر موقوف ہے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ آپ پاکستان جائیں تو میری طرف سے علمائے کرام کی خدمت میں یہ استفتا ضرور پیش کریں۔

شیخؒ اسامہ نے کہا کہ یہ الگ بات ہے کہ خلیج کا تیل یہود و نصاریٰ کو برائے نام قیمت پر ہی فروخت ہو رہا ہے۔ کیا یہ لمحۂ فکریہ نہیں ہے کہ ۱۹۷۵ء میں ایک بیرل چالیس ڈالر کا تھا اور آج وہی بیرل تیرہ ڈالر میں دیا جا رہا ہے! جبکہ ۱۹۷۵ء کے بعد اشیاء کی قیمتیں کہاں تک پہنچ گئی ہیں؟

میں نے شیخؒ اسامہ سے پوچھا: ''سیر کبیر'' دستیاب ہے؟

انہوں نے فرمایا اس کی شرح نہ صرف دستیاب ہے بلکہ میرے پاس موجود ہے اگر آپ چاہیں تو آپ کو ہدیہ دے دوں؟

اس وقت مجھے جو مسرت ہوئی وہ ایک قلبی، روحانی اور ایمانی کیفیت تھی جسے زبان سے بیان کیا جا سکتا ہے نہ ہی قلم سے تحریر میں لایا جا سکتا ہے۔

....

شیخ اسامہؒ کی والدہ کا خواب:

جب شیخؒ کو سوڈان سے چلے جانے کو کہا گیا تو شیخؒ نے فرمایا کہ میں اپنی ماں کے حکم کے بغیر کہیں نہیں جا سکتا۔ پھر انہوں نے اپنی والدہ کو فون کیا تو انہوں نے کہا کہ چند روز کے بعد تمہیں بتاؤں گی کہ کہاں جانا چاہیے۔

چند روز بعد والدہ نے اپنے بیٹے کو فون پر بتایا کہ انہوں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دوسری طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف فرما ہیں اور درمیان میں اسامہ بن لادن بیٹھے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسامہ کو تھپکتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ اسے کہاں بھیجیں؟ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ اسے افغانستان بھیج دیتے ہیں۔ اس سے بڑا واضح مطلب ہے کہ امریکہ اور مغرب کو یہ سمجھا سکیں کہ جس انسان کے آپ دشمن بنے ہوئے ہیں اس کی حفاظت اللہ کے حکم سے یہ جلیل القدر انبیا فرما رہے ہیں اور جس کی حفاظت اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کر رہے ہوں وہ انسان کبھی غلط ہو سکتا ہے؟

....

اسامہ اپنا وعدہ کب پورا کرو گے؟

''شیخ! میں آپ کو ایک چیز دکھانا چاہتا ہوں''۔ بولنے والے کے ہاتھ میں لیپ ٹاپ تھا۔ شیخؒ نے اسے کہا ''ضرور دکھاؤ''۔ لیپ ٹاپ پر ایک ویڈیو چلنا شروع ہوئی۔ یہ فلسطین تھا، اجڑے، بکھرے اور لٹے پٹے اسلامی ملک کا منظر ابھرا۔ شیخؒ کی آنکھوں میں تجسس کی لہر ابھری اور وہ دنیا سے بے خبر ہو کر ویڈیو میں گم ہو گئے۔ ایک چھوٹا سا بچہ فلسطینی پرچم میں لپٹا ہاتھ میں شیخؒ کی تصویر اٹھائے ہوئے تھا۔ اس نے ہاتھ کی انگلی سے اسامہ کی تصویر کی طرف

اشارہ کیا اور آنکھوں سے بے اختیار آنسوؤں کی رم جھم برسات کی طرح شروع ہوگئی۔ آہوں، آنسوؤں اور سسکیوں میں بچے کی آواز ابھرتی ہے: ''اسامہ اپنا وعدہ کب پورا کرو گے؟ اسامہ اپنا وعدہ کب پورا کرو گے؟ اسامہ اپنا وعدہ کب پورا کرو گے؟''۔

بچہ یہ الفاظ دہرا رہا تھا اور رو رہا تھا۔ منظر دیکھ کر شیخؒ پر بے خودی طاری ہوگئی۔ بے اختیار آنسو بہنے لگے، آہیں اور سسکیاں بلند ہوئیں۔ گلوگیر آواز میں شیخؒ نے کہا: ''اسامہ سے اب تم کیا چاہتے ہو؟ اپنے پرائے اس کے دشمن ہو چکے، دنیا اس کو مارنے کے درپے ہے''۔ ایک بار پھر آنسوؤں نے الفاظ کو شکست دے دی۔ اسلام کا مجاہد ایک بار پھر بے خود ہو گیا۔ روتے روتے بے ہوش ہو گیا۔ گھر لے جایا گیا، جس لمحے ہوش آتا، بچے کے الفاظ ذہن کے دریچوں پر دستک دیتے۔ پھر آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی۔ تین دن بعد ان کی حالت درست ہوئی۔

....

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی شخصیت کا آئینہ دار:

شیخؒ کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی آپ بیتی اچھی لگتی تھی۔ وہ بچپن سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھی جانے والی کتابیں پڑھتے آئے تھے۔ ایک دن انہوں نے کتاب اپنے سرہانے رکھی اور خود سے سوال کیا: ''ولید (حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے والد) کے اور بھی بچے ہوں گے لیکن کسی مورخ نے ان بچوں کا ذکر نہیں کیا، کیوں؟'' وہ سوچتے رہے اور آخر میں اس نتیجے پر پہنچے کہ لوگ اس دنیا میں اپنے کارناموں سے یاد رکھے جاتے ہیں مال و دولت، تجارت و کاروبار کبھی کسی بندے کو تاریخ میں زندہ نہیں رکھتا۔ انہوں نے سوچا کہ غزوۂ احد سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور تک حجاز میں ہزاروں لوگ تاجر ہوئے ہوں گے...... انجینئر اور طبیب بھی بہت ہوئے ہوں گے لیکن تاریخ نے کسی کو بھی ذکر کے قابل نہ سمجھا لیکن جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا نام آتا ہے تو مورخ جذباتی ہو جاتے ہیں اور پھر ان کے کارناموں کے ذکر میں بہتے چلے جاتے ہیں۔

ماں کی خواہش اور قدرت کا انعام:

انہوں نے سوچا مجھے بھی ایک ایسی ہی شخصیت بننا چاہیے۔ جو اللہ کے راستے میں خالدؓ کی طرح جہاد کرے مگر اُن کی والدہ...... وہ انہیں ان کے سوتیلے بھائیوں کی طرح کاروبار میں دیکھنا چاہتی تھیں۔ ان کا خیال تھا کہ اگر شیخؒ نے کاروبار میں دلچسپی نہ لی تو اربوں ڈالر کا کاروبار ان کے بھائیوں کے ہاتھ میں چلا جائے گا اور انہیں اور ان کے بیٹے اسامہ کے حصّے کچھ نہیں آئے گا۔ وہ شیخؒ کو کہا کرتی تھیں: ''اسامہ دیکھو! اگر تم انسان نہ بنے تو پانچ سال بعد سڑکوں پر بھیک مانگتے پھرو گے......''، لیکن شیخؒ نے ان کی بات سنی اَن سنی کر دی۔

گھڑسواری اور شیخ اسامہؒ:

شیخؒ کو ابتدائی زندگی میں گھڑسواری اور کسی حد تک مطالعے کا شوق تھا۔ گھڑسواری انہوں نے ایتھوپیا کے ایک گھڑسوار سے سیکھی، عبدل ان کے والد کا خادم تھا۔ وہ محمد بن لادنؒ کے اصطبل میں گھوڑوں کی نگرانی کرتا تھا۔ شیخؒ تقریباً روزانہ اصطبل میں جایا کرتے تھے۔ شیخ کی دلچسپی کو مدنظر رکھتے ہوئے عبدل نے انہیں گھڑسواری کا درس دینا شروع کر دیا۔ گھوڑے کون کون سے ہوتے ہیں...... کس نسل کے کیا اوصاف ہیں...... گھوڑے کو سدھارنا کیسے چاہیے...... اسے کب ایڑ لگانی چاہیے اور دوڑتے گھوڑے کو روکنا کیسے چاہیے...... یہ سب کچھ انہیں عبدل نے سکھایا۔ بڑے عرصے بعد انہوں نے انٹرویو دیتے ہوئے کہا تھا ''اگر کوئی شخص مجاہد بننا چاہتا ہے تو اسے پہلے گھڑسواری سیکھنا چاہیے کیونکہ کوئی بھی شخص اس وقت تک اچھا مجاہد نہیں بن سکتا جب تک وہ گھوڑے کا ماہر نہیں ہو جاتا''۔

....

امام مہدیؓ کے لشکر کے لیے مختص کی گئی رقم:

شیخؒ کے والد محمد بن عوض بن لادنؒ نے حضرت مہدیؓ کی مدد کے لیے ایک فنڈ قائم کر رکھا تھا، جس میں وہ عمر بھر پیسے جمع کرتے رہے۔ محمد بن لادنؒ کی وفات تک دو کروڑ ریال تک کی رقم حضرت مہدیؓ کے لیے فنڈ میں جمع ہو چکی تھی۔ اُنہوں نے یہ رقم شیخؒ کی والدہ کردی تھی اور اُنہیں وصیّت کی کہ یہ امام مہدیؓ کی نصرت کے لیے استعمال کی جائے۔ شیخؒ نے جہاد افغانستان (اول) کے دوران اپنی والدہ سے یہ رقم لی اور جہاد میں لگا دی۔ آپؒ نے فرمایا ''والد صاحب نے جہاد ہی کے لیے یہ رقم جمع کی تھی''۔

....

سوڈان سے افغانستان ہجرت کے سفر کی روداد شیخ اسامہؒ خود بیان فرماتے ہیں:

''ہم سوڈان سے مئی ۱۹۹۶ میں جب جلال آباد پہنچے تو کابل میں احمد شاہ مسعود اور ربانی حکومت کا طوطی بول رہا تھا...... اور ربانی حکومت نے ہمارے جلال آباد پہنچنے سے قبل ہی امریکی حکومت کے ساتھ ڈیل کر لی تھی۔ جس کے تحت ہمیں امریکہ کے حوالے کر دیا جانا تھا۔ اس ڈیل کے معاہدے پر ربانی، احمد شاہ مسعود اور حاجی قدیر سمیت تمام اعلیٰ عہدے داران کے دستخط موجود تھے...... اس معاہدے کے بارے میں جلال آباد میں طالبان کے حامی اور نیک سیرت کمانڈر انجینئر محمود شہید اور استاد ساز نو شہید کے ذریعے ہمیں معلوم ہوتا ہے، جو اس وقت جلال آباد کے ہوائی اڈے پر قابض تھے۔ بعد میں یہ دونوں عظیم کمانڈر طالبان کی حمایت کے جرم میں شہید کر دیے گئے۔ ربانی حکومت اور امریکہ کے درمیان طے پانے والے معاہدے کے بعد دو امریکی طیاروں کو جلال آباد آنا تھا مگر کمانڈر محمود شہید اور استاد ساز نو شہید نے اعلان کیا کہ وہ ہماری حفاظت کریں گے اور اگر امریکی جہاز آئے تو ان کو اترنے نہیں دیا جائے گا...... ربانی حکومت اور کمانڈر محمود ساز نو کے درمیان کشمکش جاری تھی کہ دوسری طرف سے طالبان اپنے کمانڈر ملا بورجان کی قیادت میں معرکوں پر

(بقیہ صفحہ ۷۷ پر)

تمہارے چہرے سے نظریں ہٹیں تو بات کریں

[مئی ۱۹۹۸ء کے اواخر میں شیخ اسامہ سے افغانستان میں لیے گئے انٹرویو کی روداد]

رؤف طاہر

۱۹۸۰ء کی دہائی میں جب افغان مجاہدین سوویت فوجوں کے خلاف مزاحمت کی شان دار تاریخ رقم کر رہے تھے، دنیا کے مختلف علاقوں خصوصاً عرب ممالک سے جذبۂ جہاد سے سرشار نوجوانوں نے سرزمینِ افغانستان کا رخ کیا۔ ان میں سعودی عرب کے ایک کھرب پتی خاندان کا چشم و چراغ اسامہ بن لادن بھی تھا۔ سعودی عرب میں جگہ جگہ ''بن لادن'' کا نام نظر آتا ہے۔ یہ وہاں کی بہت بڑی ٹرانسپورٹ کمپنی ہی نہیں، بلکہ سب سے بڑی کنسٹرکشن فرم بھی ہے۔ بڑی بڑی عمارات اور دیگر تعمیراتی منصوبوں کے ٹھیکے اسی کے پاس ہیں۔ سعودی عرب کے باہر متحدہ عرب امارات میں بھی اربوں ریال کے تعمیراتی منصوبے اسی نے مکمل کیے۔ وہ اس میدان میں بلاشبہ امریکہ اور یورپ کی بڑی بڑی کمپنیوں کے ہم پلہ تھے۔

نوجوان اسامہ بن لادن نے اپنے حصّے کی آمدنی، جو بلامبالغہ کروڑوں ڈالر سالانہ تھی، جہاد کے لیے وقف کردی اور افغان سرزمین پر آکر ڈیرے ڈال لیے۔ اسامہ بن لادن صرف اپنے حصّے کی دولت ہی اس کارِ عظیم پر خرچ نہیں کر رہے تھے بلکہ انہوں نے دیگر عرب شیوخ کو بھی ادھر راغب کیا۔ جزیرۃ العرب سے باہر بھی جہاں جہاں ان کا اثر ورسوخ تھا، ذاتی وخاندانی روابط تھے، وہ انہیں جہادِ افغانستان کے لیے استعمال میں لاتے رہے۔

اسامہ سرزمین افغانستان میں برسرِ پیکار عرب مجاہدین کے قائد تھے، وہ میدان جنگ میں ان کی عملی رہنمائی کرتے۔ افغانستان سے شکست خوردہ سوویت فوجوں کی ذلت آمیز واپسی کے بعد اسامہ نے ملت اسلامیہ کو درپیش چیلنجوں کا سامنا کرنے کا فیصلہ کیا۔ وہ سمجھتے تھے کہ سوویت یونین کا انہدام اور کمیونزم کے زوال کے بعد اب امریکی استعمار اسلام اور ملت اسلامیہ کو اپنا ہدف بنائے گا۔ وہ مشرق وسطیٰ میں امریکہ کی زیرِ سرپرستی صہیونی سازشوں کا بھی گہرا ادراک رکھتے تھے۔ اب عالم اسلام کو امریکی استعمار سے بچانا ان کی زندگی کا نصب العین تھا اور اس نئے چیلنج میں عرب مجاہدین ان کے ساتھ تھے۔

اسامہ نے سوڈان کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا، سوڈان کی حکومت اسلام کے نفاذ کی وجہ سے امریکہ کی آنکھ کا کانٹا تھی۔ اسامہ عالم اسلام کے مختلف علاقوں خصوصاً مشرق وسطیٰ اور جزیرۃ العرب میں امریکیوں کی موجودگی اور ان کی روز بروز مضبوط ہوتی گرفت کے خلاف نوجوانوں کے دلوں میں نفرت کی چنگاریاں بھر رہے تھے۔ امریکہ ان کی سرگرمیوں سے بے خبر نہیں تھا، وہ انہیں اپنے مفادات کے لیے بہت بڑا خطرہ سمجھنے لگا۔ صومالیہ میں امریکی فوجیوں پر حملہ اور ان میں متعدد امریکیوں کی ہلاکت کا ذمہ دار بھی وہ اسامہ کو ہی قرار دیتے ہیں۔ وہ ان کی سوڈان میں موجودگی کو اس خطے میں اپنے عزائم اور مفادات کے لیے سنگین خطرہ تصور کرنے لگے۔ بالآخر حکومت سوڈان پر بے پناہ امریکی دباؤ نے انہیں یہاں سے کوچ پر مجبور کر دیا۔

اسامہ نے ایک بار پھر افغانستان کا رخ کیا۔ امریکہ کو مطلوب اس ''ناپسندیدہ شخص'' کے لیے اور کہاں جائے پناہ تھی۔ ان دنوں کابل پر ربانی حکمران تھا، جلال آباد میں حزب اسلامی (خالص گروپ) کا گورنر شیخؒ کا ذاتی دوست تھا۔ چنانچہ انہوں نے جلال آباد کو اپنا مسکن بنالیا۔ افغان مجاہدین کے مختلف گروپوں میں تصادم سے اسامہ بن لادن کی آزردگی فطری بات تھی۔ انہوں نے ان میں مصالحت ومفاہمت کی بہت کوشش کی لیکن ناکام رہے۔

تب طالبان بھی افغانستان میں پیش قدمی کر رہے تھے، جو جہاد کے لیے اسامہ کی قربانیوں کے قدردان تھے۔ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہدؒ اسامہ کو اپنا معزز مہمان قرار دیتے ہیں۔ یوسف رمزی اور ایمل کانسی کی امریکیوں کے ہاتھوں گرفتاری کے بعد طالبان نے اپنے معزز مہمان کو سیکورٹی کے نقطہ نظر سے جلال آباد سے خوست منتقل ہونے کا مشورہ دیا۔ جہاں کے پیچ در پیچ علاقے میں اسامہ اپنے جاں نثار رفقا کے ساتھ رہائش پذیر تھے۔

مئی ۱۹۹۸ء کے آخری ہفتے' اسامہ بن لادن سے ان ہی پراسرار اور پر پیچ پہاڑوں میں ملاقات بلاشبہ زندگی بھر یاد رکھنے والا تجربہ تھا لیکن اس سے قبل اس سنسنی خیز سفر کی کچھ روداد ملاحظہ کیجیے۔

نماز مغرب کا وقت تھا، جب پاک افغان سرحد پر چیک پوسٹ سے کچھ فاصلے پر ہم نے گاڑی چھوڑ دی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد گائیڈ سے مشاورت ہوئی، اس کا کہنا تھا کہ سرحد پر متعین ملیشیا والوں سے بچ کر افغانستان کی سرزمین پر پہنچنے کا محفوظ ترین راستہ اڑھائی گھنٹے کا پیدل سفر ہے۔ دوسرا راستہ مختصر ہے، جس پر ایک ڈیڑھ گھنٹہ لگے گا۔ لیکن اس میں سرحدی چوکی والوں کی نظر سے بچ نکلنے کے لیے بہت احتیاط سے کام لینا ہوگا اور پہلی احتیاط یہ ہے کہ شب کی سیاہی کے گہرا ہونے کا انتظار کیا جائے۔ ہم نے دوسرا راستہ اختیار کرنے کا فیصلہ کیا۔

تاریکی گہری ہوئی تو گائیڈ نے کہا دو دو کی ٹولیاں بنالیں جو ایک دوسرے سے کچھ فاصلے پر رہیں تاکہ قدموں کی آہٹ زیادہ نہ ہو۔ انہوں نے اس دوران مکمل خاموشی یہاں تک کہ کھانسی کو بھی قابو میں رکھنے کی ہدایت کی۔ پہاڑی علاقے میں رات کی تاریکی میں یہ سفر ''یادگار'' بنتا جا رہا تھا......اونچے نیچے پتھر کچھ اندازہ نہ ہوتا تھا کہ اگلا پاؤں نشیب میں پڑے گا یا فراز پر۔ کئی بار ٹھوکر کھائی لیکن دور تک لڑھکنے سے قبل ہمراہی نے سہارا دیا۔ ایک طرف کھائیاں تھیں، جن سے بچنے کے لیے دوسری جانب جھاڑیوں کی طرف ہاتھ بڑھایا تو سوئیاں سی چبھ گئیں۔ تاریکی میں اندازہ ہی نہ ہوتا تھا کہ یہ خاردار جھاڑیاں ہیں، تھوڑی دیر بعد محسوس ہوا کہ ہتھیلی خون آلود ہو چکی تھی۔

اواخر مئی کا یہ دن گرم گزر رہا تھا، شام بھی بہت شدید تھی جس کے اثرات اب تک موجود تھے۔ اونچے نیچے خطرناک راستوں پر اس سفر میں پیاس نے آلیا، تو یاد آیا کہ پانی کی بوتلیں تو گاڑی میں چھوڑ آئے تھے۔ حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے، اچانک بائیں جانب کچھ فاصلے پر واقع سرحدی چوکی کی طرف سے لائٹ جلی، یوں لگتا تھا اس کا رخ ہماری جانب ہوگا۔ گائیڈ نے سرگوشہ کی، یہیں بیٹھ جائیں بلکہ اگر ہو سکے تو لیٹ جائیں۔ ہم نے اکڑوں بیٹھنے پر ہی اکتفا کیا، اونچے نیچے پتھروں پر لیٹنا آسان تو نہ تھا۔

چند ساعتوں بعد چیک پوسٹ کی جانب سے دو لائٹیں حرکت کرتی نظر آئی۔ کیا شک پڑنے پر ہمارا تعاقب شروع کر دیا گیا ہے؟ گائیڈ نے کہا اب لیٹنے یا بیٹھنے کی بجائے بغیر آواز پیدا کیے تیزی سے آگے بڑھیں۔ گرتے پڑے، بچتے بچاتے تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کے بعد ہم نسبتاً کھلے علاقے میں تھے۔ ''اب ہم افغانستان کی سرزمین پر ہیں، خطرہ ٹل گیا'' گائیڈ نے خوش خبری دی۔ رات ہمیں پہاڑوں کے دامن میں ایک جہادی کیمپ میں گزارنا تھی۔ رات کے گیارہ بج رہے تھے جب دو گاڑیاں اسی کیمپ میں پہنچیں، تاہم یہ اسامہ بن لادن کے رفقا تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ انٹرویو کا حتمی وقت ابھی طے نہیں کیا جا سکتا تاہم یہ امکان موجود ہے کہ یہ اگلے دن علی الصبح ہو جائے گا۔

اگلی صبح یہ لوگ پھر ہمارے پاس تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ ملاقات شاید آج رات نو بجے سے پہلے نہ ہو سکے۔ معلوم ہوا کہ کچھ عرصہ قبل امریکی ٹیلی ویژن کی ایک ٹیم بھی یہیں آکر ٹھہری تھی اور اسامہ نے اسے بھی رات نو بجے کا وقت دیا تھا۔ یہ شاید سیکورٹی کے تقاضوں کے پیش نظر تھا کہ رات کی تاریکی میں پتا نہ چلے کہ کن راستوں پر آمد و رفت ہوئی اور انٹرویو کس جگہ ہوا۔ لیکن اس پہاڑی علاقے کے پر پیچ راستوں پر دن کی روشنی میں بھی سفر کیا جائے تو اجنبی کو کچھ پتا نہیں چلتا کہ کدھر جا رہے ہیں۔ ہم اسامہ کے رفقا کو احساس دلا رہے تھے کہ ہم پاکستان میں کیا حالات چھوڑ کر آئے ہیں۔ جہاں کسی بھی لمحے ایٹمی دھماکے متوقع ہیں۔ چنانچہ ہم جلد از جلد واپس جانا چاہتے ہیں اور یہ بھی کہ ہمیں امریکیوں کی طرح ''ٹریٹ'' نہ کیا جائے۔ ہم تو ان کے بہی خواہ ہیں اور ان کے مقاصد سے ہمدردی رکھتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے حوالے سے سیکورٹی کی ان غیر معمولی احتیاطوں کی ضرورت نہیں جو امریکیوں کے حوالے سے لازم ہے۔

نماز ظہر کے وقت تین ڈبل کیبن گاڑیاں ہمیں لینے آگئیں جن میں وائرلیس سیٹ نصب تھے، ہماری گاڑی کا عرب ڈرائیور بڑی مہارت سے اونچے نیچے راستوں پر گاڑی دوڑائے لیے جا رہا تھا۔ راستے میں آنے والے ندی نالوں کو بھی وہ بڑی مشاقی سے عبور کرتا رہا، دو گھنٹے سے زائد اس تیز رفتار اور پر پیچ سفر میں ہم دائیں بائیں، آگے پیچھے لڑھکتے رہے۔ اب کچھ سنسنی خیز مراحل کا سامنا تھا۔ ایک موڑ پر اچانک نقاب پوش گاڑی کے سامنے کھڑے تھے۔ دو کے ہاتھ میں کلاشن کوف اور ایک کے پاس راکٹ تھا۔ کچھ اور مسلح نقاب پوش جھاڑیوں کے سائے میں چاک و چوبند اور مستعد کھڑے تھے۔ ڈرائیور نے ان کے لیڈر سے عربی میں گفتگو کی لیکن وہ مطمئن نہیں ہو رہا تھا۔ ڈرائیور نے اپنی وائرلیس سے کسی ''ذمہ دار'' سے اس کی بات کروائی اور اسے آگے جانے کا اذن مل گیا۔

ہمارا خیال تھا کہ ہم اپنی منزل کے قریب ہیں لیکن ابھی عشق کے امتحان اور بھی تھے۔ گاڑیاں پھر اونچے نیچے، ٹیڑھے میڑھے راستے پر دوڑنے لگیں۔ پندرہ بیس منٹ کے بعد پھر چیکنگ کا یہی مرحلہ درپیش تھا۔ وہی سوال، وہی جواب، وہی بے اطمینانی اور احتیاط۔ یہاں پھر وائرلیس پر رابطہ کیا گیا اور ''اوپر'' سے کلیئرنس کے بعد آگے بڑھنے کی اجازت ملی۔ دس پندرہ منٹ بعد پھر وہی تفتیش و تحقیق کا مرحلہ......

اور اب ہم منزل پر پہنچ چکے تھے۔ پہاڑوں کے دامن میں واقع اس کیمپ کے گیٹ پر آخری بار چیکنگ ہوئی اور وائرلیس پر احکامات حاصل کرنے کے بعد گیٹ کھول دیا گیا۔ یہاں چھتوں پر بڑی تعداد میں مسلح گارڈز موجود تھے۔ گرد پیش پہاڑوں پر بھی مسلح نقاب پوش راکٹ اور میزائل اٹھائے نظر آ رہے تھے۔ میدان میں بھی باوردی مسلح افراد بڑی تعداد میں مستعد کھڑے تھے، جو ہمیں کانفرنس روم میں لے گئے۔

ملاقات کے ''آداب'' میں یہ بات بھی شامل تھی کہ یہاں کوئی تصویر اتارنے کی کوشش نہ کی جائے۔ چند منٹ بعد بتایا گیا کہ اسامہ پہنچنے والے ہیں، مسلح افراد کے جلو میں ہم باہر کو لپکے۔ تب فضا میں فائرنگ کی گونج تھی۔ کیمپ کی عمارات کی چھتوں اور قریبی پہاڑیوں کی چوٹیوں پر موجود مسلح افراد آسمان کی طرف بے تحاشہ فائرنگ کر رہے تھے۔ یہ اپنے قائد کا استقبال ہی نہیں بلکہ ایک طرح کا حفاظتی اقدام بھی تھا۔ دو گاڑیوں میں اسامہ اور ان کے رفقا کیمپ کے کھلے احاطے میں پہنچ چکے تھے۔ ان میں مصری جماعت الجہاد کے سربراہ ڈاکٹر ایمن الظواہری بھی تھے، جنہوں نے مصر میں سادات کے قتل کے بعد قید و بند کی طویل صعوبتیں جھیلیں۔ ۱۹۸۴ء میں رہائی پانے کے بعد وہ کچھ عرصہ مصر میں رہے اور پھر افغانستان آکر جہاد میں شریک ہو گئے۔ وہ سوڈان میں بھی اسامہ کے ساتھ تھے۔ نیویارک کے ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں بم دھماکے کے کیس میں امریکہ میں زیر حراست نابینا مصری عالم دین عمر عبدالرحمٰن کے تین صاحب زادے، محمد عمر عبدالرحمٰن، احمد عمر عبدالرحمٰن اور عاصم عمر عبدالرحمٰن بھی یہاں ہیں۔ انور سادات کو قتل کرنے والے خالد اسلامبولی کے بھائی شاقی اسلامبولی بھی یہاں اسامہ کے رفقا میں شامل ہیں۔

۴۲ سالہ مجاہد رہنما اپنے نپے تلے قدموں کے ساتھ کانفرنس روم کی طرف بڑھ رہا تھا، جس کی کسی ادا سے دہشت گردی کا اشارہ نہیں ملتا تھا۔ کانفرنس روم میں اسامہ بن لادن کے دائیں ہاتھ ڈاکٹر ایمن الظواہری اور بائیں جانب ان کے دست راست ابو حفص نے نشستیں سنبھال لیں۔ اسامہ ہمارا خیر مقدم کر رہے تھے، انہیں اندازہ تھا کہ ہم کیسا پر صعوبت سفر طے کر کے یہاں پہنچے ہیں۔ وہ اس پر معذرت بھی چاہ رہے تھے اور اظہار تشکر بھی کر رہے تھے لیکن ہم دنیا و مافیہا سے بے خبر، بس انہی کو تکے جا رہے تھے۔

؎ کہاں ہے تابِ تکلم ابھی ہیں محوِ نظر
تمہارے چہرے سے نظریں ہٹیں تو بات کریں

ہم نے اپنے ہوش و حواس، اپنی تاب و تواں مجتمع کی۔ مجاہد راہ نما، عالم اسلام اور خصوصاً مشرق

وسطیٰ میں حکومتی سطح پر امریکی اثر ونفوذ پر گفتگو کرتے رہے تھے۔ وہ سعودی عرب میں امریکی فوجیوں کی موجودگی پر سخت کبیدہ خاطر تھے، جس کے خلاف سعودی عوام خصوصاً نوجوانوں میں اضطراب پھیل رہا ہے۔ علمائے کرام بھی اس اقدام کو نشانۂ تنقید بنا رہے ہیں اور بعض نے اس کے خلاف فتوے بھی جاری کیے ہیں۔ جن میں مسجد نبویؐ کے امام شیخ علی بن عبدالرحمٰن الحذیفی بھی ہیں۔

وہ ریاض اور الخبر میں امریکی فوجی ٹھکانوں میں بم دھماکوں کو بھی مقامات مقدسہ سے امریکیوں کے انخلا کے لیے شروع کیے جانے والے جہاد کا حصّہ قرار دیتے ہیں۔

سوال: کیا یہ مجاہد آپ کے آدمی ہیں؟

شیخ اسامہ: آپ یوں کہہ لیں کہ وہ میرے ہم خیال ضرور ہیں اور چاہتے ہیں کہ امریکی ہمارے مقدس مقامات سے نکل جائیں۔

انہوں نے بتایا کہ گذشتہ رمضان میں سعودی حکومت بھاری تعداد میں وہ اسلحہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئی جسے امریکیوں کے خلاف استعمال کیا جانا تھا۔ اس اسلحہ میں زمین سے فضا میں مار کرنے والے (سام ۷) اور اسٹنگر میزائل بھی شامل تھے۔ امریکی پریشان ہیں کہ اس طرح کے اسلحہ سے تو ان کے ہوائی جہاز بھی محفوظ نہیں رہیں گے۔ اُن کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔ جب وہ بتا رہے تھے کہ امریکہ عدن (یمن) میں اپنا اڈہ قائم کرنا چاہتا تھا تاکہ صومالیہ کے خلاف تازہ دم فوجیں بھیجتا رہے۔ لیکن عدن کے دو ہوٹلوں میں بم دھماکے کے بعد امریکی اتنے خوف زدہ ہوگئے کہ انہوں نے اس منصوبے کا خیال دل سے نکال دیا اور واپس چلے گئے۔ وہ بتا رہے تھے کہ دنیا میں مختلف جہادی تنظیموں میں بہتر رابطے کے لیے انہوں نے 'انٹرنیشنل اسلامک فرنٹ' کی داغ بیل ڈالی ہے۔

رسمی گفتگو کے بعد نمازِ عصر ادا کی گئی۔ پھر ہم غیر رسمی اور بے تکلف گفتگو کے لیے باہر کھلے میدان میں ایک چبوترے پر آبیٹھے۔ یہ اہتمام بھی خود اسامہ بن لادن کی خواہش پر ہوا تھا۔

سوال: آپ کچھ تھکے تھکے نظر آرہے ہیں۔

شیخ اسامہ: میں خاصا طویل سفر کر کے یہاں پہنچا ہوں۔ اس لیے تھکاوٹ کے کچھ آثار نظر آرہے ہیں ورنہ میں اب بھی روزانہ گھوڑے کی پیٹھ پر چھلانگ لگا کر سوار ہوتا ہوں، میں آپ میں سے کسی سے بھی کشتی لڑنے کو تیار ہوں۔ اسامہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

سوال: عربوں میں ایک سے زائد شادیوں کا رواج ہے، آپ کا معاملہ؟

اس بار ڈاکٹر الظواہری گویا ہوئے۔ شیخ اسامہ کی تین بیویاں ہیں اور تینوں یہاں افغانستان میں موجود ہیں اور تینوں کا تعلق سرزمین حجاز سے ہے۔ شیخ اسامہ کے دو دبلے پتلے بیٹے (عمر ۱۴، ۱۵ سال) بھی یہاں موجود تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ان کے ۱۴ بیٹوں میں سے ۴، ابھی سعودیہ میں ہیں۔

یہاں اسامہ نے عرب قہوے اور خشک میوہ جات سے ہماری تواضع کی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہمیں الوداع کہہ رہے تھے، ان کی چمکتی آنکھوں میں دور دور تک خوف کی کوئی جھلک نہیں تھی...... صرف اور صرف اللہ سے ڈرنے والے کسی اور کے خوف کو اپنے دل میں جگہ کب دیتے ہیں! ہماری گاڑیاں واپسی کے لیے مڑیں، شیخ اور اُن کے رفقا بھی اپنی گاڑیوں کی طرف لپک رہے تھے...... فضا میں ایک بار پھر گولیوں کی گونج اور بارود کا دھواں پھیل گیا تھا......

☆☆☆☆☆

بقیہ: عرب کا شاہزادہ...... واقعات کے آئینے میں

معرکے سر کرتے ہوئے جلال آباد کے نواحی علاقوں تک آن پہنچے......اور پھر اگلے ہی روز طالبان نے ملا بورجان شہیدؒ کی زیرکمان جلال آباد شہر پر یلغار کر دی...... گھمسان کا رن پڑا......اور پھر آناً فاناً وہ ربانی حکومت جو ہمیں امریکہ کے سپرد کرنے کے تمام انتظامات مکمل کر چکی تھی...... پہلے جلال آباد اور پھر صرف دو دن بعد ہی صوبہ لغمان اور صوبہ کنڑ سے بھی ہاتھ دھو بیٹھی......اور ہم اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اپنے مرکز نجم الجہاد میں مقیم رہے۔''

....

سیّد ضیاء (شمالی اتحاد کا کمانڈر اور سیاف کا بھانجا ہے اور اُن لوگوں میں سے ہے کہ جنہوں نے آٹھویں صلیبی جنگ میں شیر مجاہدین کے خلاف لڑائی کی) فرانسیسی اخبار بومنڈ کے نامہ نگار کو بتاتا ہے کہ (ہم جانتے تھے کہ اسامہ امیر آدمی ہے لیکن وہ ہمارے درمیان حیرت انگیز سادہ زندگی گذارتا تھا اور وہ روسیوں کے گھیراؤ میں دو مرتبہ آیا تھا اور ان میں سے ایک مرتبہ اس وقت وہ گھیرے میں آیا تھا کہ جب وہ معرکہ ۲۴ دن تک ہوتا رہا اور اپنی زندگی کا یہ سب سے لمبا معرکہ میں نے دیکھا تھا جس میں اُسامہ اپنے سو ساتھیوں کے ساتھ ایک پہاڑ کی چوٹی پر سات دن تک گھیرے میں رہا اور بہت شدید بمباری ہو رہی تھی تو اس (اسامہ) نے اپنے مورچوں کے اردگرد کے علاقے کو بارودی سرنگوں سے بھر دیا تاکہ روسیوں کو اوپر چڑھنے سے روکے۔ پھر اس نے ساتویں روز بھرپور حملہ کیا اور اس معرکے کو جیتا۔ اُسامہ اور عرب لوگ حقیقت میں بہت بہادر تھے اور میں نے اس کے بعد کبھی اتنی شدّت کا معرکہ نہیں دیکھا اور حقیقت یہ ہے کہ ہمارے پاس گولہ بارود کی بہت کمی تھی لہٰذا ہم مجبُور ہوتے تھے کہ روسی فوجی ہمارے مورچوں کے قریب آئیں تو پھر ہم فائرنگ کرتے لیکن بلاشبہ عرب لوگ دشمن سے لڑنے کے لیے مورچوں سے چھلانگیں لگا کر نکل جاتے، وہ آمنے سامنے آکر للکارنے کو محبُوب سمجھتے تھے''۔

☆☆☆☆☆

اسامة خير من ركب المطايا

اسلام آباد کی مشہورِ عالم مسجد ''لال مسجد'' کے بانی مولانا عبداللہ شہید رحمہ اللہ کو تحفظ حرمین کے سلسلے میں بے باک آواز اٹھانے پر شہید کر دیا گیا تھا۔ تحفظ حرمین کے حوالے سے درد کی یہ سوغات آپ کو امام المجاہدین شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ سے ہی ملی تھی، آپ نے اپنی شہادت (اکتوبر ۱۹۹۸ء) سے چند ہفتے قبل شیخ اسامہ بن لادن شہید رحمہ اللہ کی مدح میں ایک عربی قصیدہ لکھا تھا۔ اس قصیدے سے علماو مشائخ کی شیخ اسامہؒ سے محبت و وارفتگی کا اندازہ ہوتا ہے، شیخ اسامہؒ عام لوگوں کے لیے ہی پسندیدہ شخص نہ تھے بلکہ علما کے محبُوب بھی تھے۔

اسامة خير من ركب المطايا
اسامہ بہترین شہسوار ہیں

واشجع كل من شهد الحروبا
اوران تمام میں بہادر ہیں جولڑائیوں میں حاضر ہوتے ہیں

هوالرجل المجاهد من سعودى
وہ ایک سعودی مرد مجاہد ہیں

و معتوب من امريكا عتوبا
جوامریکا کی طرف سے سخت معتوب ہیں

ولكن الاسامة لايبالى
مگر اسامہ صاحب کو پرواہی نہیں ہے

وليس يحس خوفاً واللغوبا
وہ کوئی خوف وخطر بھی محسوس نہیں کرتے اور نہ ہی تھکتے ہیں

فامريكا يريد له تباراً
امریکا کا توارادہ ہے ان کو تباہ کرنے کا

ولايرضىٰ اسامة ان ياوبا
لیکن وہ واپس لوٹنے پر راضی نہیں ہیں

وان اسامة شهم نبيل
دراصل اسامہ ایک عظیم سردار ہیں

عظيم الهم مضّار لبيبا
بڑی ہمت والے اور کچھ کر گزرنے والے انسان ہیں

وهاجر من سعودى مذمديد
کافی عرصہ ہوا سعودیہ سے ہجرت کر کے آئے ہیں

اقام بملكنا امنا غريبا
اور ہمارے ملک میں مسافر ہو کر امن وامان سے ہیں

وجدناه جرّياً ثم حراً
ہم نے ان کو جری، آزاد

شريفا ماجداً ندبا نجيبا
شریف بزرگ فیاض اور صاحب نجابت پایا ہے

فذلك ضيف افغان كرام
پس یہ اسامہ افغان قوم کے مہمان ہیں

مقيماً في صحاراها اديبا
اورافغانستان کے جنگلوں صحراؤں میں رہائش پذیر اوصافِ محمودہ والے ہیں

شديد الخنز وانة لايبالى
بڑے خوددار ہیں جب وہ شیر بن جاتے ہیں تو پھر پروا

اصاب اذا تنمر اواصيبا
نہیں کرتے کہ کسی کو ہلاک کیا یا خود جان سے چلے گئے

تهنئه شجاعاً عبقريا
ہم ان کو مبارک باد دیتے ہیں وہ بے پناہ بہادر

حمالا متابعه ركوبا
اور مصائب ومشکلات کو برداشت کرنے والے ہیں

لعل اللّٰه يعطيه نجاة
امید ہے اللہ تعالیٰ ان کو نجات دلائے گا

لما هوفيه نخشىٰ ان يذوبا
ان مشکلات سے جن کے بارے میں ہم کو اندیشہ ہے کہ وہ پگھل نہ جائیں

ازور اسامة رجلا جليلاً
میں اسامہ سے ملاقات کرتا ہوں وہ ایک طاقت ور بہادر شخص ہیں

وضيفا ماجداً رزق النصيبا
اور بزرگ مہمان ہیں اللہ نے اس کو عظمت عطا فرمائی ہے

نصيب الخير من هم و عزم
خیر و بھلائی اور ہمت وعظمت کا حصّہ وافر دیا ہے

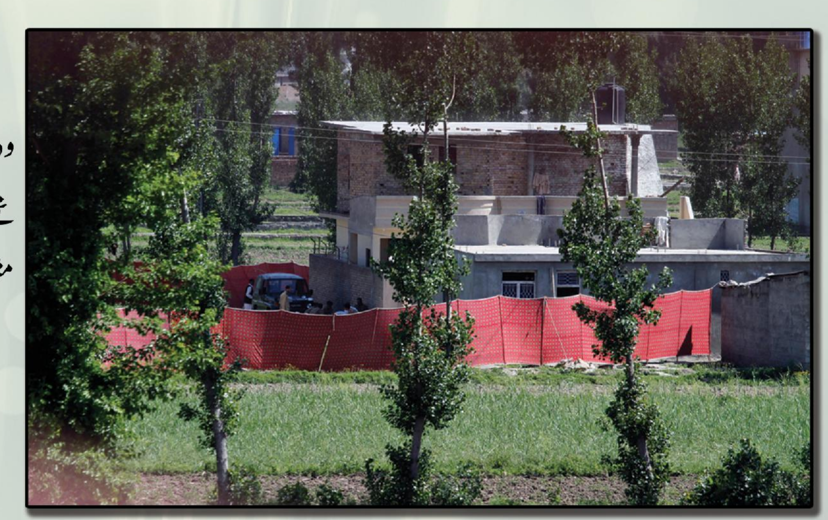
وجرأة ضيغم بلغ المشيبا
وہ جرأت وبہادری کے معمر شیر ہیں

فيارب العباد ارحم عليه
پس اے بندوں کے خدا ان پر رحم کر

واخلصه الشدائد والكروبا
اور شدائد اور مصیبتوں سے نجات نصیب فرما

وعبد اللّٰه مداح لعزمه
اور عبداللہ اس کی عزم وہمت کے مداح ہیں

وصديق له صدقا قريباً
ان کے دوست اور قریبی مخلص لوگ ہیں



وہ مکان جہاں مسلمانوں کی عظمت کی علامت شیخ اسامہؒ قیام پذیر تھے اور وہاں صلیبیوں اور مقامی مرتدین پاکستانی فوجیوں نے مشترکہ کارروائی کی۔



۲ مئی ۲۰۱۱ء، شیخؒ کے مکان میں موجود مجاہدین کا نشانہ بننے والا تباہ شدہ امریکی بلیک ہاک ہیلی کاپٹر۔



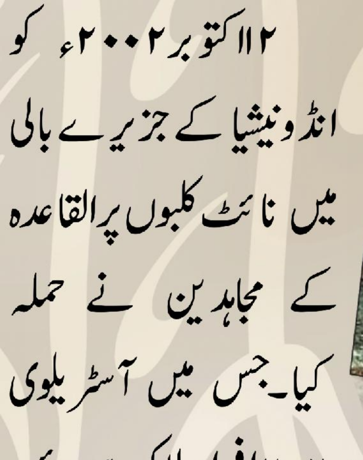
آج اسلام ان پاکستانیوں کو پکار رہا ہے۔ہائے میرا اسلام، ہائے میرا اسلام، ہائے میرا اسلام......کیا میں نے یہ پیغام پہنچا دیا؟ اے اللہ! تُو گواہ رہنا، یہ پیغام پہنچا دیا؟ اے اللہ! تُو گواہ رہنا، یہ پیغام پہنچا دیا؟ اے اللہ! تُو گواہ رہنا!!!''



۲۲ مئی ۲۰۱۱ء، شیخؒ کی شہادت کا بدلہ لینے کے لیے کراچی میں مہران بیس پر مجاہدین کی عظیم الشان فدائی کارروائی۔جس میں ۴ مجاہدین نے فدائی حملہ کیا اور ۲ امریکی اورین P3C طیارے تباہ کردیے۔ایک طیارے کی قیمت ۴۰ کروڑ ڈالر ہے۔

کفر کی ذلت کے نشان۔۔۔۔





۷ اگست ۱۹۹۸ء کو تنزانیہ کے شہر دارالسلام میں امریکی سفارت خانے پر فدائی حملے میں ۱۱امریکی ہلاک جبکہ ۸۵ افراد زخمی ہوئے۔



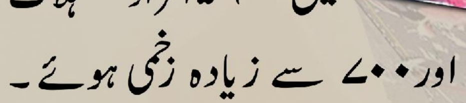
یومِ تفریق ا

۱۲ اکتوبر ۲۰۰۲ء کو انڈونیشیا کے جزیرے بالی میں نائٹ کلبوں پر القاعدہ کے مجاہدین نے حملہ کیا۔جس میں آسٹریلوی باشندوں سمیت ۲۰۲ افراد ہلاک ہوئے۔





۷ جولائی ۲۰۰۵ء کو لندن میں زیرزمین ٹرین اور بس میں فدائی حملے کیے گئے۔ان حملوں کے نتیجے میں ۵۶افراد ہلاک اور ۷۰۰ سے زیادہ زخمی ہوئے۔



۲۶ فروری ۱۹۹۳ء کو ورلڈ ٹر

کے ذریعے حملہ کیا گیا۔اس حم

امتِ مسلمہ کی عزت کی علامتیں

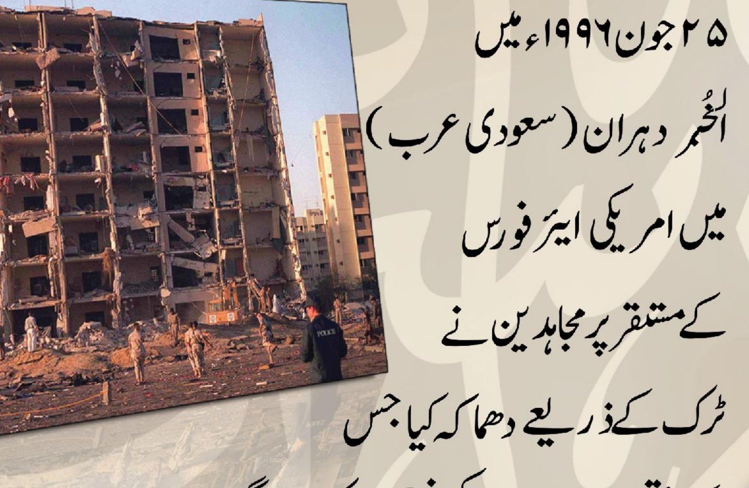


ا ستمبر ۲۰۱۱ء



ڈ سنٹر پر بارود سے بھرے ٹرک
لے میں ۱۶ امریکی ہلاک ہوئے۔

۱۲ اکتوبر ۲۰۰۰ء کو یمن میں عدن کی بندرگاہ پر کھڑے امریکی جنگی بحری جہاز USS COLE پر مجاہدین کے فدائی حملے میں ۱۷ امریکی فوجی ہلاک اور ۳۹ زخمی ہوئے۔



۲۵ جون ۱۹۹۶ء میں الخُبر دہران (سعودی عرب) میں امریکی ایئر فورس کے مستقر پر مجاہدین نے ٹرک کے ذریعے دھماکہ کیا جس کے نتیجے میں ۱۲۹ امریکی فوجی ہلاک ہو گئے۔

۷ اگست ۱۹۹۸ء کو کینیا کے دارالحکومت نیروبی میں امریکی سفارت خانے پر فدائی حملے میں ۲۱۲ افراد ہلاک ہوئے۔ جن میں دو CIA کے افسران بھی شامل ہیں۔



۲۸ جون، کابل انٹر کانٹی نینٹل ہوٹل پر ۸ فدائی مجاہدین کے حملے میں 90 سے زاید صلیبی اور مرتدین ہلاک ہوئے، جن میں زیادہ تعداد افسران کی ہے۔



۲۲ مئی کو خوست میں پولیس ہیڈکوارٹر پر فدائی حملوں کے بعد کا منظر۔ اس کارروائی میں 55 صلیبی جبکہ 16 افغان فوجی ہلاک ہوئے۔



۸ مئی، قندھار کی سرکاری عمارات پر مجاہدین نے دو دن قبضہ کیے رکھا۔ 138 مرتدین ہلاک اور 12 ٹینک تباہ ہوئے۔



۸ جون، کابل میں پولیس سٹیشن پر فدائی حملے کے بعد عمارت میں آگ لگی ہوئی ہے۔ اس حملے میں 28 پولیس اہلکار ہلاک اور 17 زخمی ہوئے۔

16 اپریل 2011ء تا 15 جون 2011ء کے دوران میں افغانستان میں صلیبی افواج کے نقصانات

فدائی حملے:	22 عملیات میں 28 فدائین نے شہادت پیش کی	گاڑیاں تباہ:	445
مراکز، چیک پوسٹوں پر حملے:	369	ریموٹ کنٹرول، بارودی سرنگ:	437
ٹینک، بکتر بند تباہ:	470	میزائل، راکٹ، مارٹر حملے:	229
کمین:	153	جاسوس طیارے تباہ:	5
آئل ٹینکر، ٹرک تباہ:	252	ہیلی کاپٹر و طیارے تباہ:	22
مرتد افغان فوجی ہلاک:	2377	صلیبی فوجی مردار:	3142
سپلائی لائن پر حملے:	114		

شیخ اسامہ کو کچھ ہوا تو سازش میں شریک حکومتوں کے خلاف جہاد فرض ہوگا

شیخ الحدیث مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک یادگار فتویٰ

[۱۹۹۸ء میں جب اسد الاسلام الشیخ اسامہ بن لادن شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کو امریکی کمانڈوز کے ذریعہ گرفتار کرنے کی زور دار مہم چلی اور کروز میزائل کے حملے بھی ہوئے تو خدشہ تھا کہ پاکستان اس مہم میں امریکا سے بھرپور تعاون کرتے ہوئے شیخ کو گرفتار کرانے میں مدد دے گا، اس موقع پر حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ نے شیخ کی گرفتاری یا شہادت کی صورت میں پاکستان میں جہاد فرض ہونے پر ایک جرأت مندانہ فتویٰ دیا تھا، ذیل میں اس یادگار فتویٰ کو شائع کیا جا رہا ہے۔]

حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فتویٰ میں کہا تھا کہ اسامہ بن لادن کو گرفتار کیا گیا یا ان کو نقصان پہنچایا گیا تو جتنی ملکی یا غیر ملکی حکومتیں یا دیگر قوتیں اس عمل میں شریک ہوں گی شرعاً ان کے خلاف جہاد فرض ہوگا، کیوں کہ شیخ اسامہ بن لادن اس وقت دنیا میں جہاد اور غلبۂ اسلام کے علمبردار ہیں اور اپنا تن من دھن غلبۂ اسلام کے لیے قربان کر چکے ہیں اور غلبۂ اسلام ہی کے لیے اپنی پرتعیش زندگی ترک کر کے قربانی اور مشقت کی زندگی برداشت کر رہے ہیں، ظاہر ہے کہ شیخ اسامہ کی گرفتاری پاکستانی گورنمنٹ اور ایجنسیوں کے تعاون کے بغیر ناممکن ہے، لہٰذا ان کو گرفتار کیا جاتا ہے تو یہ صرف پاکستان کے تعاون سے ہوگا، لہٰذا اس صورت میں فتویٰ دیتا ہوں کہ "شرعاً مسلمانوں پر خصوصاً پاکستانی مسلمانوں پر موجودہ حکومت کے خلاف جہاد کرنا فرض ہوگا" حکومتِ پاکستان اور سعودی حکومت کو شیخ اسامہ کی گرفتاری کی بجائے یہود کی غلامی سے آزادی پر اپنی قوتیں صرف کرنی چاہییں۔ اس وقت امریکی فوجیں سعودی عرب اور دیگر خلیجی اور تیل پیدا کرنے والے ممالک میں لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں، جن میں اکثریت یہودیوں کی ہے، اور ان ممالک کی حکومتیں ان کے دیگر اخراجات کے علاوہ ان کو خنزیر اور شراب مہیا کرتی ہیں، اور ان کی جنسی تسکین کے لیے ان ممالک کی مسلمان بچیوں کو استعمال کیا جاتا ہے، لہٰذا شرعاً ان ممالک کے سربراہوں کے خلاف مسلمان عوام کے لیے بغاوت کر کے ان کو کیفرِ کردار تک پہنچانا فرض ہے، اس وقت امریکا اور دیگر مغربی ممالک عربوں کے تیل کو زبردستی ان سے ۱۳ ڈالر فی بیرل خرید رہے ہیں جو واضح ڈاکہ ہے، اور مسلمانوں کو اربوں ڈالر کا سالانہ نقصان ان ممالک کے بزدل سربراہوں کی وجہ سے پہنچ رہا ہے۔" لہٰذا شرعاً ان سب کا معزول کرنا واجب ہے"۔ اب اللہ کے فضل و کرم سے مسلمان نوجوانوں میں جو جذبۂ جہاد بیدار ہو رہا ہے اس میں جہادِ افغانستان کے علاوہ شیخ اسامہ کی محنتوں کو بھی دخل ہے "لہٰذا اگر شیخ کے وجود کو نقصان پہنچتا ہے تو پاکستانی حکومت لازماً اس میں شریک ہوگی" کیوں کہ امریکا اور یہودی کمانڈوز براستہ پاکستان اس آپریشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا چاہتے ہیں، لہٰذا اس صورت میں اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو پاکستان کے مسلمان عوام پر اس عمل کو روکنے کے لیے جہاد فرض ہوگا۔ میں افغانستان کی اسلامی حکومت طالبان کو بھی خبردار کرنا چاہتا ہوں کہ اگر خدانخواستہ افغانستان کی سرزمین پر شیخ کے وجود کو کسی بھی طرح کا نقصان پہنچا تو دنیا بھر کے مسلمانوں کی ہمدردیاں طالبان سے ختم ہو جائیں گی۔ اس کے علاوہ میں ملک بھر کے علماء سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ جمعہ کے خطبات اور دیگر موقعوں پر مسلمان عوام کو اس سازش سے آگاہ کریں۔

فقط

(ڈاکٹر مفتی) نظام الدین شامزئی

امیر مجلسِ تعاونِ اسلامی پاکستان از بسترِ علالت

مفتی مولانا عتیق الرحمٰن شہید رحمہ اللہ کے شیخؒ کے بارے میں تاثرات:

شیخ اسامہ اسم با مسمیٰ مجاہد اسلام ہیں، عربی زبان میں 'اسامہ' جنگل کے بادشاہ شیر کو کہتے ہیں..... جس کی ایک ہی دھاڑ سے پورا جنگل لرز اٹھتا ہے اور ہ جانور دُم سادھے اور دُم دبائے ہوئے اپنی پناہ گاہ میں دبک کر رہ جاتا ہے..... آج شیخ اسامہ کی آواز بھی کفر کے ایوانوں کو لرزہ براندام کیے ہوئے ہے، شیخ عالم کفر کے لیے ایک ڈراؤنے خواب کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں..... جن کے خوف سے یہود و نصاریٰ اور اُن کے ایجنٹ راتوں کے اندھیرے میں ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھتے ہیں اور اُن کی نیندیں اُڑ جاتی ہیں..... آج امریکیوں پر زمین اپنی وسعتوں کے باوجود تنگ ہو چکی ہے..... امریکی اپنے سفارت خانے بند کر کے بھاگ رہے ہیں اور وہ دن دور نہیں جب امریکہ کے در و دیوار بھی یہود و نصاریٰ کو پناہ دینے کے لیے تیار نہیں ہوں گے۔ شیخ اور اُن کے خاندان کو سالہا سال سے یہ اعزاز حاصل ہے کہ اُن کی تعمیراتی کمپنی 'بن لادن' حرمین شریفین کی تعمیر اور دیکھ بھال پر مامور ہے اور بیسیوں سال سے یہ خاندان مسجد نبویؐ اور کعبۃ اللہ کی خدمت بہترین طریقے پر سرانجام دے رہا ہے..... اللہ تعالیٰ نے شاید اسی خدمت کی برکت سے اس مردِ مجاہد کو اسلامی جہاد کے احیا اور خلافت اسلامیہ اور اسلامی نظام کے نفاذ کی خدمت کے لیے چن لیا ہے.....

اِنہوں نے جب جہادی سرگرمیاں شروع کیں تو حکومت وقت نے امریکہ کی خوشنودی کے لیے شیخ کو اپنے ملک کی شہریت سے محروم کر کے جلاوطن زندگی گزارنے پر مجبور کر دیا..... شیخ نے اربوں کی جائیداد سے دست برداری منظور کر لی مگر جہاد اور اسلامی خلافت کے احیا کی تحریک سے دست برداری گوارا نہیں کی۔ شیخ اسامہ اپنی قربانی اور اخلاص کی بدولت عالم اسلام کی دل کی آواز بن چکے ہیں۔ وہ مجاہدینِ اسلام کے محبوب ترین راہنما اور قائد ہیں۔ اُن کا اللہ کے ہاں جو مرتبہ اور مقام ہے..... اُس کا اندازہ تو آنکھ بند ہونے کے بعد ہی ہوگا مگر دنیا میں بھی شیخ کی قدآور شخصیت نے اپنی مقبولیت کے جھنڈے گاڑ دیے ہیں..... جوان شاء اللہ اللہ کے یہاں مقبولیت کا پیش خیمہ ہے۔ اسامہ کے نام کی ہیبت اور رعب کچھ یوں بھی ہے کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود و نصاریٰ کی مشترکہ قوت کی سرکوبی کے لیے متعین فرمایا تھا اور آج اللہ تعالیٰ نے اُنہی کے ہم نام 'اسامہ بن لادن' عرب کے اس ارب پتی کو عیش و عشرت اور راحت و آرام کی زندگی سے نکال کر افغانستان کے پہاڑوں اور صحراؤں میں عالمِ کفر کے لیے دہشت اور خوف کی علامت بنا دیا، اسامہ عالمِ اسلام کے دل کی دھڑکن بن چکے ہیں اور اُن کی آواز اسلام دشمنوں کے لیے موت کا پیغام بن چکی ہے۔

☆☆☆☆☆

وہ پہنچے بارگاہِ رب میں کتنے سرخرو ہو کر

ابنِ عفراء

میں نے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک اور اپنے دل کے قرار......اپنے سر کے تاج اور روحانی باپ کے تذکرے کے لیے قلم ہاتھ میں لیا ہے......اس حال میں کہ میرا دلِ ناتواں اس تذکرے کی تاب نہ لا سکنے کا شکوہ کر رہا ہے۔ یہ شیخ اسامہ بن محمد بن لادن (رحمۃ اللہ علیہ) کا تذکرہ ہے، جن کے بارے میں میرے یہ جذبات ان لاکھوں اہلِ ایمان کی محبتوں کا ایک ادنیٰ سا عکس ہیں، جو اپنے اس شاندار قائد کی سالاری میں اپنے دین و شریعت کے دفاع کی جنگ لڑ رہے تھے۔ اور اب، جب کہ اُن کا یہ قافلہ سالار بہتوں کو تحریضِ جہاد دلا کر خود بھی معرکہ کے وسط میں پایا گیا......سالہا سال تک اپنی امت کو قتال پر ابھارنے کے بعد خود بھی جان ہتھیلی پر لیے صلیبیوں سے لڑتا ہی دکھائی دیا......راہِ خدا میں خون بہانے کے فضائل سنانے کے بعد جب خود بھی لہو میں بھیگ گیا......اور فتح یا شہادت کا نعرہ بلند کرنے کے بعد......اپنی امت کو فتح یاب دیکھ کر خود وہ لذت چکھ گیا جو حمزہؓ بن عبدالمطلب نے چکھی تھی......

تو اس کا لشکر اگرچہ اس جدائی پر خون کے آنسو رویا، لیکن اپنے رہبر کی استقامت نے اسے استقامت بخش دی، اور اپنے سر کے تاج کو فی اللہ ٹوٹتا، بکھرتا دیکھنے نے اس رستے میں جسم و جان پاش پاش کر دینے کے عزم کو جلا دی۔

یہ مضمون صرف شیخ اسامہؒ سے متعلّق میرے کچھ احساسات کا مجموعہ ہے، چنانچہ تحریر میں ظاہری ربط کا فقدان محسوس ہو تو اسے دلِ بے قرار کی بے قراری کا نتیجہ سمجھ کر صرفِ نظر کر جایئے گا۔ بہر حال میں یہ سطور اس فخر کے ساتھ قلم بند کر رہا ہوں......کہ اللہ نے مجھے اس بندۂ مومن کے لشکر میں شامل رکھا ہے، جس کا وجود کافروں کے حلق کا کانٹا رہا، اور جس کی شہادت پر امریکی شراب کے نشے میں مست ہو کر سڑکوں پر ناچنے سے کم کسی چیز پر راضی نہ ہوئے۔ فللّٰہ الحمد و المنۃ۔

میں نے کبھی شیخ اسامہ کو دیکھا نہیں ہے، پھر بھی ان کی محبت میں دل یوں بے قرار ہوتا ہے، جیسا کسی اور کی جدائی پر نہیں ہوتا۔ میرے والد فوت ہوئے تھے تو مجھے اتنا غم نہیں ہوا تھا۔ لیکن شیخ اسامہ کی شہادت کی خبر سن کر یوں محسوس ہوا، گویا کوئی سائبان تھا، جس کی چھاؤں میں ہم بے فکر رہا کرتے تھے، اور اب وہ سائبان سر سے ہٹ گیا ہے۔ اللہ کی قسم! مجھے پہلی بار احساس ہوا کہ میں یتیم ہو گیا ہوں۔ یہی حال دیگر ساتھیوں کا بھی تھا۔ کتنے ہی ساتھیوں کو اس رات نیند نہ آ سکی۔ سوچیں تو سہی! اسامہؒ کی یہ محبت دلوں میں کس نے ڈال دی؟ ہمارا گمان ہے کہ شیخ اسامہ اس حدیث کے مصداق تھے، جسے صحیح بخاری نے روایت کیا ہے:

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم انّ الله تبارک و تعالیٰ اذا احب عبداً نادی جبريل ان الله قد احبّ فلاناً فأحبه فيحبه جبريل ثم ينادی جبريل فی السماء ان الله قد احبّ فلاناً فاحبوه فيحبه اهل السماء و يوضع له القبول فی اهل الارض

''حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ بے شک جب اللہ تبارک وتعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتے ہیں تو جبرائیلؑ کو بلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بے شک میں فلاں سے محبت کرتا ہوں پس تم بھی اس سے محبت کرو، پس جبرائیل بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر جبرائیل آسمان میں منادی کر دیتے ہیں کہ بے شک اللہ فلاں سے محبت کرتے ہیں اس لیے تم بھی اس سے محبت کرو۔ پس آسمان والے بھی اس بندے سے محبت کرنے لگتے ہیں اور اس بندے کے لیے زمین میں بھی قبولیت رکھ دی جاتی ہے (بخاری)

اسامہؒ بن لادن کا نام اور کام جتنا بھی بڑا ہو......وہ اپنے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی امت کا ایک ادنیٰ سپاہی تھا۔ وہ اس قوم کے ضمیر کا باغیرت ترجمان تھا۔ اس نے اہلِ ایمان کے غموں کو اپنا غم بنایا۔ ان کی مسکراہٹیں اور خوشیاں اسے خوش کر دیتی تھیں، اور ان کا دکھ درد اسے بے چین و بے قرار کرتا تھا۔ اس بات کا اندازہ کوئی بھی ان کی گفتگو اور بیانات سن کر، اور ان کے روشن نامۂ اعمال پر نظر ڈال کر بخوبی کر سکتا ہے۔ اس امت پر مسلط کی گئی شدید ترین صلیبی جنگ میں وہ اہلِ ایمان کی قیادت کرتے رہے۔ ان کی شخصیت پر باتیں بنانے والوں میں کتنے ہی مسلمان بھی ہیں......کاش وہ یہ جان لیتے کہ وہ اپنے گھروں میں چین سے سوتے ہیں تو اس لیے، کیوں کہ اسامہ نامی ایک مجاہد ان کا غم دل میں بسائے ان کی سرحدوں کی پہرہ داری کر رہا تھا، اور ان کی محبت میں دیوانہ ہوا جاتا تھا......اور اس کے تیار کردہ دستے ان کے خون کے پیاسے دشمنوں سے شرق و غرب میں پنجہ آزما تھے اور آج بھی ہیں۔

اسامہؒ بن لادن اس امت کے جری فرزند تھے، اور اس کے کمزوروں کے لیے ایک شفیق باپ تھے۔ کتنے ہی سال اس امت کو قہر و جبر تلے ستایا گیا، اور اس کے شرفا کو ذلیل کیا جاتا رہا۔ کتنے ہی علمائے حق اور داعیانِ دین پابندِ سلاسل ہوئے، کتنی ہی مائیں اور بہنیں بندر و خنزیر کی اولاد کی حرص و ہوس کا نشانہ بنتی رہیں۔ فرزندانِ توحید کٹتے گئے، لیکن سفاک یہودیوں کے ہاتھ روکنے والا کوئی نہ ہوا۔ ملتِ کفر کس طرح بڑھ چڑھ کر اپنی کبریائی کا اعلان کرتی رہی، اور اس امت کے بعض سفہاء کفر کی ہاں میں ہاں ملاتے گئے......غیرتِ دین رکھنے والے خون کے آنسو بہاتے رہے، پر زخمِ دل پہ مرہم رکھنے والا کوئی نہ مل سکا......

ایسے میں سرزمینِ حجاز سے ایک تابناک ستارہ طلوع ہوا...... جو کفر کے

ایوانوں کے روبرو سینہ تان کر کھڑا ہوا تو اس کی ہیبتِ ایمانی سے فرعون و ہامانِ وقت تھرانے لگے۔ اس کی ماں نے اس کا نام اسامہ رکھا تھا، اور اسامہ شیر کو کہتے ہیں۔ چودہ صدیوں بعد امتِ محمد یہ نے یہ منظر لوٹ آتے دیکھا، جہاں کرارؓ کا جانشین ایک بار پھر مرحبِ یہود کے روبرو کھڑا یہ رجز کہہ رہا تھا:

أنا الذي سمتني أمي حيدرة

كليث غابات كريه المنظرة

أوفيهم بالصاع كيل السندرة

''میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر (شیر) رکھا ہے۔ جنگل کے شیر کی طرح خوفناک۔ میں انہیں صاع کے بدلے نیزے کی ناپ پوری کروں گا۔''

اس امت کو عرصہ دراز سے یوں مرعوب کیا جاتا رہا، کہ وہ یورپ و امریکہ کی جھوٹی بادشاہی کی قائل ہونے لگی۔ جس زمانے میں فارس و روم دنیا میں بڑے مانے اور منوائے جاتے تھے، اس وقت کی بات ہے کہ مثنیؓ الشیبانی سلطنتِ فارس سے لڑائی کے لیے کمک طلب کرنے مدینہ آئے۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منادی کروائی، لیکن تین روز گزرنے پر بھی کوئی حاضر نہ ہوا۔ ایسے میں حضرت عمرؓ نے مثنی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ کھڑے ہوں اور فارس کے خلاف اپنی فتوحات کا تذکرہ کر کے لوگوں کا دل بڑھائیں، اور انہیں وقت کی سپر پاور کے خلاف قتال پر آمادہ کریں۔ مثنیؓ کھڑے ہوئے اور اور لوگوں میں تحریضی بیان کرنے لگے۔ ان کی تقریر کا ایک جز اہلِ سیر نے یوں نقل کیا ہے:

''اے لوگو! ایسا نہ ہو کہ تم اس رخ (یعنی فارس) کو بہت بڑا سمجھنے لگو! کیوں کہ ہم نے اہلِ فارس کو مبازرت میں چھید کر رکھ دیا ہے، اور ان کو دو ٹکڑے کر دیا، انہیں ذلت کے گھونٹ پلائے ہیں اور ہمارے لشکران پر شیر ہو گئے ہیں......اور اللہ نے چاہا تو اس کے بعد بھی ہولنا کیاں ان کی منتظر ہیں۔''

اس پر لوگوں کے جذبات گرما گئے، اور ابو عبیدہؓ ثقفی کھڑے ہوئے۔ خلیفہ نے ان کے لیے پرچم باندھا، اور مسلمان پے در پے ان کے ساتھ ہونے لگے۔ رضي الله عنهم أجمعين۔

آج یہ امت وقت کی سپر پاوروں سے مرعوب اور خوفزدہ، ان کے مقابلے سے خائف بیٹھی تھی......ایسے میں مجاہدینِ اسلام کے جھرمٹ میں شیخ اسامہ بن لادن کھڑے ہوئے، اور خیر القرون سے حیرت انگیز نسبت کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ الفاظ کہے:

''اے لوگو! ایسا نہ ہو کہ تم امریکہ اور اس کی فوج کو بہت بڑا سمجھنے لگو! کیوں کہ اللہ کی قسم! ہم بار ہا انہیں ضرب لگا چکے ہیں، اور بار بار وہ شکست کھا چکے ہیں۔ وہ صفیں ٹکرانے کے وقت بزدل ترین قوم ہیں۔ اگر وقت کی قلت مانع نہ ہوتی، تو میں آپ کو تورہ بورہ اور شاہی کوٹ میں امریکیوں کے ساتھ لڑائی کے ایسے ایسے واقعات سناتا جن پر مشکل ہی سے یقین آتا ہے۔'' (**رسالة الى الأمة للشيخ أسامة بن لادن، لعام ۱۴۲۳ من الهجرة**)

انہوں نے اپنے الفاظ ہی نہیں، بلکہ اپنے قتال کے ذریعے مسلمانوں کو باور کرایا، کہ ہم وہ امت ہیں جسے جہاد کے ذریعے عزت ملی، اور جس نے اپنے نیزے کی نوک اور تلوار کی دھار سے اقوامِ عالم کو زیر کیا تھا۔ شیخ اسامہؒ کے عمل میں اللہ تعالیٰ نے برکت دی، اور ان کی زیرِ قیادت مجاہدین کے کارناموں کو دیکھ دیکھ کر امت کے نوجوان پے در پے میدانِ معرکہ کی طرف لپکنے لگے۔ کیسے کیسے مجاہدین نے اپنی شمشیرِ بے نیام کے جوہر دکھلائے، اور کہاں کہاں دین و ملت کے دشمنوں کو اپنے نیزوں سے چھید کر رکھ دیا، یہ ان کے سالار اور منصوبہ ساز، اسامہؒ بن لادن کی زبانی سنیے:

''میں آپ کو ۱۴۰۲ھ میں امریکیوں کی شکست یاد دلانا چاہوں گا، جب اسرائیل نے لبنان پر قبضہ کرنا چاہا تھا۔ اس وقت لبنانی تحریک کے مجاہدین نے بیروت میں امریکی میرینز کے ایک مرکز پر بارود سے بھرے ایک ٹرک کے ذریعے حملہ کیا، اور اس حملے میں ۲۴۰ سے زیادہ امریکی جہنم واصل ہوئے، اور بے شک وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔

پھر دوسری جنگِ خلیج کے بعد امریکہ نے صومالیہ میں اپنی افواج داخل کیں، اور وہاں ان کے ہاتھوں ۱۳۰۰۰ مسلمان شہید ہوئے۔ بے شک اللہ کی مدد کے بغیر شر سے دفاع کیا جا سکتا ہے نہ خیر کے لیے اقدام۔ اس موقع پر افغانستان میں موجود عرب مجاہدین نے اس سرزمین کا رخ کیا، اور اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ مل کر ان کا مقابلہ کیا۔ انہوں نے امریکہ کی کبریائی کو خاک میں ملا دیا، انہیں قتل کیا، ان کے ٹینکوں کو تباہ کیا اور ان کے جہازوں کو مار گرایا۔ نتیجتاً، ایک سیاہ رات میں امریکیوں نے فرار کی راہ اختیار کی، اس حال میں کہ کوئی ان کا پرسانِ حال نہ تھا۔ بس تمام تعریف اور احسانات اللہ ہی کے ہیں۔

اسی عرصے میں، امت کے نوجوان عدن (یمن) میں امریکیوں کے خلاف بارودی سرنگیں تیار کرتے رہے۔ پھر وہ صبح طلوع ہوئی جب ان کے ذریعے امریکیوں کو نشانہ بنایا گیا، تو بزدلوں کو فرار کے سوا کچھ نہ سوجھی، اور ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔

پھر ۱۴۱۵ھ میں ریاض میں ایک دھماکہ ہوا، جس میں چار امریکی مارے گئے، اور یہ ایک نہایت واضح پیغام تھا کہ اس خطے میں بسنے والے مسلمان امریکہ کی یہود کے لیے پشت پناہی اور بلادِ حرمین سے متعلّق سیاست پر ہرگز راضی نہ ہوں گے۔ اس سے اگلے سال خُبر میں ایک دھماکے میں ان کے ۱۹ افراد مارے گئے اور ۴۰۰ سے زائد زخمی ہوئے۔ اور اس ضرب کے بعد امریکی مجبُور ہوئے کہ اپنے بڑے مراکز شہری علاقوں سے صحرائی علاقوں کی طرف منتقل کریں۔

اس کے بعد ۱۴۱۸ھ میں مجاہدین نے کھلے الفاظ میں امریکہ کو خبردار کیا کہ وہ یہودیوں کی امداد سے باز آجائے، اور حرمین کی سرزمین سے نکل جائیں۔

امریکہ نے اس دھمکی پر کان نہ دھرے، تو مجاہدین نے اللہ کے فضل سے مشرقی افریقا میں ان پر دو عظیم الشان ضربیں لگائیں۔ (یہ نیروبی (کینیا) اور دار السلام (تنزانیا) میں امریکی سفارت خانوں پر استشہادی حملوں کی طرف اشارہ ہے)۔

ان حملوں کے بعد امریکیوں کو ایک بار پھر خبردار کیا گیا، لیکن انہوں نے اب کی بار بھی ہوش کے ناخن نہ لیے، چنانچہ اللہ کی توفیق سے مجاہدین عدن کے ساحل پر ایک اور عظیم استشہادی کارروائی میں کامیاب ہوئے، جس میں امریکی بحری بیڑہ ''کول'' تباہ ہوا۔ اور یہ بلاشبہ امریکہ کی عسکریت کے لیے ایک عظیم تھپڑ تھا......

پھر جب مجاہدین نے دیکھا کہ وائٹ ہاؤس میں بیٹھا سیاہ کار مجرم معاملے کو حقیقت سے دور کسی اور طرح دیکھ رہا ہے، اور ان کا احمق صدر یہ کہہ رہا ہے کہ ہم ان کے طرزِ زندگی سے حسد کرتے ہیں...... جب کہ اصل حقیقت جسے فرعونِ عصر چھپا رہا تھا، یہ تھی کہ ہم عالمِ اسلام اور خصوصاً فلسطین میں ان کے ظلم و عدوان اور سرزمینِ حرمین پر قبضے کے سبب انہیں مارتے ہیں۔ یہ دیکھ کر مجاہدین نے فیصلہ کیا کہ ایک کارروائی کی منصوبہ بندی کر کے معرکے کو ان کی سرزمین پر، اور ان کے اپنے گھر میں منتقل کیا جائے......

لہٰذا ایک مبارک منگل کے روز، یعنی ۲۳ جمادی الثانی ۱۴۲۲ھ (۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء) کو، جبکہ صہیونی صلیبی گٹھ جوڑ سرزمینِ اقصیٰ میں ہمارے بیٹوں کے سروں کی فصل کاٹنے میں مصروف تھا، جس کے لیے ہاتھ تو یہودیوں کے استعمال ہو رہے تھے، لیکن ٹینک اور طیارے امریکہ نے فراہم کر رکھے تھے...... اور جب عراق میں ہمارے بیٹے امریکہ اور اس کے حواریوں کی عائد کردہ ظالمانہ پابندیوں کے نتیجے میں اپنی جانوں سے ہاتھ دھو رہے تھے ...... اور اس کے بالمقابل، عالمِ اسلام اقامتِ دین کے فریضے سے انتہائی دور، غفلت کے عالم میں زندگی بسر کر رہا تھا...... مسلمان شکست خوردہ اور مایوس تھے، سوائے اس کے جسے رحمتِ خداوندی نے سنبھالا ہوا ہو...... صہیونی اور صلیبی ٹولہ ظلم و عدوان اور تکبر و غرور میں حد سے بڑھا جاتا تھا، ان کی ریاستیں زہر اگل رہی تھیں، اپنے نشے میں مست اور اپنی طغیانی سے ایک عالم کو ڈرا رہی تھیں...... اپنے گال پھلا کر زمین پر اکڑتی، اتراتی پھرتی اور کسی کو خاطر میں نہ لاتی تھیں، اور اس زعم میں تھیں کہ ان تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں......

وہ یہ کیسے گوارا کر سکتے تھے کہ ان کے ساہی یکے بعد دیگرے شہید ہوتے جائیں، کامیاب ٹھہرتے جائیں، اور وہ ان سے پیچھے رہ جائیں! وہ امت کی سربلند عمارت کو کھڑا کرنے کا خواب دل میں بسائے، اس کی بنیادوں میں اپنا خون ڈالتے گئے، اور فتح کا چہرہ دیکھے بغیر ہی رخصت ہو گئے...... ان کا رب انہیں فتوحات و سلطنت کے فتنوں سے بچا لے گیا...... اس نے انہیں اپنے پاس بلا لیا......! یہ الفاظ مجھے رلائے جاتے ہیں اور میرا جگر پارہ پارہ کیے جاتے ہیں۔

ایسے میں انہیں تین ضربوں نے آ لیا، اور تم کیا جانو کہ وہ تین ضربیں کیا تھیں؟ جب کچھ بکھرے بالوں، غبار آلود قدموں والوں نے ان پر جست لگائی...... یہ وہ لوگ تھے جنہیں ہر در سے دھتکارا گیا تھا، وہ نوجوان جو اپنے رب پر ایمان لائے تھے اور اللہ نے ان کو ہدایت میں بڑھا دیا تھا، اور ان کے دلوں کو مضبوط کر کے ان کے سینوں میں ایمان ثبت کر دیا تھا...... پس وہ اللہ کے معاملے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہ گھبرائے اور اپنے رب کے انعامات کی جستجو میں نکل کھڑے ہوئے......

ان کی طبیعت جبر و استبداد کی چھتری تلے سونے سے تنگ آ چکی تھی۔ انہوں نے دشمن ہی کے طیاروں کے ذریعے ان پر حملہ کیا، اور ایک ایسی جرأت مندانہ اور خوبصورت کارروائی برپا کی جس کی نظیر تاریخِ انسانی میں نہیں ملتی۔ انہوں نے امریکہ کے بتوں کو پاش پاش کر ڈالا، اس کی وزارتِ دفاع کے دل پر ضرب لگائی، اور اس کے اقتصاد کے عین قلب کو لہولہان کر دیا۔ انہوں نے امریکہ کی ناک خاک میں رگڑ دی، اور اس کی کبریائی کو کیچڑ میں ملا دیا، اور یوں نیویارک کے برج زمین پہ آ گرے، اور اس کے ساتھ ساتھ وہ کچھ بھی زمین بوس ہوا، جو کہیں زیادہ بڑا اور بھاری بھرکم تھا...... وہ امریکہ کی جھوٹی خدائی کا افسانہ تھا، وہ جمہوریت کا فسانہ تھا، جس کے ٹوٹنے، بکھرنے کے ساتھ لوگوں پر یہ عیاں ہو گیا کہ امریکہ کی اقدار سب نیچوں سے نیچ ہیں۔ سو ''ارضِ حریت'' کا فسانہ پاش پاش ہوا، اور امریکہ کی قومی سلامتی کا فسانہ خاک میں مل گیا...... اور سی آئی اے کی پھرتیاں پرانے وقتوں کی داستان ٹھہری...... اور بلاشبہ یہ احسانِ عظیم اللہ ہی کا ہے، اور حمد و ستائش کے لائق وہی ذاتِ پاک ہے۔'' (**رسالة الى الأمة للشيخ أسامة بن لادن، لعام ۱۴۲۳ من الهجرة**)

یہ **جَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهِ** کا مظہر تھا، **فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ** کا عملی نمونہ تھا، **تُرْهِبُوْنَ بِهِ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ** کی پکار پر لبیک تھا۔ شیخ اسامہؒ نے سچ کہا...... ''ان حملوں کی نظیر تاریخِ انسانی میں ملنا مشکل ہے''۔ وہ یقیناً اس امت کے لیے مسرت کا ایک عظیم دن تھا...... اور اُن اُنیس شہدا اور ان کے رہبر و قائد شیخ اسامہؒ کے لیے رہتی دنیا تک ایک صدقہ جاریہ کا اثبات تھا۔ وہ تین ہزار کافر جو تہہ تیغ ہوئے...... وہ ایک ایک آنسو جو ملتِ کفر نے بہایا...... وہ کھربوں ڈالر جس کا امریکہ کو خسارہ اٹھانا پڑا...... ہر وہ

شخص جو اس واقعے سے متاثر ہو کر اسلام کی طرف راغب ہوا......اور پھر قیامت تک ''گیارہ ستمبر'' کو یاد کر کے جس جس مومن کے لبوں پر مسکراہٹ کھیلے گی اور اس کے دل میں خوشی کی لہر دوڑے گی......اور جس جس کافر کے دل میں خوف و دہشت اور غم وغصہ انگڑائی لے گا......اس کا اجر اس کارروائی کے فدائی شرکا اور شہید منصوبہ ساز اسامہؒ بن لادن کے نامۂ اعمال میں نیکی بن کر لکھا جاتا رہے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

کتنے ہی طویل سال اس عظیم مجاہد نے اپنی امت کے کل پر قربان کیے، برف پوش پہاڑوں پر پگھلا دیے۔ اپنی عمرِ عزیز کے کتنے ہی تر وتازہ روز وشب اس نے اہلِ ایمان کی سربلندی، خلافت علی منہاج النبوۃ کے قیام، اور اہلِ کفر وشرک کی سیادت کے خاتمے کے لیے منصوبہ بندی کرتے گزار دیے۔ کتنے ہی نوجوانانِ امت کو راہ دکھلائی، کتنے ہی سوئے ہوئے مسلمانوں کو تحریضِ جہاد وقتال دلائی۔ جن کارہائے نمایاں سے بڑے بڑے ملک اپنے لاؤ لشکر سمیت عاجز رہے، ایسی کتنی ہی ضربیں اس نے اپنے رب سے مدد مانگ مانگ کر مٹی کے کمروں میں بیٹھے بیٹھے کفر پر لگائیں۔ کتنے ہی مومنوں کے سینے ٹھنڈے کیے، کتنے ہی کافروں کو خون کے آنسو رلائے! ظاہر ہے کہ عالمِ کفر نے یہ سب کچھ ٹھنڈے پیٹوں برداشت نہ کیا، اور اس مجاہد گروہ اور اس کے قائد وسالار کے درپے ہو گئے۔ ایسا عظیم کردار اس امت نے پچھلے کئی سو سال میں دیکھا، نہ ہی امریکہ ویورپ کی تاریخ میں اس سے بڑا کوئی نام گزرا ہوگا۔ جیسا کہ شیخ اسامہؒ کی شہادت کے دن انٹرنیٹ پر کسی کافر کا تبصرہ پڑھنے کو ملا:

> "His place in American history was relatively short, but even so he left a very violent stain upon it."
>
> ''امریکہ کی تاریخ میں اس شخص کا زمانہ نسبتاً مختصر تھا، مگر پھر بھی وہ اس پر ایک شدید نشان چھوڑ گیا''۔

یہ مبصر کیا جانے کہ شیخ اسامہؒ کا کارنامہ امریکی سلطنت کے قلعے میں محض نقب لگانا نہیں ہے، بلکہ یہ کارنامہ شرکی قوتوں کے اس قلعے اور اس کی تمام تر بیرونی ''چیک پوسٹوں'' کی بنیادوں کو ہر سمت سے کھوکھلا کر کے اس کے انہدام کا پیش خیمہ فراہم کر جانا ہے۔ اور یہ حقیقت ہر ناظر وشاہد پر اُس وقت اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ عیاں ہو جائے گی، جب اسامہؒ کی تیار کردہ نسل امریکہ کو سات سمندر پار تاریخ کے کچرا دان میں پھینک آئے گی۔

کیا آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول نہیں پڑھا: ''حق کو پہچاننا ہو تو دیکھو باطل کے تیروں کا رخ کس طرف ہے''۔ لوگو! کیا دیکھتے نہیں کہ دنیا کی کافر طاقتوں کی اس مسلط کردہ جنگ میں تمہاری طرف کے مورچے کون سنبھالے ہوئے تھا؟ باطل کے تیروں کا رخ کس کی طرف رہا؟ کون ان تیروں کو تمغوں کی طرح اپنے سینے پر سجاتا گیا، اور اسی حال میں اپنے رب سے جا ملا......!!؟

....

پھر آسمان نے وہ دن بھی دیکھا جب ان پے در پے ضربوں سے تنگ آ کر امریکہ نے افغانستان پر حملہ کر ڈالا، اور امارتِ اسلامیہ کو بظاہر گرا ڈالا۔ یہ وہ امارت تھی، جس کے سالارِ اعظم، امیر المومنین ملا محمد عمر (نصرہ اللہ) شیخ اسامہؒ کے معاملے میں کچھ اس طرح غیرتِ ایمانی سے سرشار تھے:

> ''جب تک ہمارے اندر خون کا ایک قطرہ بھی باقی ہے، ہم شیخ اسامہ کی حفاظت کریں گے، خواہ افغانستان کے سب گھر تباہ ہو جائیں، پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں اور لوہا پگھل جائے، ہم پھر بھی اسامہ کو کسی حوالے نہیں کریں گے۔''

یہ ہے محبت میں سرشاری کا نمونہ، جو اس پیاری شخصیت کے لیے اللہ نے ایمان والوں کے دلوں میں ڈالی تھی۔

سرزمینِ افغانستان پر امریکی حملے کو تین ماہ ہی گزرے تھے......قیامت کا منظر تھا، سب کچھ ہاتھوں سے جاتا دکھائی دیتا تھا، ایک سلطنت چھنتی نظر آتی تھی......اور ایسے میں ہر سمت سے دباؤ کا سامنا تھا......اسامہ نے امارتِ اسلامیہ ختم کروا دی......نائن الیون جیسی کارروائی کا وقت مناسب نہیں تھا......بہت سے اپنوں کے بھی قدم ڈگمگا رہے تھے......اس موقع پر آہن وآتش کی بارش میں بیٹھ کر اس مردِ خدا مست نے پینتیس منٹ کا ایک بیان ریکارڈ کروایا تھا، جو اول تا آخر ایک نورانی وایمانی گفتگو کا نمونہ ہے، لیکن اس کے یہ الفاظ بالخصوص شیخ کی مومنانہ فراست اور بے مثال استقامت کی دلیل ہیں:

> ''اللہ نے چاہا تو امریکہ کا خاتمہ قریب ہی آ لگا ہے۔ اور اس کا خاتمہ اس بندۂ فقیر کے وجود کے ساتھ مشروط نہیں......کہ اسامہ مارا گیا یا باقی رہا......کیوں کہ اللہ کے فضل سے اب بیداری کی لہر اٹھ کھڑی ہوئی ہے......''

امریکہ کی بربادی کی یہ پیشین گوئی وہ بندۂ مومن اس وقت کر رہا تھا، جب اس سپر پاور کی قوت وشوکت اپنے جوبن پر تھی، جب اس نے اپنے قہر سے سرزمینِ افغانستان پر قیامت بپا کر رکھی تھی، اور جب ایک عالم اس کی دہشت سے تھرا رہا تھا۔ ایسے میں اس بے مثال سپہ سالار کی عبقری فراست کئی سال آگے کا مشاہدہ کر رہی تھی، جب امریکہ افغانستان اور اس کے علاوہ بھی کئی محاذوں کے بھنور میں پھنسا غرقاب ہو رہا ہوگا، اور جب اس کے مالی وجانی زخموں سے

> کفر کی نفرت اور ملتِ کفر سے عداوت شیخ اسامہؒ کی رگ وپے میں بسی ہوئی تھی۔ جب آپ کافر اقوام سے خطاب کرتے تو یوں محسوس ہوتا گویا الفاظ نہیں، بلکہ آگ کے بگولے اور زہر میں بجھائے گئے کچھ تیر ہیں جو ان پر برس رہے ہیں۔ کیوں کہ ان کے الفاظ محض کھوکھلی باتیں نہیں تھے، بلکہ اپنے اقوال کو افعال سے سچ کر دکھانا ان کا شیوہ تھا، لہٰذا ان کی ہر بات کافر کان کھول کر سنتے، اور ان کی ہر دھمکی کے آگے یوں سہمے نظر آتے گویا انہیں دامنِ کوہ میں بیٹھا کوئی بندۂ صحرائی نہیں، بلکہ ایک لشکرِ جرار رکھنے والا کوئی جابر بادشاہ للکار رہا ہو۔

خون رس رس کر اسے ایک تکلیف دہ موت کی طرف گھسیٹ رہا ہوگا۔

آپ نے سچ کہا تھا اے اسامہ!......آپ کی دعائے نیم شب سے، اور آپ کی ان تھک کوشش اور جہادِ مسلسل ہی سے یہ بیداری پروان چڑھی......اور اپنے اصولوں پر استقامت دکھا کر آپ نے اس امت کو بڑی طویل نیند سے جگا دیا۔ افغانستان کے جن کوہ و دمن کو آپ نے اپنا مسکن بنایا اور جہاں پر باغی کافر آپ کی بندوق سے برستی گولیوں کے نشانے پر رہے......وہاں سے یہ نور پھوٹا، تو اس نے عدن کے پانیوں اور افریقہ کے صحراؤں تک امریکیوں کو خاک وخون میں ملا دیا، اور نیویارک اور واشنگٹن جیسے مراکزِ کفر وفساد جس نور کی تاب نہ لا کر لرز اٹھے......اور آخر کار یہ امت، جسے آپ نے جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر جگایا تھا، اور انگلی پکڑ کر چلنا سکھایا تھا، اپنے جہاد میں اسامہ کی محتاج نہ رہی۔ اب مسئلہ یہ نہ رہا تھا کہ اسامہ مارا گیا یا باقی رہا، بلکہ مسئلہ یہ تھا اسامہ کی پھیلائی ہوئی دعوتِ جہاد اب روکی جائے تو کیونکر؟!......اے دشمنو! خود پہ روتے رہو، کیوں کہ یہ دعوت اسامہ کی دعوت نہیں، بلکہ یہ محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت ہے...... یہ نور القاعدہ کا نور نہیں، بلکہ یہ وہ نور ہے جس کے منہ کی پھونکوں سے نہ بجھنے کا وعدہ اللہ رب العالمین نے کر رکھا ہے......

اسی بیان میں شیخ اسامہ نے ایمان ویقین کے یہ گوہر بھی بکھیرے تھے:

''فتح صرف لوگوں کے ذہنوں میں موجود تصور کے مطابق ظاہری جیت اور کسبِ مادی کا نام نہیں، بلکہ فتح دراصل اپنے اصول ومبادی پر ڈٹ جانے کا نام ہے۔ اصحابِ اخدود کا ذکر اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا، اور ان کے تذکرے اور تعریف کو ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا۔ وہ ایمان پر ثابت قدم رہے تھے۔ انہیں ایمان چھوڑ دینے اور آگ میں پھینکے جانے کے درمیان اختیار دیا گیا، تو وہ آگ میں تو کود گئے، لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ کفر کرنے پر راضی نہ ہوئے۔''

اے اسامہ! اے اپنے الفاظ کو اپنے خون سے جلا بخشنے والے! اے اپنے افعال سے اقوال کی تصدیق کرنے والے! آپ نے اصحاب الاخدود کی سنت کو زندہ کر دیا۔ سالہا سال آپ کو ڈرایا، دھمکایا جاتا رہا......عالمِ کفر نے ایک ہو کر آپ کو بھی وہی اختیار دیا جو آپ سے پہلے اصحاب الاخدود کو دیا گیا تھا......ایمان چن لو یا آتش و آہن چن لو......سو آپ نے جان تو دے دی، لیکن اپنا ایمان بچا لے گئے......اور اس امت کے ایمان کو جلا دے گئے۔ پس اللہ آپ کو وہ بہترین جزا دے، جو کسی بھی امت کی طرف سے اس کے سپہ سالار کو دی گئی ہو۔

کفر کی نفرت اور ملتِ کفر سے عداوت شیخ اسامہؒ کی رگ و پے میں بسی ہوئی تھی۔ جب آپ کافر اقوام سے خطاب کرتے تو یوں محسوس ہوتا گویا الفاظ نہیں، بلکہ آگ کے بگولے اور زہر میں بجھائے گئے کچھ تیر ہیں جو ان پر برس رہے ہیں۔ کیوں کہ ان کے الفاظ محض کھوکھلی باتیں نہیں تھے، بلکہ اپنے اقوال کو افعال سے سچ کر دکھانا ان کا شیوہ تھا، لہٰذا ان کی ہر بات کافر کان کھول کر سنتے، اور ان کی ہر دھمکی کے آگے یوں سہمے نظر آتے گویا انہیں دامنِ کوہ میں بیٹھا کوئی بندۂ صحرائی نہیں، بلکہ ایک لشکرِ جرار رکھنے والا کوئی جابر بادشاہ للکار رہا ہو۔

جہاں ملتِ کفر کے مقابل یہ مضبوطی اور شدت تھی، وہیں اہلِ ایمان کے سامنے شیخ اسامہؒ اپنے کاندھے جھکائے، رحمت کے پر بچھائے نظر آتے تھے۔ راہِ ہجرت اور اس کے راہیوں کا ذکر بالخصوص ان کی آواز کو رندھا دیتا اور آنکھوں کو نم کر دیتا تھا۔ اہلِ ایمان کی حالتِ زار کا تذکرہ ان کا جگر پارہ پارہ کیے دیتا تھا۔ کتنے ہی مواقع پر وہ ان باتوں کا ذکر کر کے رو پڑے، یہ جانتے ہوئے کہ ایک دنیا آپ کا کلام سن رہی ہوگی......لیکن یہ رونا کمزوری نہیں، سراسر رحمت اور سلامتِ قلبی کی دلیل تھی۔

....

شیخؒ کا یہی وہ منصبِ قیادت وسیادت تھا، جن کی وجہ سے کافر قومیں ان کے خلاف غیظ وغضب سے بھر گئیں......اور تم کیا جانو کہ یہ غیظ وغضب کیا ہے......اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا يَطَـُٔونَ مَوْطِئًا يَغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نَيْلًا إِلَّا كُتِبَ لَهُم بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ (سورة التوبة: ١٢٠)

''وہ نہیں چلتے ہیں ایسی جگہ پر جس سے کہ کافروں کو غصہ آئے یا دشمنوں سے کوئی چیز لیتے ہیں تو ہر بات پر ان کے لیے عمل صالح لکھا جاتا ہے''۔

عقل حیران ہے اور حساب کتاب کرنے والے اس اجر کو گننے سے عاجز آ چکے ہیں......اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہر ہر کافر کی سرد آہ کو، پیاروں سے بچھڑنے پر ان کے رونے کو، اپنے فوجیوں کے مرثیے پڑھنے کو، اور دل میں مجاہدین کے خلاف غصے کو......اور ہاں، ان تمام تبصروں، تجزیوں، تحریروں اور تصویروں کو جو کفر کے اہلِ صحافت نے شیخؒ کی ذات پر ناپاک حملے کرنے کے لیے شائع کیے......کفر کی آئندہ آنے والی نسلوں تک میں اسامہ کے نام کی جو ہیبت اور رعب پایا جائے گا......اس سب کو ان کے نامۂ اعمال میں نیکیوں کی صورت میں ثبت کرتا چلا جائے...... یہاں تک کہ روزِ قیامت یہ نیکی کے دفاتر پہاڑوں کی صورت میں لائے جائیں......اور ان لوگوں کے لیے شرمندگی کا باعث ہوں، جو اسلام کو مسخ کر کے یوں پیش کرتے رہے تھے گویا اس میں معاداتِ کفار اور برأتِ مشرکین کا کوئی تصور ہی نہ ہو، اور عالمِ کفر کے سامنے اسلام کی کوئی ایسی انوکھی دعوت پیش کرنے کے قائل تھے، جس کو سن کر کسی کافر کے ماتھے پر بل تک نہ پڑے......حالانکہ دینِ حق کی دعوت تو وہ دعوت تھی، جسے سن کر ورقہ بن نوفل نے ابتدائی زمانۂ نبوت میں یہ کہا تھا: ''کاش میں اس وقت زندہ ہوتا جب آپ کی قوم آپ کو نکال دے گی!''

جی ہاں......! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جلاوطنی ان نام نہاد دانش وروں کے منہ پر زوردار تھپڑ ہے، جو آج اسامہ کے پاس کسی ملک کی 'شہریت' نہ ہونے پر طنز کرتے نظر آتے ہیں۔ جب صادق وامین اور اپنی قوم کے چہیتے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس دعوت کو لے کر اٹھنے پر مکہ سے نکال دیا گیا، تو آج اسی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے سپہ سالار اسامہؒ کا اپنے وطن سے نکالا جانا کوئی اچنبھے کی بات نہیں۔

اگر سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کی قیمت سو سرخ اونٹ مقرر ہوئی تھی، تو آج اسامہ بن لادن کا عالمِ کفر کو مطلوب ترین فرد ہونا، اور ان کے سر کی قیمت کروڑوں ڈالر مقرر ہونا باعثِ ذلت نہیں، بلکہ باعثِ فخر و شرف ہے۔

اگر رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں گلا گھونٹ کر مارنے کی ناپاک کوشش کی گئی، اور گھر کے گرد گھیرا ڈال کر تہہ تیغ کرنے کی سازش کی گئی......اور پھر مدینہ میں قلعۂ بنی نضیر کی دیوار تلے پتھر سے کچلنے کا منصوبہ بنا، اور زہر آلود گوشت کے ذریعے اس محسنِ انسانیت پر قاتلانہ حملہ کیا گیا......تو شیخؒ کو شہید کرنے کے لیے کلنٹن کے داغے ہوئے کروز میزائل اور تورہ بورہ میں برسائے گے سات سات ہزار کلو وزنی بم کوئی 'بدعت' نہیں، بلکہ اتباعِ سنتِ سرورِ رُسل صلی اللہ علیہ وسلم کا عکس ہے۔

اگر سردارِ انبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کو (نعوذ باللہ) شاعر و کاہن اور صابی و مجنون کہا گیا، تو اس زمانے میں امتِ محمدیہ (علی صاحبها الصلوۃ و السلام) کے قائد اسامہؒ بن لادن کو دہشت گرد وارہابی اور بے دین و تکفیری کے القابات سے نوازا جانا ان کی عظمت و شوکت میں تنکا برابر بھی کمی نہیں کر سکتا......

سلطنتِ روما سے ٹکر لینے کے لیے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سوئے تبوک روانگی پر اگر منافقینِ مدینہ کو یہ 'خوش آئند' خیالات آنے لگے تھے کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب کبھی اپنے گھر واپس نہیں لوٹ سکیں گے، تو آج جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ایک ادنیٰ سپاہی اسامہؒ بن لادن نے امریکہ جیسی 'سپر پاور' کے خلاف اعلانِ جہاد کیا، تو منافقینِ عرب و عجم کا اس اقدام کو خودکشی اور بے وقوفی بتلانا ایک پرانی منافقانہ خصلت ہی کا تسلسل ہے۔

اور ہاں! اگر میدانِ احد میں حبیبِ رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی افواہِ شہادت پر آپ کی اپنی قوم یعنی قریشِ مکہ خوشی سے اچھل پڑے تھے، تو آج فرزندانِ ابو رغال، آلِ سعود کا عربوں کے سر کے تاج شیخؒ کی شہادت پر سکھ کا سانس لینا کوئی عجیب بات نہیں۔ اُس موقع پر بھی کفار نے جشن منایا تھا، اور دنیا گواہ ہے کہ آج شیخؒ کی شہادت پر امریکہ کے فاسق و فاجر مرد اور شرابی وزانی عورتیں خوشی سے بے قابو ہو کر سڑکوں پر ناچنے گانے نکل کھڑے ہوئے۔

غرض کتنی ہی سنتیں ہیں جو شیخ اسامہؒ زندہ کر گئے۔ اتباعِ سنت کا وہ کیا جذبہ ہوگا جس کی بدولت شیخ اسامہؒ کو ان سنتوں پر عمل بھی نصیب ہو گیا، جن پر قدرتِ عمل خود ان کے ہاتھ میں نہیں، بلکہ ان کے دشمنوں کے ہاتھ میں تھیں۔ جلاوطنی، سر کی قیمت، قاتلانہ حملے، بدنما القابات اور شہادت پر جشن منایا جانا......سبھی تو اس مجاہدِ ملت کے حصے میں آ گیا! سبحان اللہ و بحمدہ، اے رب! یہ غازی، یہ تیرے پراسرار بندے کس شان کے ہوا کرتے ہیں!!

جہاں تک ان کی اپنی زندگی کا تعلّق ہے، تو وہ بلا شبہ اتباعِ نبوی کا نمونہ نظر آتی ہے۔ جنہوں نے بھی شیخ کے ساتھ وقت گزارا، وہ اس بات کی گواہی دیتے ہیں۔ طویل سکوت اختیار کرنا، بولنا تو مختصر اور جامع بات کرنا، گفتگو میں دھیما پن لیکن خطبہ دیتے ہوئے آواز کا بلند ہو جانا اور جذبات کا گرما جانا، بات سمجھانے کے لیے ہاتھ کے اشارے سے مدد لینا، غایتِ حیا سے نظر بھر کر کسی کو نہ دیکھ پانا بلکہ کن انکھیوں سے دیکھنا، بہت زیادہ مسکرانا لیکن کبھی قہقہہ نہ مارنا، کھانے کے لیے فرش پر ہیئتِ مسنونہ سے بیٹھنا، حلیہ میں اتباعِ نبوی کی رعایت کرنا، دولت کو بے دریغ اللہ کے رستے میں لٹانا، اور پھر ہجرت کے راستے کا راہی ہونا، جہاد فی سبیل اللہ میں جان گھلانا، امت کے بارے میں فکر مند رہنا، اہلِ ایمان کو نصیحت اور کفار کو دعوت الی اللہ دینے سے کبھی ہاتھ نہ کھینچنا.........غرضیکہ ایک سمندر تھا جو شیخ اسامہؒ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ پا کی پیروی کر کے اپنی ذات میں بسا لیا تھا۔ ہم ان کی خیر و خوبی کا احاطہ کرنے سے اپنے آپ کو عاجز جانتے ہیں۔

یہ تو وہ اوصاف تھے جو ذرائع ابلاغ کے ذریعے ہر خاص و عام تک پہنچ گئے۔ ارضِ ہجرت و جہاد میں اقامت کے دوران شیخ اسامہ کے جن قریبی ساتھیوں سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا، ان کی سنائی ہوئی باتوں کو تحریر میں ڈھالنے کے لیے ایک مستقل مضمون درکار ہے۔

....

شیخ ابوالحسن الصعیدیؒ سے جب پوچھا گیا کہ وہ جہاد میں اپنے منصبِ قیادت کے باوجود فدائی حملے کے لیے اس قدر کیوں بے تاب ہیں، تو انہیں نے یہ الفاظ کہے تھے:

> ''میں کہتا ہوں کہ جہاد اور اس کے میدان ایک میلے اور بازار کی مانند ہیں، جو ابھی کھلا ہے......ہم ڈرتے ہیں کہ ہم کوئی نفع بخش تجارت کر ہی نہ پائیں اور یہ بازار بند ہو جائے۔ تو بات یہی ہے کہ ''اے رب میں نے تیری طرف جلدی کی تا کہ تو راضی ہو جائے......''

شاید شیخ اسامہ بھی یہی کچھ سوچتے تھے۔ جس کاروبارِ جہاد کو انہوں نے دن رات ایک کر کے گرمایا تھا، کہیں وہ ان کا مطلب پورا ہونے سے پہلے (یعنی شہادت ملنے سے قبل) ہی سرد نہ پڑ جائے! یعنی فتح و نصرت آ جاتی، اسلامی امارت قائم ہو جاتی، حکومت کی باگ ڈور مجاہدینِ ملت کے ہاتھ آ جاتی، خوف امن سے اور شہادتیں ولایتوں سے بدل جاتیں۔ بالآخر تو ہر ایک نے فرداً فرداً رب کے حضور اپنا حساب چکانا ہے......شیخؒ کے چاہنے والے کتنے ہی ہوں، ان کے گرد کتنے ہی اہلِ ایمان کا مجمع ہو، حساب تو بالآخر انہوں نے بھی اکیلے ہی چکانا تھا......وہ یہ کیسے گوارا کر سکتے تھے کہ ان کے سپاہی یکے بعد دیگرے شہید ہوتے جائیں، کامیاب ٹھہرتے جائیں، اور وہ ان سے پیچھے رہ جائیں! وہ امت کی سر بلند عمارت کو کھڑا کرنے کا خواب دل میں بسائے، اس کی بنیادوں میں اپنا خون ڈالتے گئے، اور فتح کا چہرہ دیکھے بغیر ہی رخصت ہو گئے......ان کا رب انہیں فتوحات وسلطنت کے فتنوں سے بچا لے گیا......اس نے انہیں اپنے پاس بلا لیا......! یہ الفاظ مجھے رلائے جاتے ہیں اور میرا جگر پارہ پارہ کیے جاتے ہیں۔

دل خون کے آنسو روتا ہوا چیخ رہا ہے کہ اے میری امت! یہ تیرا بیٹا تھا، کیا تو نے نہ جانا کہ یہ تیری ہی عزت کی خاطر لڑتا رہا......اے امت محبُوبہ! المؤمن والمہیمن کے بعد

تیرے سوا اس کا اور کون تھا؟......وہ تیرے خشک وتر کی چوکیداری کرتا رہا، تیری خاطر روز مرتا، روز جیتا رہا......اس کی موت کے لیے ہر مشرک وکافر امڈا امڈا آتا تھا۔اس کا شوقِ جہاد جوش مارتا ہوا ایک آتش فشاں تھا، وہ تیرے زخم پر مرہم رکھنے کے لیے اپنی آخری سانسوں تک ان خوابوں کی تعبیر تلاش کرتا رہا...... تیری خاطر اپنے گھر سے بے گھر کیا گیا، عالمِ شباب ہی میں ہر در سے ٹھکرایا گیا، اس کا جسم پاش پاش ہوا...... یہ سب تیرے ہی لیے تو تھا! تیری فضاؤں میں گونجنے والے کسی خوفناک دھماکے نے جب کبھی اسے متوجہ کیا، وہ اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر سوار ہوا اور تیرے دشمن کو اپنی رمیٔ پیہم میں مشغول کر دیا!......کیسے یہ شیر تیری فتح ونصرت کا متمنی رہا......اگر تو نے اس کی قدر کی، تو یہ تیری عظمتِ رفتہ کا پیش خیمہ بنے گا......!!

....

اپنی عمر اطاعتِ رب میں کاٹ کر......خشیتِ الٰہی کے آنسوؤں سے بھیگی کتنی ہی سرد راتوں کے بعد...... راہِ جہاد کے کتنے ہی موڑ اپنے خون کے چھینٹوں سے رنگین چھوڑ کر...... خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی قیادت وسیادت کا منصب بحسن وخوبی نبھانے کے بعد...... کتنی ہی بار جبینِ نیاز سجدوں میں رگڑ کر، اپنے نفیس ترین اموال دین وملت پر لٹا کر......رو رو کر رب سے اپنا خون قبول کیے جانے کی دعائیں مانگنے کے بعد............آخر وہ شام آ ہی گئی جس کا انتظار وصالِ محبُوب کے شائقین کو دیوانہ کیے جاتا تھا۔ادائے عاشقی کا وقت قریب آ لگا......دعائیں مستجاب ٹھہریں، آنسو مشکور ہوئے......محبت کے قرینوں میں سے رتبۂ اولی پا جانے کا لمحہ آن پہنچا......گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ اسامہ دیدارِ رب کے لیے بے تاب دشمن کی صفیں چیر رہے ہیں...... جو فرزانہ خرد کی گتھیاں بہت سلجھا چکا، وہ اب دیوانہ بن کر ایبٹ آباد کی پہاڑیوں کے پرے مشکِ جنت کی خوشبو پا رہا ہے......آخر اس نے قیدِ دنیا پر وسعتِ فردوس کو ترجیح دے دی، اس کا خون اچھلا، بکھرا، رب کو پسند آیا......اور وہ رہتی دنیا تک ایک پرنور ستارہ، ایک لامتناہی کہکشاں ہو گیا...... میں اس کو مردہ کہوں تو کیونکر، کہ راہِ حق میں وہ خوں بہا کر، جو میٹھی سی نیند سو گیا ہے......ابد تلک زندہ ہو گیا ہے، أحسبه كذالك والله حسيبه:

قبائے نور سے سج کر، لہو سے با وضو ہو کر
وہ پہنچے بارگاہِ حق میں کتنے سرخرو ہو کر

....

آخر میں محبُوبِ جاں کے کہے ہوئے بعض اشعار پیشِ خدمت ہے، اور اس سے بھی پہلے میں شیخ عبداللہ عزامؒ کے یہ الفاظ نقل کرنا مناسب سمجھتا ہوں، جن کی تصدیق لا الہ پر کٹنے والا ہر دیوانہ کرتا رہا......اور آج نرگسِ ملت کا لاڈلا دیدہ ور، شیخؒ جن کا مصداق ٹھہرا ہے:

''ہمارے الفاظ بے جان ہی رہتے ہیں......شمع کی ٹمٹماتی لو کی مانند، بے سود و بے اثر...... یہاں تک کہ جب ہم ان کی خاطر مر مٹتے ہیں......تو یہ الفاظ جی اٹھتے ہیں، اور زندوں کے درمیان امر ہو جاتے ہیں۔''

ہاں!...... یہ باتیں کرنے والا دنیائے فانی سے تو کوچ کر گیا، لیکن اس کے الفاظ قیامت تک ہر زندہ دل کو گرماتے رہیں گے......امر ہو کر غافلوں کو جگاتے رہیں گے۔

یہ اشعار شیخ اسامہ بن لادن نے افغانستان پر صلیبی حملے کے شدید ترین اور قیامت خیز مرحلے کے دوران آتش وآہن کی بارش میں بیٹھ کر معرکۂ گیارہ ستمبر کے شہدا کے لیے کہے تھے، اس حال میں کہ ان کے غمِ فراق سے آپ کی آواز رندھائی ہوئی تھی۔اور آج پوری امت زبان حال سے یہی اشعار شیخؒ کے لیے دہرا رہی ہے:

انی لاشهد أنهم من كل بتار أحد
يا طال ما خاضوا الصعاب و طال ما صالوا و شدوا
شتان بين الذين لربهم باعوا النفوس
الباسمين الى الردا و السيف يرمقهم عبوسا
الناصبين صدورهم من دون دعوتهم تروسا
ان أطبقت سدف الظلام و عضنا ناب أكول
و ديارنا تفحت دمًا و مضى بها الباغى يصول
و من الميادين اختفت لمع الأسنة و الخيول
و علت على الأنات أنغام المعازف و الطبول
حبت عواصفهم تدك صروحه و له تقول
لن نوقف الغارات حتى عن مرابعنا تزول

میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ ہر کاٹنے والی تلوار سے تیز تر تھے
کیسے کیسے مصائب میں وہ کودے، کہاں کہاں کمر کس کے جھپٹے
بہت فرق ہے ان میں، جنہوں نے اپنے رب کو جانیں بیچ ڈالیں
جو موت کو مسکرا کر دیکھتے تھے، جب تلواریں ان پر ترش ہوتیں
جو اپنی دعوت کے دفاع میں سینوں کو ڈھال بناتے تھے
اندھیرے ہر سو چھائے تھے، ہمیں درندے بھنبھوڑے ڈالتے تھے
ہمارے گھروں میں بس خون تھا، اور ہر باغی وسرکش ان میں دندناتا تھا
اور میدانِ معرکہ نیزوں کی جھنکار، گھوڑوں کی ٹاپ سے خالی تھا
ہماری آہیں، سسکیاں ڈھول باجوں کے ساز تلے دب گئی تھیں
ایسے میں تم آندھی بن کر اٹھے، دشمن کے مضبوط قلعوں کو پاش پاش کر ڈالا، اور اسے بتلا دیا
ہم تم سے یونہی ٹکراتے رہیں گے، یہاں تک کہ تم ہماری زمینوں سے نکل نہ بھاگو

☆☆☆☆☆

شیخ اسامہؒ کے نقش قدم پر

شیخ ابی منذر الشنقیطی

شیخ اسامہؒ امت مسلمہ کی ایسی آواز تھی جو اس کی تکالیف اور پریشانیوں کی ترجمانی کرتی تھی۔ ہمیں اُن کی غم ناک آواز میں ہر زخمی کی آواز، ہر مجروح کی آہ، ہر گمشدہ بچے کی ماں کا رونا اور ہر طفلِ معصوم کی چیخ و پکار کی گونج سنائی دیتی ہے۔

ہم ظالموں اور سرکشوں کے ہاتھوں ذلیل و مقہور امت مسلمہ کے آنسو اُن کی آنکھوں سے ٹپکتے دیکھتے تھے۔ اُن کے نظریات اور اُن کے افعال امت کی نبض اور اس کے جذبات کے آئینہ دار اور اس کی تمناؤں اور مرادوں کے حقیقی ترجمان تھے۔ اور ان کے کلمات لاکھوں مسلمانوں کے دلوں میں اٹھنے والی اُمنگوں کی تعبیر تھے۔

تیس سال سے شیخ اسامہؒ جہاد کا پرچم تھامے اپنے دین اور اپنی امت کا دفاع کر رہے تھے۔ اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے پوری امت کے دلوں میں اُن کے لیے قبولیت و محبت اور کفار کے دلوں میں اُن کی ہیبت ڈال دی۔

اُن کے پرسکون کلمات کی گونج آفاق میں پھیلتی اور سینوں اور دلوں پر راج کرتی تھی جو دوستوں کو جوش دلاتی اور دشمنوں کے دلوں میں رعب طاری کرتی۔ اور ان کا جہاد اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق تھا کہ:

أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ (المائدة: ۵۴)

''مومنوں کے لیے نرم اور کفار کے لیے سخت''۔

کتنے ہی مومن اُن کی تعلیمات اور اُن کی پکار سن کر سکون محسوس کرتے تھے۔ اور کتنے ہی کفار کے جمگھٹے ایسے تھے کہ جو اُن کی دھمکیوں اور وعیدوں کو سُن کر بے سکون رہتے تھے۔

فبأس يذوب الصخر من حر ناره...... ولطف له بالماء ينبجسُ الصَّخر

''وہ ایسا طاقت ور خوف ہے کہ جس کی حرارت سے پتھر بھی پگھل جاتے ہیں۔ اور وہ اتنا نرم و لطیف ہے کہ جیسے پتھر سے پانی کا چشمہ پھوٹ نکلے''۔

انہوں نے اپنے دین اور اپنی امت کی نصرت کی راہ میں اپنا سب کچھ لٹا دیا اور ہر محبوب چیز کو چھوڑا۔ اُنہوں نے مال و جان لٹائی اور اپنے اہل و عیال اور وطن کو چھوڑا۔ انہوں نے دیا تو ہے مانگا کچھ نہیں اور قربانی دی جب کہ لیا کچھ نہیں۔ بے شک یہی سچے، مخلص اللہ تعالیٰ سے اجر کے امیدوار بندوں کا طریقہ ہے۔

اگرچہ انہوں نے اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں لٹایا اور یہ تمام قربانیاں دیں مگر دلوں کے مریض لوگ پھر بھی ابھی تک اُن کی قدر و قیمت اور مقام و مرتبہ کو کم کرنے کی کوشش میں ہیں۔ کیسی عجب بات ہے کہ جہاد سے پیچھے بیٹھ رہنے والے فساق و فجار اتنے بڑے مجاہدوں کے خلاف جرأت کر رہے ہیں! وہ جہاد سے پیچھے بیٹھ رہنے کے گناہ کے مرتکب تو تھے ہی اس کے ساتھ انہوں نے مجاہدین کی عزتوں پر حملے کرنے کے گناہ کو بھی شامل کر لیا!

هو البطل الشهم الأغر السميدع...... الهمام السريّ الأكرم المتكرِّم

وقد جحدت قوم عظيم مقامه ...... وقالوا بما قالوا ضَلالاً وأبهموا

وما أنكرت أعداؤه عن جهالة...... مناقبَه العظمى ولكنَّهم عَمُوا

''وہ تو بہادر، ذکی، شریف اور فیاض سردار ہے۔ دلیر، صاحب مروت و سخی سردار، کریم اور متکرم ہے۔ اور یہ قوم اس کے عظیم مقام سے تنگ آ گئی۔ اور انہوں نے اُس کے متعلّق گمراہی پر بنی جو بات کہنی تھی کہہ دی اور پھر شش و پنج میں پڑ گئے۔ اس کے دشمنوں نے اس کے عظیم مناقب کا جہالت سے انکار نہیں کیا بلکہ وہ تو (اس کی دشمنی میں) اندھے ہو گئے''۔

ہمارے شیخ اسامہؒ عزت و وقار کے ساتھ کھڑے ہوئے، امت کے دشمنوں کے سامنے اس ذلت و منافقت کے دور میں ڈٹ گئے اور ہمارے لیے شجاعت و خودداری کی مثال بن گئے۔ انہوں نے پوری دنیا کے کفار کے لشکروں اور ان کے متکبر و جابر آئمہ کو چیلنج کیا۔ ان سب نے بہت کمینگی ساتھ اُن کے خلاف اپنی تمام تر سازشوں اور مکر و فریب کے بڑے جال بُنے۔ مگر کیا مجال ہے شیخؒ نے پوری زندگی میں لحہ بھر کے لیے بھی بزدلی کو اپنے قریب بھی پھٹکنے دیا ہو اور وہ تا دمِ آخر ذلت و رسوائی سے رہنے پر راضی نہیں ہوئے۔

قالت فَلا كذبَت شَجاعَته ......أقدِم فنَفسكَ مَا لهَا أجَل

فَهُوَ النّهَايَةُ ان جَرَى مَثَل...... أو قيلَ يَومَ وَغىً مَنِ البَطَل

''بہادری و شجاعت نے کہا آگے بڑھ کیوں کہ تیری جان کی تقدیر لکھی جا چکی ہے۔ یہ ایسا خاتمہ ہو گا کہ جس کی مثال دی جائے گی یا پھر جنگ کے روز پوچھا جائے گا کہ بہادر کون ہے!''

میں گواہی دیتا ہوں اے ابوعبداللہ! کہ آپ نے ہمارے اندر ہمارے آباؤ اجداد کی دلیری کو زندہ کر دیا اور ہمیں عزت و عظمت اور نصرت و کامیابیوں کے زمانے کی یاد تازہ کرا دی۔ لہٰذا ہمارے سر فخر سے بلند ہو گئے اور اپنا اسلحہ اٹھا کر جہاد کے میدانوں کی طرف چل نکلے! اور ہم نے اپنے بہادروں خالدؓ، سعدؓ، مثنیؓ اور مقدادؓ کی اقتدا کی!

میں گواہی دیتا ہوں اے ابوعبداللہ! بلاشبہ اللہ نے آپ کے ذریعے دین کی نصرت کی اور آپ کے ذریعے مسلمانوں میں جہاد پھیلایا۔ آپ ہی کے ذریعے کفار کو ذلیل کیا۔ لہٰذا آپ نے متکبر امریکیوں کی اکڑی ہوئی گردنوں کو توڑا۔ آپ نے ان پر، ان کے محفوظ ٹھکانے پر حملہ ایسے وقت کیا کہ جب وہ ہر قسم کے حملے سے محفوظ اور قلعہ بند تھے۔ آپ نے ہمیشہ کے لیے اُن کی رسوائی و خواری کی تاریخ لکھ ڈالی۔

میں گواہی دیتا ہوں اے ابوعبداللہ! اگر حق بات کہنے اور دین کا اظہار کرنے میں اجر ہے تو وہ آپ کو اپنے رب کے ہاں مل کر رہے گا کیوں کہ آپ نے حق بات پوری بے باکی اور

جرأت سے کہی اور دین کا اظہار جوان مردی سے کیا۔ اگر دشمنوں کی ناک کو مٹی میں رگڑنے میں اجر ہے تو وہ آپ کو رب کریم سے ضرور ملے گا کیوں کہ آپ نے کفار کو ناک سے لکیریں نکالنے پر مجبور کیا۔ اگر کفر کو غیض وغضب میں مبتلا کرنے میں اجر ہے تو وہ آپ کو بارگاہِ الٰہی سے ملے گا کیوں کہ آپ نے ساری عمر کفار کو غضب ناک کیے رکھا۔ اگر ہجرت کرنے میں اجر ہے تو وہ آپ کو ربِ دو جہاں کے دربار سے عطا ہوگا کیوں کہ آپ نے اُسی کی راہ میں ہجرت کی۔ اگر جہاد میں اجر ہے تو وہ اجر مالک کائنات کے ہاں آپ کے لیے ثابت ہو چکا کیوں کہ آپ نے جہاد فی سبیل اللہ ہی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے رکھا۔ اگر اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے میں اجر ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس اجر سے محروم نہیں رکھے گا کیوں کہ آپ نے اُس کی راہ میں اپنا سارا مال خرچ کیا۔

الست الذی ما زال کھلأویافعاً...... لہ المکرمات الغر والنائل الغمر

''کیا آپ وہی نہیں جواب بھی مضبوط وتوانا ہیں......جن کے اوصاف حمیدہ یہ ہیں کہ وہ بہت زیادہ خرچ کرتے ہیں''۔

میں گواہی دیتا ہوں اے ابوعبداللہ! بلاشبہ آپ نے ہم طالب علموں اور مجاہدین کے درمیان ابن المبارکؒ کا مقام حاصل کیا اور جابر حکمرانوں کے سامنے ابن حنبلؒ کا کردار ادا کیا۔ اور خوں خوار جنگ جوؤں کے سامنے ابن تیمیہؒ کا سا مقام حاصل کیا۔ اور صلیبی لشکروں کے سامنے صلاح الدینؒ کا کردار ادا کیا۔

میں گواہی دیتا ہوں اے ابوعبداللہ۔! بلاشبہ آپ کی تعریف کرنے والے خواہ کتنی ہی نظمیں اور قصیدے اور نثر وبیان کا اہتمام کریں مگر وہ آپ کو آپ کے شایان شان مقام نہیں دے سکتے اور نہ ہی آپ کا انتقام لینے والوں کا غصہ کبھی ٹھنڈا ہوگا خواہ وہ کتنے ہی صلیبی پجاریوں کو قتل کریں۔ بلاشبہ رونے والے آپ کا حق ہرگز ادا نہ کرسکیں گے خواہ ان کا رونا کتنا ہی لمبا ہو جائے اور غم وحزن کتنا ہی کیا جائے۔

مجھے سمجھ نہیں آتی کہ میں آپ کی رحلت پر روؤں یا اُن علما کی حالت پر روؤں کہ جو جہاد میں آپ کے کے خلاف رکاوٹ بنے اور آپ کے دشمن امریکیوں اور ان کے آلہ کار حکمرانوں کی صف میں جا کھڑے ہوئے۔

سمجھ نہیں آتی کہ میں آپ کی رحلت پر آنسو بہاؤں یا مسلمانوں کی حالت پر آنسو بہاؤں کہ جو اکثر اوقات اپنے دوستوں اور دشمنوں میں فرق تمیز نہیں کر سکتے۔ اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ کسی زندیق کو تو آنکھوں کا تارا بنایا جاتا ہے جب کہ کسی انتہائی شفیق ناصح کو تنقید و تشنیع کے وار سہنے پڑتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ یہاں دشمن کے دوستوں کو تو عزت واکرام سے نوازا جاتا ہے جب کہ مسلمانوں کا دفاع کرنے والے اور ان کے مقدسات کی حفاظت کی خاطر سب کچھ داؤ پر لگا دینے والوں کی ناقدری کی جاتی ہے۔ اسی بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان صادق آتا ہے:

''عن قریب لوگوں پر ایسے جھوٹے سال بھی آئیں گے کہ جب جھوٹے کو سچّا اور سچّے کو جھوٹا سمجھا جائے گا، امین کو خائن اور خائن کو امین سمجھا جائے گا''۔ (ابن ماجہ)

اگر چہ ہم اپنے شیخؒ کی جدائی پر غمگین ہیں مگر ساتھ ہی ان کی کامیابیوں پر خوش بھی ہیں۔ ہمارے ہاں کامیابی کے پیمانے وہ نہیں کہ جو ہمارے دشمن کے ہیں۔ بلاشبہ ہمارے شیخؒ کی یہ بھی کامیابی ہے کہ انہوں ہجرت وجہاد کا راستہ اختیار کیا، وہ کامیاب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں صلیبیوں اور ان کے مددگاروں کے خلاف جہاد کی چنگاری بھڑکانے کی توفیق دی اور وہ اُس چنگاری کو بھڑکتے ہوئے الاؤ کی صورت میں چھوڑ گئے۔ اُن کی روح قفس عنصری سے پرواز کرنے کے بعد یہ الاؤ اسی طرح بھڑکتا رہے گا، ان شاء اللہ۔

قد قدحت العزّ زنداً غیر کاب ...... وَلَبِستَ المَجدَ برداً غَیرَ بَالی

''بلاشبہ آپ نے نہ بجھنے والا شعلہ بھڑکا دیا اور عزت وعظمت سے مزین، بوسیدہ نہ ہونے والا لباس پہنا''۔

انہوں نے کامیابی حاصل کی، اللہ نے انہیں چنا اور وہ شہادت کی منزل کو پہنچے کہ جس کی وہ تمنا کرتے تھے۔ وہ کامیاب رہے کیوں کہ وہ بہادروں کی طرح، عزت کے ساتھ میدان میں آگے بڑھتے ہوئے اور پیٹھ پھیرے بغیر لیلائے شہادت سے ہم آغوش ہوئے۔

وأمَّا القائِلونَ قَتیل طَعنٍ...... فذلک مصرع البطل الجلید

''کہنے والے تو کہتے ہیں کہ وہ نیزہ کھا کر قتل ہوا حقیقت یہ ہے کہ یہی کسی بہادر، صابر کی موت ہوتی ہے''۔

انہوں نے کامیابی حاصل کی کیوں کہ ان کی موت بھی (دوسروں کے لیے) نمونہ بن گئی جیسا کہ ان کی زندگی ایک نمونہ تھی۔ اور ان کی کامیابی کی تکمیل یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اتنی عمر دی کہ جس میں مجاہدین کی کامیابیوں اور صلیبیوں کی ہزیمتوں اور طاغوتوں کے گرنے اور جہادی جماعتوں کے پھیلنے سے ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک حاصل ہوئی۔ گویا کہ یہ کامیابیاں ان کے لیے ایک خوش خبری تھیں کیوں کہ مہم سر ہو چکی۔ سو اب اُن کے لیے سخت محنت اور مشقت وتھکاوٹ کا وقت ختم ہو چکا ہے اور اب راحت اور اجر وبدلے کا وقت آ گیا!!!

اس امت کے دشمن یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ جہادی قیادت اور اس کے لیڈروں کو قتل کر کے جہاد کا خاتمہ کر دیں گے۔ ہرگز نہیں!!! وہ ایک اہم حقیقت کو بھول رہے ہیں اور وہ یہ کہ بہادروں کی اپنے نظریات وعقائد کی راہ میں موت بذات خود ان عقائد ونظریات کے پھیلاؤ اور لوگوں کا ان کے لیے قائل ہونے کا سبب بنتی ہے۔ جی ہاں...... ہمارے قائدین کا خون، دشمن کے قدموں میں لگنے والی آگ کو مزید بھڑکانے والا ایندھن بنے گا۔

یا عصبة الشرک ماأعلی جدودکم ...... لقد ظفرتم برب النصر والظفر

لقد ظفرتم بمن ما ھزّ منصلہ......لا تَحکم فی الھامات والقَصَر

''اے مشرکو! تمہارے نصیب کے کیا ہی کہنے، کیوں کہ تم نے بہت بڑی کامیابی حاصل کر لی۔ تم نے اُسے (شہید کر کے) کامیابی حاصل کی کہ جب بھی وہ تلوار لہراتا تو کھوپڑیاں اڑا دیتا''۔

شیخ اسامہؒ کی شہادت سے ہمارا اتحاد ختم ہوگا نہ ہی ہمارا جہاد کمزور ہوگا، ان شاء اللہ۔ خبردار! اگر آج تم نے ایک اسامہؒ کو قتل کیا تو کل تم پر لاکھوں اسامہ حملہ آور ہوں گے......

خبردار! جان لو کہ بلاشبہ اسامہؒ ایک امت کا نام ہے اور بلاشبہ یہ امت ہی اسامہ ہے۔خبردار! جان لو کہ تم کسی ایک شخص سے نہیں لڑ رہے بلکہ تمہاری لڑائی ایک امت سے ہے۔

اذا مات منا سید قام بعده......نظیر له یغنی غناه ویخلف

''اگر ہم میں ایک سردار مارا گیا تو اس کے بعد اس کی مانند اور اُٹھ کھڑا ہو گا جو اس سے بے پرواہ کر دے گا اور اس کی جگہ پر کرے گا''۔

یاد رکھو! بلاشبہ مجاہدین اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں نہ کہ اسامہؒ کی راہ میں۔اور بلاشبہ ان کا جہاد قیامت تک جاری رہے گا تو لہٰذا تیار رہو! جنگ کے لیے اور بہادروں کا مقابلہ کرنے اور خوف ناک ترین حالات کے لیے......

اے مسلمانو......! ہم ایک ایسی زخمی امت ہیں کہ جسے دشمن نوچ رہے ہیں لہٰذا ہمارے پاس رونے دھونے کا وقت نہیں۔اور نہ تعزیت کی کوئی جگہ۔ہماری تعزیت ایک ہی ہے اور وہ ہے دشمنوں سے جنگ لڑنا!

اللہ تعالیٰ سے عہد کرو کہ آج کے بعد مسلم ملکوں میں امریکیوں کا جھنڈا بلند نہ ہونے دو گے۔اور اپنے دلیر شیخؒ کے نقش قدم پر چلو گے، کمزوری، سستی اور کفار کے سامنے تسلیم ہونے کی بجائے جہاد کا پرچم اٹھا کر ان کا انتقام لو اور دشمنوں پر اس طاقت اور شدت سے حملہ کرو کہ جو انہیں ان کی خوشیاں بھلا دے اور جو ان کے لیے غم و اندوہ لائے۔اس راہ میں اپنی کوششوں کو دوگنا کر دو، اللہ تعالیٰ تمہارے اجر و ثواب کو دوگنا کر دے گا۔جو کوئی اس غزوہ سے باہر تھا تو اسے آج ہی اس کے لیے نکلنا چاہیے اور ذرہ بھر تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔اور جو کوئی دس (مجاہدوں) کو تیار کرتا تھا اسے بیس تیار کرنے چاہئیں۔اور جو کوئی سو کافروں سے لڑتا تھا اسے دو سو سے لڑنا چاہیے۔

یاد رکھو......! بلاشبہ جنگ میں شکست و فتح بدلتی رہتی ہے اور دن ایک جیسے نہیں رہتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِن يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهُ وَتِلْكَ الأيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَاء وَاللّهُ لاَ يُحِبُّ الظَّالِمِينَ(آل عمران: ۱۴۰)

''اگر تمہیں زخم (شکست) لگا ہے تو ان لوگوں کو بھی ایسا زخم لگ چکا ہے اور یہ دن ہیں کہ ہم ان کو لوگوں میں بدلتے رہتے ہیں اور اس سے یہ بھی مقصود تھا کہ اللہ ایمان والوں کو ممیّز کر دے اور تم میں سے گواہ بنائے اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا''۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلاَ تَهِنُواْ فِي ابْتِغَاء الْقَوْمِ إِن تَكُونُوا تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمونَ وَتَرْجُونَ مِنَ اللّهِ مَا لاَ يَرْجُونَ وَكَانَ اللّهُ عَلِيماً حَكِيماً (النساء: ۱۰۴)

''اور کفار کا پیچھا کرنے میں سستی نہ کرنا اگر تم بے آرام ہوتے ہو تو تمہیں تکلیف پہنچتی ہے تو انہیں بھی تکلیف پہنچتی ہے جس طرح تمہیں تکلیف پہنچتی ہے اور تم اللہ سے ایسی ایسی امیدیں رکھتے ہو جو وہ نہیں رکھ سکتے اور اللہ سب کچھ جانتا اور (بڑی) حکمت والا ہے''۔

اور حقیقی کامیابی اس کی ہوتی ہے کہ دونوں فریقوں میں سے جو زیادہ صبر کرنے والا زیادہ عزم و حوصلہ رکھنے والا ہو جیسا کہ شاعر نے کہا:

سَقَيناهم كاساً سَقَونَا بمِثلهَا...... وَلَكِنّهُم كَانوا عَلَى المَوتِ اصبَرَا

''ہم نے انہیں (غم و تکالیف کا) ایسا پیالہ پلایا جیسا کہ انہوں نے ہمیں پلایا لیکن وہ موت پر ہم سے زیادہ صبر کرنے والے نکلے''۔

اور اللہ کی پناہ! کہ دین کے دشمن ہم سے زیادہ صبر والے، زیادہ عزیمت والے اور زیادہ خودداروغیرت والے ہوں۔لہٰذا صبر کیجیے اپنے جہاد پر اور اپنے دشمنوں کے ساتھ لڑنے میں......اور اپنی سرحدوں پر رہو۔اور یاد رکھو! کہ بلاشبہ دشمن کا مقصد قیادت کو نشانہ بنا کر صرف اتحاد کو پارہ پارہ کرنا اور اختلاف کو ہوا دینا ہے۔لہٰذا یکجہتی اور اپنے امیروں کی سمع و طاعت لازم پکڑے رہو۔اور خوش خبری حاصل کرو اللہ کی اُس نصرت کی کہ جس کا اس نے آپ سے وعدہ کیا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَإِنَّ جُندَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ (الصافات: ۱۷۳)

''اور بے شک ہماری فوج ہی کامیاب ہوگی''۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَن يَتَوَلَّ اللّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُواْ فَإِنَّ حِزْبَ اللّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ(المائدۃ: ۵۶)

''اور جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست بنائے گا اور مومنوں کو تو یقیناً اللہ کے گروہ والے ہی غالب آنے والے ہیں''۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا(الغافر: ۵۱)

''بے شک ہم اپنے رسولوں اور ایمان والوں کی ضرور مدد کرتے ہیں''۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ

''اے ایمان والوں اگر اللہ کی مدد کرو گے اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جما دے گا''۔

یہ اللہ تعالیٰ کا یقینی وعدہ ہے لہٰذا خوش ہو جاؤ، اللہ کے وعدوں پر کامل یقین رکھو اور جہاد کے راستے پر چلتے رہو۔یا اللہ! امت کے اس شہید کو قبول فرما اور ان کے اہل خانہ اور امت کو اُن کا نعم البدل عطا فرما۔اور اُن کی شہادت اُن کے دشمنوں کے لیے آگ بن جائے جب کہ یہ اسے مجاہدین فی سبیل اللہ کے لیے ایسی روشنی کی مانند ہو جو ان کی اس راہ کو منور کر دے۔آمین

☆☆☆☆☆

صورتِ خورشید جیتے ہیں!

محترمہ عامرہ احسان

شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ......احیائے اسلام، احیائے خلافت، احیائے جہاد فی سبیل اللہ کا آفتابِ جہاں تاب، ہمارے افق سے غروب ہو کر افقِ جاوداں پر طلوع ہو گیا! اقبال کے اشعار کو انسانی پیکر میں ڈھلتا دیکھنا ہو تو عشق بلا خیز کے قافلۂ سخت جاں کا سرخیل دیکھیے۔ انگشت بدنداں دیکھیے! تمام اشعار اس قامت پر راست (فِٹ) آئیں گے اور کم و بیش اس قافلے کے ہر سپاہی پر۔!

خاکی و نوری نہاد بندۂ مولیٰ صفات
ہر دو جہاں سے غنی اس کا دل بے نیاز
اس کی امیدیں قلیل اس کے مقاصد جلیل
اس کی ادا دل فریب اس کی نگہ دل نواز
نرم دمِ گفتگو گرم دمِ جستجو
رزم ہو یا بزم ہو پاک دل و پاک باز

وہ جس کی زبان سے قرآن و حدیث، بہتے شفاف چشموں اور پھوٹتے جھرنوں کا حُسن اور نرمی لیے ہوئے، جس کی آواز پر پہرے بٹھائے گئے تھے، جاتے ہوئے بلند آہنگ ضربِ کلیمی کا پیغام دے گیا!

ہزار چشمہ ترے سنگِ راہ سے پھوٹے
خودی میں ڈوب کے ضربِ کلیم پیدا کر

جابجا اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کی 'طلسماتی شخصیت' کے تذکرے رہے۔ ایسی شخصیت جو اپنے گرد اسرار کا ایک ہالہ لیے ہوئے ہے۔ آخر کیوں نہ ہو۔ وہ وہی تو تھے:

یہ غازی یہ تیرے پُراسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

ڈالروں، ریالوں، پاؤنڈوں سے چندھیائی عبدالدینار و عبدالدرھم نما انسانوں کی آنکھیں، اُس شخص کو دیکھ کر حیرت سے دنگ کیوں نہ ہوں جس کے قدموں تلے دنیا رُلتی رہی اور اُس نے اُسے جوتے کی نوک پر رکھا ہو۔ سیدنا عثمان غنیؓ اور سیدنا عبدالرحمان بن عوفؓ کے راستے کے راہی۔ ساری دولت تمام اسباب و وسائل جنت خریدنے میں لگا دیے۔

۱۹۷۹ء میں جب یکایک افغانستان کے پہاڑوں سے اُحد کے پہاڑوں جیسی جنت کی خوشبو پھوٹنے لگی۔ حضرت انسؓ بن نضر کے وارث نوجوان دیوانہ وار اس خوشبو کی طرف لپکے۔ روسی ٹینکوں، توپوں سے اُگلتے شعلے، راکٹوں میزائلوں کی گھن گرج اس موسیقی کا ذوق رکھنے والوں کو کھینچ لائے۔

صدائیں کرب و بلا کی گھاٹی سے گھن گرج کی جو آ رہی ہیں
یہ نغمۂ حورِ جناں ہے یہ ساز تم کو بلا رہا ہے

ہر وہ پاکیزہ نوجوان جس کی قوتِ شامہ، باربی کیو، نسوانی خوشبوؤں کے پیچھے لپکتے شل نہ ہوئی تھی جس نے اپنے کانوں کو پاپ اور راک موسیقی سے بچا بچا کر رکھا تھا وہ شوقِ جہاد، شوقِ شہادت کی دیوانگی میں لپکا۔ انہی قدسی نفوس میں سے ایک نوجوان اسامہؒ بن لادن تھے۔ وہ جو منہ میں سونے کا چمچہ لے کر پیدا ہوا تھا اس عظیم تر تجارت کا سوداگر بن کر نکلا۔ **ھل ادلکم علی تجارۃ**......(الصّف) لوگ دنیا کے دُکھوں عذابوں سے بچنے کے لیے قطرے برابر دنیا میں ٹائی ٹینک (Titanic) بھر مال مہیا کرتے ہیں (پوری امت مسلمہ الا ماشاء اللہ......اسی دیوانگی میں گرفتار ہے) اور آخرت کے سمندر میں اترنے کے لیے کاغذ کی ناؤ بھی پاس نہیں ہوتی! شیخ اسامہؒ کے قبیلے کے لوگوں نے موت میں زندگی تلاش کی۔ ۲ مئی کو انہوں نے زندگی پالی جس کے تعاقب کا طویل سفر انہوں نے افغانستان کے پہاڑوں چٹانوں، برف پوش وادیوں، غاروں سے شروع کیا۔ ان کے روئیں روئیں نے اس راہ کی صعوبتیں اپنی جان پر لیں۔ اس کی راہ میں ہجرت، گھروں سے نکالا جانا (شہریت سے محرومی) اس راہ کی آبلہ پائی کے دُکھ اور تکلیفیں، اپنوں کی بے وفائیاں، مارِ ہائے آستین مسلمانوں کا ڈسنا، وہ معالج جو اپنے مریض کے ہتڑ کھاتا جاتا ہے اور علاج سے ہاتھ نہیں اُٹھاتا۔ دورِ اول کو زندہ کرنے میں جو لازوال بے مثال قربانیاں شیخ اسامہؒ نے دیں وہ احیائے جہاد کے باب کے زرّیں اوراق ہیں۔ ہر سنت کا احیا انہوں نے کیا۔ ان کے خاندان، بیویوں، بچوں نے بھی کیا۔ جہادِ افغانستانِ اول تو آسان تھا۔ ساری دنیا ہم نوا تھی۔ روس کافر تھا۔ مجاہدین تو خالص تھے۔ (پشت پناہی کے لیے میدان میں بعد ازاں اترنے والے اداکاروں نے جہاد کے ثمرات لوٹنے کی کوشش کی۔) جب ثمراتِ جہاد امارت اسلامیہ افغانستان کا روپ دھار گئے تو کافروں، منافقوں کی سٹی گم ہونے لگی۔ خلافت اسلامیہ کا احیا 'امن عالم' کے لیے بہت بڑے خطرے کی علامت تھا! اصل امتحان کا وقت اب تھا۔ شجرۂ طیبہ پر بہار آنے کے امکانات روشن ہوئے تو دنیا لرز اُٹھی۔ جہادِ افغانستان دوئم کا منظر عجب تھا۔ وہی افغانستان تھا۔ جنت کی خوشبو تیز تر تھی۔ لیکن سفر ہلکا اور فائدہ سہل الحصول نہ تھا! (**عرضاً قریباً و سفراً قاصداً**......) ساری دنیا چھٹ گئی۔ جہاں سے طیارے بھر بھر کے مجاہدین کے آتے تھے، جس مسلم دنیا میں ترغیباتِ جہاد کے خطبے جاری ہوتے تھے، وہاں جہاد بحکمِ امریکہ دہشت گردی قرار پا گیا۔ مجاہدین کے لیے دعا کرنا، قنوت نازلہ پڑھنا مسلم دنیا کی مساجد میں ممنوعات میں سے ہو گیا۔ وہ تاریک، ہیبت ناک رات جب امارت اسلامیہ کے ذبیحے کے لیے امریکی فوجیں

افغانستان میں اتریں۔ امت پر چھا جانے والی طویل سیاہ رات میں پہلے سے ریکارڈ شدہ پیغامِ زندگی، پیغامِ انقلاب، پیغامِ جہاد کس کا تھا.....؟ آزادئ اظہار کے ڈھنڈورچیوں نے اس پیغام کو نشر کرنے اور تصویر کا دوسرا رخ دکھانے پر فوراً 'الجزیرہ' پر بمباری کر ڈالی، افغانستان میں اور بعد ازاں عراق میں بھی۔

پہاڑوں کے سنگلاخ پس منظر میں آہنی عزم رکھنے والے شیخ اسامہ رحمہ اللہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کفر کی مہیب قوتوں کے ساتھ ٹکرا جانے کا حوصلہ دے رہے تھے۔ گزشتہ دس سالوں میں امت پر چھائے سناٹے میں پوری دنیائے کفر کو للکارنے والی وہ ایک بے خوف آواز کس کی تھی؟ جب مسلم ممالک کی قیادت دور دور تک ڈیڑھ ارب مسلمانوں کو لیے ویٹی کن اور چرچ آف انگلینڈ کی مسیحی خلافت کی صلیبی فوجوں کے شانہ بشانہ 'مسلمانوں' ہی کا شکار کھیل رہی تھی۔ (دہشت گردی' جہاد کا دوسرا نام تھا۔ دہشت گرد' مجاہد' ہی تھا)۔ ایسے میں ظالم، بدمعاش، عیاش، خونخوار درندوں کے اُس غول کے جو افغانستان اور عراق پر پوری دنیا کا موجود اسلحہ لے کر ٹوٹ پڑا تھا، مقابل کون آیا؟ ابو مصعب زرقاوی رحمہ اللہ کون تھا؟ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کون تھا؟ پوری دنیا کو مطلوب دہشت گرد؟ عراق اور افغانستان میں اتنی بھاری بھرکم عسکری شان و شوکت والی قوتوں کو شکست فاش کس نے دی؟ اس سوال کا جواب کوئی نہیں دیتا، نہ کوئی میڈیا، نہ کوئی سیاست دان، نہ دانش ور، نہ عالم! یہ وہ جہاد ہے جس میں ایک نئی نرالی نسبت قائم ہوئی ہے۔ وہ ایک اور دس کی بھی نہیں۔ ایک اور ۳۳ (جنگ موتہ) کی بھی نہیں۔ وہ مٹھی بھر طالبان اور مجاہدین صورتِ ابابیل ہاتھیوں کے لشکر کا بھوسہ بنانے والے ہیں! ملاّ عمر کے ہاتھ پر بیعت کرنے والا مجاہدین کا سرخیل، اسامہؒ بن لادن!!!

حضرت مصعبؓ بن عمیر کی سنت پر عیش و راحت تج کر نکلنے والا، حضرت خبیبؓ کی طرح گھیر کر شہید کیا گیا۔ وہ (خبیبؓ) بلیع الارض تھے۔ صحابہؓ جب ان کا جسد خاکی مشرکین کی دست برد سے نکال لے جانے کو آئے تو زمین حیرت انگیز طور پر انہیں نگل گئی۔ اسامہؒ 'بلیع البحر' ہو گئے۔ آفتاب سمندر میں ہی ڈوبا کرتا ہے۔! انہوں نے 'قومیت' 'عربیت' 'جمہوریت' پہ لڑتے جان نہیں دی۔ انہوں نے معرکۂ بدر الثانی میں حیاتِ جاوداں پائی ہے۔

میڈیا نے مسلم دنیا کو گمراہ کرنے، شہادت سے گرم ہوتے لہو کو سرد کرنے کو ابھی بہت غلغلے اٹھانے ہیں۔ جھوٹ کے طومار باندھنے ہیں۔ عین اسی پیرائے میں جس کی منظر کشی قرآن نے کر رکھی ہے۔

وَاسۡتَفۡزِزۡ مَنِ اسۡتَطَعۡتَ مِنۡهُمۡ بِصَوۡتِكَ وَأَجۡلِبۡ عَلَيۡهِم بِخَيۡلِكَ وَرَجِلِكَ (بنی اسرائیل: ٦٤)

''ان میں سے تو جسے بھی اپنی آواز سے بہکا سکے بہکا لے اور ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھا لا''۔

لہٰذا ابلیسی میڈیا من مانی منتخب تصاویر من گھڑت بیانات، آواز کی گھن گرج، اینکرز کے لاؤ لشکر (یاد کیجیے عراق پر حملے سے قبل اسی 'آواز' کے واویلے۔ بعد ازاں مکمل جھوٹ ثابت ہوا) دجل و فریب، منہ میں الفاظ ڈال کر سیاق و سباق کی ہیرا پھیری (لال مسجد، سوات آپریشن کی تیاری میں میڈیا کی یلغار۔ ویڈیو سوات کا جھوٹا پلندہ) یہ سب ہو گا۔ شروع ہو چکا۔ 'اسامہ بن لادنؒ اور ایمن الظواہری کے درمیان پیسے پر تنازعہ، جھگڑا'.....سبحان اللہ! عباد الدینار' اور عباد الدراھم کو چہار جانب پیسہ ہی پیسہ اور جھگڑا ہی جھگڑا نظر آتا ہے۔ ہر آئینے میں اپنی ہی صورت دکھتی ہے! لہٰذا اب جھوٹ اور ڈس انفارمیشن کے نئے طومار بندھنے کو ہیں۔ قرآن کھول لیجیے۔ ٹیلی ویژن کے دہانے بند کر دیجیے۔ یہ وقت سجدوں کی طوالت اور اللہ کا دامن تھام لینے کا ہے۔ امت اُس دور میں داخل ہو گئی ہے جب فیصلہ کن جنگیں شروع ہونے کو ہیں۔ سبھی کچھ داؤ پر لگے گا۔ صرف اقصیٰ نہیں۔ صرف ایٹمی پاکستان نہیں۔ حرمین شریفین بھی۔ اللہ کو طیب و خبیث کو تو الگ کرنا ہی ہے۔ چھلنیاں لگ چکیں۔ شارٹ لسٹنگ ہو رہی ہے۔ اپنے مقام کا تعین کرنا ہے۔ ایمان و کفر، کعبہ و کلیسا میں سے یعنی دنیا و آخرت میں سے انتخاب کرنا ہو گا۔ آخرت کوچ کر چکی اور آ رہی ہے۔ دنیا کوچ کر چکی اور جا رہی ہے۔ اپنی قوتیں، صلاحیتیں، اموال اسباب تیار کر لیجیے۔ قطرے کے طلب گار ہیں (دنیا)؟ یا سمندر کے؟ (آخرت!)

تاہم دنیائے کفر شیخ اسامہؒ کی شہادت پر زیادہ بغلیں نہ بجائے۔ اُسے یہ یاد ہو گا (کیوں کہ گورا مسلمانوں سے زیادہ قرآن اور تاریخ پڑھتا ہے!) کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے بڑا کوئی غم مسلمانوں پر نہیں ٹوٹ سکتا تھا۔ جس دن سینے میں دل ہانڈیوں کی طرح پک رہے تھے۔ وقتی طور پر شدتِ غم سے مسلمان ہوش کھو بیٹھے تھے لیکن پھر تمہارے رومی اجداد نے دانتوں تلے انگلی دبا کر یہ دیکھا کہ انہیں دو خبریں اکٹھی ملیں۔ وصال نبوی اور لشکر اسامہ بن زیدؓ کی شام کی طرف رومیوں سے جنگ کے لیے روانگی! اور رومی مقابلے پر آنے کی ہمت نہ کر سکے۔ لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ غنائم سے لدا سلامتی سے لوٹا! سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے انتقال پر اسی طرح سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فوری لشکر مثنیٰ رحمہ اللہ عراق روانہ کر دیا تھا۔ ہمارے قافلے شہادتوں' رحلتوں سے رُکا نہیں کرتے۔ تیز تر ہو جاتے ہیں۔ شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے لشکر بھی تھمے نہیں رُکے نہیں۔ افغانستان کا ہر مجاہد کفر کے لیے موت کا پیغام ہے۔ اور اب تو یہ موت عین ان کے درمیان (افغان پائلٹ کی صورت) یوں پھوٹتی ہے کہ ہوش لینے نہیں ملتے۔ شیخ اسامہ رحمہ اللہ نے جہاد فی سبیل اللہ کو جس طرح منظم کر دیا وہ رواں دواں ہے۔

اب ایمان کا کمزور ترین درجہ ہم سے تقاضا کرتا ہے کہ شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے خاندان کا تحفظ ہمارا فریضۂ اولین ہے۔ عرب کی ناز و نعم میں پلی شہزادیاں جنہوں نے مصعبؓ بن عمیر کے نقش قدم پر چلنے والے شوہر کا ساتھ دینے کے لیے، حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کی شہزادی بیوی حضرت فاطمہؒ کا سا کردار اپنایا۔ انہیں تحفظ فراہم کیا جائے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدۡ خَلَتۡ مِن قَبۡلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِن مَّاتَ أَوۡ قُتِلَ

انقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىَ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ اللّهَ شَيْئاً وَسَيَجْزِي اللّهُ الشَّاكِرِينَOوَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلاَّ بِإِذْنِ الله كِتَاباً مُّؤَجَّلاً(آل عمران ۱۴۴، ۱۴۵)

''محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف رسول ہی ہیں ان سے پہلے بہت سے رسول ہو چکے ہیں۔کیا اگر ان کا انتقال ہو جائے یا یہ شہید کردیئے جائیں تو تم اسلام سے الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ اور جو کوئی پھر جائے اپنی ایڑیوں پر تو ہرگز اللہ کا کچھ نہیں بگاڑے گا' عن قریب اللہ شکرگزاروں کو نیک بدلہ دے گا بغیر اللہ کے حکم کے کوئی جان دار نہیں مر سکتا' مقرر شدہ وقت لکھا ہوا ہے''۔

ہمارا قرآنی میڈیا ہمیں لحہ لحہ رہنمائی دیتا ہے۔جس دن کی تمنا میں وہ جیے وہ لمحہ اللہ کے حکم سے آن پہنچا۔خدائی کے لہجے میں'امریکہ کرتا ہے جو کچھ چاہتا ہے' کا دعویٰ کرنے والا اوباما...... ۱۲ سال سر پٹختا رہا امریکہ اور اس کے حواری؟ سارے سیٹلائیٹ، یوری سی آئی اے، اللہ کے مقرر شدہ وقت سے پہلے'فعال لما یرید' (عیاذاً باللہ) کیوں نہ بن پائی! اب شیخ رحمہ اللہ جس دنیا میں ہیں وہاں ہمارے تمہارے اینکر پرسنز اور گماشتوں سے پوچھ کر مقام کا تعین نہیں ہوتا۔وہ استقبال(ان شاء اللّٰہ۔ نحن نحسبه كذلك والله حسيبه ولانزكي على الله احدا) ہمارے دل کی آنکھیں دیکھ رہی ہیں۔

يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُOارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةًOفَادْخُلِي فِي عِبَادِيOوَادْخُلِي جَنَّتِيO(الفجر: ۲۷۔۳۰)

''اے نفس مطمئنہ لوٹ چل اپنے رب کی طرف اس طرح کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے خوش۔بس داخل ہو جا میرے خاص بندوں میں اور جا جنت میں''۔

اللہ نے مومن کے لیے پوری روئے زمین مسجد بنادی۔اسے عملاً مسجد بنانا ہمارے ذمے تھا۔یہی شیخ رحمہ اللہ کا مشن تھا!

أَلاَ لَهُ الْخَلْقُ وَالأَمْرُ(الاعراف: ۵۴)

''دیکھو سب مخلوق بھی اسی کی ہے اور حکم بھی اسی کا ہے''۔

إِنِ الْحُكْمُ إِلاَّ لِلّهِ(الانعام: ۵۷)

''حکم اللہ ہی کے اختیار میں ہے''۔

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ (الصف: ۹)

''وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اسے اور سب دینوں پر غالب کرے خواہ مشرکوں کو برا ہی لگے''۔

قَاتِلُواالَّذِينَ لاَ يُؤْمِنُونَ بِاللّهِ وَلاَ بِالْيَوْمِ الآخِرِ وَلاَ يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللّهُ وَرَسُولُهُ وَلاَ يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُواالْكِتَابَ حَتَّى يُعْطُواالْجِزْيَةَ عَن يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ(التوبة: ۲۹)

''جو لوگ اہل کتاب میں سے خدا پر ایمان نہیں لاتے اور نہ روز آخرت پر (یقین رکھتے ہیں) اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جو خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کی ہیں اور نہ دین حق کو قبول کرتے ہیں ان سے جنگ کرو۔یہاں تک کہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں''۔

الا له الخلق والامر...... ان الحكم الا لله...... هو الذی ارسل رسوله بالهدىٰ۔ حتىٰ لا تكون فتنة...... حتىٰ يعطوا الجزية عن يدوهم صاغرون...... ان آیات پر دنیا کو قائم کرنے کے لیے جینے والے اور اسی پر جان دینے والے سے بڑھ کر بھی کوئی خوش نصیبی ان گھور اندھیروں میں ممکن ہے۔؟**فالذين هاجروا و اخرجوا من ديارهم و اوذوا فی سبیلی** کا حرف حرف جن پر صادق آتا ہو اُن سے بڑا ہیرو (وہن کی ماری اس امت کو) نصیب ہوا ہے۔؟

اب ایمان کا کمزور ترین درجہ ہم سے تقاضا کرتا ہے کہ شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے خاندان کا تحفظ ہمارا فریضہ اولین ہے۔عرب کی نازونعم میں پلی شہزادیاں جنہوں نے مصعبؓ بن عمیر کے نقش قدم پر چلنے والے شوہر کا ساتھ دینے کے لیے، حضرت عمرؓ بن عبدالعزیز کی شہزادی بیوی حضرت فاطمہؒ کا سا کردار اپنایا۔انہیں تحفظ فراہم کیا جائے۔

حضرت بریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا'' مجاہدین کی خواتین کی حرمت جہاد سے پیچھے رہنے والوں کے لیے ایسی ہے جیسی ان کی ماؤں کی حرمت۔اور جو شخص جہاد سے پیچھے رہ کر مجاہدین کے اہل وعیال کی خبر گیری کرے اور پھر اس میں خیانت کرے تو وہ قیامت کے دن اللہ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اور مجاہد اس کے عمل سے جو چاہے گا لے لے گا۔پس تمہارا کیا خیال ہے؟''۔(مسلم)

اسامہ بن لادن رحمہ اللہ شہادت کے بعد امریکہ کے لیے اور بھی خطرناک ہو چکے۔ایبٹ آباد' اسامہ آباد اور بلال ٹاؤن، بن لادن ٹاؤن بننے کو ہے۔مقامِ شہادت۔مقامِ عقیدت بننے چلا ہے۔مارے خوف کے جسدِ خاکی سمندر میں بہا دیا۔گھر مسمار کرنے، گرا دینے کو ہیں! مگر جو دلوں میں گھر کر جائے' دماغوں میں بس جائے اس کا کیا علاج ہو۔؟ تاہم عقیدتوں کا عملی اظہار مشن سے وابستگی اور خاندان کے تحفظ کے ذریعے کیجیے۔

ابابیلیں ہیں ہم بس اس قدر ہی فرض ہے ہم پر
کوئی پتھر کوئی کنکر
ذرا ان ہاتھیوں کے لشکروں پر پھینک دیں اور پھر
افق کے پار جا پہنچیں جہاں ساروں کو جانا ہے
ہمیں لیکن محض زخم جگر اپنا دکھانا ہے
پھر اس کے بعد کی دنیا کا ہر منظر سہانا ہے

☆☆☆☆☆

شیخ اُسامہؒ کی شہادت؛ کس نے کیا کھویا۔ کیا پایا؟؟

محمد لوط خراسانی

سمجھ میں نہیں آ رہا کہ کل کے برصغیر کے مشرقی حصّے اور آج کے خطۂ پاکستان کے نام سے موسوم کرۂ خاکی کے اس ٹکڑے کو اس کی بے وفائی اور بے دید ہونے کی دشنام دوں یا اس کی خوش نصیبی پر مبارک باد پیش کروں۔ یہ خطۂ خاک وسعتِ داماں بھی رکھتا ہے اور کبھی تنگیٔ داماں کی بھی تمام ہی شرائط کو پورا کر دیتا ہے...... نہال ہونے کو آئے تو اپنی گہرائیوں اور وسعتوں کی پیائش تک نہ ہونے دے اور دنیا کے کونے کونے سے آئے مہاجرین کے لیے ماں کی گود کا رُوپ دھار لے اور اگر اپنی وسعت کی طنابیں کھینچنے لگے تو آئے روز روح کی گہرائی تک اترنے والے اک نئے زخم کا تمغہ عنائت کر دے......! یا تو اس خطے کی روحانی زرخیزی میں اضافے کا یہ الٰہی انتظام ہے یا پھر یہ ہے ہی انتہائی بے مروّت کہ ہمیشہ سے پاک طینت نفوس کے لہو کا پیاسا رہا ہے...... نجانے اِس کی یہ پیاس کب بجھے گی......؟؟

سید احمد شہیدؒ، شاہ اسماعیل شہیدؒ، عبداللہ عزّام شہیدؒ، غازی عبدالرشید شہیدؒ اور اب اِس راہ کا ایک اور ستارہ اُسامہ بن لادن شہید (علیہم الرحمۃ) جو اس خطے میں طلوع ہوا، عرصہ دراز تک کٹھن سے کٹھن حالات میں بھی اہلِ دل کی رہنمائی کے لیے پوری آب و تاب کے ساتھ چمکتا رہا اور ظاہر بین نگاہوں کے سامنے تو بُجھ گیا مگر راہِ حق کے مُتلاشیوں کے لیے جذبوں کی مہمیز کے ساتھ راستے کی راہ نمائی کا بھی مستقل نشان چھوڑ گیا۔

کاغذ کے یہ چند حقیر ٹکڑے اور ان پر ہم ایسوں کی الفاظ کی مینا کاری، اسالیبِ بیان یا مقفٰی اور مسجع عبارتیں اُس شخص کی داستان حیات، اِرادوں، عزائم، حاصل شُدہ مقاصد اور ذلّت وخواری کے بوجھ تلے پستی اُمت پر اس کے احسانات کو کیسے احاطۂ بیان میں لا سکتے ہیں کیوں کہ وہ تو تکلف اور تصنع سے پاک سادہ سے الفاظ پر مشتمل مصمم ارادوں اور عمیق معانی کے حامل چند جملے بولتا تھا جو کفر وارتداد کے مراکز کو ہلا کر رکھ دیتے تھے اور اُن کے بڑے بڑے منصوبہ ساز اپنے منصوبوں کو خاک میں ملتا دیکھتے تھے...... اتنے جاوداں اور جان دار کردار کی تصویر کشی کے لیے تخیّل، قلب اور نوکِ قلم کا فاصلہ کم ترین بھی ہو جائے تو صفحات میں وسعت مفقود ہے......!

زندگی اور موت کی حقیقت سے ناواقف انسان نما جان دار کامیابی و کامرانی یا نقصان کی کنہ تک کیسے پہنچ سکتے ہیں؟؟ گفتار کو کردار کے قالب میں ڈھالنا یا دعوؤں کو جذبۂ عمل سے سچ ثابت کر دکھانا ان کے بس کی بات ہی نہیں......!

دنیا کی تنگنائیوں کی طرف کھینچنے والی عقل کو عشق کے جذبے سے زیر کرنے کا لمحوں یا ساعتوں، دنوں یا مہینوں اور برسوں نہیں بلکہ دہائیوں پر محیط سفر ختم ہوا اور ربِّ باری کی بے کنار رحمتوں کی حامل جنت کا طالب عازمِ سفر ہوا......

ہجرت کے راہیوں کی نصرت کا یہ سفر خود
جس شام کے لیے ہی میں نے بھی طے کیا تھا
وہ شام آ گئی تو پھر انتظار کیسا
جنت ہے منتظر گر اُس سے فرار کیسا
پرواز کے لیے ہیں تیار بال و پر بھی
اللہ کے راستے میں حاضر ہے میرا سر بھی

دکھ کرب اور شکستگی کی وقتی کیفیت کے بعد ’الحمدللہ‘ ”قدّر الله ما شاء“ کے جامع کلمات نے جذبۂ عمل کو مہمیز بخشی ہے اور وما تخفی صدورھم اکبر (جو ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے وہ بہت بڑا ہے) کی قرآنی حقیقت نے ان اتحادی خبثاء کے بغض و عناد کی انتہاؤں کی تشریح فرما دی ہے...... اب قلب پُرسکون ہے کہ پُرنور راہوں کا مسافر اپنی منزل پر پہنچ کر وہاں کی نہروں میں غسل سے اپنی تھکن اتار رہا ہوگا (ان شاءاللہ)۔ لہٰذا کل اگر کوئی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت نہیں کرتا تھا اور فتح کسی خالد بن ولیدؓ پر موقوف نہیں تھی تو آج کا جہاد بھی کسی شیخ اسامہؒ پر منحصر نہیں ہے۔ یہ جہاد چلتا رہا ہے اور چلتا رہے گا (ان شاءاللہ) کیوں کہ مخبر صادق ومصدوق حضرت محمد علیہ الصلوۃ والسّلام کا فرمان مبارک ہے ”الجهادُ ماضٍ إلى يومِ القيامه“ (جہاد قیامت تک جاری رہے گا)۔

دنیا کی تمام تر آسائشوں سے اپنا ہاتھ کھینچ کر اور سہولیات وتعیّشات کی خاردار جھاڑیوں سے اپنے دامن کو سمیٹتے ہوئے بچا لینے والا یہ زندہ دل مردِ درویش مہینوں یا برسوں کے چلّے نہیں بلکہ دہائیوں تک سنگلاخ چٹانوں، گھنے جنگلوں اور برف زاروں میں اس خیر امت کے عروج واقبال اور عزت وآبرو کی بحالی کی داستان لکھنے میں مصروف رہا۔ یہ گوشہ نشین روحانی طبیب اپنے آخری ایام میں بھی کسی ماہر نباض کی طرح بیمار امت کی نبض پر ہاتھ رکھے جسدِ واحد کے نبوی تصور کے تحت امت کے جسم میں جہاں سے بھی کسی بہتری کا امکان پیدا ہوا اس سے باخبر بھی رہا اور مستقبل کے لیے بھی بروقت نسخہ تجویز کرتا رہا۔ عرب دنیا کے تلپٹ ہوتے حالات ہوں، افریقی خطے کی بے چینی ہو یا ایشیا کے سیاسی کھیل تماشے وہ آخری دم تک ان تمام احوال وواقعات سے اپنے آپ کو اس طرح متعلّق سمجھتا تھا جیسے آنکھ بند ہوتے ہی حضورِ باری اسے ان تمام مسائل اور معاملات پر جواب دہ ہونا ہے۔ دل کا ایسا روگ پالنا جو جسم وجاں کو گھلا کر رکھ دے‘ اسی کے بس کی بات تھی وگرنہ باقی ”قائدینِ امت“ کے بس سے باہر ہے کہ وہ ان معاملات میں ٹانگ اڑائیں۔ اس سالک کی روحانیت اتنی قوی تھی کہ یہ تمام دل کے روگ اس کو نہ تو زیر کر سکے اور نہ اس کے کام سے روک سکے۔ جعلی روحانی اطباء پر فدا ہونے والی پاکستانی عوام کو اگر اس گوہرِ نایاب کی حقیقی پہچان ہو جاتی تو شاید یہ اس شخص کو زمین پر پاؤں بھی نہ رکھنے دیتی اور اسے اپنے کندھوں پر اٹھائے پھرتی۔ حق کے متلاشیوں کے لیے وہ مرجع خلائق بنا رہا۔ جس طرح شمع پر پروانے اکٹھے ہوتے ہیں اسی طرح ماضی

قریب میں شاید ہی کوئی ایسی ہستی اسلامی تاریخ میں گزری ہو جس کے قول و عمل سے متاثر ہو کر امت کے مرد و زن صرف اور صرف ایک اللہ ہی کی خاطر دنیا کے کونے کونے اور مختلف قومیتوں سے اکٹھے ہو کر اس کے ہاتھ پر بیعت کر کے جان دینے کے لیے بنیانِ مرصوص بنے ہوں۔ اس روحانی طبیب نے امت کی تصویر میں جہاں کہیں کجی دیکھی اس کی درستی میں دل کو گھلاتا رہا۔ اس کے سامنے تو اس ذاتِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ تھا جو راتوں کو جاگ کر سجدے میں سر رکھے اس خیر امت کے لیے دعائیں مانگتی تھی پھر بھلا اس امتی کے سر پر امت کے غم کے علاوہ کوئی دوسری دُھن کیسے سوار ہو سکتی تھی......؟؟ کیسا سچّا امتی تھا کہ کتنے ہی لوگوں کو تو اس نے دعوت بھی نہ دی اور وہ اس کے کردار کے خلاف کفار کے پروپیگنڈے سے ہی حق کو تلاش کر کے اور غائبانہ تعارف سے اس کے پاس آ گئے۔

کفر کے اہم ترین ہتھیار آج کے دجالی میڈیا کے جو نمائندے بھی اس شخص سے ملے وہ اس کے افکار پر ''تنقیدی'' تبصرے تو کرتے رہے مگر اس کی شخصیت میں اخلاق و مروت کے منافی کوئی عنصر ڈھونڈنے میں ناکام ہی رہے۔ انھی نمائندوں نے کہا وہ شخص بہت کم گو تھا مگر امت مسلمہ کے مسائل، مصائب اور مشکلات کا موضوع چھڑتا تو وہ شخص پوری اخلاقی جرأت، صراحت اور کوئی لگی لپٹی رکھے بغیر کسی جھول سے پاک اپنی پوری بات کہہ دیتا۔ وہ نرم دمِ گفتگو اور گرم دمِ جستجو کی حقیقی تصویر تھا۔

مجمعوں، جلسوں اور اجتماعات تو کیا......وہ تو بھری مجالس سے بھی دور بھاگتا تھا اور گمنامی کی زندگی کو ترجیح دیتا تھا مگر اشتہاری مہمات چلا کر اپنے اپنے خطوں میں شہرت و ناموری کے بھوکے آج کے مصلحین، داعیان اور قائدین کی نسبت اس کی ذات اور ارادے پوری دنیا میں اپنوں اور غیروں کی نشستوں کے لیے Burning Issues میں سے ہوتے تھے (سننے میں آیا ہے کہ اس بطلِ جلیل کی شہادت کے بعد بھی صرف چوبیس گھنٹے کے اندر مختلف مقامات پر ذرائع ابلاغ میں پندرہ کروڑ مضامین شائع ہوئے)۔ قاعدہ ہے کہ **الاشیاءُ تعرف باضدادِھا** (اشیا اپنی اضداد سے پہچانی جاتی ہیں یعنی سردی کی پہچان کے لیے گرمی، نرمی کے لیے سختی اور محبت کے لیے نفرت کی مثال ہے) اسی طرح آج امتِ مسلمہ کے حقیقی خیر خواہوں کی پہچان کے لیے بھی واحد پیمانہ کفار کا ان کے ساتھ برتاؤ اور ان سے نفرت و عداوت کی شدت پر منحصر ہے۔ لہٰذا خوف اور بُزدلی کے لبادے میں لپٹی پیٹ سے سوچنے والی عقل کے علاوہ جس کے پاس بھی عقلِ سلیم ہے وہ مذکورہ بالا پیمانے کو سامنے رکھ کر اس سامنے کی حقیقت کو بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ کفار اور مرتدین کی اس مردِ درویش کی شہادت پر خوشیاں کیا معنی رکھتی ہیں؟؟ امتِ مسلمہ کے اتنے نام نہاد قائدین کے ہوتے ہوئے؛ جو سب ہی اسلام کی بالادستی کے دعوے دار ہیں؛ ان کی نسبت کفار و مرتدین اس شخص کو ہی اپنے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ کیوں سمجھتے تھے؟؟؟

رہی شیخ کی شہادت کے بدلے کی بات؛ تو یہ ایک حد تک درست ہے۔ کیوں کہ وہ تو **مـن قـضـىٰ نحبه** (کچھ اپنی نظر پوری کر چکے) اور **مـن ينتظر** (کچھ منتظر ہیں) میں سے پہلے طبقے میں شامل ہو گئے۔ دوسری طرف ہمارے پاس تو بدلوں کی پوری فردِ جرم ہے۔ ہم دشمن کو بھی یاد رکھتے ہیں اور اس کے جرائم کو بھی نہیں بھولتے! بھلا ہم اپنے شیوخ کی شہادتوں کے بدلوں کو منشور کیوں بنائیں گے؟ مانا کہ ہم کڑی دھوپ کے اندر چھاؤں کی مانند کھڑے اک شخص سے محروم ہو گئے! بجا کہ ہم سے ایک مرّبی کی راہ نمائی چھن گئی! حق ہے کہ ہم ایک مشفق ہستی کو کھو بیٹھے! مگر یہ سب کچھ ظاہراً ہوا ہے ورنہ اس نے تو خاکہ بنا کر ہمیں تھما دیا ہے اور اس خاکے کے اندر رنگ بھرے بھی ہیں اور بھرنے سکھا بھی دیے ہیں...... ہمارے لیے تو یہ شہادتیں روح کی سرشاری کا باعث ہوتی ہیں! ہمیں تو ان سے اپنے اخلاص کو پرکھنے کا موقع ملتا ہے۔ ایسے واقعات ہمارے لیے تو اپنی کجیوں کی درستی کا سامان ہوتے ہیں۔ ہاں وقتی طور پر غم کو ہلکا کرنے کے لیے بدلا اتارنے کی یہ تعبیر درست ہو سکتی ہے......وگرنہ تو شیخ اسامہؒ سے پہلے بھی ایسے ایسے قدسی نفوس ان کفار و مرتدین کے ہاتھوں اس دنیا سے رخصت ہو گئے کہ ان میں سے کسی ایک ہی کے بدلے کے طور پر اُن سب کو تہہ تیغ کر دیا جائے تو بھی بدلہ پورا نہ ہو؛ تو پھر شیخ اسامہ کی شہادت پر ان چند حملوں سے کیا بدلہ لیا جا سکتا ہے؟؟ ہاں خطۂ پاکستان میں نفاذِ شریعت کی منزل کے حصول پر ہم ان شاءاللہ کہہ سکیں گے کہ ہم نے کچھ بدلے اتار دیے ہیں!!

اگر ہم بدلہ لیں گے تو پھر ہمارے پاس واقعی ایک لمبی فردِ جرم ہے......اگر تکوینیات میں اس امت کی آزمائش کی طوالت کا فیصلہ لکھا جا چکا ہے تو پھر بھی ہم ان بدلوں کو اتارنے میں بقدر وسعت اور طاقت اپنے آپ کو کھپا دیں گے۔ اگر ہم کمزوری کی انتہاؤں پر بھی پہنچ گئے تو دامے، درمے، سخنے......لڑکھڑاتے قدموں اور شل ہوتے ہاتھوں کے ساتھ بھی ان بدلوں کو اتارنے کے لیے ہم اس جبّار و قہّار ذات کا عذاب بن کر ان پر ٹوٹ پڑنے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھیں گے، ان شاءاللہ!! ہاں ہم ان مرتدین سے بدلہ لیں گے اور ضرور لیں گے (ان شاءاللہ)۔

☆ عفت مآب بہن ڈاکٹر عافیہ صدیقی فک اللہ اسرھا کی کفار کو حوالگی کا بدلہ لیں گے۔۔!!

☆ جامعہ حفصہ کے اندر جو معصوم بہنیں شہید کی گئیں اور جن کی بے حرمتی کی گئی......اپنی ان بہنوں کی جانوں اور عصمتوں کا بدلہ لیں گے۔!!

☆ مجاہدین کی گرفتاری کی خاطر ان کے گھروں پر چھاپے مار کر چادر اور چار دیواری کا تقدس پامال کرنے کا بدلہ لیں گے!!

☆ اپنے مجاہد بھائی عمر پاتک فک اللہ اسرہٗ کی اہلیہ کی بے حرمتی کا بدلہ لیں گے۔۔!!

☆ شیخ اسامہؒ کی شہادت کے بعد اس گھر سے عورتوں کو گھسیٹ گھسیٹ کر نکالنے کا بدلہ لیں گے!!

آخر میں اخبارات، رسائل و جرائد، انٹرنیٹ، ٹی وی اور ریڈیو پر strategic issues پر تجزیوں اور تبصروں کی جگالی کرنے والے کھوکھلی عقلوں کے حامل ''عالی دماغوں'' سے شیخ اسامہ کی شہادت سے خوش ہونے اور کچھ ''نتائج'' کے حصول پر چند سوالات ہیں:

☆ شیخ اسامہ بن لادنؒ کی شہادت سے............

(بقیہ صفحہ ۱۰۲ پر)

القاعدہ قیادت کی شہادت......یہی سُنّت ودستور ہے

ابوسعد العاملی

تمام تعریفیں اللہ کے لیے کہ جس کی نعمت سے نیکیوں کی تکمیل ہوتی ہے، مصیبتیں اور آزمائشیں دُور ہوتی ہیں......اور درود وسلامتی ہو امام المجاہدین صلی اللہ علیہ وسلم پر جنھوں نے فرمایا:

''میں چاہتا ہوں کہ میں جہاد کروں پھر قتل کیا جاؤں پھر جہاد کروں پھر قتل کیا جاؤں، پھر جہاد کروں پھر قتل کیا جاؤں اللہ کے ہاں شہید کا درجہ حاصل کرنے کے لیے''۔

امّا بعد:

بلاشبہ اللہ عزوجل نے مخلوق کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا اور اُن کے لیے اس عبادت کو مکمل خوبصورتی اور کامل اخلاص، صفائی اور خوبی سے ادا کرنے کے کئی وسائل اور ذرائع بنائے ہیں۔ اُس نے اِس عبدیت کے تقاضوں کو کما حقہ پورا کرنے اور ان فرائض کی ادائیگی میں حائل رکاوٹوں کو ختم کرنے کے لیے اپنے بندوں پر عبادتِ جہاد کو فرض کیا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لاَ تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّيْنُ كُلُّهُ لِلّه(الانفال: ۳۹)

''اور ان لوگوں سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ (یعنی کفر کا فساد) باقی نہ رہے اور دین سب اللہ ہی کا ہو جائے''۔

اللہ نے اپنے دین کی نصرت کے لیے لڑائی شروع کرنے کا حکم بھی دیا۔ اسی کو اقدامی جہاد کہا جاتا ہے اور اللہ کے ہاں دفاعی جہاد کو کافی ہرگز نہیں سمجھا گیا جو اسلام اور مسلمانوں کی حُرمتوں کے دفاع کے لیے ہوتا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُونَكُم مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيْكُمْ غِلْظَةً(التوبة: ۱۲۳)

''اے اہل ایمان! اپنے نزدیک کے (رہنے والے) کافروں سے جنگ کرو۔ اور چاہیے کہ وہ تم میں سختی (یعنی محنت وقوت جنگ) معلوم کریں''۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُم(البقرة: ۲۱۶)

''(مسلمانو!) تم پر (اللہ کے راستے میں) لڑنا فرض کر دیا گیا ہے وہ تمہیں ناگوار تو ہوگا''۔

جی ہاں......لڑائی نفس کے لیے ناپسندیدہ چیز ہے کیوں کہ اس میں قتل مقاتلہ ہوتا ہے اور نفس تو چاہتا ہے کہ اُسے زندہ رہنے کے لیے ہزار سال عمر دی جائے۔ لہٰذا نفس اسی پر ابھارتا ہے کہ وہ زندہ رہنا پسند کرے۔ زیادہ سے زیادہ زندہ رہنے کے لیے نفس اس طرح کے بہانے بھی تراشتا ہے کہ ''زندہ رہو گے تو اصلاح کرو گے اور لوگوں کے درمیان بھلائی کو پھیلاؤ گے'' وغیرہ وغیرہ۔ نفسِ انسانی موت کے تذکرے سے دور بھاگتا ہے......اُسے خوف لاحق رہتا ہے کہ موت کا ذکر خوش حال اور پُرامن زندگی کو بے چینی کی نذر کر دے گا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قتال کا ذکر کرتے وقت اس حقیقت کی وضاحت کی ہے کیوں کہ وہ نفوس کا خالق اور ان سے باخبر ذات ہے:

أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ (الملک: ۱۴)

''بھلا جس نے پیدا کیا وہ بے خبر ہے؟ وہ تو پوشیدہ باتوں کا جاننے والا اور ہر چیز سے آگاہ ہے''۔

موت ہی وہ چیز ہے جس سے نفس سب سے زیادہ ڈرتا ہے۔ انسان کے لیے ہر طرح کے مصائب ومشکلات (ایک حد تک) برداشت کرنا سہل ہے بشرطیکہ اُسے کامل اطمینان ہو کہ ان مصائب کی بدولت وہ موت کے منہ میں نہیں جائے گا۔ لیکن غافل انسان یہ نہیں سمجھتا کہ جہادی کارروائی میں آنے والی موت اُس موت کی مانند نہیں کہ جو اس کی عام زندگی میں آتی ہے۔ بلکہ میدان جہاد میں آنے والی موت تو جنت میں ہمیشگی کے لیے رہنے کا دروازہ ہے اور ایسا پُل ہے کہ جس سے گذر کر مومن ایسا اَجر وثواب حاصل کرتا ہے جو دیگر عبادات کے ذریعے حاصل کرنا ممکن نہیں۔ شہادت فی سبیل اللہ تو ایسی موت ہے کہ جس کی تمنا انبیاء اور رسولوں نے کی ہے، جن میں سرِ فہرست رسولوں کے سردار محمدؐ بن عبداللہ ہیں اُن پر بہترین درود وسلام ہو۔

اُمّت پر جہاد وقتال فرض ہے خواہ وہ ادنیٰ مجاہد کی حیثیت سے جہاد کرنے کے قابل ہوں یا قیادت کی صورت میں جہاد کی راہنمائی کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر کفار سے لڑنا فرض کیا ہے تاکہ وہ اپنے دین کی حفاظت کریں اور اللہ کی طرف سے عطا کردہ شریعت مطہرہ کو پھیلائیں۔ پھر یہ جہاد وقتال محض مسلمانوں کی جانوں، عزتوں اور اموال کے دفاع کے لیے نہیں جیسا کہ بعض کم فہم لوگ آج سمجھ رہے ہیں، اُن کی اس سوچ نے جہاد کو ایک تنگ مفہوم میں محصور کر دیا یعنی فقط دفاعی جہاد کا نظریہ اور یہ کتاب وسُنّت کے دلائل کے خلاف ہے۔ بلاشبہ دین دفاعی جہاد پر زور دیتا ہے لیکن دین اسلام میں جہاد کا تصور محض دفاعی جہاد تک محدود نہیں ہے بلکہ جہاد تو اقدامی بھی ہے اور دفاعی بھی......جیسا کہ اقدامی جہاد پر ابھارتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لاَ تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّيْنُ كُلُّهُ لِلّه(الانفال: ۳۹)

''اور ان لوگوں سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ (یعنی کفر کا فساد) باقی نہ رہے اور دین سب اللہ ہی کا ہو جائے''۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ موجودہ دور میں امت مسلمہ ایسی کیفیت سے دوچار ہے کہ دنیا کے کسی بھی خطے میں اقدامی جہاد نہیں ہو رہا......ہر جگہ اور ہر خطے میں مسلمان دفاعی جہاد میں مصروف ہیں......پھر یہ ناقص العقل لوگ جہاد کا نام آتے ہی کیوں چیں بچیں ہونے لگتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے ساتھ جو وعدے کیے ہیں اُن پر دنیا کے رسیا لوگ یقین کریں یا نہ کریں لیکن مجاہدین فی سبیل اللہ اُن وعدوں پر مکمل یقین رکھتے ہیں......

إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعْداً عَلَيْهِ حَقّاً فِي التَّوْرَاةِ وَالإِنجِيلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفَى بِعَهْدِهِ مِنَ اللّهِ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُم بِهِ وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (التوبة: ۱۱۱)

''اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لیے ہیں (اور اس کے) عوض میں ان کے لیے بہشت (تیار کی) ہے۔ یہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں تو مارتے بھی ہیں اور مارے جاتے بھی ہیں۔ یہ تورات اور انجیل اور قرآن میں سچّا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا اسے ضرور ہے اور اللہ سے زیادہ وعدہ پورا کرنے والا کون ہے؟ تو جو سودا تم نے اس سے کیا ہے اس سے خوش رہو اور یہی بڑی کامیابی ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے ہم پر جہاد کو شرعاً فرض کیا ہے اور زمینی حقائق کے لحاظ سے بھی دیکھیں تو اس وقت ہم پر جہاد فرض عین ہے۔ وہ اس طرح کہ ہمارے دُشمن ہمارے دروازوں پر ہیں، وہ ہماری سرزمینوں پر فساد برپا کیے ہوئے ہیں، انہوں ہمارے اہل وعیال کو ذلت ورسوائی کے عذاب میں مبتلا کر رکھا ہے۔ لہٰذا یہ ممکن ہی نہیں کہ اللہ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آخرت کے دن پر ایمان لانے والے اپنے ہاتھ اور زبان روکے بیٹھے رہیں اور کفر کا یہ سارا تماشا اپنے گرد ہوتا دیکھتے رہیں، کم سے کم واجب یہ ہے کہ وہ اپنے رب کی اس پکار پر لبیک کہتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوں۔

انفِرُوا خِفَافاً وَثِقَالاً وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللّهِ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ (التوبة: ۴۱)

''تم سبکبار ہو یا گراں بار (یعنی مال واسباب تھوڑا رکھتے ہو یا بہت گھروں سے) نکل آؤ اور اللہ کے راستے میں مال اور جان سے لڑو۔ یہی تمہارے حق میں بہتر ہے بشرطیکہ سمجھو!''۔

اور اپنے رب جل جلالہ کی اس تنبیہ کی زد میں آنے سے بھی ڈریں کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمُ انفِرُوا فِي سَبِيلِ اللّهِ اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الأَرْضِ أَرَضِيتُم بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الآخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الآخِرَةِ إِلاَّ قَلِيلٌ (التوبة: ۳۸)

''مومنو! تمہیں کیا ہوا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے) نکلو تو تم (کاہلی کے سبب سے) زمین پر گرے جاتے ہو؟ یعنی گھروں سے نکلنا نہیں چاہتے کیا تم آخرت کی نعمتوں کو چھوڑ کر دنیا کی زندگی پر خوش ہو بیٹھے ہو دنیا کی زندگی کے فائدے تو آخرت کے مقابل بہت ہی کم ہیں''۔

شہادت سب سے اعلیٰ مقصد:

بھائیو! جلد یا بدیر سب ہی کو مر جانا ہے۔ ہر کسی کی موت کے اسباب مختلف ہوتے ہیں، یہ ایک ایسا ذائقہ ہے جو ہر ذی روح کو چکھنا ہے اور اس سے فرار ممکن ہی نہیں۔ لیکن ہم اس سے غافل ہو جاتے ہیں اسے صرف وہی سمجھتا ہے جس پر اللہ کا رحم وکرم ہو۔ اسی لیے آپ دیکھیں گے کہ وہ لوگ جو موت کی حقیقت کو سمجھتے ہیں وہ اسی حرص میں ہوتے ہیں کہ ان کی موت منفرد اور بے مثال ہو۔ لہٰذا وہ چاہتے ہیں کہ (ان کی موت) دنیا و آخرت میں عزّت وعظمت اور رفعت کا باب وعنوان ہو۔ مومن اپنے دین کے لیے نصرت و فتح اور غلبہ چاہتا ہے اور یہ تمنّا کرتا ہے کہ وہ خلافتِ اسلامیہ کے سائے میں زندگی گذارے کہ جو رحمٰن کی شریعت کو نافذ کرتی ہو اور اگر اُسے یہ حاصل نہ ہو تو اُس کی دوسری تمنّا یہ ہوتی ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں شہادت پائے یہ دلیل اُس کی پہلی نیت کی وضاحت کرتی ہے اور اسی بنا پر وہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کی ایسی رضا اور ثواب پاتا ہے کہ جو شہیدوں کے علاوہ دوسروں کو نہیں ملتا۔

قائدین بھی قائدین سے پہلے عام مجاہد ہیں:

مومن تو بنیادی طور پر اپنے رب کی رضامندی کے حصول کی کوشش کرتا ہے لہٰذا وہ اُن اعمال کو اوّلیت دیتا ہے کہ جو اُسے اللہ تعالیٰ سے قریب کرنے کا باعث بنتے ہیں، ممنوعہ اور حرام کاموں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسے اس بات کی پرواہ نہیں ہوتی کہ اس سب کی اُسے کیا قیمت چکانا پڑتی ہے، اُس کے لیے اتنا ہی کافی ہوتا ہے کہ وہ اُس جگہ ہو جہاں اُسے اللہ نے حکم دیا ہے اور وہاں نہ ہو جہاں سے اُسے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہو۔ اس نکتے سے ہی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضون اللہ علیہم اجمعین کو خود فراموشی اور نفس کے دُنیاوی مال و متاع، ریاکاری اور شہرت سے محبت کے مادے کو ختم کرنے کی تربیت کی۔ چنانچہ ہم اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ صحابہؓ کے اعمال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کے اثرات کو واضح طور پر جھلکتا دیکھ سکتے ہیں کہ ان کے اعمال خالص اللہ کی رضا اور اس کے ہاں اجر وثواب حاصل کرنے لیے ہوا کرتے تھے......

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کا یہ انداز تھا کہ کبھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی صحابیؓ کو کسی مہم، غزوے یا معرکے کا قائد متعین کرتے جبکہ کئی مرتبہ اُسے کسی دوسرے صحابیؓ کے ماتحت عام مجاہد کی حیثیت سے رکھتے اور دوسرے صحابہؓ کے ساتھ بھی یہی طرزِ عمل اختیار فرماتے تاکہ انہیں اخلاص کی اور عُہدوں سے محبت نہ رکھنے کی تعلیم دیں۔

جب کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی حالت یہ ہوتی تھی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات پر کامل اطاعت وفرمانبرداری سے عمل کرتے بلکہ وہ تو کسی بھی طرح کی ذمہ داری (عہدے) سے بھاگتے تھے اور اسے اپنے سروں پر مصیبت سمجھتے تھے۔ آج کے زمانے کی جہادی جماعتوں 'جن میں سرفہرست قاعدۃ الجہاد ہے' میں یہ بے مثال صفات ہمیں ملتی ہیں آپ دیکھیں گے کہ مجاہد بھائی ہر قسم کی ریاکاری اور شہرت سے دور رہتے ہوئے قائدین کے احکامات پر لبیک کہنے میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ ذمہ داران (اُمرا) کی اپنے نفوس کی خواہشات کو دبا دینے اور انکساری اور شدّت تواضع کی وجہ سے آپ کو ان کے اور میدانِ جہاد میں موجود اُن کے بھائیوں کے درمیان کوئی فرق نظر نہ آئے گا اور آپ اُنہیں پہچان بھی نہ پائیں گے۔

قائدین اپنے ماتحتوں کی نسبت دُشمن کے زیادہ قریب ہوتے ہیں یہ ایک مسلمہ اسلامی قاعدہ ہے کہ جو جاہلیّت کے دوسرے قاعدوں سے مختلف ہے اور اس قاعدے کا تعلّق

قائدین (لیڈروں) کا اپنے ماتحتوں سے برتاؤ اور جنگ و امن کے زمانے ان کی حرکات و سکنات سے ہے۔ لہٰذا اب جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جاہل اور مادہ پرست لیڈر اور عہد یدار سنگین حفاظتی حصار میں محصور ہوتے ہیں اور اُنہوں نے خوف و ہیبت کا ایک مصنوعی ماحول بنایا ہوتا ہے تا کہ اُن کے پیروکاروں کی آنکھوں اور ان کے دُشمنوں کی آنکھوں میں اُن کا ایک بلند و اعلیٰ مقام قائم رہے حالانکہ ان کی حقیقت اور قدر و قیمت اس سے بہت کم تر ہوتی ہے جس کے اظہار کی وہ کوشش کرتے ہیں۔ اس لیے وہ معرکوں کے میدانوں اور ہر قسم کے خطرات سے دُور ہی رہتے ہیں...... جب کہ ایمانی اور خاص طور پر جہادی معاشروں کا دستور اس کے برعکس ہے مسلمان قائدین اگلی صفوں میں رہنے کو ترجیح دیتے ہیں اور وہ دین کی نصرت کے لیے جان و مال اور وقت وغیرہ کی قربانی دینے میں سبقت حاصل کرتے ہیں۔

اور یہ سنت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے لے کر قیامت تک کے لیے تمام ایمانی معاشروں میں قائم رہے گی کہ قائدین اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ اپنے ماتحتوں سے زیادہ ان کی خدمت کریں۔

لہٰذا ضروری ہے کہ قائدین اپنے پیروکاروں کے لیے نمونہ بنیں اور ہر مشکل اور آسانی میں آگے آگے رہیں تا کہ عام مجاہد اُن کی زیادہ اطاعت کریں اور زیادہ قربانی دینے کے لیے تیار ہوں۔ موجودہ زمانے کے ایک قائد شیخ ابوانس الشامی شہید رحمہ اللہ کا ایک قول مشہور ہے" میرے آگے رہیے میرے اِمام بن جایئے"۔ اس لیے ضروری ہے کہ قائدین سب سے پہلے خود اپنے احکامات پر عمل کرنے والے ہوں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ(الصف: ۲)

"اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں"۔

وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ (الانفال: ۳۰)

"اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اس وقت کو یاد کرو) جب کافر لوگ تمہارے بارے میں چال چل رہے تھے کہ تم کو قید کر دیں یا جان سے مار ڈالیں یا (وطن سے) نکال دیں تو (ادھر تو) وہ چال چل رہے تھے اور (ادھر) اللہ چال چل رہا تھا اور اللہ سب سے بہتر چال چلنے والا ہے"۔

یہ ایسی قرآنی حقیقت ہے کہ جس کی تطبیق ہمیں زمینی حالات پر اس طرح ملتی ہے کہ ہمارا دُشمن ہماری قیادت کے خاتمے یا اسے قید کرنے کی بھر پور کوشش کرتا اور ہر طرح کے وسائل اختیار کرتا ہے۔ ہمارے اور ہمارے اور دُشمن کے درمیان بپا ہونے والے معرکے کے اِس مرحلے میں ہر جگہ جہادی قیادت کی یہی حالت ہے۔ کیوں کہ ہم ابھی تک اسلامی امارت یا خلافتِ اسلامیہ کی بنیادیں رکھنے کے مرحلے سے گذر رہے ہیں اور یہ ایک فطری بات ہے کہ قیادت اور اسی طرح عام مجاہد ظاہری طور پر اِس مشکل صورتِ حال سے دوچار ہوتے ہیں مگر یہی چیز جہاد کے مستقبل کے لیے بہت مثبت چیز ہے کیوں کہ یہی حالت مجاہدین کو مکمل بیدار و چوکنا رہنے اور تمام احتیاطی تدابیر اختیار کرنے پر ابھارتی ہے۔ آسودہ حالت کے برعکس جس میں ہم بہت کمزور پڑ جاتے ہیں اور احتیاط کرنے کا درجہ سب سے نچلی سطح تک گر جاتا ہے۔ اور اس طرح دشمنوں کے لیے وار کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ لہٰذا شدت، حصار اور تنگی مجاہدین پر اللہ کی نعمتوں میں سے ہیں تا کہ وہ بیدار رہیں، اُن کی ہمتیں بلند رہیں، ہر پل مستعد اور چوکنا رہیں، یہ تمام امور نصرت اور کامیابی کے اسباب میں سے ہے۔ کفار کے لیے اصل ہدف ہماری قیادت ہی ہے۔ اسی لیے مجاہدین کی قیادت اس امر سے بخوبی آگاہ و خبردار ہے، اس کو مدنظر رکھ کر وہ نقل و حرکت کرتی ہے، طاقت و قوت کے تمام اسباب کو اختیار کرتی، بے احتیاطی کی ہر دراڑ کو ختم کرتی ہے اور اصل میں تو یہ سب اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کے لیے ہے۔ لہٰذا یہ تمام تدابیر اختیار کرنے کے بعد بھی اگر کوئی آزمائش آتی ہے تو یہ یقیناً اللہ کی طرف سے لکھی ہوئی تقدیر ہوگی جس پر ایمان لانا اور اسے قبول کرنا بلکہ اس پر راضی ہونا ضروری ہے۔

قیادت کی شہادت جہاد کی طاقت ہوتی ہے:

اس مقام پر اس دین کے لیے قیمت ادا کرنے اور اللہ کی راہ میں مالوں اور جانوں کے خرچ کرنے میں اللہ تعالیٰ کی حکمت ہمارے لیے روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے اور کوئی مومن اپنے رب کی بارگاہ میں جو قیمتی ترین متاع پیش کر سکتا ہے وہ اُس کی اپنی جان ہے اور اسی کے ذریعے وہ اعلیٰ درجات اور ارفع مقام حاصل کر سکتا ہے۔

لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيْءٍ فَإِنَّ اللّٰهَ بِهِ عَلِيْمٌ(آل عمران: ۹۲)

"(مومنو!) جب تک تم ان چیزوں میں سے جو تمہیں عزیز ہیں (راہ اللہ) میں خرچ نہ کرو گے کبھی نیکی حاصل نہ کر سکو گے اور جو چیز تم خرچ کرو گے اللہ اس کو جانتا ہے"۔

چنانچہ اکیلا مجاہد ہو یا کوئی مجاہد جماعت سب کے لیے قربانی دینا بہت ضروری ہے تا کہ ایک طرف سے یہ ایمان کی صداقت پر دلیل بنے جبکہ دوسری طرف سے اُس جزا اور اجر و ثواب کو حاصل کریں کہ جو ہمارے لیے تیار کیا گیا۔

يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِيْ مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنَّاتِ عَدْنٍ ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُOوَأُخْرَى تُحِبُّونَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ (الصف: ۱۲۔۱۳)

"اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرما دے گا اور تمہیں ان جنتوں میں پہنچائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور صاف ستھرے گھروں میں جو جنت عدن میں ہوں گے، یہ بہت بڑی کامیابی ہے اور تمہیں ایک دوسری (نعمت) بھی دے گا جسے تم چاہتے ہو وہ اللہ کی مدد اور جلد فتح یابی ہے، مومنین کو خوش خبری دے دو"۔

بلاشبہ نصرِ مبین اور فتح قریب کہ جس کے مومن منتظر ہوتے ہیں وہ بغیر شہادت حاصل نہیں ہو سکتی اور خاص طور پر قیادت کی شہادت کے بغیر۔ اور یہ چیز عقل کے بھی خلاف ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ نصر (کامیابی) کی بات ایسی قیادت کی عدم موجودگی میں کی جائے کہ جو مجاہد جماعت کو نصر اور اس کے بعد کے نتائج کے حصول کی طرف چلاتی ہو۔ لیکن جہاد کے ماحول میں یہ

قاعدہ (اُصول) مختلف ہوتا ہے۔لہٰذا موجودہ قیادتیں تو صرف ایک ایسے پُل کا کام دیتی ہیں کہ جن کو اوپر سے حق کے لشکر اور اُن کا ساز وسامان گزرتا ہے لہٰذا یہ ضروری ہے کہ بہت جلد نئی قیادتوں کا ظہور ہو جو کہ سابقہ قیادتوں سے زیادہ بہادر اور زیادہ علم والی ہوں۔کیوں کہ انہوں نے اپنے پیش روؤں کے علم و تجربے کو اپنے علم و تجربے کے ساتھ شامل کرلیا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہی جہادی اجتماعیت کی قوت اور جہادی قافلے کے چلتے رہنے کی ضمانت ہے۔

اس طرح اُن شہدا کا مقصد حاصل ہو جاتا ہے جو اپنا حق ادا کر گئے کہ اُنہوں نے جس چیز کے لیے جہاد کیا اُسے پالیا اور وہ تھی شہادت۔جب کہ عین اسی لمحے جہادی گروہوں کو طاقت و قوت اور مستقل مزاجی حاصل ہوتی ہے اور دُشمنوں کے وہ خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہو پاتے جن کا اُنہیں ان قائدین جہاد کی شہادت کے نتیجے میں انتظار تھا۔اس لیے کہ جہادی مجموعات کو تجربہ اور طاقت حاصل ہوئی اور قیادت کے فقدان سے اُنہیں کچھ نقصان نہ ہوا۔

اللہ تعالیٰ کے میزان میں شہادت کی یہ حقیقت ہے اور یہ مجاہدین کی ایک ایسی عجیب طاقت ہے جسے وہ اپنے قائدین کے آخرت کی طرف انتقال کر جانے سے حاصل کرتے ہیں کیوں کہ وہ اپنے پیچھے اخروی تجارت کے ایسے خزانے چھوڑ جاتے ہیں کہ جو اُن کے بعد والوں کے لیے راستہ روشن کرتے ہیں اور اُن کے دُشمنوں کے دلوں کو جلا کر رکھ دیتے ہیں۔

اس کے بعد:

اب ہمیں یہ خبریں مل رہی ہیں کہ ہمارے قائد شیخ اُسامہ بن لادن اعلیٰ علیین کے رتبے پر پہنچ چکے ہیں اس دنیا میں اُن کا جہادی کردار پورا ہو گیا ہے۔یہ جہادی کردار اس وقت پورا ہوا جب انہوں نے دشمنوں کو طویل عرصہ تک قتل کیا اور اپنے بھائیوں کے لیے ہدایات و متواتر تربیت کا بے پناہ ذخیرہ چھوڑا اور اپنا مال اس قدر خرچ کیا کہ جس کی موجودہ تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔شیخؒ نے کسی ایسی چیز کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے بخل نہیں کیا کہ جو ان کی ملکیت تھی خواہ وہ اُن کا مال تھا یا عیش و راحت کی زندگی تھی یا اہل وعیال۔اور پھر یہ بے مثال عمل و جہادی کردار یوں حسنِ انجام تک پہنچا کہ اُنہوں نے اپنی محبوب ترین چیز اپنی جان کو اللہ عزوجل کی راہ میں اس کے دین کی نصرت کے لیے پیش کر دیا۔عمل کا یہ درخت کٹنے سے پہلے ایک جنگل آباد کر گیا ہے۔

اس موقع پر ہم یہی بات کہتے ہیں جو غم کے ایک موقع پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ہم صرف وہ بات کہیں گے کہ جس سے اللہ راضی ہو اور بلاشبہ اے اَبوعبداللہ! ہم آپ کی جدائی پر غمگین ہیں۔لیکن ہم خود اپنے آپ کو اور اپنی اُمت کو اور قاعدۃ الجہاد کی قیادت کو مبارک باد دیتے ہیں کہ بلاشبہ ہمارے شیخ نے اپنا وہ مقصد و ہدف حاصل کرلیا جس کی وہ کتنے ہی عشروں سے جہاد و قربانی کے معرکوں میں تمنا کرتے رہے تھے۔

تمام تعریفیں اُس اللہ کے لیے جس نے اُنہیں شہادت کا یہ بلند رُتبہ عطا کیا اور اُنہیں ہمارے جہادی قافلے کے لیے منارۂ نور بنایا، اس شہادت کی برکت سے جہادی قافلے کو مزید بہتر قیادت میسر آئے گی، جو اس کی قوت و طاقت میں بڑھوتری کا سبب بنے گی۔

اے شیخ اُسامہؒ! ہم اپنے ہاتھ پیر باندھ کر نہ روئیں گے اور نہ نوحے کریں گے جیسا کہ عورتیں نوحے کرتی ہیں اور نہ اُس مہم کو بھولیں گے کہ جس کے لیے ہم نے آپ کی بیعت کی تھی۔بلکہ ہم وہی کہیں گے کہ جو کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اُحد کے دن اُس وقت کہا کہ جب اُنہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی افواہ پہنچائی گئی''چلو اُسی چیز کے لیے مرو کہ جس کی خاطر نبی صلی اللہ علیہ وسلم چلے گئے''۔آج ہم بھی یہی کہیں گے جو صحابہ نے کہا تھا کہ اُٹھو اور اُس مقصد کے لیے مرو کہ جس کے لیے ہمارا شیخ اُسامہ بن لادن شہید ہوئے۔

یہ قافلہ کبھی بھی نہیں تھمے گا جب تک ہمارے جسموں کی رگیں پھڑک رہی ہیں اور خون چل رہا ہے اور یہ عہد ہے کہ جسے ہم ہرگز اللہ کے حکم سے نہیں توڑیں گے۔کیوں کہ یہ اللہ کے ساتھ عہد اور بیعت ہے اور ہمارا ایمان اسے پورا کیے بغیر صحیح نہیں ہوگا۔جب تک زمین و آسمان باقی ہے نہ تو یہ سُنّت رکے گی اور نہ تبدیل ہوگی۔اور جب تک حق و باطل کا معرکہ جاری ہے۔

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلَىٰ أَمْرِهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ

(یوسف: ۲۱)

''اللہ اپنے ارادے پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ علم نہیں رکھتے ہیں''۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: شیخ اُسامہؒ کی شہادت؛ کس نے کیا کھویا۔کیا پایا؟؟

☆ کیا القاعدہ ختم ہوگئی؟...........نہیں۔

☆ کیا القاعدہ کی قیادت ختم ہوگئی؟...........نہیں۔

☆ کیا عالمی جہاد رک جائے گا؟...........نہیں۔

☆ کیا کفر کی اتحادی مرتد پاکستانی حکومت اور فوج کی جاں بخشی ہو جائے گی؟...........نہیں۔

☆ کیا پاکستان میں نفاذِ شریعت کی تحریک ختم ہو جائے گی؟...........نہیں۔

☆ کیا مجاہدین دلبرداشتہ ہو کر ہتھیار پھینک دیں گے؟...........نہیں۔

☆ کیا القاعدہ میں گروہ بندیاں ہو جائیں گی؟...........نہیں۔

اسی طرح کے مزید بیسیوں سوالات ہیں جن کے جواب میں کفار و مرتدین کی مجالسِ فکر (Think Tanks) سے تعلق رکھنے والے شہ دماغوں، قومی سلامتی اور عالمی امن کے نام نہاد محافظ، حکومتی اور غیر حکومتی بزرجمہروں کے سرنفی میں ہلیں گے اور پریشانی کے باعث چہروں کے تناؤ میں اضافہ ہو جائے گا۔تو پھر ان سب سے ایک سوال ہے کہ امریکہ میں عوام کے رقص و سرود اور شراب و شباب کی محفلوں، اوبامہ کے ''انصاف ہو جانے'' کے نعرے اور مرتدین کے ''بڑی کامیابی'' کے دعوے کا کیا فائدہ۔؟؟؟ ان سب کو کیا ملا؟؟ جواب وہی پہلے جواب میں ہلکی سی ترمیم کے ساتھ کہ 'کچھ بھی تو نہیں'۔پھر بھی اگر کوئی بددماغ کم عقل اس کو کوئی موثر کامیابی سمجھتا ہے تو اس کے لیے بادلِ نخواستہ، غالب کی زبانی یہ کہا جاسکتا ہے کہ

؎ دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

☆☆☆☆☆

کہ خاک راہ کو میں نے بتایا راز الوندی......صلہ شہید کیا ہے تب وتاب جاودانہ

ارشاد احمد عارف

؎جن سے ہم دشت نوردوں کا بھرم قائم تھا

اب وہ چشمے بھی سمندر کے حوالے ہوئے ہیں

کوثر وتسنیم سے دھلی زبان اور نرم وملائم لہجے والے افتخار عارف کا یہ خوبصورت شعر گزشتہ شب اچانک میرے حافظے کے ریڈار پر نمودار ہوا۔افسردگی اور پژمردگی کی کیفیت میں بھی حافظے کا ریڈار درست کام کرتا ہے، رب کا شکر ادا کیا۔شعر نے اپنی گرفت میں لیا تو فکر وخیال کے کئی در یچے وا ہو گئے۔

حرص وہوس کے بندوں، جلب منفعت کے اسیروں، ادنیٰ مفادات اور حقیر مراعات کے طلب گاروں، خواہش نفس کے پجاریوں اور دنیا نقد، آخرت ادھار کے فلسفے پر کار بند مجھ جیسے نیمے دروں، نیمے بروں پاکستانیوں کو یہ بات محض وہم وگمان، بے سود ویکسر زیاں اور نا قابل فہم، نا قابل یقین ہی لگتی ہے کہ کوئی شخص اپنے پروردگار کی خوشنودی اور اپنے عقیدہ وایمان کی حفاظت کے لیے میسر شاہانہ سہولتوں کو تیاگ سکتا ہے۔دستیاب عیش وآرام کی زندگی چھوڑ کر غریب الوطنی اور سخت کوشی کا راستہ اختیار کر سکتا ہے اور اپنے ہم عقیدہ لوگوں پر ہونے والے عالمی جبر وستم، ظلم و ناانصافی اور استعماری استحصال و استبداد کے خلاف اس طور سینہ سپر ہوسکتا ہے کہ نہ اپنے بہن بھائیوں، عزیز واقارب کی فکر، نہ طعنہ ودشنام سے سروکار اور نہ زندگی اور اس کی راحتوں کی پروا۔

؎جاں دی، دی ہوئی اسی کی تھی

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

جس معاشرے میں لوگ معمولی فائدے کے لیے اپنا موقف، نظریہ کیا، عزت وآبرو اور ایمان بیچنے کے لیے بے تاب وبے قرار نظر آتے ہوں، گنگا گئے تو گنگا رام، جمنا گئے تو جمنا داس، بڑے بڑے دعوے داروں کا تصور حیات ہو اور جن کا دین پیروئ کذب وریا، وہاں کسی شخص کا اپنے موقف پر استقامت سے قائم رہنا اور اس ہیبت ناک فوجی قوت کو للکارنا جس کے نام سے بڑی بڑی ایٹمی قوتوں کا پتہ پانی ہوتا ہے، جس کے سامنے بڑے بڑے فرعون سجدہ ریزی کو باعث صد اعزاز سمجھتے ہوں، عقل و دانش کے مروجہ پیمانوں اور فراست وبصیرت کے مقررہ معیار کے برخلاف ہے لیکن:

؎دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو

عجب چیز ہے لذت آشنائی!

وہ سود وزیاں کے اس فلسفے کو جو آزاد انسانوں کو غلامی اور غیرت وحمیت کی خداداد جبلت کو مفاد پرستی کی راہ دکھاتا ہے، کیسے قبول کرے۔

میں چاہتا تھا کہ سورج میری گواہی دے، سو میں نے رات کے آگے سپر نہیں ڈالی۔

عشروں قبل شاعر نے اپنے ہم نفسوں سے فرمائش کی تھی۔

؎ستون دار پر رکھتے چلو سروں کے چراغ

جب تلک ظلم کی سیہ رات چلے

شاعر کے ہم نفسوں اور ہم مشربوں میں سے بہت کم اس فرمائش کی تاب لا سکے۔

سب نے انکار اور فرار کی راہ نہیں اپنائی۔معدودے چند اس راہ پر چلے، اکثر تھک ہار گئے اور بیشتر ظلم کی سیہ رات میں روشن خیالی کے چراغ جلانے کے لیے اس روسیاہ کے کوچے میں سر کے بل گئے۔جس نے دنیا پر جبر واستحصال کی تیرہ بختی مسلط کر رکھی ہے لیکن کسی رند خرابات نے کبھی یہ سوچا بھی نہ ہوگا کہ ایک زاہد خشک اور عابد شب زندہ دار ستون دار پر سروں کے چراغ رکھنے کی روایت پر کار بند ہوگا۔عرب وعجم میں گڑی ہر صلیب پر اس قبیلے کے ارکان سروں کے چراغ سجا کر کل عالم کو منور کر دیں گے اور جہان نو پر آشکار ہوگا کہ۔

؎شہادت ہے مطلوب ومقصود مومن

نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

یہی لوگ زمین کا نمک اور پہاڑی کا چراغ ہیں۔نمک کو زمین سے الگ کرنے اور پہاڑی کے چراغوں کو بجھانے کے شوقین پہلے کب بامراد ہوئے کہ اب کامیابی ان کا مقدر بن سکتی ہے۔بھگت سنگھ کو شہید کہنے اور ماننے والے بگلہ بھگت کسی سر بکف کی شہادت کے انکار سے اپنی کورچشمی کو آشکار کریں تو بھلا کسی کو کیا اعتراض؟

؎کوئی تو بات ہم آشفتگان میں ایسی تھی

کہ خاک ہو کے بھی معیار آبرو ہوئے ہم

ان سرفرازوں کے انداز فکر اور سرفروشانہ جدوجہد کے پیچ وخم کو ہم ایسے سگ زمانہ کیسے سمجھ پائیں جو دریوزہ گری کو تقاضائے جہاں بانی، بے حمیتی کو عملیت پسندی، لوٹ کھسوٹ کو اقتدار واختیار کا لازمی ثمر اور کوچہ اقتدار کے دیوانہ وار طواف کو سرمایہ حیات سمجھتے اور اس ذہنی پستی پر ہر سو، ہر جا اتراتے پھرتے ہیں۔

افتخار عارف کا شعر حافظے کے ریڈار پر نمودار نہ ہوتا تو کسی اجازت، علم اور اطلاع کے بغیر کاکول کے پہلو میں امریکی آپریشن کو حقیقت اور افسانے کی کسوٹی پر پرکھتا اور وہ سوالات اٹھاتا جو چیچو کی ملیاں سے لے کر پیرس تک ہر جگہ اٹھائے جا رہے ہیں، جن کا جواب کسی کے پاس نہیں۔سب کی زبانیں گنگ، کان ثقل سماعت کا شکار اور آنکھیں پتھرائی ہوئی۔

؎اک ہم ہی تو نہیں جو اٹھاتے ہیں سوال؟

جتنے ہیں خاک بسر شہر کے سب پوچھتے ہیں

لیکن اس تہی دست وتہی دماغ خاندان غلاماں اور گدایان لم یزل کے سامنے سوالی اپنی جھولی کیوں پھیلائے اور پندار کا صنم کدہ کیوں ویراں کرے۔چشمہ سمندر کے حوالے ہوا کہ زمین یہ بار امانت اٹھانے کے قابل نہ سمجھی گئی لیکن ایبٹ آباد بدستور زیارت گاہ، اہل عزم وہمت ہے جہاں خون ناحق زمین کے اس ٹکڑے کو ہم دوش ثریا کر گیا۔

؎غزالاں تم تو واقف ہو کہو مجنوں کے مرنے کی

دیوانہ مر گیا آخر کو ویرانے پہ کیا گزری؟

☆☆☆☆☆

دونوں بھلائیاں

محمود الحسن

دوستی دشمنی پرکھنے کا ایک سادہ سا کلیہ، ہر عام شخص بھی اپنی فطرت میں رکھتا ہے، یعنی:

دوست کا دوست = دوست

دشمن کا دشمن = دوست

دشمن کا دوست = دشمن

دوست کا دشمن = دشمن

اس کلیے کی روشنی میں امت مسلمہ بآسانی اپنے دوستوں اور دشمنوں کا تعین کر سکتی ہے۔ دنیا کی اربوں کی آبادی میں سے خیر خواہوں کو پہچان سکتی ہے۔ کسی کا بلاوا اس کے رب کی طرف سے آجائے تو یہ طے کر سکتی ہے کہ اس پر غم منائے یا خوشیاں منائے۔

مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ اس امت کی آنکھیں، کفر کی اڑائی ہوئی منفی پروپیگنڈے کی دھول سے دھندلا گئی ہے۔ اس کو اپنے دوستوں کی پہچان رہی ہے نہ محسنین کی قدر۔ اگر دجالی کفری میڈیا سے نہ پوچھا جائے بلکہ اپنے ''مسلم'' دل سے پوچھا جائے کہ امریکہ، نیٹو اور اس کے اتحادی ہمارے دوست ہیں یا دشمن؟ اسامہ بن لادن شہیدؒ، امریکہ (+ صلیبی صہیونی اتحاد) کے دشمن تھے یا دوست؟

جواب بہت سادہ، بہت واضح آئے گا...... اسامہ بن لادنؒ امریکہ کے اور امریکہ ان کا اور ہمارا مشترکہ دشمن ہے۔ چنانچہ مذکورہ بالا کلیہ کی رو سے اسامہ بن لادنؒ ہمارے دوست ہوئے۔ مگر پھر ہمارے وہ بونے حکمران جنہوں نے ہمارے دوست کی شہادت پر نعرہ بلند کیا ''اس کی ہلاکت ہماری عظیم کامیابی ہے''۔ اور انہوں نے امریکہ و یورپ کے ساتھ مل کر خوشیاں منائیں...... تو کیا یہ حکمران، سیاست دان اور آشوبِ چشم میں مبتلا دانشوران، جو بظاہر مسلمانوں کے سے نام رکھتے ہیں اور اکثر ہم وطنیت کا اعزاز بھی رکھتے ہیں، اس کلیے کی رو سے صف دشمناں اور صف دوستاں میں فرق نہیں جانتے؟؟؟ یا پھر یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ ہمارے دشمنوں کے دوست اور دوستوں کے دشمن ہیں؟؟؟

> رونا تو ہمیں اُن کے اوپر چاہیے، جن کی غداریوں نے، حب الدنیا و کراھیة الموت نے ہمیں یہ دن دکھایا کہ فتح حاصل کرتے، امت کے محسنین مجاہدین کی پشت میں خنجر گھونپ دیا اور شکست کھاتے، بلبلاتے، درندہ صفت دشمن کی مدد کی ذلت اٹھائی۔ درہم و دینار کے یہ بندے تو دنیا میں بھی رسوا ہوں گے اور آخرت میں بھی ذلت آمیز سزا پائیں گے...... مگر میرے مخاطب عام عوام ہیں...... کیا اب بھی راہِ عمل ان پر واضح نہیں ہوئی؟ کیا اب بھی اٹھ کھڑے ہونے کا وقت نہیں آیا؟ کیا ہم اپنا نام ایمان کے خیمے میں لکھوانے کو تیار ہیں؟ (فاکتبنا مع الشھدین) یا اب بھی منافقت کے خیمے میں ہی قیام کریں گے؟

فکر و نظریہ کا یہ ٹیڑھا پن اور دھندلاہٹ کوئی معمولی بیماری نہیں۔ دشمن کی یہ کمال مہارت اور بڑی کامیابی ہے کہ اس نے امت کے سربرآوردہ لوگوں اور دین و دنیا کے علم و دانش کے وارثوں کی آنکھوں میں بھی اپنے ''لینز'' فٹ کر دیے ہیں۔ اب ان عقل کے اندھوں کو الٹا ہی نظر آتا ہے، یہ انہی لینز کا کمال ہے بھارت کے ثابت شدہ اور سزا یافتہ جاسوس اور سی آئی اے کے اعلیٰ عہدے دار، جاسوس، قاتل اور دہشت گرد ریمنڈ ڈیوس تو عزت و آبرو کے ساتھ نہ صرف چھوڑ دیے جائیں بلکہ اپنے ملکوں تک بحفاظت اور بااہتمام پہنچائے جائیں۔ مگر امت کو ذلت و غلامی اور ابتری کے گڑھوں سے نکالنے کی جدوجہد کرنے والوں کو امت کے کسی وطن، کسی شہر، کسی گھر میں پناہ نہ ملے۔ وہ ہر جگہ سے کھدیڑے جائیں، پکڑے جائیں اور رداورسن کے حوالے کیے جائیں۔ اور یہ انہی لینز کا کمال ہے کہ دنیا بھر سے مجاہدین کو بلانے والے، جمع کرنے والے، منظم کرنے والے اور ممولے کو شہباز سے لڑا دینے والے عبقری مجاہد لیڈر اسامہ بن لادنؒ کی شہادت پر پاکستان اور عالم اسلام میں وہ ردعمل پیدا نہیں ہوا، جیسا کہ اس کا حق تھا۔ اس کی وجہ وہ کنفیوژن ہے جو مکار دشمن نے پھیلایا۔

ایبٹ آباد کے سانحے کے بارے میں ابتدائی چند گھنٹوں ہی میں بیسیوں کہانیاں میڈیا پر گردش کرادی گئیں۔ واقعہ ہوا ہے یا نہیں ہوا...... شہادت ہوگئی ہے یا وہ اب بھی زندہ ہیں...... ایبٹ آباد میں ہی شہادت ہوئی ہے یا وہ پہلے سے فوت شدہ یا شہید تھے؟ پہلے سے گرفتار تھے، اب مناسب موقع پر شہید کیا گیا...... کیا سچ ہے کیا جھوٹ...... کوئی کنفیوژن سا کنفیوژن ہے......

خواہ کچھ بھی ہوا ہو لیکن ایک بات تو طے ہے کہ اس المیے کو عمل میں لانے کے لیے ہمارے خفیہ اداروں کی مخبری نے اس قوم کے منہ پر کالک ملی ہے اور یہ ایسی کالک ہے جو قیامت تک دھوئی نہ جاسکے گی۔ اب پاکستان بھی ''فخریہ'' کہہ سکتا ہے کہ میر جعفر از بنگال اور میر صادق از دکن ہی غداری کی تاریخ میں نامور نہ تھے، بلکہ ہم بھی اپنے محسنین کو، امت کے سروں کے تاج کو، زمین کے نمک کو، دشمنوں کے ہاتھ بیچ سکتے ہیں اور چند ڈالر یا چند ویزے یا

چند خاک کے برابر زمینوں کے ٹکڑے کھرے کر سکتے ہیں۔

میں حیران ہوں کہ اس قوم کے پہاڑوں جیسے جرائم بڑھتے جا رہے ہیں۔ ۹/۱۱ کے بعد اپنے ہمسائے مسلمان بھائیوں کے قتل عام اور مکمل تباہی کے لیے اپنا کندھا پیش کرنا، ہوائیں، زمین، اڈے، انٹیلی جنس......سب کچھ فراہم کرنا......اپنی عسکری قوت کفر کی جھولی میں ڈال دینا......لال مسجد اور جامعہ حفصہ کا سانحہ عظیم، اصل اور سچے اسلام اور جہاد کی تعلیم پر یقین رکھنے والے ہزاروں نوجوانوں کو اٹھا کر تعذیب خانوں کے حوالے کرنا یا امریکی کفار کو بیچ دینا، عافیہ اور اس جیسی دوسری پاک باز بیٹیوں کو چند ٹکوں کے عوض کفار کے ہاتھ فروخت کر دینا اور ان کی دل دوز داستانوں پر کان لپیٹے رہنا......یا اللہ! کوئی ایک جرم بھی تو معمولی نہیں...... ایک سے بڑھ کر ایک ہے!!!اس پر طرّہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہات آتی ہیں۔ زلزلے، سیلاب، قحط، مہنگائی، بے روزگاری، برے حکمران...... ہر صورت عذاب کی......دیکھ رہے ہیں مگر کان پر بیٹھی مکھی اڑانے کی طرح اڑا دیتے ہیں اور اگلے جرم عظیم پر کمر باندھ لیتے ہیں۔ دراصل اللہ عزوجل کے حلم وتحمل کا بہت ہی غلط اندازہ لگایا جا رہا ہے۔

منبر ومحراب کے وارثین کہاں ہیں؟ وہ اس ظلم عظیم اور شرم ناک جرم پر مہر بہ لب کیوں ہیں؟ کیا کوئی جانتا ہے کہ اسامہ شہیدؒ کی بیٹیاں اور بیویاں کہاں ہیں؟ اور ان کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا جا رہا ہے؟ کیا انہیں بھی عافیہ صدیقی کی طرح کمینے دشمن کے ہاتھ بیچ دیا جائے گا؟ ایک المیہ رونما ہو چکا، کیا اس المیے کو روکا جا سکتا ہے؟ وہ علمائے دین جو قوم کے مسائل حل کروانے کی یقین دہانیاں کروا کر اسمبلیوں میں جا کر بیٹھے تھے، وہ صحافی جو چائے کی پیالی میں طوفان برپا کر دیتے ہیں، وہ میڈیا جو ایک معمولی خبر کو بریکنگ نیوز بنا کر ہیجان بپا کر دیتا ہے، وہ سیاست دان جو اپنے آپ کو قوم کا نجات دہندہ بتاتے ہیں...... یہ سب اس وقت دشمن کی بولیاں کیوں بول رہے ہیں؟ کیا وہ ایسا کر کے دانستہ یا نادانستہ طور پر دشمن کے ہاتھ مضبوط نہیں کر رہے؟

شہادت تو خوش نصیبوں کا مقدر ہے، جو ہر کسی کو نہیں ملتی...... جہاں تک اسامہ شہید کا تعلّق ہے تو اُن پر قرآن مجید کی یہ آیت صادق آتی ہے:

قُلْ هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَا إِلاَّ إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ أَن يُصِيبَكُمُ اللّهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِندِهِ أَوْ بِأَيْدِينَا فَتَرَبَّصُواْ إِنَّا مَعَكُم مُّتَرَبِّصُون (التوبة: ۵۲)

”کہہ دو کہ تم ہمارے حق میں دو بھلائیوں میں سے ایک کے منتظر ہو۔ اور ہم تمہارے حق میں اس بات کے منتظر ہیں کہ اللہ (یا تو) اپنے پاس سے تم پر کوئی عذاب نازل کرے یا ہمارے ہاتھوں سے (عذاب دلوائے) تو تم بھی انتظار کرو ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتے ہیں“۔

شیخ اسامہؒ ان آیات کے مصداق ہیں اور دو بھلائیوں میں سے ایک بھلائی اُنہیں مل چکی ہے......شہادت ......جس سے بڑھ کر کسی کامیابی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا...... اور میرے خیال میں وہ دوسری بھلائی بھی پا چکے ہیں یعنی فتح......عالمی کفری اتحاد، جو نیٹو، نان نیٹو اور ایساف کے ناموں سے ۴۹ ممالک کی افواج قاہرہ، تباہ کن اسلحے، بے اندازہ دولت، اربوں روپوں کی رشوتوں، انٹیلی جنس، اپنوں کی بے وفائیوں اور غداریوں اور میڈیا کے پروپیگنڈے کے باوجود......وہ اپنی آنکھوں سے اس ہاتھی کو لڑکھڑا، گرتا، روتا اور پیٹتا دیکھ چکے ......امریکہ اور یورپ کی کمر ٹوٹتے دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر چکے......اپنے تیار کردہ مجاہدین کے ہاتھوں دنیا کی واحد ”سپر پاور“ کی درگت بنتا دیکھ چکے......عالمی صلیبی صہیونی اتحاد اور اس کے ”کلمہ گو“ اتحادیوں کی بے بسی اور جھنجھلاہٹ دیکھ کر یقیناً ان کے قلب کو راحت پہنچ چکی......

قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ (التوبة: ۱۴)

”اُن سے خوب لڑو۔ اللہ ان کو تمہارے ہاتھوں سے عذاب میں ڈالے گا اور رسوا کرے گا اور تم کو ان پر غلبہ دے گا اور مومنین کے سینوں کو شفا بخشے گا“۔

چنانچہ مسئلہ اُن کی شہادت کا نہیں......وہ تو ایک عظیم کامیابی سے ہم کنار ہو چکے اور اپنے اس سودے پر خوشیاں منا رہے ہوں گے......رونا تو ہمیں اُن کے او پر چاہیے، جن کی غداریوں نے، حب الدنیا و کراھیة الموت نے ہمیں یہ دن دکھایا کہ فتح حاصل کرتے، امت کے محسنین مجاہدین کی پشت میں خنجر گھونپ دیا اور شکست کھاتے، بلبلاتے، درندہ صفت دشمن کی مدد کی ذلت اٹھائی۔ درہم و دینار کے یہ بندے تو دنیا میں بھی رسوا ہوں گے اور آخرت میں بھی ذلت آمیز سزا پائیں گے......مگر میرے مخاطب عام عوام ہیں......کیا اب بھی راہِ عمل ان پر واضح نہیں ہوئی؟ کیا اب بھی اٹھ کھڑے ہونے کا وقت نہیں آیا؟ کیا ہم اپنا نام ایمان کے خیمے میں لکھوانے کو تیار ہیں؟ (فاکتبنا مع الشھدین) یا اب بھی منافقت کے خیمے میں ہی قیام کریں گے؟

یہ سوال اس لیے بھی اہم ہے کہ عالمی صہیونی اتحاد کے خلاف جاری اس جہاد معرکے میں پاکستان نے اپنی زمین، اڈے، ہوائیں، لاجسٹک سپورٹ، انٹیلی جنس (یعنی سادہ الفاظ میں مخبری اور غداری) دے کر بھی جو روسیاہی کمائی ہے (اپنوں کی نگاہوں میں بھی ذلیل، دشمنوں کی نگاہوں میں بھی ناقابلِ اعتبار) اس میں فی الحال کسی اصلاح کی امید نظر نہیں آتی (الا ماشاءاللہ)۔ چنانچہ دشمن کا دباؤ اب اور بڑھ جائے گا، غداریوں کی نئی داستانیں رقم ہوں گی، دھند اور بھی گہری ہو جائے گی۔ فکر ونظر کا امتحان اور زیادہ مشکل ہو جائے گا، نفاق کے خیمے کی آبادی اور بڑھ جائے گی، اللہ والوں کی تنہائی اور اجنبیت میں اضافہ ہوگا......ایسے میں کون ہوگا جو آخرت کے سودے چکائے گا؟ حق کو پہچان لے گا؟ تمام تر خطرات اور نقصانات کے باوجود حق کا ساتھ دے گا؟ من انصاری الی اللہ......پس جو لوگ سودا کر لیں گے، وہی آئندہ خوشیاں منائیں گے......

فَاسْتَبْشِرُواْ بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُم بِهِ وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (التوبة: ۱۱۱)

”تو جو سودا تم نے اس سے کیا ہے اس سے خوش رہو اور یہی بڑی کامیابی ہے“۔

☆☆☆☆☆

اے شیخؒ! میرے ماں باپ آپ پر قربان!!!

قاری عبدالعزیز

اے مجدّدِ جہاد!

تو نے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جہادی سنت کو پھر سے زندہ کر دیا۔ اب جہاد وقتال عالمِ اسلام کے ہر مقبوضہ اُفق پر آفتاب ومہتاب کی طرح اپنی نئی جوبن کے ساتھ طلوع ہوا ہے۔ الحمدللہ آج فلسطین سے لے کر چیچنیا تک اور مراکش سے لے کر انڈونیشیا تک ہر جگہ جہاد کا سماں ہے۔ آج افغانستان کی مائیں وبہنیں اور بھائی وبزرگ بھی تجھ پر ناز کرتے نظر آ رہے ہیں کیوں کہ انہوں نے پہلے جارح روس کو شکستِ فاش دی ہے اب وہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں سے برسرِ پیکار ہیں اور ان کے ناک میں دم کر کے رکھے ہوئے ہیں۔ تیرے ساتھی شیخ زرقاوی شہیدؒ نے عراق کے سوئے ہوئے مسلمانوں کو جگا دیا۔ بفضل اللہ صومالیہ کے قحط زدہ فاقہ کشوں کے مردہ تن میں اب جان آئی ہے انہوں نے تیرے نقشِ قدم پر چلنا سیکھا ہے اب وہ اسلام کے دشمنوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنا جان گئے ہیں۔ آج اللہ کے فضل سے الجزائر کے نوجوانوں کے دلوں کی دھڑکنیں تیز ہو چکی ہیں۔ انہوں نے کفار کی نیندوں کو حرام کر دیا ہے۔ تیرے ہم راہی عمر بن خطاب شہیدؒ نے اللہ تعالیٰ کے کرم سے چیچنیا میں امام شامل کے وارثوں میں نئی جان ڈال دی ہے، اب وہاں کی عفت مآب بہنوں نے بھی فدائی (شہیدی حملہ) کر کے صلیبیوں اور ان کے ہمنواؤں کا جینا دوبھر کر دیا۔ اے ابن لادن! آج تیرے فکر نے یمن کو بھی جگا دیا ہے اس کے پیرو جوان کفار کی آنکھوں کا کانٹا بن چکے ہیں۔ علاوہ ازیں گیارہ ستمبر تیری تربیت یافتہ مجاہدین ہی کا کارنامہ ہے۔ گیارہ ستمبر کے معرکہ نے صلیبیوں کی کمر توڑ کر رکھ دی۔ گیارہ ستمبر ان کے اندر خوف وہراس کا باعث بن چکا ہے۔ اے ابن لادنؒ! آج امت تجھ پر جتنا ناز کرے وہ کم ہے۔ اس کے بدلے میں اللہ تجھے اپنے عرش کے سائے تلے جگہ عطا کرے گا اور اپنے دیدار سے بھی نوازے گا۔ (ان شاء اللہ)

اے بطلِ عظیم!

اتفاق سے تیرے میرے دشمنوں کو تیرا نام پتہ معلوم تھا بلکہ وہ تیرا شجرۂ نسب بھی جانتا تھا۔ اس کے باوجود تجھے سالہا سال تک ڈھونڈ نہ سکے بالآخر تیرے سر کی قیمت لگائی! وہ بھی معمولی قیمت!!! ان کم بختوں کو کیا پتہ؟ تیری قیمت تیرے مالک، تیرے مولائے عظیم کے نزدیک کیا ہے؟ وہ تو قیامت کے دن ایک ادنیٰ درجہ کے اہلِ ایمان کو جنت میں داخل کرے گا اس کو دس دنیاؤں کے برابر ایک جنت دے گا۔ اسی سے کسی کو اندازہ کرنا مشکل نہ ہوگا کہ اللہ تجھے نجانے کتنی دنیاؤں کے برابر جنت دے گا۔ لیکن دنیا کے پجاریوں نے اپنے آقاؤں سے تیرے سر کی یہ معمولی قیمت وصول کرنے کے لئے اپنی عاقبت کی پروا نہیں کی اور تجھے شہید کر کے یہ معمولی قیمت آخر وصول کر ہی لی...... قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ''اللہ ان کو غارت کرے''!!!...... اے امت کے بطلِ عظیم! بفضل اللہ، تو نے تو اپنے جیسے ہزاروں اُسامہ تیار کر دیئے۔ اب ان کفار ومشرکین اور ان کے مددگار مرتدین کو اُن غازیوں ومجاہدوں کے نام وپتے اور نسب بھی معلوم نہیں۔ اب یہ کن لوگوں کے سر کی قیمت لگائے گا اور کیسے ان کی قیمت وصول کرے گا؟ اَنّٰی یُؤْفَکُوْنَ ''یہ کہاں سے بہکائے جا رہے ہیں''۔

اے شہدا کے قافلہ کے سالارِ اعظم!

تو نے تو اللہ کے فضل سے خود بھی دنیا کی تمام آسائشوں کو ترک کر کے ہجرت و جہاد کے کٹھن راستہ کو اختیار کیا اور اس پر صدیوں سے پڑے گرد وغبار کو صاف کیا اور امت کے ہزاروں سلیم الطبع نوجوانوں کو اسی راستے پر چلنا سکھایا۔ اب ان کا عالم یہ ہے کہ ان میں سے بہت سے تو تیری طرح اپنی جان جانِ آفرین کو سپرد کر کے اپنی مرادیں پا چکے ہیں اور بہت سے اسی کے منتظر ہیں۔ قرآن کی گواہی بھی یہی ہے: فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ'' تو اُن میں بعض ایسے ہیں جو اپنی نذر سے فارغ ہو گئے اور بعض ایسے ہیں کہ انتظار کر رہے ہیں''۔ یہ شہدا کے قافلے اب رواں دواں ہیں، یہ اب نہ رُکیں گے اور نہ تھمیں گے۔ ان شاء اللہ جب تک کہ نہ خلافتِ اسلامیہ کا قیام عمل میں آ جائے۔

اے نفسِ زکیہ!

آج امت کے سلیم الفطرت پیرو جواں عہد کرتے ہیں جب تک کفر وشرک اور ارتداد کا قلع قمع نہیں ہوتا اور دنیا کے اُفق پر خلافت کی شفاف کرنیں ضوافشانی نہیں کرتیں اس وقت تک ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ اے ابن لادنؒ! تجھ سے بھی ہمارا وعدہ ہے جب تک ہماری جان میں جان ہے اس وقت تک اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور تیرے جہادی راستے کو جاری رکھیں گے۔ ان شاء اللہ العزیز!

اے امت کے علماء وصلحاء اور نوجوانو!

شیخ اسامہ بن لادن کا راستہ کوئی نیا راستہ نہیں تھا۔ یہ ہجرت و جہاد کا راستہ تو ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا محبُوب عمل ہے۔ جس طرح اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی خاطر اپنی محبُوب سرزمین مکہ کو چھوڑا تھا اسی طرح ان کی اتباع میں ایک نازونعم میں پلے بڑھے ہوئے شخص نے دنیا کی تمام تر آسائشوں کو چھوڑ کر دین کی خاطر اپنی محبُوب پاک سرزمین جزیرۃ العرب سے ہجرت کر کے پہاڑوں و غاروں میں آ کر بسیرا کیا اور وہاں سے کفار ومشرکین اور مرتدین کے خلاف تیس سالوں تک برسرِ پیکار رہا۔ اس راستے پر ہماری شامتِ اعمال اور دشمنانِ دین کی ریشہ دوانیوں نے گرد و غبار پھیلایا تھا جس کی وجہ سے امت دنیا کی قیادت کے قابل نہیں رہی حالانکہ انہیں دنیا کی امامت وقیادت کے لئے بھیجا گیا تھا۔ شیخ اسامہ بن لادن نے اللہ کے فضل سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس محبُوب عمل پر پڑے گرد وغبار کو صاف کر کے اس میں نئی جان ڈال دی۔

(صفحہ ۱۱۷ پر)

وہ اپنی مثال آپ تھا!

حامد محمود

ایسا نہیں کہ ہماری تاریخ میں ایک سے ایک بڑھ کر مثال نہیں پائی جاتی! صرف معاملہ یہ ہے کہ جس صورت حال سے آج یہ امت دوچار ہے، خود اُس کی کوئی مثال نہیں پائی جاتی!

کسی نے اُس کو جلال الدین خوارزم شاہؒ سے تشبیہ دی، جب وہ تاتاری ٹڈی دل کے آگے، تن تنہا، چٹان بن کر کھڑا ہو گیا اور جب تک اُس کی جان میں جان رہی تاتاری سیلاب کو بغداد کی طرف بڑھنے کا راستہ نہ ملا......!

کم ہی کبھی ہوا ہوگا کہ ایک آدمی عالم اسلام کے لیے ایک وسیع وعریض فصیل کا کام دینے لگ گیا ہو۔!

کسی نے اس کی مثال مثنیٰ بن حارثہؓ سے دی، جو دار الخلافت کے کسی ممکنہ اقدام سے پہلے ہی صورت حال کی نزاکت بھانپتے ہوئے بنوشیبان کے جوانوں کو لے کر فارس ایسی سپر پاور سے جا بھڑا، اور اُس کے لشکروں کو پیچھے دھکیلتا اور خلافت کی افواج کے لیے راستہ صاف کرتا چلا گیا، یہاں تک کہ خلافت کی افواج اُس کے ساتھ آملیں اور پھر فتح فارس کا معاملہ آگے سے آگے بڑھتا چلا گیا......!

کم ہی کبھی ہوا ہوگا کہ ایک آدمی ایک قافلے کا نام ہو!

کسی نے اُس کو ابوبصیرؓ سے تشبیہ دی، اور جو کہ شاید اُس پر سب سے زیادہ صادق آتی ہے، کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے معاہدۂ حدیبیہ کی رو سے اُس کو لینے سے انکار کر دیا، اور ویل أمه مسعر حرب لو كان له أحد (صحیح بخاری) کہہ کر اُس کو خود اپنے زورِ بازو پر انحصار کرنے کی جانب ایک لطیف اشارہ فرما دیا۔ اور جس پر وہ اپنے سر بکف مجاہدوں کی ایک جماعت کو لے کر، کفار کی نیندیں حرام کرنے لگا، یہاں تک کہ تھوڑی ہی دیر میں مکہ کے شملہ برداروں کا غرور خاک کے اندر ملانے میں کامیاب ہوا......تا آنکہ عالم عرب کے فرعون، دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں آ کر، اور واسطے اور وسیلے دے کر، اور اپنی سب پھنے خاں شرطوں سے آپ ہی دستبردار ہو کر، ملتمس ہوئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی طرح ان 'دہشت گردوں' سے اُن کی گلوخلاصی کروائیں۔ تاکہ اُن کا کھویا ہوا امن بحال ہو اور ان کی رہی سہی معیشت سکھ کا سانس لے! تب وقت کی وہ اسلامی قوت موجود تھی، جس کی اطاعت ہر مسلمان پر فرض ہے، اور جو کہ مسلم مفاد کی سب سے بڑھ کر رکھوالی ہوا کرتی ہے۔ اسلام کی اس مرکزی قوت نے، جس کی نظر اب 'قریش مکہ' سے گزر کر روم وفارس کے قصر ہائے ابیض پر جا ٹھہری تھی، ابوبصیرؓ کو اپنا مشن ختم کر کے مجاہدینِ مدینہ کی جماعت میں شامل ہو جانے کی ہدایت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ نامۂ مبارک ابوبصیرؓ کے پاس پہنچا تو وہ اپنی زندگی کی آخری سانس لے رہے تھے۔ ابوبصیرؓ نے وہ نامۂ مبارک سینے پر رکھا اور اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ واہ رے وہ موت! تاریخ اسلام کے اِس منفرد ترین قائد جہاد کو مدینہ پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب جہاد کرنے کا موقعہ نہ ملا، مگر وہ فقہِ جہاد میں "قتالِ نکایہ" کا ایک خوبصورت باب شامل کروانے میں کامیاب ہو گیا اور اُس کے نام کی احادیث اب بخاری سمیت حدیث کی تقریباً سب کتب میں ملتی ہیں۔ "نکایہ"......یعنی دشمن اسلام کو کوئی ایسی گہری چوٹ لگانا کہ وہ بلبلا اٹھے۔ "نکایہ" اُس جہاد کو کہا جاتا ہے جس کا فوری نتیجہ چاہے باقاعدہ فتح کی صورت میں نہ نکلے مگر دشمن کو جانی ومالی طور پر ایسی دوررس ضرب لگا دی جائے کہ اُس کے لیے مسلمانوں پر اپنا ظلم وتعدی جاری رکھنا دشوار سے دشوار تر ہو جائے، اور جس کی بدولت مسلمانوں کے لیے اٹھ کھڑا ہونا، یا اپنے آپ کو دشمن کے پنجۂ استبداد سے آزاد کروا لینا، یا کسی معرکہ میں اپنی پیش قدمی کر لینا ممکن وآسان ہو جائے۔

کم ہی کبھی ہوا ہوگا کہ ایک آدمی جہاد کا باقاعدہ ایک باب بن جائے!

کسی نے اُس کو عماد الدین زنگی سے تشبیہ دی.. کہ جب صلیبی، ارضِ اسلام پر چڑھ آئے تھے.. اور مسلم امراء و حکام ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر صلیبیوں کے ساتھ معاہدے کر رہے تھے.. بلکہ صلیبیوں کے ساتھ ساز باز کرنے اور غیرت اسلامی کا جنازہ نکلوانے میں ایک دوسرے کو مات کر رہے تھے..جب کہ صلیبیوں کے سامنے کھڑے ہو کر دکھانا 'دیوانے کی بڑ' جانی جاتی تھی.. بلکہ صلیبیوں کے ساتھ علی الاعلان معاہدے اور در پردہ ساز باز کیے بغیر 'سر وائیو' کرنا ناقابل یقین مانا جاتا تھا......، تو موصل کے اِس معمولی سے قلعہ دار نے یہ دیوانگی دکھائی کہ ارضِ شام کے اندر صلیبیوں کو للکار ڈالا اور اپنی مٹھی بھر سپاہ کے ساتھ اُن کے ایک دور افتادہ قلعہ 'اوڈیسا' پر دھاوا بول دیا.. اور یوں عالم اسلام کو "فتح" کا پہلا تحفہ دیا۔ بزدلوں کے مابین ایک بہادر آواز سنی جانے کی دیر تھی کہ جہاد کے متلاشی ہر طرف سے آ آ کر عماد الدین کے ساتھ شامل ہونے لگے، یہاں تک کہ مسلم استحکام کے اِس قافلہ کو عماد کے بیٹے نور الدین نے حلب سے دمشق اور پھر مصر تک جا پہنچایا، اور ارض بیت المقدس کی جانب صلاح الدین کی پیش قدمی کے لیے پورا ایک جہادی انفراسٹرکچر کھڑا کر دینے کے بعد دنیا سے رخصت ہوا۔

کم ہی کبھی ہوا ہوگا کہ ایک دبنگ آدمی کی آواز پر......ایک سر پر پیر رکھ کر بھاگتی ہوئی قوم کے قدم رک گئے ہوں، یہاں تک کہ وہ اپنا رخ بدل کر دشمن پر بھی پل پڑی ہو، اور وہ دشمن جو اس کے تعاقب میں سرپٹ چلا آتا تھا، اب اُس کے آگے لگ کر بھاگنے لگا ہو!

کسی نے اُس کو صلاح الدین سے تشبیہ دی، کہ جو عالم اسلام پر صلیبی یلغار کے خلاف مسلم مزاحمت کا دوسرا نام ہے، جس نے مسلم جذبے کو عمل اور جہاد میں ڈھال کر.. مسلمانوں کا قبلۂ اول، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شب معراج کی سجدہ گاہ امت کو واپس لے کر دی۔ پھر وہ صلیبی جنگوں کے دورِ اول کی سب سے عظیم صلیبی مہم، جو انگلستان کے بادشاہ رچرڈ شیر دل کی سربراہی میں عالم اسلام پر امڈ کر آئی تھی، کے مقابل اپنی نہایت مختصر سپاہ کے

ساتھ سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑا رہا اور برسوں کے برس ایک فصیل کا کام دیتا رہا۔ آخری سالوں میں اُس کی نیندیں اور نمازیں تک گھوڑے کی پیٹھ پر ادا ہوتی رہیں، یہاں تک کہ وہ فریضۂ حج کی سعادت بھی حاصل نہ کر سکا، مگر یورپ کی ٹڈی دل افواج کو بحرابیض سے اتر کر ارضِ شام میں پیر دھرنے کی اجازت نہ دی۔ وہ بجلی بن کر اُن پر کوندتا رہا، اور جب تک اُن کے بحری بیڑوں کو واپس جرمنی، فرانس اور انگلستان کی جانب روانہ ہوتے نہ دیکھ لیا، اپنے گھوڑے کی پیٹھ چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوا...... اور یوں فرنگیوں کی تاریخ میں وہ ایک ایسے نام کی حیثیت اختیار کر گیا جو آج تک اُن کے دلوں پر کچوکے لگاتا ہے۔ بڑی دیر تک یورپ کی مائیں 'سلاڈین' کا نام لے کر اپنے بچوں کو ڈراتی رہیں...... اور آج یہ 'سلاڈین'.. 'اُوسامہ بن لاڈین' میں بدل گیا ہے! بلاشبہ صلیبی جنگوں کے اِس عہدِ دوئم میں یہ حیثیت کسی کو حاصل ہوئی ہے کہ امریکی مائیں اپنے بچوں کو نہیں بلکہ اپنے اُن ہٹے کٹے جوانوں کو جو عالم اسلام پر یلغار کے لیے بش اور اوباما کے صلیبی لشکروں میں بھرتی ہوتے ہیں عالم اسلام کے کسی جنگ جو کا نام لے لے کر ڈرائیں تو وہ 'اُوسامہ بن لاڈین' ہی ہے! مغرب کا بچہ بچہ عالم اسلام کی مسلح مزاحمت کو پچھلے ایک عشرہ سے اگر کسی ایک شخص کے نام سے منسوب کرتا ہے تو وہ ''بن لاڈین'' ہی ہے......، وہ بھلا سا شخص جس کے قتل کو اوباما نے امریکی تاریخ کا سب سے بڑا مشن قرار دیا!

کم ہی کبھی ہوا ہوگا کہ ایک شخص عالم اسلام کی مزاحمت اور اس کی غیرت اور حمیت کا دوسرا نام ہو گیا ہو!

کسی نے اُس کو ٹیپو سلطان سے تشبیہ دی.. بلکہ اس کی شہادت کا واقعہ عین اُسی دن پیش آنے سے، جس دن ٹیپو سلطان شہید ہوا تھا، اس تشبیہ کو تقویت دی...... کہ جب ضمیروں کے سودے تھوک کے حساب سے ہو رہے تھے.. جب غیرت اور آبرو بیچنے کی چیز ٹھہری تھی اور کچھ بوسیدہ خلعتوں اور آسیب زدہ جاگیروں کا عوض...... جس روز امت کا مفاد پاؤنڈوں، بنگلوں اور مربعوں کے بھاؤ تل رہا تھا...... بڑے بڑے چہرے جس روز تاریخ کے برش سے اپنا منہ کالا کر رہے تھے.. اور اپنی تاریک قبروں کے لیے امت کی آئندہ نسلوں کی لعنتوں سے مزین کتبے لکھوا رہے تھے...... اور جس کے نتیجے میں میسور کی شکست نوشتۂ دیوار ٹھہر چکی تھی.. 'جیتنے' کی کوئی صورت دور دور تک باقی نہ رہ گئی تھی، البتہ ذلت کے ساتھ جینے کے ہزاروں نسخے اور ڈھیروں مواقع دستیاب تھے...... اُس روز ایک آبرومند نے اپنی جان کی قیمت پر امت کا سر اونچا رکھنے کا عزم کیا، اور ہند کی مسلم تاریخ میں ایک نئے تابناک باب کا اضافہ کر دینے کا فیصلہ کیا۔ اور یہ مقولہ اپنے نام کروا کر کہ 'شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی ہزار سالہ زندگی سے بہتر ہے'...... شہادت کے منصب پر فائز ہوا۔

کم ہی کبھی ہوا ہوگا کہ ایک شخص ذلت کی زندگی پر عزت کی موت کو ترجیح دینے میں ایک تاریخی حوالہ اور ایک ضرب المثال بن گیا ہو! ایسا شیر جس کا جینا ہی نہیں مرنا بھی گیدڑوں کا لطفِ زندگی اکارت کر دیتا ہو.. تاریخ میں اُس کا ذکر ہی پڑھ لیں اور کسی سکرین پر اُس کی ایک تصویر ہی دیکھ لیں تو گیدڑوں کو اپنی ذات یاد آنے لگے، کہ جتنے بھی اونچے عہدے پر ہوں، اور جتنے بھی سجدے اور سیلوٹ کرواتے ہوں، ذات تو گیدڑ ہے!

کسی نے اُس کے روپ میں مہدی سوڈانی کو استعمار کے لشکروں پر بجلی بن کر گرتے دیکھا! کسی کو اُس کے اندر عمر مختار کا سراپا نظر آیا، جس نے اطالوی استعمار کے نیچے لیبیا کو ایک کھولتا ہوا آتش فشاں بنا دیا تھا اور جس کی رسے سے جھولتی ہوئی لاش بالآخر ایک نئے عہد کا پیش خیمہ بنی۔ اور کسی کو اُس میں سید احمد شہید کی جھلک ملی، جو اسلامی تاریخ کا وہ باب ہے جو اُس وقت کھلتا ہے جب ہماری امارتوں اور حکومتوں کے ابواب کھلنے کے قابل نہ رہے ہوں۔

یہ اتنے سارے تابندہ و درخشندہ چہرے لوگوں نے اِس ایک ہی شخص کے چہرے میں دیکھے!

تاریخ کے اتنے سارے ابواب، یکا یک، اِس ایک ہی شخص کے ساتھ کھل گئے!

اس لیے کہ یہ ایک شخص ہمارے مابین ہماری تاریخ کو دہرانے لگ گیا تھا...... اور اس کامیابی کے ساتھ، کہ اس کو تاریخ اسلامی سے بے شمار حوالے میسر آنے لگے!

ایک بڑے تعطل کے بعد، اِس شخص کے دم سے ہمارے سامنے تاریخ اسلامی کی کتاب کھلی تو اس کے بے شمار صفحات اکٹھے کھل گئے!

عرب کا یہ شہزادہ روس کے خلاف ہونے والے افغان جہاد کے دوران ارضِ خراسان میں آیا تھا اور جہاد کے لیے اس نے اپنی دولت کی بوریوں کے منہ کھول دیے تھے، پھر اسی پر اکتفا نہ کیا تھا بلکہ عرب مجاہدین کے وہ محاذ جو کہ ویسے ہی سب سے خطرناک محاذ سمجھے جاتے تھے اُن میں جو سب سے خطرناک محاذ تھے وہاں اِس شہزادے کو سب سے آگے دیکھا جاتا رہا تھا۔ موت کا تعاقب تب سے اس کا مشغلہ بن گیا تھا۔ یہ شہزادہ جو نگہ بلند بھی رکھتا تھا اور سخن دل نواز بھی اور جاں پرسوز بھی، دلوں کے اندر گھر کرنے کا کچھ عجیب ملکہ رکھتا تھا۔ چہرے میں عجب ایمانی رعب، خاموش رہے تو دل کو چھونے والی ایک ہیبت، اور مسکرائے تو کلیاں چٹخیں۔ ٹھہر ٹھہر کر بولنا اور ایک ایک لفظ کو جدا جدا ادا کرنا۔ خاک نشین رہتا، مگر شہزادوں والا رعب برقرار رہتا۔ بہتوں کا بیان ہے کہ ہم نے بڑوں بڑوں کی مجلسیں دیکھی ہیں، مگر اُس کی مجلس کا عجیب ہی رنگ ہوتا، گویا کسی خدا شناس خلیفۂ وقت کی مجلس ہے! بلاشبہ وہ اسی قد کاٹھ کا آدمی تھا۔ اُس کی قیادت کا رنگ زیادہ تر جہاد کے میدانوں ہی میں نظر آیا کیوں کہ وہ مسلسل جہاد ہی میں مشغول رہا، مگر جس نے بھی اُس کو دیکھا، یہی شہادت دی کہ وہ کسی بھی مجلس میں بیٹھتا تو سب سے زیادہ جچتا اور سب سے بڑھ کر نگاہوں کا مرکز ہوتا۔ بڑے بڑے مردم شناس لوگوں کو اُس کی شخصیت کو دیکھنے اور اُس کی مجلس میں بیٹھنے کا اتفاق ہوا تھا، سبھی کا کہنا تھا کہ عالم اسلام کا کوئی بڑا سے بڑا منصب اُس کو دے دیا جاتا تو اُس کے لیے بڑا نہ ہوتا!

اِس شخص کے میدان میں آنے کی دیر تھی، کہ صلیب کے ساتھ ہماری ہسٹری ایک نئی کروٹ لے کر اٹھی اور اس کے بہت سے فصول اور ابواب ہمارے سامنے یک دم کھل گئے۔

خدایا! ایسی چنگاری بھی ہماری خاکستر میں تھی!

من المؤمنين رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه ''رجال'' کا لفظ کسی کسی پر صادق آتا ہے۔ ''رجال'' کا لفظ ہم آج تک تاریخ میں ہی پڑھتے سنتے آئے تھے۔ کیا

پتہ تھا کہ خود اپنے دور میں بھی ہمیں ایک ایسا شخص دیکھنے کو ملے گا جس پر ''رجولت'' کا وصف ہمارے تاریخی معیاروں کے مطابق صدفی صد صادق آئے گا! اسلامی تاریخ کے معیار بہت ہی کڑے معیار ہیں۔ مردانگی نے کوئی بہت ہی اونچی چوٹی سر نہ کر لی ہو تو اسلامی تاریخ کے معیاروں کی رو سے آدمی قابل ذکر تک نہیں ہوتا؛ تاریخ تو اس کو کیا جانے گی اُس کا اپنا زمانہ اُس کا ذکر نہیں کرتا۔ یہاں ہمارے سامنے بعینہ ویسا ہی ایک آدمی تھا جیسے کسی آدمی کا ہم تاریخ کی کتابوں کے اندر ذکر پڑھتے ہیں۔ جس کا صدیوں تک ذکر ہوتا ہے اور جس کی کہانیاں سنے بغیر بچے ماؤں کی جان نہیں چھوڑتے اور ایک بار نہیں ہزار بار فرمائش کرتے ہیں!

سرد جنگ کا اختتام، اور ایک 'ناگزیر' تعطل کے بعد عالم اسلام پر صلیبی استعمار کی ازسرنو یورش۔ میدان دور دور تک خالی۔ حکومتیں برائے نیلام۔ انٹیلی جنسیں فارسیل۔ فوجیں برائے کرایہ۔ زمینیں برائے اجارہ۔ قوموں کی عزتیں اور آبروئیں برائے فروخت۔ غلاظت کے بھبکے اور دیوثی کے بلاوے۔ ضمیر فروشی و حرام خوری، اور.. ننگِ دیں، ننگِ ملت، ننگِ وطن بن کر دکھانے میں ایک دوسرے کو مات کر جانے کے میراتھون...... ایسے میں ایک جواں مرد اٹھتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ وہ صلیبی استعماری افواج کے بوٹوں تلے عالم اسلام کو کھولتا ہوا آتش فشاں بنا کر رکھ دے گا۔ صلیبی استعماری افواج اُس کی سرزمین میں اتر ضرور آئی ہیں، اور وہ اترتی تو اُس وقت بھی رہی ہیں جب ہماری اسلامی امارتیں قائم تھیں، مگر عالم اسلام کے ایک ایک چپے پر ان شاء اللہ وہ اب بھی ویسی ہی مزاحمت دیکھیں گی جیسی مزاحمت وہ اس سے پہلے ادوار میں دیکھتی رہی ہیں۔ یہ جواں مرد عہد کرتا ہے کہ صلیبی افواج اِس بار بھی منہ کی کھا کر جائیں گی اور عالم اسلام میں اپنے وہ دوررس مقاصد حاصل نہ کر پائیں گی جن کے لیے وہ مسلم سرزمینوں کے اندر اتاری جا رہی ہیں۔ اِس جواں مرد کے اٹھنے کی دیر ہے کہ عالم اسلام کا اعلیٰ ترین اور خالص ترین جہادی عنصر اس کی آواز پر لبیک کہتا ہے اور اپنے اپنے خطے کے اندر صلیبی استعمار کے حق میں موت کی آواز بن جاتا ہے۔ ایک آدمی، نقشۂ زمین پر کوئی حکومت نہ رکھنے کے باوجود، حکومتوں کی طرح بولتا اور ریاستوں کی طرح خطاب کرتا ہے! وہ دن اور آج کا دن، کسی کو اُسے وہ عہد یاد دلانے کی ضرورت پیش نہ آئی؛ البتہ اُس کو ایک نظر دیکھ لینے سے لوگوں کو وہ عہد یاد آجاتا اور ان کے اندر عمل اور فاعلیت کی ایک لہر دوڑ جاتی رہی!

صدقوا ما عاهدوا الله عليه۔ عہد نبھانا کوئی اس شخص سے سیکھے!

ایک ایسا سر جس کی قیمت اللہ کے دشمنوں نے پچاس ملین ڈالر مقرر کر رکھی تھی، نجانے خدا کے کتنے اولیاء کی صبح شام دعائیں لیتا رہا تھا۔ یہ سر جو امت کی آبرو کی علامت بن چکا تھا، خدا کے فضل سے مسلسل بلند رہا۔ ایک ایسا سر اٹھا کر پھرنا جس کا دنیا کی طاقت ور ترین فوج نشانہ لے کر بیٹھی ہو، اور اس کو 'ہٹ' کرنے کے لیے دنیا کے جدید ترین آلات نصب ہوں، اعلیٰ ترین ٹیکنالوجی، سب کے سب سیٹلائٹ اور سب ماڈرن سے ماڈرن ٹیکنیکس مسخر کر رکھی گئی ہوں، ایک معنی رکھتا ہے۔ ہمارا یہ شیر ایک ایسے سر کے ساتھ ڈیڑھ عشرے تک ہنستا مسکراتا پھرتا رہا۔ دنیا کے دلیر سے دلیر شخص پر کوئی ایک رات اس حال میں گزری ہو کہ دنیا کی سب قوتیں اُس کے تعاقب میں ہیں، تو راحت اُس سے کوسوں دور چلی جائے۔ مگر خدا کا یہ ولی (نحسبہ کذلک) توکل کا ایک جیتا جاگتا سبق بن کر رہا۔ ایمان اور یقین کے کچھ مطالب اپنے دور میں اس شخص کے سوا آپ کو شاید اور کہیں نہ ملیں۔

ایک شخص کی موت کے لیے عالم صلیب جس طرح پورا ایک عشرہ بے چین رہا، کیا اُس کے حق میں تاریخ کی عظیم الشان شہادت نہیں؟ اِس پوری صدی میں کون سا شخص ہے جس پر عالم صلیب اِس زور سے چڑھا ہو؟ بلکہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ صدیوں بعد عالم اسلام کے کسی ایک شخص کی موت کے لیے عالم کلیسا کے اندر اِس قدر دعائیں اور مناجاتیں ہوئی ہوں گی۔ گزشتہ اور اس سے پیوستہ صدی میں ہمارا کوئی ہیرو انگریزوں کے لیے سوہانِ روح بن کر رہا ہوگا، کوئی فرانسیسیوں کے لیے، کوئی اطالویوں کے لیے، تو کوئی پرتگالیوں کے لیے...... مگر پورا عالم صلیب اکٹھا ہو کر ایک شخص کو موت کے گھاٹ پہنچانے کو اپنی سب سے بڑی ترجیح بنا چکا ہو، یہاں تک کہ عالمی جنگ میں شرکت کر چکا امریکہ اپنے صدر اوباما کی زبان سے بیان دیتا ہے کہ اسامہ قتل مشن امریکہ کی عسکری تاریخ کا اہم ترین مشن تھا.. ہمارے ایک شیر کے حق میں نہایت عظیم شہادت ہے۔ عالم صلیب کے بچے بچے کی زبان پر ہمارے کسی مجاہد کا نام پایا جانا، عالم صلیب میں گھر گھر عشروں تک ہمارے کسی دلیر بہادر کا ذکر ہونا...... یہ واقعہ شاید صلاح الدین، بیبرس، یا پھر بعض عثمانی خلفاء کے بعد پہلی بار ہمارے کسی مجاہد قائد کے حق میں ہوا ہے۔

وہ تاریخ جو نسل در نسل ذکر ہوتی ہے، اسامہ یقیناً اس کا ایک زریں باب ہے۔ جمادی الاول ۱۴۳۲ھ کے آخری ہفتے میں ہم نے عالم اسلام کا ایک ایسا جی دار شخص رخصت کیا ہے جو تاریخ میں اس کے کشادہ ترین دروازے سے داخل ہونے میں کامیاب ہوا ہے۔

ہم سب نے دیکھا...... مسلم مفاد کے لیے اس شخص کا مال بھی حاضر تھا، اس کا وقت بھی اور اس کا خون پسینہ اور اس کی راحتِ جاں بھی۔ مسلم امت کو وہ دن لا کر دینے کے لیے جب وہ قوموں کے مابین سر اٹھا کر کھڑی ہو، وہ اپنا سب کچھ نہیں بلکہ اپنا آپ وقف کر چکا تھا۔ دین کی سربلندی کے لیے اس کی دولت بھی قربان تھی اور اس کی جان بھی۔ بخدا وہ ایک ایسا آدمی تھا جس نے اپنا کچھ بھی اپنے پاس نہیں رکھا! اس کی کوئی ایک بھی چیز نہ تھی جو اُس نے خدا کی راہ میں خرچ نہ کر دی ہو!

دنیا سے ہر شخص کم از کم ایک قبر ضرور حاصل کرتا ہے۔ مگر یہ ایک ایسا شخص تھا جس نے دنیا سے کچھ بھی نہ لیا۔

خدایا! اس کے مرقد کو نور سے بھر!

خدایا! اِس امت کی گود پھر ہری کر!

☆☆☆☆☆

امریکی مقبوضہ پاکستان

سلسبیل مجاہد

پاکستان کی امریکی غلامی کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی خود پاکستان کی ہے۔ اپنے قیام سے لے کر آج تک پاکستان نے صرف اور صرف امریکی مفادات کا تحفظ ہی کیا ہے اور اسی میں نام کمایا ہے۔اس کے نتیجے میں ایک ایسی انجمن غلامان امریکہ تیار کھڑی ہے جو ہر لمحے ہاتھ باندھے 'امریکی احکامات پر' جی حضور، جی حضور'' کہے جاتی ہے۔اس غلامانہ تاریخ کے تناظر میں پاکستان کو اگر ایک مقبوضہ ریاست کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔امت مسلمہ کی پیٹھ میں چھرا گھونپنے کا کوئی موقع پاکستان نے ضائع نہ کیا اور یہ کام ''اوپر'' سے ملنے والے احکامات سے بھی بڑھ کر کیا۔امارت اسلامی کے قیام کے بعد جس طرح امریکہ بے چین رہا اس سے کہیں زیادہ بے کلی پاکستان کو تھی کہ اس کے پہلو میں ایک اسلامی حکومت قائم ہو چکی ہے، قرآن وسنت کے مطابق نظام چلایا جا رہا ہے اور پاکستان کی حکومت وفوج کا کوئی اثر ورسوخ رہا نہ ہی وہ اسلامی نظام کو ختم کرنے کے لیے کچھ کر سکی۔اس شرمندگی کو مٹانے کے لیے پاکستان نے سقوط امارت اسلامی میں خوب بڑھ چڑھ کر امریکہ کو کندھے فراہم کیے جس کا ثبوت اس وقت کے پاکستان میں امارت اسلامی کے سفیر ملا عبدالسلام ضعیف کی گواہی ہے جو پاکستان کا شرم ناک کردار بتانے کو کافی ہے۔ملا عبدالسلام ضعیف کہتے ہیں کہ ''افغانستان پر امریکی حملے اور طالبان حکومت کے خاتمے کے وقت وہ پاکستان میں طالبان حکومت کے سفیر کے طور پر فرائض انجام دے رہے تھے۔انہوں نے پاکستان سے سفارتی پناہ کی درخواست کی کیوں کہ وہ اپنے جنگ زدہ ملک واپس نہیں جا سکتے۔انہوں نے کہا کہ میرے لیے یہ امر انتہائی حیران کن تھا کہ میری درخواست منظور کرنے کے بجائے حکومت نے مجھے گرفتار کر کے امریکہ کے حوالے کر دیا۔پاکستان سے پہلے مجھے خلیج میں طیارہ بردار جہاز پر منتقل کیا گیا جہاں مجھ پر دو مہینوں تک شدید تشدد کیا گیا۔اس کے بعد مجھے افغانستان کی بگرام ائیربیس منتقل کر دیا گیا جہاں سے بعد میں کیوبا کے حراستی مرکز منتقل کر دیا گیا۔'' یہ وہ ''سفارتی احترام'' ہے جو پاکستان اپنے سفیروں کو فراہم کرتا ہے۔

پاکستان کو امریکی مقبوضہ پاکستان گردانتے ہوئے آج سے ڈیڑھ سال پہلے کہا گیا تھا:

> ''اتنا کچھ ہو جانے کے بعد بھی جو شخص پاکستان کو آزاد ملک سمجھتا ہو اور ابھی تک افغانستان اور پاکستان کی حیثیت میں فرق رکھتا ہو' اُس کی تو عقل پہ ماتم کرنا چاہیے۔حقیقت یہ ہے کہ فرق صرف اتنا ہے کہ افغانستان میں ایک اسلامی امارت قائم تھی، ایک باغیرت قوم وہاں بستی تھی، اُس کی امارت بھی ایک ایسے ہی شخص کے ہاتھ میں تھی کہ جو خود غیرت کے پیکر تھے......تو وہاں قبضہ کرنے کے لیے باقاعدہ حملہ اور جنگ کرنی پڑی......اس کے برعکس پاکستان میں معاملہ بالکل ہی دوسری طرح رہا......کہ یہاں قبضہ کرنے کے لیے تو یہ جنگ نہیں کرنا پڑی......وہ آئے بلکہ آنے کی بھی ضرورت نہیں پڑی، اُنہوں نے فون کیا اور وہ فون ہی کافی تھا ہتھیار ڈال دینے کے لیے......اور اُس کے بعد سے وہ آہستہ آہستہ آٹھ سال میں اپنی موجودگی کو بڑھاتے پھیلاتے گئے ہیں......ہالبروک کا زیادہ وقت پاکستان میں گزرتا ہے کم وقت امریکہ میں گزرتا ہے، جس سے یہ بات واضح ہے کہ وہ اس خطے کو کیا حیثیت دیتے ہیں......جب بھی یہاں کوئی سیاسی جھگڑا کھڑا ہوتا ہے، جب بھی مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کے درمیان کوئی جھگڑا ہو جائے، جب بھی چیف جسٹس کا کوئی مسئلہ کھڑا ہو جائے، جب فوج اور سیاسی قیادت کے درمیان کوئی جھگڑا آ جائے......تو سب سے پہلے ہالبروک یہاں آتا ہے، اُس کے بعد امریکی فوج کے قائدین یہاں پہ آتے ہیں، برطانوی فوج کے قائدین یہاں پہ آتے ہیں......تو وہ کیوں یہاں پہ آتے ہیں صلح کروانے کے لیے؟......اس لیے کہ وہی یہاں کے اصل حاکم ہیں یہ بات تو اب ہر شخص پر عیاں ہونی چاہیے کہ پاکستان اب امریکہ کی ۵۳ ویں ریاست ہے......پاکستان امریکی مقبوضہ پاکستان ہے اور اب اس کو آزاد کروانے کی فکر ہونی چاہیے''۔

صرف ایک فون کال پر پاکستان کا چپہ چپہ امریکی نحوست سے بھرنے والے مشرف نے پاکستان کی فضائیں، شاہراہیں اور سمندر امریکہ کے حوالے کر دیے۔صرف چند ہفتوں میں ہی پاکستان سے امریکہ نے ۵۷ ہزار پروازیں امارات اسلامیہ افغانستان پر بمباری کے لیے بھریں۔امریکی بحری بیڑے پاکستان کے سمندر میں ہمہ وقت موجود رہے تو اس لیے کہ امت کے وجود کو گھائل کرنے کے تمام راستے بھی محفوظ ہیں۔ناپاک فوج کے ہوائی اڈوں سے ڈرون طیاروں کی پروازیں ہوتی رہیں اور حکمرانوں نے اپنی دولت کے ڈھیر میں ڈالروں کے اضافے کو قبول کر کے بھوکے بھیڑوں کا روپ دھار لیا۔اپنے ہی بیٹوں، بیٹیوں، بہنوں، بوڑھے، جوان، بچے غرض ہر ایک کو امریکی مطالبے پر امریکہ کے حوالے کر کے الگ سے ڈالر کمائے۔اس فہرست میں آج پھر آمنہ بی بی کا نام موجود ہے جس کو امریکی مطالبے پر امریکہ کے حوالے کیے جانے کی تیاریاں کی جا رہی ہیں۔یہ ہے وہ امریکی مقبوضہ پاکستان جس کے چپے چپے میں مجاہدین کو پناہ لینے کے جرم میں ڈھونڈ ڈھونڈ کر گوانتاناموبے پہنچایا گیا امریکی کتوں کے حوالے کیا گیا اور میڈیا میں ان پاک باز لوگوں کو ''دہشت گرد'' کہہ کر بدنام کرنے کی مہم چلائی گئی۔آج اس سرزمین میں تحفظ ہے تو ریمنڈ جیسے قاتل، اور بلیک واٹر کے غنڈوں کو۔جن کے حقوق کی حفاظت کے لیے فوج، خفیہ ایجنسیاں، عدلیہ، مقننہ اور حکومت ہر لمحہ تیار اور

مستعد رہتے ہیں۔صلیبی ہرکارے اپنے آقاؤں کی حفاظت کے لیے نت نئے حربے استعمال کرتے نہیں تھکتے۔ریمنڈ'' باعزت'' بری ہوجاتا ہے اوراللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑ دینے والے دہشت گرد کہہ کرشہید کردیے جاتے ہیں یاامریکیوں کے ہاتھوں فروخت کردیے جاتے ہیں اور نہیں توان کوخفیہ ایجنسیاں'' لاپتہ افراد'' میں شامل کر کے وہ بہیمانہ سلوک کرتی ہیں جس سے زمین وآسمان لرزاٹھتے ہیں۔ان قیدخانوں میں عافیہ جیسی عزت ماب بیٹیاں ہوں یاخالدشیخ، شیخ ابوزبیدہ، شیخ رمزی الشیبہ ، شیخ احمد خلفان ، شیخ ابوالفرج اللیبی ، شیخ ابومعصب السوری، جیسے بہادرہوں......ان کی گرفتاریاں اوران پرکیاجانے والاظلم پاکستان کی معاونت سے ہی ممکن ہوا۔اس سرزمین کی سڑکیں صلیبیوں کوسامان رسد پہنچانے والے نیٹو کے کنٹینزوں اورٹرکوں کے ذریعے امت مسلمہ پرمزیدظلم ڈھانے کے رستے ہموار کررہی ہیں ۔کئی سالوں سے جاری ڈرون میزائلوں کی بارش بھی پاکستانی فوج کےصلیبی لشکروں سے تعاون کابیّن ثبوت ہے۔غرض ہر وہ موقعہ جو پاکستان میں مجاہدین کوضرب لگانے کے لیے حکمرانوں کومیسر آیا وہ ضائع نہ گیا۔امریکی خوشنودی کے لیے وزیرستان،سوات،مہمند،اورکزئی،کرم،خیبر،باجوڑ میں امریکی احکامات پرآپریشن کیے گئے جس میں لوگوں کے گھربار تباہ کر کے ان کی املاک نیست نابود کر کے بھی چین نہ آیاتو جس جس پرمجاہدین کی نصرت کاذرابھی شائبہ ہوااس کوعمروجنس کی پرواہ کیے بغیر درندوں جیسے سلوک کا مستحق سمجھا گیا۔باریش بزرگوں کوفوجی بوٹوں کی ضربوں سے ادھ موا کردیا گیا،اور پھربھی جوش انتقام ٹھنڈانہ ہواتو گولیوں سے بھون ڈالا گیا۔

امریکی مقبوضہ پاکستان کی سرزمین میں امریکی سفارت خانوں ، بلیک واٹر کے دہشت گردی کے نیٹ ورک کوتو تحفظ حاصل ہے لیکن اس زمین میں مساجد کے محراب ومنبر محفوظ نہیں، ان میں موجودنمازیوں ، مدارس کے طالب علموں حتیٰ کہ نیک ، پاک باز ، حافظہ قرآن طالبات تک کی عزت وعصمت مرتدین کی ہوس کی زد میں ہے ۔جامعہ حفصہ میں امریکی خوشنودی کے لیے کیا گیا آپریشن،خون مسلم کی ارزانی کی ایک الم ناک داستان ہے

ایبٹ آبادسانحہ:

امریکی غلامی کی تاریخ میں ایک اوراضافہ ایبٹ آباد کاواقعہ ہے۔جس پراوبامہ کہتا ہے کہ'' پاکستان میں اسامہ کے خلاف کارروائی امریکی تاریخ کاعظیم مشن تھا''جوکہ بقول اوبامہ نائن الیون کابدلہ بھی ہے۔سینیٹرکیری نے کہا کہ وہ آپریشن پرمعافی مانگنے نہیں آیا ہے جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ پاکستانی حکام امریکیوں کے ساتھ ہمہ وقت تعاون کر کے ہی راہیں ہموار کرتے ہیں۔ایبٹ آبادآپریشن کے لیے امریکی خفیہ ادارے پاکستانی ایجنسیوں کی ناک کے نیچے کھیل کھیلتے رہے اورزرخریدغلام اس سرگرمیوں کوبھی تحفظ فراہم کرتے رہے۔ان سب کے باوجودامریکیوں کی طرف سے پاکستان کی'' ناقص کارکردگی'' پرسخت گرفت کی گئی ہے۔جس میں دی جانے والی امداد ۳۰ملین ڈالرکی سالانہ فوجی اوراقتصادی بھیک پرنظرثانی کا مطالبہ کیا گیا ہے۔امریکی سفیرکارل ایکینری نے پاکستانی ایجنسیوں پرالزام عائدکیا کہ وہ'' دہشت گردی'' کے نیٹ ورک کی پشت پناہ ہیں اور پاکستان مطلوب افراد کی محفوظ پناہ گاہ ہے۔امریکہ ''خطرناک'' افراد کے خلاف آئندہ بھی ایسے آپریشن کرے گا۔کچھ ایسے ہی خیالات کا اظہار امریکی سینیٹرجان کیری نے بھی کیا ہے کہ پاکستان میں کارروائی کےتمام آپشن کھلے ہوئے ہیں۔امریکی سینیٹ کی انٹیلی جنس کمیٹی کی چیئرپرسن ڈیانافینٹسن نے کہا ہے کہ وہ سمجھتی ہیے کہ پاکستان اسامہ کی موجودگی کے بارے میں جانتا تھا۔یہ دھوکا ہے کہ پاکستان کچھ نہیں جانتا تھا۔وہ کیوں نہیں جانتا تھااس کی وضاحت ہونی ضروری ہے۔امریکی آقاؤں کے بیانات اور جواب میں پاکستانی مقتدر طبقے کے معذرت خواہانہ اورغلامانہ ذہنیت کی عکاسی کرتا ردعمل اس قوم کے حکمرانوں کی پستی کوظاہر کرتا ہے۔خبروں کے مطابق آئی ایس آئی کا کہنا ہے کہ اسامہ بن لادن کی موجودگی سخت ہزیمت کا باعث بنی ، ہم کارکردگی میں اچھے ہیں لیکن خدانہیں، تاہم اسامہ کے بارے میں لاعلمی پرشرمندہ ہیں۔دفتر خارجہ کے ترجمان نے وضاحت میں یہ بیان داغا ہے کہ امریکی پالیسی تھی کہ اسامہ کا دنیا بھر میں جس جگہ بھی پتہ لگا وہاں براہ راست آپریشن کرے گا۔حسین حقانی نے تواس شرمندگی کومٹانے کے لیے یہاں تک کہہ ڈالا کہ اسامہ کی موجودگی کا علم نہ ہونے کی انکوائری کرائی جائے۔اس معذرت خواہانہ عمل کے باوجودامریکی آقاؤں کو اطمینان نہیں بلکہ 'مزید کرؤ' کا یہ مطالبہ رکنے کونہیں ہے۔اس بات پرامریکی سینیٹر باب کارکر کے الفاظ ہی کافی ہیں کہ'' امریکہ کوپاکستان کے ساتھ اپنے تعلقات کادوبارہ جائزہ لینے کی ضرورت ہے اورانہیں تبدیل کرنے کا موقع بھی ہے'' باب کارکر کا کہنا ہے کہ'' افغانستان میں پائے جانے والے بھوت کا سر پاکستان میں ہے۔''اسی لیے پاکستان پروہی کچھ ہوگا جس کا امریکی مطالبہ کریں گےاس کہانی کاحرف آخر یہ کہ اوبامہ نے ایک بارپھراس بات کااعادہ کیا ہے کہ اگر القاعدہ کےکسی اوررہنما کا پتہ چلاتو امریکہ ایک بارپھرایسے ہی یک طرفہ آپریشن کرے گا''۔

''قومی'' رہنماؤں کاردعمل:

۶ مئی کے'جنگ' اخبار میں شائع ہونے والاخورشیدشاہ کا بیان'' ایبٹ آبادواقعہ نیانہیں،قوم ایسے حالات کی عادی ہوچکی ہے'' یہ بتانے کوکافی ہے کہ اس واقعے پرشورمچانے کی کیاضرورت ہےاب امریکی مقبوضہ پاکستان کے لیےکوئی نئی بات توہےنہیں۔فوزیہ وہاب کوتوبس اس بات کی پڑی ہے کہ بھیک پوری نہیں ملی وہ کہتی ہے کہ'' دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاکستان کے ساڑھے تین ارب ڈالرامریکہ کی طرف واجب الادا ہیں۔اب تک دہشت گردی کے خلاف جنگ میں تعاون کے لیے ۱۲ارب ۲۷ کروڑ ڈالرطلب کیے گئے ہیں۔اس رقم سےصرف ۸ ارب ۴۶ کروڑ ڈالرکی رقم ملی ہے''۔ہائے ری قسمت کام بھی اوقات سے بڑھ کراورمزدوری بھی پوری نہیں ملتی......!!!

گورنرپنجاب کھوسہ کا فرمان'' عالی شان'' یہ ہے کہ'' امریکہ کواسامہ کے خلاف کارروائی کا پوراحق حاصل تھااور یہ دونوں ملکوں کی کامیابی ہے''۔فردوس عاشق اعوان کہتی ہے کہ'' اسامہ بن لادن پاکستان کی دھرتی کا بیٹانہیں تھااور یہ کامیابی پاکستان کی بھی کامیابی ہے''۔آپریشن کے دوسرے دن ہی کی اشاعت میں واشنگٹن پوسٹ میں شائع ہونے والا زرداری کامضمون بےغیرتی کی منہ بولتی تصویرتھاجس میں اس نے یہ بات بڑی بےشرمی سے کہی ہے کہ اسامہ بن لادن تک پہنچنے میں ہماراہی تعاون شامل تھااوراس سلسلے میں پاکستان نے اپنا کردار بخوبی نبھایا ہے۔اخبارات کے مطابق ۲۰۰۸ء میں اس معاہدے کی تجدید

زرداری کے ہاتھوں ہی ہوئی تھی جس کو مشرف نے ۲۰۰۱ء میں کیا تھا جو کہ شیخ کی پاکستان میں موجودگی ہونے کی صورت میں کیے جانے والے یک طرفہ آپریشن کے لیے ہوا تھا۔اس معاہدے کی رو سے پاکستان کو دکھاوے کے احتجاج کا حق دیا گیا تھا تا کہ عوام کو مطمئن کیا جاسکے۔

امریکی سفیر کیمرون منٹر کی دفتر خارجہ 'طلبی' اور اُس کی حقیقت:

یہ خبر اپنی نوعیت کی ایک غیر یقینی خبر تھی تاہم شاید کچھ دلوں کی اس سے ڈھارس بندھی ہو جس کا علاج اس کی تردید سے کر دیا گیا کہ ''کیمرون منٹر سیکر یڑی خارجہ سے ملاقات کے لیے گیا تھا کسی جواب طلبی کے لیے طلب نہیں کیا جاسکتا ہے''۔بھلا تاریخ میں ایسا کبھی ہوا ہے کہ غلام' آقا سے جواب طلبی کی جرأت کر سکے......اگرچہ پاکستان کے کرتا دھرتاؤں نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ امریکی سفیر کی طلبی کی گئی ہے لیکن اگلے ہی لمحے امریکی آقاؤں نے غلاموں کے ''پھیلنے کی عادت'' کا سدباب کرتے ہوئے واضح طور پر کہا کہ کسی قسم کی طلبی نہیں ہوئی تھی بلکہ یہ منٹر کا وزارتِ خارجہ کا دورہ تھا......ایسا ہی دورہ جو حاکم' محکوم کی دل جوئی کے لیے کیا کرتے ہیں۔

'اِب کے مار' کی پالیسی:

محسن امت کی شہادت کے بعد پاکستانی حکام اور فوج کی طرف سے ردِّعمل نام کی کوئی چیز سامنے آئی بھی تو وہ ''اِب کے مار'' کی پالیسی تھی۔سیکرٹری خارجہ سلمان بشیر نے کہا ہے کہ پاکستان کی عسکری قیادت اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ ہے۔مزید کہا کہ امریکی کارروائی یک طرفہ اور بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی ہے اگر آئندہ بھی ایسی کارروائی کی گئی تو اس کے تباہ کن نتائج برآمد ہوں گے۔مزید برآں اس موقع پر امریکہ کو یہ بھی یاد دلایا گیا کہ اس دفعہ کی غلطی معاف کر دو لیکن یہ بھی تو ہے کہ ''امریکہ کو مطلوب بڑے بڑے القاعدہ لیڈر آئی ایس آئی نے ہی پکڑے ہیں''۔یعنی ہماری کارگردگی اب اتنی بھی بری نہیں کہ اس پر ہماری بھیک ہی بند کر دی جائے۔آرمی چیف کہتا ہے کہ ''ایبٹ آباد جیسا دوسرا واقعہ برداشت نہیں کیا جائے گا اور ایبٹ آباد والے واقعے کی تحقیقات کا حکم دے دیا گیا''۔اس احتجاج کی حقیقت کیا ہے اس کے لیے صرف یہی ایک خبر کافی ہے جو پاکستان کے ڈرون حملوں کے بعد احتجاج کی قلعی کھولتی ہے۔امریکی سینٹ کے آرمڈ سروسز کمیٹی کے سربراہ کارل لیون نے کہا ہے کہ پاکستانی حکام امریکہ سے ڈرون حملوں پر احتجاج نہیں کرتے ،صرف دکھاوے کے لیے بیانات جاری کرتے ہیں اور یہ دکھاوا وہ صرف عوام کو دکھانے کے لیے کرتے ہیں۔سو ایبٹ آباد والا واقعہ بھی ''اب کی مار کے دیکھ'' کے سوا کچھ نہیں۔

امیر المومنین اور شیخ ایمن الظواہری سے متعلّق امریکہ کے عزائم:

امریکہ کے لیے اب دوسرا سب سے بڑا ہدف امیر المومنین ملا عمر نصرہ اللہ اور شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ ہیں،اس بات کا اظہار ایبٹ آباد آپریشن کے فوراً بعد ہی صلیبیوں کی طرف سے کیا گیا ہے۔جس میں امریکیوں نے اپنی سابقہ روش برقرار رکھنے کا عزم کیا ہے اور پاکستانی حکام نے اپنی بے غیرتی اور ذلت۔تاہم سعادت کے رستے اور شہادت کی منزلوں کو پانے والے ایسے سارے ستم اس رب کے لیے سہ لیتے ہیں جس نے ایسی جنتوں کا وعدہ کیا ہے جس کو کوئی خیالوں میں بھی نہیں سوچ سکتا۔فی سبیل اللہ اپنے گھروں سے نکلے یہ لوگ امریکی مقبوضہ پاکستان میں جس طرح اجنبی اور غریب بنا دیے گئے ہیں ان شاءاللہ یہ ان غربا اور اجنبیوں کی راہ نجات ہے۔

؎ بیدار عزائم ہوتے ہیں اسرار نمایاں ہوتے ہیں
جتنے وہ ستم فرماتے ہیں،سب عشق پہ آساں ہوتے ہیں

☆☆☆☆☆

شیخ عبداللہ النفیسی کے خیالات

معروف مسلم تجزیہ نگار شیخ عبداللہ النفیسی کے بقول:اس پوری صدی میں پہلی بار ایسا ہوا کہ کسی اسلامی تنظیم کو عالم اسلام کی گلیوں اور بازاروں میں ایسی زبردست پزیرائی ملی ہو۔القاعدہ کسی ایک مسلم ملک میں نہیں مراکش سے انڈونیشیا تک وقت کی مقبول ترین جماعت بن جانے میں کامیاب ہوئی ، یہ چیز نہ کبھی اخوان کے حصّے میں آئی تھی نہ جماعت اسلامی اور نہ کسی اور تنظیم کے۔عبداللہ النفیسی کے بقول:اس کی وجہ یہ تھی کہ اخوان اور جماعت کا پیکیج بہت بڑا تھا جس کی عوام کو سمجھ ہی نہ آتی تھی۔البتہ القاعدہ کا پیکیج بہت مختصر تھا بلکہ یک نکاتی ایجنڈا تھا؛یعنی امت کے سب سے بڑے دشمن کے خلاف جہاد۔لوگوں کو یہ بات پوری طرح سمجھ آ رہی تھی اور جبکہ وہ القاعدہ کو امت کے سب سے بڑے اور سب سے تاریخی دشمن کے خلاف محاذ سنبھالے ہوئے اور قربانیاں دیتے ہوئے بھی دیکھ رہے تھے۔امت کے متفق علیہ دشمن کے خلاف جہاد کے علاوہ اگر القاعدہ کا کوئی ایجنڈا تھا تو وہ القاعدہ کی داخلی کھپت کیلئے تھا،جس پر اُس میں شامل ہو جانے والے نوجوانوں کو ہی تربیت دی جاتی تھی ؛ اور وہ تو کمال کی فکری تربیت تھی۔البتہ عامۃ الناس القاعدہ کو ایک ہی حوالے سے پہچانتے تھے اور وہ یہ کہ اس نے وقت کے سب سے بڑے طاغوت کو للکار رکھا ہے اور امت کے سب سے بڑے دشمن کے خلاف محاذ سنبھال رکھا ہے۔ایسی قیادت مسلمانوں کی ہیرو کیسے نہ ہو،جبکہ صلیبی امریکہ صبح شام اس کے خلاف مصروفِ جنگ ہو اور اس کے سر کی قیمت لگا تا پھر رہا ہو۔النفیسی کے بقول:اِس لحاظ سے بن لادن بلا کا ایک جینئس نکلا جس کو مسلم اسٹریٹ کی نبض پر ہاتھ رکھنا آ گیا تھا۔واقعہ یہ ہے کہ اِس چیز نے دشمن کے ہاتھوں کے طوطے اڑا دیے تھے؛اور یہ ہرگز کوئی معمولی بات نہ تھی۔عالم اسلام کی حالیہ تاریخ میں کسی 'مذہبی قیادت' کو لوگوں نے کب یہ حیثیت دی ہے کہ اُس کیلئے وہ دیوانہ وار سڑکوں پر نکل آئیں۔آپ کی اپنی تنظیم نہ ہو اور وہ ایک ایک شخص کو لے کر آپ کے حق میں سڑکوں پر نہ نکلے،تو لوگ بھلا کب نکلتے ہیں!؟ بلاشبہ ۲۰۰۱ء سے ۲۰۰۷ء تک اسامہ بن لادن عالم اسلام کی مقبول ترین شخصیت رہے اور یہ اعزاز اِس صدی میں شاید کسی دینی شخصیت کو نہ ملا ہو بلکہ مطلقاً کسی شخصیت کو نہ ملا ہو۔میڈیا اپنے تمام ترخبثِ باطن کے باوجود ''بن لادن'' ایسے پہاڑ کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکا تھا۔

☆☆☆☆☆

زخم دھوتے رہو، خود پہ روتے رہو!!!

[شیخؒ کی شہادت کے بعد اُن کا مقدس خون بہانے والوں پر شب سیاہ مزید گہری ہوگئی، اس شب کی تاریکیوں کا اجمالی تذکرہ]

صبغۃ الحق

نہ تو سلیم شہزاد وہ پہلا صحافی ہے جو پاکستانی خفیہ ایجنسیوں کے ہاتھوں تاریک راہوں میں مارا گیا نہ ہی سرفراز شاہ وہ پہلا شخص ہے جو دن دہاڑے جعلی 'پلس' مقابلے میں پار کر دیا گیا۔ لیکن اب کی بار ایسا کیا ہوا کہ یہ دونوں قتل پاکستانی فوج اور ایجنسیوں کے 'ماتھے کا جھومر' بن کر رہ گئے۔ ان دونوں واقعات نے عوام اور سیاسی وصحافتی حلقوں میں فوج اور آئی ایس آئی کے خلاف پائے جانے والے غیض وغضب اور نفرت کو اس قدر ہوا دی کہ فوج پہلی مرتبہ مدافعانہ پوزیشن اختیار کرنے پر مجبور ہوئی۔ آخر یہ ماجرا کیا ہے؟

اہل نظر سے پوچھیے تو وہ بتائیں گے اپنے ہی کھیت کو کھا جانے والی اس باڑ پاکستانی فوج نے اس مرتبہ ایک ایسی ہستی سے جنگ چھیڑ لی ہے جو اس بات پر قادر ہے کہ نمرود ایسے خدائی کے دعوے دار کو ایک حقیر مچھر کے ہاتھوں اس کے دربار میں عذاب دیتا اور ذلیل ورسوا کرتا ہے۔ صادق ومصدوق، پیغمبر آخرالزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث قدسی کے مطابق ''اللہ فرماتا ہے کہ جس نے میرے ولی کو ایذا پہنچائی اس کے ساتھ میرا اعلان جنگ ہے''۔

محسن امت حضرت شیخ اسامہؒ بن لادن شہید کے بارے عبداللہ عزام شہیدؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر اسامہ ولی اللہ نہیں تو پھر دنیا میں کوئی بھی ولی نہیں۔ ایسے ولی اللہ کو اگر پاکستان کی سرزمین پر پاکستانی فوج اور خفیہ ایجنسیوں کے تعاون سے شہید کر دیا جائے تو پھر، اللہ عزّ وجل کی جانب سے مسلط کردہ جنگ کا مزا بھی چکھیے۔

عصر حاضر کے برگزیدہ ترین اولیاء اللہ یعنی مجاہدین اسلام کو ایذا پہنچانے میں پاکستانی ریاست اور فوج کا ریکارڈ یوں تو ہمیشہ سے ہی شاندار رہا ہے لیکن شیخ اسامہؒ کی شہادت اس ملک کی فرد جرم میں ایک ایسا سیاہ اضافہ ہے جس کا وبال نازل ہوتا نظر آرہا ہے۔ وہ رب جو ابابیلوں کے پھینکے کنکروں سے ہاتھی والوں کو ایسا بنا دیتا ہے جیسے کھایا ہوا بھس، وہی رب جب دنیا کی ساتویں ایٹمی قوت، اور ساتویں بڑی فوج کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہے تو ہلکے ہتھیاروں سے مسلح، نصف درجن سربکف نوجوان اس فوج کے سب سے بڑے بحری اڈے میں داخل ہو کر ۱۶ گھنٹے تک اس کی درگت بناتے اور اور ۸ ارب روپے مالیت کے جہازوں کو ٹین ڈبا بنا ڈالتے ہیں۔

وہی فوج جو سوات سے وزیرستان تک اپنی 'فتوحات' پر اتراتی پھرتی تھی، اللہ نے اس کی درگت بنانے کے لیے دیر بالا میں دو سو سے زائد مجاہد بھیجے جنہوں سرحدی علاقے شل تالو میں حکومتی فورسز کا صفایا کر دیا اور کئی دن تک علاقے پر قابض رہے۔ ایسا ہی حشر دیر سے متصل باجوڑ کے علاقے ماموند میں بھی ہوا۔ جہاں حکومتی لشکر کے کئی ارکان کھیت ہوئے اور بیسیوں مجاہدین کے ہاتھوں گرفتار ہوئے۔

کوئٹہ، خروٹ آباد میں ایف سی چیک پوسٹ میں آسمان کی جانب اٹھی اس زخمی عفت مآب مسلمان خاتون کی شہادت کی انگلی، ایک ایسا منظر تھا جس نے پتھروں کو رلا دیا۔ لیکن شقی القلب درندے برابر گولیاں برساتے رہے یہاں تک کہ کوہ قاف کی شہزادی، وحشت کے پجاریوں کے خلاف حجت بن کر اپنے رب کے حضور حاضر ہوگئی۔ یہ منظر اگرچہ نیا نہیں تھا، کیوں کہ سوات میں ایسی سفاکیت پر مبنی کئی فلمیں اس سے پہلے منظر عام پر آچکیں جنہیں دجالی میڈیا نے درخوداعتنا نہ سمجھا، مگر اب کی دفعہ شاید اللہ کو بھیڑیوں کے اس گروہ کو سر بازار رسوا کرنا مقصود تھا چنانچہ یہ دل خراش مناظر فلم بند بھی ہوئے، اور نشر بھی ہوئے اور چند گھنٹوں کے اندر اندر چہار جانب سے لعنت اور پھٹکار قاتلوں کے چہرے پر برسنے لگی۔

کوئٹہ کے مظلوموں کی لاشیں ابھی ہسپتال کے سرد خانے میں ہی تھیں کہ اسلام آباد سے اٹھائے گئے ایشیا ٹائمز کے صحافی سید سلیم شہزاد کی تشدد زدہ لاش منڈی بہاؤالدین کی نہر سے برآمد ہوگئی۔ سلیم شہزاد سے پہلے بھی کئی صحافی اس اندھیر نگری میں اندھی موت کا شکار ہوئے۔ ان کے قتل پر صحافیوں نے کچھ واویلا کیا لیکن بالآخر صبر کے گھونٹ بھر کر چپ ہوگئے۔ لیکن سلیم شہزاد کا قتل آئی ایس آئی کے حلق کا کانٹا بن گیا۔ وتعزمن تشاء وتذل من تشاء فرمانے والا قادر مطلق جب ذلت کسی کے مقدر میں لکھ دیتا ہے تو ایسی تقدیر کا حامل فرد ہو یا گروہ خود آگے بڑھ کے اپنی ذلت ورسوائی کو اپنے گلے میں ڈال لیتا ہے۔ یہی آئی ایس آئی کے ساتھ بھی ہوا۔ ابھی ایبٹ آباد آپریشن کی کالک چہرے سے اتری نہ تھی کہ کسی ''سمجھدار'' افسر نے سلیم شہزاد کی صورت کلنک کا ایک اور ٹیکہ ماتھے پہ سجا دیا۔ جس بھونڈے طریقے سے اس غریب کی لاش کو ٹھکانے لگایا گیا، وہ بھی بدحواسی کا کھلا مظہر ہے

سلیم شہزاد قتل کی گرد ابھی بیٹھی نہ تھی کہ کراچی میں رینجرز کے ہاتھوں سرفراز شاہ نامی نوجوان کے قتل کیے جانے کی ویڈیو نے فوج اور سیکیورٹی اداروں کے خلاف ایک اور طوفان کھڑا کر دیا۔ ماورائے عدالت قتل تو سوات میں ان گنت ہوئے، کئی کی ویڈیوز بھی بنیں اور انٹرنیٹ پر نشر بھی ہوئیں لیکن میڈیا، سیاست دان اور کالم نگار سبھی منہ میں گھنگھنیاں ڈالے بیٹھے رہے، صرف انسانی حقوق کی تنظیموں نے کچھ 'گونگلوؤں' سے مٹی جھاڑی، لیکن وہ بھی صرف اخباری بیانات کی حد تک۔ لیکن اب کی بار پاکستانی فوج اور اس کے معاون اداروں کی شامت اعمال کے سبب یہ ویڈیو تو گویا اونٹ کی کمر پر آخری تنکا ثابت ہوئی۔ میڈیا، سیاست دان، سول سوسائٹی سب کی توپوں کا رخ فوج اور آئی ایس آئی کی طرف ہو گیا ہے۔ اور تو اور دائیں بازو کے وہ سیاست دان جن کو ہمیشہ فوج اور آمریت کی پیداوار ہونے کا طعنہ ملتا ہے خاص طور پر نواز شریف بھی فوج کو آڑے ہاتھوں لے رہے ہیں، (لطیفہ یہ ہے کہ طعنہ دینے والے آج فوج کا دفاع کرتے نظر آرہے ہیں)۔ حق تو یہ ہے کہ یہ میرے رب کی پکڑ ہے، ورنہ حامد میر جیسوں کی کیا مجال کہ وہ آئی ایس آئی پر یوں کھلی تنقید کریں۔

پھر اللہ کی قدرت یوں بھی دیکھیے کہ عین اس موقع پر جب افغانستان میں جنگ کا پانسہ مجاہدین اسلام کے حق میں پلٹ چکا ہے اور کفار کے لشکر پسپائی کا آغاز کرنے والے ہیں، اللہ نے کفار اور ان کے مددگاروں کے درمیان کیسی پھوٹ ڈال دی ہے۔ صف اول کے اتحادی ہونے کے دعوے دار، اپنی ہی فوج کے افسروں کو اس بنا پر گرفتار کر رہے ہیں کہ انہوں نے آقاؤں کے لیے انفرادی حیثیت میں مخبری کیوں کی؟ یہ بھی خوب رہی کہ پورا ریاستی ڈھانچہ اور تمام ادارے امریکہ کے آگے سجدہ ریز ہوتو ٹھیک لیکن اگر کوئی میجر، کرنل ذاتی طور CIA سے نوٹ کھرے کرنے کی کوشش کرے تو معتوب ٹھہرے۔ شاید اسی کو قومی مفاد کہتے ہیں۔ اسی دو رخے پن اور منافقت نے آج پاکستانی فوج کو اس مقام پر لا کھڑا کیا ہے کہ خود فوج کے اندر امریکی غلامی کے خلاف آوازیں اٹھنا شروع ہوگئی ہیں۔ جرنیلوں کو جا بجا وضاحتیں دینی پڑ رہی ہیں۔ یہاں تک کہ جنرل کیانی کو نیشنل ڈیفنس یونیورسٹی میں ایک افسر کے سوال پر یہ کہنا پڑا کہ پاکستان کو امریکہ کے پاس رہن رکھا جا چکا ہے اور ہم مجبور ہیں، کیا ہم امریکہ سے جنگ کر سکتے ہیں؟

کاش ان بزدلوں کو کوئی سمجھاتا کہ تمہاری اوقات تو امریکہ سے لڑنے کی نہیں ہے، پھر تم اتنے جری کیوں کر ہوگئے ہو کہ اس اللہ کی طرف سے اعلان جنگ کا سامنا کرنے کو تیار ہو جو امریکہ جیسے جھوٹے خداؤں کو نشان عبرت بنا دینے پر قادر ہے۔ اب بھی وقت ہے، جب تک مہلت عمل باقی ہے توبہ کرلو، پلٹ آؤ اور امریکہ کی ہاری ہوئی اس جنگ سے کنارہ کشی اختیار کرلو، اللہ کے ولیوں یعنی مجاہدین کو اذیتیں پہنچانا چھوڑ دو، ورنہ پھر رب ذوالجلال کا فرعون، ہامان، نمرود، عاد اور ثمود کے بارے یہ فرمان تم پر بھی منطبق ہوسکتا ہے

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ

سو (دیکھ لو کہ) میرا عذاب اور ڈرانا کیسا ہوا؟ (القمر: ۱۶)

بالفرض اگر تم بھی اپنے پیش رووں کی طرح یہی کہو کہ یہ تو پچھلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں...... تو پھر دیکھو اپنی آنکھوں سے کہ تمہارے دور کا فرعون امریکہ کیسے اللہ عزیز ذوانتقام کے شکنجے میں آیا ہے۔ اللہ نے اسے اپنے بندوں کی تدبیر کے ذریعے ہندوکش کے سنگلاخ پہاڑوں میں لا پھنسایا۔ اب وہ یہاں سے فرار چاہتا ہے تو اللہ نے اس کے گھر کے اندر بھی پھوٹ ڈال دی ہے اور اس کے اتحادی بھی اس سے بے زار ہو رہے ہیں۔

ایک طرف افغانستان میں مجاہدین نے 'آپریشن بدر' میں صلیبیوں اور مرتدین کے سروں کی فصلیں بری طرح کاٹ ڈالی ہیں، شیخ اسامہ کی شہادت کے انتقام میں مجاہدین 'آپریشن بدر' میں مزید تیزی لے آئے، یہاں تک کچھ وقت کے لیے قندھار کے تمام اہم سرکاری عمارتوں پر بھی قبضہ کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ مئی اور جون ۲۰۱۱ میں صلیبی فوجیوں کی ہلاکتیں ۱۰ سالہ جنگ کی بلند ترین سطح کو چھو رہی ہیں۔ وہیں دوسری طرف اوباما کی اپنے عوام میں مقبولیت بھی پستی کی پست ترین سطح کو چھو رہی ہے۔ شیخ اسامہؒ کی شہادت کے بعد اوباما سمجھ رہا تھا کہ شاید سرخاب کا یہ پر اس کے سر سجے گا لیکن بدحال معیشت کی وجہ سے اس کی مقبولیت کا گراف مسلسل نیچے جا رہا ہے۔ اسی لیے اس نے جولائی ۲۰۱۱ء سے افغانستان سے فوجی نکالنے کا جو اعلان کیا تھا وہ اس کے لیے ایک اور دردِ سر بن چکا ہے۔ حکومتی جماعت 'ڈیموکریٹک پارٹی' کے ۲۵ ارکان کانگرس نے اُسے خط لکھا ہے، جس میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ افغانستان سے انخلا کے پہلے مرحلے میں زیادہ فوجیں نکالی جائیں۔ لیکن اُس کے جرنیلوں کا یہ کہنا ہے کہ جلد بازی میں انخلا زیادہ نقصان کا باعث بنے گا۔ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن کے مخمصے میں گرفتار اوباما نے آخر کار دس ہزار فوجی نکالنے کا اعلان کر دیا ہے۔ بے شک امریکہ کی ہزیمت کے واضح آثار افغانستان میں نظر آنے لگے ہیں۔

اِدھر پاکستانی فوج کی ''قابلِ رحم'' حالت بھی مجاہدین کی کارروائیوں کی بدولت دیکھنے سے تعلّق رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پھٹکار اور ان کے اعمال کی نحوست اِن کا گھیراؤ کر چکی ہے۔ اولیاء اللہ سے بَیر اور دشمنی کے یہ دنیاوی اور ظاہری نتائج ہیں، جو مرتدین اور ان کے کافر آقا بھگت رہے ہیں۔ اللہ سے جنگ کرنے والوں کے نصیبے میں یہی مسکنت ونکبت ہے، یقین رکھنا چاہیے کہ جس طرح یہ دنیا کی ذلت ورسوائی میں 'شریک بھائی' ہیں بالکل اسی طرح یہ کفار اور مرتدین آخرت کے خسرانِ مبین میں بھی برابر کے شریک ہوں گے۔

خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ (الحج: ۱۱)

''دنیا میں بھی نقصان اٹھایا اور آخرت میں بھی، یہی تو نقصان صریح ہے''۔

☆☆☆☆☆

شیخؒ کا پاکستانی علما سے تعلّق

۱۹۹۸ء میں شیخؒ نے مفتی رشید احمد رحمہ اللہ کو ایک مکتوب تحریر کیا جس میں مفتی صاحبؒ سے تعاون کی درخواست کی گئی۔ اس کے جواب میں مفتی صاحب رحمہ اللہ نے رمضان ۱۹۹۸ء میں علما کا ایک وفد شیخ سے ملاقات کے لیے روانہ فرمایا، اس وفد میں موجود ایک عالمِ دین شیخؒ سے ملاقات کا احوال اس طرح بیان فرماتے ہیں: ''جب ہم شیخؒ سے ملاقات کے لیے پہنچے تو اُن کے محافظین سے تعارف ہوا اور اُنہیں بتایا گیا کہ ہم دارالافتاء جامعۃ الرشید سے آئے ہیں، شیخؒ کے محافظین نے بتایا کہ شیخؒ نے پچھلی رات آپ کو اور مولانا فضل محمد کو خواب میں دیکھا تھا...... اسی دوران افطاری کا وقت ہوا تو شیخؒ کے ہمراہ افطاری کی...... پھر شیخؒ کے ایک ساتھی نے مغرب کی نماز پڑھائی، دورانِ نماز میں شیخؒ اور دیگر عرب مجاہدین نے رفع یدین نہیں کیا بلکہ حنفی طریقے سے نماز پڑھی۔ عرب معاشرت کے مطابق کھانا چُنا گیا اور تناول کیا گیا۔ کھانے کے بعد شیخؒ سے نشست ہوئی۔ شیخؒ نے دریافت فرمایا کہ اہل پاکستان میرے بارے میں کیا تاثرات رکھتے ہیں۔ میں نے جواب دیا کہ اہل پاکستان تو آپ پر فدا ہوتے ہیں، آپ کے نام پر اپنے بیٹوں کے نام رکھتے ہیں۔ پھر شیخؒ نے پوچھا کہ پاکستان کے علما میڈیا کا کتنا استعمال کرتے ہیں، سعودیہ میں تو علما نے اس کا بہت استعمال کیا اور اس کے ذریعے جہاد کی دعوت کو عام کیا۔ میں نے کہا کہ ہمارے علما میڈیا کے ایسے استعمال کو پسند نہیں کرتے۔ شیخؒ نے فرمایا کہ اس سے تو اسلام کی اشاعت زیادہ ہوتی ہے اور جہاد کی دعوت پھیلتی ہے۔ میں نے کہا کہ اسلام کی اشاعت فطری طور پر ہونا چاہیے، غیر فطری طور پر نہیں ہونی چاہیے، یہ سن کر شیخ خاموش ہوگئے (یاد رہے بعد ازاں مفتی رشید احمد رحمہ اللہ بھی جہاد کی دعوت کی ترغیب اور ترویج کے لیے میڈیا کے استعمال کے جواز کے قائل ہوگئے تھے)۔ جب ہم رخصت ہونے لگے تو ہمیں گاڑی میں بٹھانے کے لیے آئے اور ایک عصا مجھے عطا کیا۔ پھر ملا محمد حسن (گورنر قندھار) نے ہمیں شہر کا دورہ کروایا اور شہدا کی قبروں کی زیارت کروائی۔ راستے میں چند اور قبریں بھی تھیں جن کی بابت بتایا گیا کہ روس نے چند علما کو یہاں شہید کر دیا گیا تھا۔ کچھ عرصے بعد شیخ نے ایک مرتبہ مجھے ایک مجاہد کے ذریعے ایک قرآن مجید کا نسخہ اور ایک عدد 'ثوب' بھجوایا اور مجھ سے بوصلہ یعنی (compass) منگوایا، جو میں نے بھجوا دیا تھا''۔

شیخ اسامہؒ کی شہادت اور 'رائل انڈین آرمی'

عبید الرحمٰن زبیر

رائل انڈین آرمی المعروف 'پاکستانی فوج' دینِ اسلام کو مٹانے کے لیے بنائے گئے صلیبی اتحاد میں اول روز سے ہی پیش پیش ہے۔ یہ فوج اگرچہ ''ایمان، تقویٰ اور جہاد'' جیسی مقدس اصطلاحات کے بیج بھی کبھی کبھار اپنے سینے پر آویزاں کر لیتی ہے لیکن اپنی نہاد میں جہاں یہ بدترین اسلام دشمن اور دین بیزار واقع ہوئی ہے، وہیں جہاد سے عداوت، مجاہدین سے چڑ اور دشمنانِ خدا کے سامنے سینہ سپر ہونے والوں سے ازلی دشمنی اس کا خاصہ رہی ہے۔ اس فوج کے اس کریہہ چہرے پر شاید مزید کچھ عرصہ 'تقدس کی نقابیں' پڑی رہتیں لیکن جیسے ہی سرخ ریچھ کی افغانستان میں موت واقع ہوئی...... اُسی وقت سے اس کا 'پاکیزہ چہرہ' بے نقاب ہونے لگا۔ سوویت یونین کی شکست کے بعد پاکستانی فوج اور اس کے خفیہ اداروں نے 'ایک عشرے سے زیادہ جنگ کی تباہ کاریاں سہنے والے ملکِ افغانستان میں اپنی سازشوں اور مکر وفریب کے ذریعے اس ملک کو مزید نصف عشرے تک جنگ کی بھٹی میں تبدیل کیے رکھا۔ مجاہدین کے درمیان پھوٹ ڈلوا کر اور اپنے پسندیدہ اور چہیتے لوگوں کو آگے لانے کے غرض سے پاکستانی فوج اور اُس کے خفیہ اداروں نے افغانستان میں خون ریزی کا مکروہ کھیل جاری رکھا۔

طالبانِ عالیشان نے جب اس فساد اور ظلم کے خاتمے کے لیے میدان میں نکلنے کا فیصلہ کیا تو پاکستانی فوج اور آئی ایس آئی ایک نئے روپ میں سامنے آئے۔ اب یار لوگوں نے پوری دنیا میں ڈھنڈورا پیٹا کہ طالبان کی صورت میں آئی ایس آئی افغانستان پر قابض ہو رہی ہے...... پھر نصیر اللہ بابر، سلطان امیر تارڑ المعروف کرنل امام سمیت بے شمار ایسے کردار تخلیق کیے گئے جنہیں طالبان کے 'گاڈ فادر' کا نام دیا گیا۔ اگرچہ اس غبارے سے چند سالوں میں ہی ہوا نکل گئی (جس کا تذکرہ آگے آئے گا) لیکن یہ حقیقت بھی چھپائی نہیں جاسکتی کہ امارت اسلامیہ افغانستان کے دور میں پورے افغانستان میں 'گاڈ فادرز' کی تمناؤں اور سرتوڑ کوششوں کے علی الرغم شریعتِ اسلامی کا کامل نفاذ رہا۔ کوئی پوچھے کہ بھلا یہ کیسے سرپرست تھے کہ ''جن کے ہاتھ میں طالبان کی لگامیں بھی تھی'' اور پھر بھی طالبان پورے افغانستان میں شریعت کے نفاذ میں کامیاب ٹھہرے تھے...... یہ تو اس پروپیگنڈے کے رد کا ایک پہلو اور اس سفید جھوٹ کی قلعی کھولنے کی ایک دلیل ہے (جس کا مناسبِ حال جواب کسی سے بھی بن نہیں پاتا)۔

معرکۂ گیارہ ستمبر کے بعد پاکستانی فوج نے جس انداز سے امارت اسلامیہ افغانستان کے خلاف یہود ونصاریٰ کے اتحاد میں 'صفِ اول' کو سنبھالا اُس سے ''طالبان کی پشت بانی'' کا بھانڈا پوری طرح پھوٹ گیا۔ معرکۂ گیارہ ستمبر کا دن ہر حوالے سے یوم تفریق ہے۔ اس حوالے سے بھی کہ جو 'رائل انڈین آرمی' جسے شیطانی اذہان نے ''پاک فوج'' کا نام دے کر مسلمانانِ عالم کی نظر میں معتبر ٹھہرانے کی سعی پیہم کی تھی...... اُس نے اپنے عمل سے واشگاف انداز میں اپنی حقیقت کا اظہار کر ڈالا۔ یوم تفریق نے ہی ثابت کیا کہ اس فوج کی سرشت اور فطرت میں اُسی رائل انڈین آرمی کی خصوصیات پائی جاتی ہیں...... جس کا یہ جدید ایڈیشن ہے۔

امریکہ کی سرکردگی میں صلیبی اتحاد افغانستان میں شریعت کا بول بالا کرنے والوں کے خلاف صف آرا ہوتا ہے اور ان صفوں کی اولین ترتیب میں یہی رائل انڈین آرمی کھڑی نظر آتی ہے۔ پھر (تا دمِ تحریر) کامل دس سال تک یہی رائل انڈین آرمی 'اہل صلیب کے شانہ بشانہ مجاہدین کے خلاف ہر محاذ پر کھڑی نظر آتی ہے۔ ذرا ایک ہلکی سی نظر گذشتہ دس سال کے منظر نامے پر ڈالیے...... اکتوبر ۲۰۰۱ء میں امریکی حملے کے بعد کے صرف ابتدائی تین سے چار ماہ کے دوران رائل انڈین آرمی کے اڈوں سے کفار کے جہازوں نے اہل ایمان کی بستیوں کو غارت کرنے کے لیے ستاون ہزار سے زائد پروازیں بھری...... لشکرِ دجال کو انہوں نے ہر طرح کی لاجسٹک سپورٹ فراہم کی...... پاکستان کی خشکی، پانی اور فضائیں انہوں نے صلیبیوں کے لیے کلیتاً وقف کر دیں......

رائل انڈین آرمی شیخ اسامہؒ کی شہادت میں امریکہ کے ساتھ برابر شریک ہے۔ اس کے خفیہ ادارے اور اس کا پورا نظام صلیب کی خدمت گاری میں استعمال ہو رہا ہے اور شیخ اسامہؒ کی شہادت صلیب کی اسی خدمت گاری کی اعلیٰ ترین مثال ہے۔ اب پاکستانی فوج جو مرضی کہتی رہے اور خود کو ''صاف اور پوتر'' ثابت کرنے کے لیے جتنے مرضی جتن کر لے لیکن مجاہدین کی نظر میں یہ ایک مجرم گروہ، خائنین کا جتھہ، مسلمانوں کے قاتلوں اور صلیب کے پجاریوں کا اکٹھ ہے...... لہٰذا کسی بھی صورت میں اس کے جرائم سے صرف نظر کرنا ممکن نہیں

عرب وعجم کے ہزاروں مجاہدین کو یہود ونصاریٰ کے ہاتھ فروخت کر دیا گیا...... ان مجاہدین کے خاندانوں اور خواتین کے ساتھ انسانیت سوز جرائم کا ارتکاب کیا گیا...... اور ایسا آخر کیوں نہ کیا جاتا کہ آخر اسی رائل انڈین آرمی کے آباؤاجداد نے کعبۃ اللہ پر گولیاں برسائی تھیں، پھر بھلا 'اطاعت کیش بیٹے' اپنے آبا سے کیونکر پیچھے رہتے؟؟؟...... اگر اُنہوں نے کعبۃ اللہ کی بے حرمتی کی تو یہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کی

اولادوں' مجاہدین اسلام، اُن کے خاندانوں اور خواتین کے لیے درندے کیوں نہ ہوتے؟؟؟

اس فوج نے صلیبیوں کو ہر فکر سے آزاد کر دیا اور یہ پیغام دیا کہ مکمل یکسوئی سے افغانستان کے غیرت مند مسلمانوں کو تہہ تیغ کرو......ہم تمہاری رسد میں ایک دن کا تعطل بھی پیدا نہیں ہونے دیں گے......چنانچہ ان کی حفاظت میں صلیبی رسد (جس میں خوراک، شراب، خنزیر کا گوشت، اسلحہ، جنگی ساز و سامان، ٹینک، بکتر بند وغیرہ سب شامل ہیں) کراچی کے ساحلوں پر اترتا ہے اور پھر وہاں سے ہزاروں کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے چمن اور طورخم کے راستے افغانستان میں موجود صلیبی فوج کے مراکز اور کیمپوں تک پہنچتا ہے......

مسجدِ حرام میں گولیاں برسانے والی فوج کے اس جدید ایڈیشن نے صلیبی آقاؤں کی رضا جوئی کے لیے بنات کعبہ کو اپنا خصوصی ہدف بنایا......لال مسجد اور جامعہ حفصہؓ کا سانحہ دردِ دل رکھنے والے کسی بھی مسلمان کو بھلائے نہیں بھولتا......معصوم بچیوں اور طلبہ کے جسموں کو فاسفورس بموں سے مٹا دینا' اس فوج کا نمایاں ترین کارنامہ ہے۔ جامعہ حفصہؓ کی بہت سی طالبات' جو کہ عفت و عصمت کا نشان تھیں' کو غائب کر دیا گیا جو اب تک آئی ایس آئی کے خفیہ قید خانوں میں مقید ہیں......

ایک جانب صلیبی اتحاد' افغانستان میں مسلمانوں کے قتل عام کو جاری رکھے ہوئے ہے اور دوسری جانب ڈالروں کی ہوس میں مبتلا یہ فوج آقاؤں سے بھی آگے نکلنے کی تگ و دو میں ہے......آزاد قبائل، سوات اور مالاکنڈ ڈویژن کی وادیاں اس 'ناپاک فوج' کی درندگی، دین بے زاری، انسانیت دشمنی اور شیطانی اعمال و افعال پر گواہ ہیں۔ ان علاقوں میں آپریشن در آپریشن کے تسلسل میں ظلم اور وحشت و بربریت کے ایسے ہولناک مناظر سامنے آئے کہ افغانستان پر قابض کافر فوجوں اور اس فوج میں کوئی فرق روا رکھنا ممکن ہی نہ رہا۔ ڈالروں کی پرستش کرنے والی یہ فوج' مجاہدین کا مقابلہ تو خیر کیا کرتی......لیکن اس نے مقامی مسلمانوں کو اپنے بدترین جور و ستم کا نشانہ بنایا......جس شخص نے اپنے گھر میں کسی مجاہد کو ایک وقت کا کھانا کھلایا......اُس کو اس ''جرم'' کی سزا یوں دی گئی کہ اُس کا پورا گھر بمباری سے تباہ کر دیا گیا......خواتین، بچوں اور ضعیف العمر افراد کو بے دریغ قتل کیا گیا اور جو بچ گئے وہ دربدر کی خاک چھاننے اور آئی ڈی پیز کیمپوں میں پناہ لینے پر مجبور کر دیے گئے......لیکن اس پر بھی اس فوج کی جہاد دشمنی اور صلیب دوستی کی آگ ٹھنڈی نہیں ہوئی بلکہ ان صوابی، پشاور، مردان اور دیگر شہروں میں قائم ان کیمپوں سے بھی مہاجرین کی بے شمار باپردہ، عفت مآب بیٹیوں کو رائل انڈین آرمی نے اغوا کیا......ڈرون حملوں کے لیے رائل انڈین آرمی کا امریکی فوج سے تعاون اب کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں......ان حملوں کے لیے اہداف کے تعیّن سے لے کر جاسوسوں کی فراہمی تک اور ڈرون طیاروں کو اپنے ملک سے اڑنے اور اترنے اور پارک ہونے کی اجازت سے لے کر جاسوسوں کو رقوم کی فراہمی تک اصلی اور بنیادی کردار فوج اور آئی ایس آئی کا ہی ہے۔ جبکہ دوسری جانب عامۃ المسلمین کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے احتجاج اور مصنوعی غصّے کے اظہار کا ڈرامہ بھی مضحکہ خیز حرکت ہے۔

سطور بالا سے یہ بات واضح ہے کہ پاکستانی فوج دراصل رائل انڈین آرمی ہی کا تسلسل ہے بلکہ اصل بات تو یہ ہے کہ پاکستانی فوج کو رائل انڈین آرمی کا 'نیا جنم' قرار دینے میں کوئی چیز مانع نظر نہیں آتی۔

گزشتہ دس سال میں رائل انڈین آرمی کا پورا زور جہاد اور جذبہ جہاد کو مٹانے میں صرف ہوا ہے۔ ویسے تو اس فوج کا جہاد سے بیر بہت پرانا ہے لیکن گزشتہ دس سالوں میں اسے کھل کھیلنے کا موقع ملا ہے۔ یہ فوج اپنے مالکوں کی خوشنودی اور اُن کی معاونت میں ہر حد عبور کر گئی ہے۔ یہاں تک کہ شیخ اسامہ جیسی شخصیت......جنہیں آج کے دور میں بلاشبہ امت کا سب سے بڑا محسن قرار دیا جا سکتا ہے......تک کفار کو رسائی بھی اسی فوج اور اس کے خفیہ اداروں کی مدد سے ملی۔ ۲ مئی ۲۰۱۱ء کو جو کچھ ہوا، اُس میں صلیبیوں کو پاکستانی فوج اور اس کے اداروں کی مکمل معاونت حاصل رہی۔ اب صورت حال یہ ہے کہ پاکستان خود کو اس پورے واقعے سے بری الذمہ قرار دینے کی کوشش کر رہا ہے تا کہ وہ مجاہدین کے غیض و غضب سے محفوظ رہ سکے۔ لیکن حقائق و واقعات کی کڑیاں ملانے سے پرلے درجے کا کودن شخص بھی پاکستان کو اس کارروائی سے بری الذمہ قرار نہیں دے سکتا۔

۲ مئی کو اوباما کی خطاب کرتے ہوئے کہا ''القاعدہ کے سربراہ اسامہ بن لادن کی ہلاکت کے باعث دنیا محفوظ تر ہو گئی ہے، امریکی فوج کے خصوصی دستے پاکستانی فوج کے تعاون سے اس کمپاؤنڈ میں پہنچنے میں کامیاب ہوئے جہاں اسامہ چھپے ہوئے تھے۔ میں نے دونوں ملکوں کے درمیان انسداد دہشت گردی کے لیے تعاون کے تحت آپریشن کے بعد صدر آصف زرداری سے فون پر گفتگو کی'' (روزنامہ ایکسپریس ۳ مئی ۲۰۱۱ء)۔ اُس نے مزید کہا کہ ''یہ پاکستان اور امریکہ کے لیے تاریخی کامیابی ہے'' (روزنامہ خبریں، ۳ مئی ۲۰۱۱ء) جبکہ اسی دن کے اخبار نے ہیلری کلنٹن کا یہ بیان شائع کیا ''القاعدہ سربراہ اسامہ بن لان کی ہلاکت کے بعد اب انصاف ہو چکا ہے، پاکستان کے تعاون سے دباؤ بڑھانے میں کامیاب ہوئے'' (روزنامہ ایکسپریس ۳ مئی ۲۰۱۱ء)۔ اُس نے مزید کہا ''پاکستان کے تعاون سے بڑی کامیابی ملی ہے'' (روزنامہ خبریں، ۳ مئی ۲۰۱۱ء)۔ ۳ مئی ۲۰۱۱ء کو روزنامہ جسارت کی خبر کے مطابق ''امریکی چیئرمین جوائنٹ چیفس آف اسٹاف ایڈمرل مائیک مولن اور سی آئی اے کے سربراہ جنرل ڈیوڈ پیٹریاس نے پیر کو آرمی کے چیف جنرل اشفاق پرویز کیانی اور آئی ایس آئی کے سربراہ لیفٹیننٹ جنرل احمد شجاع پاشا کو ٹیلی فون کیا اور پاکستانی عسکری اداروں کی

شیخ اسامہ جیسی شخصیت......جنہیں آج کے دور میں بلاشبہ امت کا سب سے بڑا محسن قرار دیا جا سکتا ہے......تک کفار کو رسائی بھی اسی فوج اور اس کے خفیہ اداروں کی مدد سے ملی۔ ۲ مئی ۲۰۱۱ء کو جو کچھ ہوا، اُس میں صلیبیوں کو پاکستانی فوج اور اس کے اداروں کی مکمل معاونت حاصل رہی۔ اب صورت حال یہ ہے کہ پاکستان خود کو اس پورے واقعے سے بری الذمہ قرار دینے کی کوشش کر رہا ہے تا کہ وہ مجاہدین کے غیض و غضب سے محفوظ رہ سکے۔

جانب سے انٹیلی جنس شیئرنگ میں تعاون سمیت اسامہ بن لادن کی ہلاکت کے تناظر میں مستقبل کے تعاون پر تبادلہ خیال کیا۔عسکری ذرائع کے مطابق ان ٹیلی فونک رابطوں میں امریکی دفاعی حکام نے پاکستان کی عسکری قیادت کا القاعدہ کے سربراہ اسامہ بن لادن کے خلاف کامیاب آپریشن میں ان کے انٹیلی جنس تعاون پر شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کے تعاون کے باعث ہی ہمیں بڑی کامیابی حاصل ہوئی ہے''۔امریکی صدر کے خصوصی ایلچی مارک گراسمین نے کہا کہ'' پاکستان نے اسامہ بن لادن تک پہنچنے میں مدد کی،اسامہ کی ہلاکت سے پاک امریکہ انٹیلی جنس ایجنسیوں کے درمیان تعاون بڑھے گا''(روزنامہ جنگ،۵ مئی ۲۰۱۱ء)۔

جب کہ اس کے جواب میں پاکستان کی جانب سے کیا کہا گیا' پیش خدمت ہے۔آصف زرداری نے کہا'' پاکستان نے اسامہ کے پیغام رساں کی شناخت سے معلومات فراہم کی تھیں،جس سے اسامہ تک پہنچنے میں مدد ملی،امریکہ اور پاکستان کے درمیان دہشت گردی کے خلاف ۱۰برسوں سے جاری تعاون کے باعث اسامہ کا خاتمہ ہوا''۔(جنگ اپ ڈیٹس،۳مئی ۲۰۱۱ء)۔یوسف گیلانی نے کہا'' اسامہ بن لادن کی خفیہ موجودگی سے متعلّق پاکستان کی اعانت کا امریکی صدر کا اعتراف قابل تحسین ہے''(روزنامہ جسارت ۳ مئی ۲۰۱۱ء)۔برطانیہ میں پاکستانی ہائی کمشنر واجد شمس الحسن نے کہا'' امریکی افواج کو پاکستان میں کارروائی کرنے کی پیشگی اجازت دی گئی تھی،وائس آف امریکہ سے بات چیت کرتے ہوئے پاکستانی ہائی کمشنر نے کہا کہ القاعدہ کے رہنما کو پکڑنے کے لیے آپریشن میں پاکستانی فوج نے اہم کردار ادا کیا ہے''(روزنامہ ایکسپریس،روزنامہ اسلام،۴مئی ۲۰۱۱ء)۔ پاکستانی سیکرٹری خارجہ سلمان بشیر نے کہا'' القاعدہ کے رہنما اسامہ کی ہلاکت کے آپریشن میں پاکستان نے اہم کردار ادا کیا''(روزنامہ جنگ،اپ ڈیٹس،۴مئی ۲۰۱۱ء)۔روزنامہ جنگ نے ۱۰ مئی ۲۰۱۱ءکو اپنی اپ ڈیٹس میں ایک برطانوی اخبار کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا کہ '' اسامہ کو مارنے کے لیے پاک امریکہ معاہدہ ۱۰ سال پہلے ہوا تھا۔معاہدے کے مطابق امریکہ کو پاکستانی سرزمین پر کارروائی کا حق دیا گیا تھا۔معاہدہ امریکی صدر بش اور پرویز مشرف کے درمیان ہوا تھا۔اس میں طے پایا تھا کہ ایسی کارروائی کے نتیجے میں پاکستان بھرپور احتجاج کرے گا اور کارروائی کی مزاحمت نہیں کرے گا''۔

ان بیانات سے یہ حقیقت واضح ہے کہ امریکی و پاکستانی خفیہ ادارے اور افواج' شیخ اسامہؒ کی شہادت میں برابری کی بنیاد پر ملوث ہیں۔شیخ اسامہؒ کی مخبری اور جاسوسی کرنے کا کام امریکہ نے اپنے کتوں سے نہیں لیا بلکہ اُس نے اپنے کتوں کا کردار پاکستانی فوج اور آئی ایس آئی کو سونپا۔ذرا یہ خبر ملاحظہ ہو'' پاکستان کے حساس ادارے آئی ایس آئی نے امریکہ کو متعدد مرتبہ ایک ایسی ٹیلی فون کالز کا ریکارڈ دیا جس میں ایک عرب' سعودی عرب میں کسی شخص سے مخصوص کوڈ میں رقم کے متعلّق گفتگو کر رہا تھا۔اس ریکارڈ کی بنیاد پر اسامہ کے گرد گھیرا تنگ کیا گیا۔عسکری ذرائع کے مطابق تین مرتبہ ٹیلی فون کال ہوئی،ہر مرتبہ ٹیلی فون کرنے والا شخص بات کرنے کے بعد موبائل سم بند کر دیتا پھر کچھ عرصہ بعد دوبارہ سم ایکٹویٹ کی گئی اور عربی میں گفتگو کی گئی اور سم کو بند کر دیا گیا۔اگست ۲۰۱۰ء میں آخری مرتبہ اس سم کے ذریعے کمپاؤنڈ سے کال کی گئی اور عربی میں گفتگو ریکارڈ کی گئی اور یہ ریکارڈ امریکہ کے سپرد کیا گیا۔عسکری ذرائع نے بتایا کہ امریکہ اسی ٹیلی فون کال کے ذریعے اسامہ تک پہنچنے میں کامیاب ہوا''(اردو پوائنٹ،۵مئی ۲۰۱۱ء)۔

جبکہ اس کارروائی کے دوران'' زمینی حقائق'' پر بھی ایک نظر ڈال لینی چاہیے۔ اس کارروائی کے فوراً بعد سے یہ خبریں اخبارات میں تواتر آئیں کہ سیکورٹی فورسز نے آپریشن سے قبل مقامی آبادی سے کہا کہ وہ اپنے گھروں کی روشنیاں بجھادیں اور گھروں سے باہر نہ نکلیں۔اسی دوران علاقے میں کرفیو نافذ رہا اور ٹھنڈا چوا(آپریشن کا ہدف گاؤں) کو آنے اور جانے والے راستوں کی مکمل ناکہ بندی کر دی گئی۔

ان تمام خبروں کے نتیجے میں یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ رائل انڈین آرمی شیخ اسامہؒ کی شہادت میں امریکہ کے ساتھ برابر شریک ہے۔اس کے خفیہ ادارے اور اس کا پورا نظام صلیب کی خدمت گاری میں استعمال ہو رہا ہے اور شیخ اسامہؒ کی شہادت صلیب کی اسی خدمت گاری کی اعلیٰ ترین مثال ہے۔اب پاکستانی فوج جو مرضی کہتی رہے اور خود کو '' صاف اور پوّتر'' ثابت کرنے کے لیے جتنے مرضی جتن کر لے لیکن مجاہدین کی نظر میں یہ ایک مجرم گروہ،خائنین کا جتھہ،مسلمانوں کے قاتلوں اور صلیب کے پجاریوں کا اکھ ہے......

لہٰذا کسی بھی صورت میں اس کے جرائم سے صرف نظر کرنا ممکن نہیں اور ہر ممکن طریقہ سے اہلِ صلیب، یہود و نصاریٰ اور ان کے معاونین کو ہدف بنانے اور شدید سے شدید ضربیں لگانے کا سلسلہ جاری رہے گا تاکہ ظالم، جابر،اللہ کے باغی اور امت مسلمہ کے غدار و خائن اپنے انجام کو پہنچیں۔

☆☆☆☆☆

بقیہ:اے شیخؒ !میرے ماں باپ آپ پر قربان!!!

اب امت بجا طور فخر کرنے کے قابل ہوئی ہے۔اب وقت آگیا ہے کہ امت تمام فقہی و علمی اور گروہی اختلافات بھلا کر ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو،دنیا کی معمولی آسائشوں کو چھوڑ کر ہجرت و جہاد کے اس مشن پر کاربند ہو اور سب مل کر کفار کی قائم کردہ دیواروں کو گرا کر اسلام کی عظمتِ رفتہ خلافتِ اسلامیہ کا پھر سے احیا کریں۔یہی وقت کی پکار ہے،یہی اسامہ بن لادن شہیدؒ کا راستہ ہے اور یہی وقت کا اہم فریضہ ہے اور یہی ہم پر فرضِ عین ہے۔اگر ہم نے اس اہم فریضہ کو ادا کر دیا تو کامیابی ہمارے قدم چومے گی اور ہم آخرت میں سرخرو ہوں گے۔ان شاءاللہ۔

اے شیخؒ !میرے ماں باپ آپ پر قربان!!!

☆☆☆☆☆

علمائے کرام کا شیخؒ کو خراجِ تحسین

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتھم العالیہ

"شیخ اسامہ کفر کے سامنے امت مسلمہ کے لیے ڈھال تھے، ہر ایمان والا دل اسامہ کی محبت سے سرشار ہے۔ اُن کے جانے سے تمام مومنین کے دل دکھی ہیں، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اُن کی جہاد کے لیے کی گئی خدمات کو شرفِ قبولیت بخشے اور اُن کو اپنے مقرب بندوں میں شامل فرمائے اور امت کو اُن کا بہترنعم البدل عطا فرمائے، آمین"۔

حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ المدنی صاحب دامت برکاتھم العالیہ:

"شیخ اسامہ بن لادن تاریخ اسلام میں عبقری شخصیت تھی، یہ مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانی فضاؤں میں پیدا ہوئے، بلدۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم مہبط الوحی، دارالہجرت اور بالخصوص مسجد نبوی شریف میں اُن کی علمی تربیت ہوئی۔ یہ ایک بہت بڑے متمول گھرانے کے فرد تھے، بن لادن کمپنی سعودی عرب کی کمپنیوں میں کھرب پتی کمپنی ہے۔ افغانستان کے جہاد میں شیخ اسامہ بن لادنؒ جوانی میں شریک ہوئے، جب روس کے خلاف مجاہدینِ افغانستان برسرپیکار تھے۔ انہوں نے جلال آباد، تورہ بورہ، پاڑہ چنار، ژاور اور دیگر متعدد پہاڑوں میں ٹریکٹروں سے راستے بنائے اور تمام عرب نوجوانوں میں جہاد کے مشاعر واحساسات پیدا کیے۔ یہ جب روس کے خلاف جہاد میں شریک تھے تو یہ دنیا کی نظر میں بھی مجاہد تھے، جب مدینہ منورہ آتے تو اہلِ مدینہ اُن کو جہادی تقریر کی دعوت دیا کرتے۔ اُن کی جہادی تقاریر سے سیکڑوں نوجوان جہادِ افغانستان میں شامل ہوئے۔ جب امریکہ نے افغانستان پر کیمیاوی بموں سے حملہ کیا اور افغانستان پر آگ برسانے لگا تو پھر شیخ اسامہ بن لادنؒ "دہشت گرد" ہوگئے، شیخ اسامہ بن لادنؒ اونچے درجے کے فی البدیہہ قادرالکلام شاعر تھے، قرآن وحدیث کے علوم سے مالا مال تھے"

شیخ الحدیث حضرت مولانا نورالہدیٰ صاحب مدظلہ العالی، کراچی:

"شیخؒ اس دور کے عظیم مجاہد تھے، اُنہوں نے امریکہ کے خلاف زبردست جنگ لڑی، وہ اپنا کام مکمل کرچکے تھے۔ امریکہ افغانستان میں شکست کھا چکا ہے، شیخؒ کی شہادت سے امریکہ کو کسی قسم کی فتح نہیں ہوئی۔ ہمیں شیخؒ کی شہادت پر کوئی غم بھی نہیں بلکہ شہادت تو ایک اعزاز ہے جو شیخؒ کو ملا ہے، خوشی اس بات کی ہے کہ وہ امریکیوں کے ہاتھوں گرفتار نہیں ہوئے بلکہ اُنہوں نے اُن سے لڑتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں"۔

مفتی داؤد صاحب مدظلہ العالی، جامعہ اشرفیہ لاہور

"شیخ رحمہ اللہ ایک مجاہد تھے، ایک مجاہد کی زندگی گزاری اور ایک مجاہد کا جو مقصد ہوتا ہے یعنی شہادت، اُس مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ اور ہمیں خوشی ہے کہ اللہ نے اُن کو قبول کرلیا، باقی رہا کافر تو وہ اس بات کو کیا سمجھے کہ کامیابی کس چیز میں ہے..... مسلمان دکھ نہیں کرتا بدلہ لیتا ہے..... کفار نے ہمارے مجاہد کو شہید کیا، ہم اس کا بدلہ لیں گے، شیعہ کی طرح سوگ نہیں منائیں گے، اپنے آپ کو بدلو اور جس طرح بھی ہوسکے جہاد میں حصہ ڈالو۔ امام انور العولقی کی کتاب جہاد میں شمولیت کے ۴۴ طریقے پڑھو اور جیسے ممکن ہوسکے اس میں حصہ ڈالو۔ بالکل اُس خاتون کی طرح جو اپنے بال کاٹ کاٹ کر رسی بناتی رہی کہ کسی مجاہد کے گھوڑے کے لیے کام آئے کیوں کہ اُس کے پاس اور کچھ نہ تھا جس سے وہ جہاد میں حصہ ڈال سکے۔ اپنے آپ کو اس قافلے کا حصہ بناؤ اور جو فکر شیخ رحمہ اللہ چھوڑ گئے ہیں اُس منہج کو لے کر آگے بڑھو اور غلبہ اسلام کی فکر کو اپنی زندگی کا مقصد اور فکر بناؤ اور اس فکر کو عام کرو"۔

مولانا عبدالمالک صاحب، مرکز علوم اسلامیہ لاہور

"وہ اسلام کے ایک مجاہد تھے اور وقتِ حاضر میں ایک ایسا شخص جس نے اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کردیا اور اپنی جان تک اللہ کی راہ میں قربان کردی جس کی مثال نہیں ملتی۔ اگر حقیقی معنوں میں دیکھا جائے تو شیخ جیسی شخصیت کے قابلِ تقلید ہونے میں کوئی شک نہیں۔ بلکہ شیخ نے وقتِ حاضر میں ایک ایسی مثال قائم کی جس سے نا صرف جہاد کی سنت زندہ ہوئی بلکہ عالم اسلام میں ایک ایسی مثال قائم ہوئی جس نے لوگوں کے دلوں میں اسلام کی عزت اور کافروں پر ہیبت کے ایک نئے دور کا آغاز کیا۔ کافر اپنی برتری اور مسلم علاقوں پر اپنا تسلط قائم کرنا چاہتا ہے۔ شیخ رحمہ اللہ کی شہادت سے وہ لوگوں کو دکھانا چاہتا ہے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوگیا اور اُسے روکنے والا کوئی نہیں اور وہ جو چاہے کرسکتا ہے۔ لیکن اِس سے اُس کی کمزوری کا اندازہ ہوتا ہے کہ صرف ایک شخص سے وہ کتنا خائف تھا اور اُس کی خوشیاں اُس کی لاچاری کو ظاہر کرتی ہیں۔ شیخ رحمہ اللہ کی شخصیت یہ سبق دیتی ہے کہ اپنا سب کچھ اس دین کے غلبے کے لیے خرچ کردیں۔ اپنے آپ کو اس مقصد کے لیے تیار کریں، دشمن کو تمام مسلم علاقوں سے نکالنے کے لیے کوشش کریں اور تمام اسلامی سرزمینوں میں اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا نظام نافذ کرنے کے لیے جدوجہد کریں اور اپنے آپ کو اس تحریک کا حصہ بنائیں"۔

مفتی ابومحمد امین اللہ پشاوری صاحب حفظہ اللہ

"شیخ اسامہ رحمہ اللہ امت مسلمہ کا دھڑکتا ہوا دل تھا، انہوں نے دنیا بھر کے طواغیت کو للکارا اور خالص توحید پر عمل کرکے دکھایا۔ انہوں نے امت مسلمہ کو جہاد کے ذریعے عروج کے راستے سے روشناس کیا، آپ نے امریکہ کے خلاف ایسے وقت میں اعلان جہاد کیا جب پوری دنیا اُس کے رعب اور ہیبت سے کانپ رہی تھی..... لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے اس بندے کو فراعینِ وقت کے سامنے سنتِ موسوی ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ اُن پر رحم فرمائے اور اُن کے درجات بلند فرمائے"۔

مولانا مفتی اسماعیل طورو مدظلہ العالی، جامعہ اسلامیہ راولپنڈی:

"آج پوری دنیائے کفر امریکہ و یورپ شیخ اسامہؒ کی شہادت پر خوشیاں منا رہی ہے۔ اسرائیل میں مٹھائیاں تقسیم کی جارہی ہیں۔ پوری دنیائے کفر کا شیخ اسامہؒ کی شہادت پر خوشیاں منانا شیخ کے حق کی راہ میں شہید ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ ہمارے حکمران اگر کفار کی خوشیوں میں شریک ہیں تو وہ کفر کے ساتھی ہیں کیوں کہ مسلمان کبھی کافر کی خوشی میں شریک نہیں ہوتا"۔

☆☆☆☆☆

شیر کی موت پر ہمیشہ کتے رقص کرتے ہیں

حضرت مفتی حمید اللہ جان صاحب دامت برکاتھم العالیہ

میرے بھائیو! ہر چیز کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے، ہمارے پاس جو کچھ بھی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی امانت ہے...... یہ بدن بھی امانت ہے، یہ دولت بھی امانت ہے، یہ مکان بھی امانت ہے، زمین بھی امانت ہے، یہ اولاد بھی امانت ہے...... جب چاہے وہ لے لیتے ہیں، جب تک چاہیں تو آپ کے پاس رہنے دیتے ہیں۔ آپ کا پیارا بیٹا...... جب اُن کا حکم آجاتا ہے کہ میں نے اس کو لینا ہے......تو منٹوں سیکنڈوں میں ...... کہتے ہیں ایکسیڈنٹ ہوگیا......فلاں وجہ بنی اور فلاں وجہ بنی......وہ لے لیتے ہیں، اُن کی امانت ہے، انہوں نے اپنی امانت کو لے لیا۔ اسی وجہ سے جب مصیبت آجاتی ہے تو کون سا کلمہ پڑھنا چاہیے؟ انا للہ وانا الیہ راجعون کہ ہم بھی اللہ کے ہیں اور ہم بھی اللہ کی طرف جانے والے ہیں...... ہماری جان بھی ہماری نہیں، ہماری اولاد بھی ہماری نہیں، ہمارا مال بھی ہمارا نہیں...... یہ ہم غلط فہمی میں ہیں کہ ہم کہتے ہیں یہ میرا ہے، یہ میرا ہے، یہ میرا ہے...... جب تک اللہ چاہے تمہارے پاس...... جب چاہے لے لے......

وہ شخص خوش قسمت ہے، جس نے اپنی جان کو قیمتی بنایا، اللہ کے دین پہ لگایا......وہ شخص قیمتی ہے، جس نے اپنے مال کو قیمتی بنایا، دین پہ لگایا......وہ شخص خوش قسمت ہے، جس نے اپنی اولاد کو دین پہ لگایا...... یہ سب امانت ہے......خوش قسمت وہ ہے، جس نے دین پہ لگایا......وہ قیمتی ہوگیا......مرنا تو ہر ایک نے ہے......لیکن جو زندگی دین میں لگا کے اپنی جان دے دے تو وہ کامیاب ہے...... چاہے اُسے اپنی چارپائی پر موت آئے مگر درد اور جذبہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا ہو۔ جب جا رہے تھے تو پورا بدن چور چور تھا زخموں سے، ایک جگہ بھی بدن میں ایسی نہیں تھی جہاں زخم نہ آیا ہو......ساری زندگی جہاد میں گزاری...... ساری زندگی کمانڈر رہے تھے...... جب فوت ہو رہے تھے تو آنسو بہا رہے تھے کہ افسوس کہ میری سانس آج بستر پر نکل رہی ہے......مرنا تو ہر ایک نے ہے......لیکن خوش نصیب تو وہ ہوتا ہے جو دین کے لیے جان دے دے......اور بے دین لوگ ہمیشہ دین داروں کی مخالفت کرتے ہیں......مگر

؎ عرفی تو مے اندیش زغوغائے رقیباں
آواز سگاں کم نہ کند رزق گدارا

عرفی شاعر نے کہا تو پریشان نہ ہو رقیبوں کے شور و غوغا سے، کتوں کا بھونکنا ’ گدا کے رزق میں کوئی فرق نہیں لاسکتا......اُن کو اپنا رزق ملتا ہے

جو اللہ کے لیے محنت کرتا ہے، وہ کامیاب ہوتا ہے...... چاہے وہ خالد ابن ولید رضی اللہ عنہ کی طرح اپنی چارپائی پر جان دے......اور چاہے وہ حضرت حنظلہ اور حضرت جعفر طیار رضوان اللہ علیہما کی طرح میدان جہاد میں شہید ہو......

یادرکھو! شیر کی موت پر ہمیشہ کتے رقص کرتے ہیں......اسامہ کی موت پر کافر رقص کر رہے ہیں تو شیر کی موت پر ہمیشہ کتے رقص کرتے ہیں......کتے خوشی مناتے ہیں...... اللہ والوں کے مخالف ہمیشہ ہوتے ہیں......

اللہ تعالیٰ ہم سب کو جذبہ نصیب فرمادے......جذبۂ جہاد......جب تک امت مسلمہ کے اندر جہاد زندہ ہوگا......مسلمان باقی رہے گا...... جب بھی مسلمان سے جذبہ جہاد ختم ہوجائے گا......یادرکھنا! احادیث، اس پر گواہ ہیں اور احادیث اس پر شاہد ہیں کہ مسلمان ذلیل وخوار ہوں گے......اور اللہ کے فضل و کرم سے مجاہدین کے خون کی برکت سے......اللہ اُن شہدا کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے...... یہ جذبہ پوری امت میں بیدار ہو رہا ہے...... اگر کوئی جہاد کے راستے پر نہیں چل سکتا......کمزور ہے......تو کم از کم اُن کے لیے دعا تو ضرور کرو......

جب روسی فوجیں افغانستان میں موجود تھیں، اُس زمانے میں بندہ کو بھی جانے کی توفیق نصیب ہوئی......۱۹۸۸ء میں......تو اُس وقت جب میں وہاں چلا گیا......وہاں کی کیفیات اور ہوتی ہیں، یہاں کی کیفیات اور ہوتی ہیں...... جب وہاں چلا گیا......وہاں زیادہ وقت بھی نہیں لگایا......لیکن جب واپس آیا تو میرا ذہن یہ بنا کہ جو عالم مجاہد نہیں ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح جانشین نہیں ہے...... کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس سالہ مدنی زندگی کے اندر ۲۷ غزوات میں شرکت کی اور ۷۰ سرایا روانہ فرمائے......دس سالہ زندگی کے اندر ۲۷ غزوات اور ۷۰ سرایا......اور یہ بھی یاد رکھو کہ یہ شرائط کہ امیر ہے، فلاں ہے، فلاں ہے...... یہ جارحانہ جہاد کے لیے ہے......کہ جب تم حملہ آور ہو......لیکن اگر دشمن تمہارے گھر آئے......اُس کو نفیر عام کہتے ہیں......اُس کے لیے کوئی شرط نہیں......اپنے دشمن کو اپنے گھر سے بھگانا ہے......اُس کے لیے کوئی شرط نہیں ہے......نفیر عام کے لیے کوئی شرط نہیں ہے......اگر شرط ہے تو جارحانہ جہاد کے لیے ہے...... مدافعانہ جہاد کے لیے کوئی شرط نہیں ہے......اللہ تعالیٰ ہم سب کو سمجھ عطا فرمائے، آمین

☆☆☆☆☆

’’اس وقت بے شک اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امریکہ کے خاتمے کی الٹی گنتی شروع ہوچکی ہے اور اس کی معیشت مسلسل زوال پذیر ہے۔ تاہم ابھی گیارہ ستمبر جیسی مزید کارروائیوں کی ضرورت ہے۔ نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ امریکہ کے لیے معاشی اعتبار سے اہمیت کے اہداف تلاش کریں اور دشمن کو اس کے اپنے گھر میں نشانہ بنائیں‘‘۔

(شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ)

ہلاک وہ ہوا جو اسامہ کو ہلاک کہے

حضرت مولانا قاضی مشتاق صاحب دامت برکاتھم العالیہ
جامعہ فاروقیہ راولپنڈی

میرے نبی، امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سرزمین عرب سے، عربی النسل...... شیخ اسامہ بن لادن...... میری زبان پہ نہیں آرہا کہ میں اُن کو رحمہ اللہ علیہ کہوں...... میں نے پہلے بھی عرض کیا کہ وہ چلے گئے ہیں تو اس دین کی بقا اسامہ کے ساتھ نہیں ہے...... اس دین کا دوام اسامہ کے ساتھ نہیں ہے...... اس جہاد کا دوام اسامہ کے ساتھ نہیں ہے...... امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ۱۴ سو سال پہلے سے اعلان ہے **الجهاد ماض الی یوم القیامة** ''قیامت کی صبح تک اللہ اس جہاد کو دنیا میں باقی رکھے گا''۔ کوئی مائی کا لعل ہو، ظالم ہو، عادل ہو...... کوئی بھی آجائے...... کوئی انسان بھی جہاد کے اس راستے کو دنیا سے مسدود نہیں کر سکتا...... روک نہیں سکتا...... میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر ہے...... صادق و مصدوق کی خبر ہے...... میں قسم کھا کر کہتا ہوں...... کل کائنات' امریکہ کی طاقت کیوں نہ بن جائے...... تمام دنیا کے زیروزبر پر کنٹرول کیوں نہ ہو جائے...... رب کعبہ کی قسم پھر بھی میرے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سچا رہے گا...... کوئی مائی کا لعل میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو نہ تبدیل کر سکا ہے نہ قیامت تک کوئی کر سکے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ''میری امت کا ایک گروہ، طبقہ ایسا باقی رہے گا، جو قیامت کے دن تک اس دین کی حفاظت پر، دین کے جہاد پر چلتا رہے گا، نہ کسی ظالم کا جور اُس کو روک سکے گا، نہ کسی عادل کا عدل اُس کے کام کو روک سکے گا''۔ قیامت تک ایک طبقہ بھی رہے گا اور جہاد بھی رہے گا! میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ''گھوڑے کی پیشانی میں اللہ نے خیر رکھی ہے اور قیامت تک اللہ نے اس گھوڑے کی پیشانی میں خیر رکھی ہے''۔ اور علما نے لکھا کہ گھوڑے کی پیشانی میں خیر سے مراد وہ گھوڑا ہے، جو جہاد کے لیے استعمال ہوتا ہے، قیامت کی صبح تک گویا گھوڑا بھی زندہ رہے گا، اللہ نے اس کی پیشانی میں خیر رکھی ہے...... قیامت کی صبح بھی آئے گی اور گھوڑا ابھی قیامت تک باقی رہے گا...... پتہ چلا کہ جہاد میں استعمال ہونے والا گھوڑا باقی رہے گا...... تو جہاد بھی قیامت تک باقی رہے گا۔

اسامہ کے جانے سے نہ جہاد رکے گا، اسامہ کے جانے سے نہ مساجد نہ مدارس نہ تبلیغ نہ دین...... یہ بند ہوگا...... اسامہ کے ساتھ دین کی بقا نہیں تھی...... دین کی حفاظت میرے بھائیو!...... دین کی بقا کو اللہ نے علما کے ساتھ، دین کی بقا کو اللہ نے حفاظ کے ساتھ، دین کی بقا کو اللہ کریم نے مجاہدین کے ساتھ نہیں...... اعلان فرمایا ہے قرآن میں...... **إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (الحجر : ۹)** ''ہم نے اس قرآن کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے''...... قرآن نام ہے دین کا...... ذکر نام ہے دین کا...... قرآن نام ہے شریعت کا...... رب ذوالجلال نے وعدہ کیا ہے کہ اس کی حفاظت ہم کر رہے ہیں اور قیامت تک کریں گے...... صرف اگلی بات یہ ہے کہ دین کی حفاظت کے لیے میں نے اور آپ نے جو خود کو پیش کرنا ہے...... وہ میری اور آپ کی سعادت ہے ورنہ دین کی بقا میرے اور آپ کے اوپر منحصر نہیں...... اسامہ کے اوپر منحصر نہیں...... مجاہدین کے اوپر منحصر نہیں...... کسی پر بھی منحصر نہیں ہے...... دین باقی رہے گا۔ لیکن موجودہ حالات کے تناظر میں...... شیخ اسامہ شہید ہو گئے ہیں...... اللہ اُن کے درجات مزید بلند فرمائے...... یہ اسامہ ہے...... جس نے اپنی شہزادگی کی زندگی کو چھوڑ کر...... کروڑوں، اربوں، کھربوں کی دولت کو چھوڑ کر...... پہاڑوں اور غاروں کی زندگی کو اختیار کیا...... مجاہدین جو صرف اللہ کے سامنے جھکنا جانتے ہیں...... کسی عالمی کفریہ طاقت کے سامنے اُن کا سر نہیں جھک سکتا...... اُنہوں نے جب امریکہ کی بدمعاشی کو دیکھا تو انہوں نے امریکہ کو اپنا ہدف بنایا...... کہ ہم کسی عالمی کفر کے دباؤ میں نہیں آئیں گے...... ہم قرآن، سنت اور جہاد کو نہیں چھوڑیں گے...... ہم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کو کسی حال میں نہیں چھوڑیں گے...... ہم دنیا کے کسی انسان کی غلامی میں نہیں آئیں گے...... تو امریکہ نے اُن کو دہشت گرد اور نامعلوم کیا کیا نام دیے...... پھر ہمارے حکمرانوں کی زبانوں پہ بھی وہی انتہا پسندی، دہشت گردی اور رجعت پسندی کے الفاظ آگئے...... آج یہی حکمران عالم اسلام کے مجاہدین کے سردار کی شہادت پر لفظ 'ہلاکت' استعمال کر رہے ہیں...... اسامہ بن لادن ہلاک ہو گیا...... رب کعبہ کی قسم! ہلاک وہ ہوا جس نے کسی شہید کو ہلاک کہا...... ہلاک وہ ہوا جس نے کسی اللہ کے بندے کو ہلاک کہا...... ہلاک وہ ہوا جس نے اللہ کے بندوں کے خلاف زبان درازی اختیار کی......

اگر ہم کہیں کہ اسامہ بن لادن ہلاک ہو گیا تو کیا سید الشہداء حضرت حمزہ رضی

> **اسامہ اللہ کا دوست ہے...... اسامہ اللہ کا ولی ہے...... اسامہ وقت کا مجاہد ہے...... اگر اسامہ شہادت سے سرفراز ہوا...... اس صدی کا شہیدِ اعظم ہے...... اگر اسامہ دنیا سے گیا ہے...... عزت کے ساتھ گیا ہے...... ولایت کے درجے پہ فائز ہو کے گیا ہے...... میرے پیغمبر کا اعلان ہے...... حدیث قدسی ہے...... اللہ کریم فرماتے ہیں...... من عاد لی ولیا فقد آذنته بالحرب...... جس نے میرے دوست کے ساتھ دشمنی رکھی...... میرا اُس کے ساتھ اعلان جنگ ہے......**

اللہ عنہ،عم رسول اللہ،میدان احد میں جن کا سینہ چیر دیا گیا......جن کا کلیجہ نکال دیا گیا......جن کے ہونٹ، ناک، کان کاٹ دیے گئے......کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ حمزہؓ میدان احد میں ہلاک ہوگئے تھے؟ کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ مصعب ابن عمیرؓ میدان احد میں ہلاک ہوگئے تھے......کیا عبداللہ ابن جحشؓ کے بارے میں کہہ سکتے ہیں کہ وہ حضرت حمزہؓ کے پہلو میں میدان احد میں لیٹے ہوئے ہیں......کہ وہ ہلاک ہوگئے تھے......کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ انبیاء جو دشمن کے آرے کے نیچے چیرے گئے......رب کے پیغمبر تھے......ہم کہہ سکتے ہیں کہ دشمن کے ہاتھوں سے وہ ہلاک ہوگئے؟......وہ ناکام ہوگئے......کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ میدانِ کرب و بلا میں حضرت حسین نواسۂ رسول اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہلاک ہوگئے؟......حاشا وکلا......یہ مذاق نہیں......جن کے بارے میں میرے رب ذوالجلال نے قرآن میں فرمایا ہے وَلاَ تَقُولُواْ لِمَنْ يُقْتَلُ فِيْ سَبيْلِ اللّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاء وَلَكِن لاَّ تَشْعُرُونَ (البقرة: ۱۵۴)......اوباما مرے، ہلاک ہو......بش مرے، ہلاک ہو......زرداری مرے، ہلاک ہو......گیلانی مرے، ہلاک ہو......لیکن رب کعبہ کی قسم! جو دین حق کے راستے میں جنگ کرتے ہوئے جان دے......میرا رب گواہی دیتا ہے......میرا رب کہتا ہے......ہمارا قرآن کہتا ہے......ہمیں اوباما کی گواہی کی ضرورت نہیں......آج ہمارے حکمران بھی کہتے ہیں ''ہمیں فتح عظیم مل گئی''۔اس ذلت عظیم کو تم فتح عظیم کہتے ہو!!!......

اسامہ اگر چلا گیا......تو وہ جھپ کے نہیں گیا......وہ پیشانی ٹیک کے نہیں گیا......وہ معافی مانگ کے نہیں گیا......وہ لجاجت کر کے نہیں گیا......وہ ذلت و رسوائی سے نہیں گیا......جس طمطراق سے وہ میدانِ جہاد میں آیا تھا......اُسی انداز سے تاجِ شہادت اپنے سر پر سجا کر اپنے رب سے ملاقات کے لیے چلا گیا......اور ایسا گیا، وہ مرا نہیں ہے......میرے رب سے اُسی کے بارے میں فرمایاوَلاَ تَقُولُواْ لِمَنْ يُقْتَلُ فِيْ سَبيْلِ اللّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاء وَلَكِن لاَّ تَشْعُرُونَ (البقرة: ۱۵۴)......اے دنیا والو! خبردار! مت کہنا، جو میرے راستے کا مقتول ہے، میرے راستے میں قتل ہوا ہے کہ وہ مر گیا ہے، اُس کو مردہ نہ کہنا، وہ زندہ ہے لیکن تمہیں اُس کی زندگی کا پتہ نہیں......رب کعبہ کی قسم! اسامہ شہید ہوگیا......میں قسم کھا کے کہتا ہوں......اسامہ پھر بھی زندہ ہے......وہ فوجیں جنھوں نے کہا اسامہ ہلاک ہوگیا......اس بات کو بھی غور سے سنیں......رب ذوالجلال نے قرآن میں، حدیث میں......دو باتوں پہ اپنی لڑائی کا اعلان فرمایا ہے......کہ جو یہ جرم کرے گا، میرا اُس کے ساتھ اعلان جنگ ہے......تمام گناہ جو انسانی زندگی میں پائے جاتے ہیں......اُن تمام گناہوں میں دو گناہ ایسے ہیں، جن کے بارے میں رب ذوالجلال نے فرمایا اگر یہ بستی کے رہنے والے ان گناہوں سے باز نہ آئے تو میں اُن کے لیے اعلان جنگ کرتا ہوں......ایک گناہ سود کا ہے......جب سود کھانے والے سود سے باز نہیں آئیں گے......اللہ کریم فرماتے ہیں......میرے اور میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ لڑائی کے لیے تیار ہو جائیں......دوسرا گناہ ہے، بخاری شریف میں آتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں من عاد لی ولیا فقد آذنته بالحرب......جس نے میرے دوست کے ساتھ دشمنی کی، جس نے میرے دوست کے ساتھ بغض رکھا، جس نے میرے دوست کے ساتھ لڑائی کی......میں رب اعلان کرتا ہوں...... جو میرے دوست کا دشمن بن کے آئے گا......میں اپنے دوست کی طرف داری میں آ کے اُس کے ساتھ اعلانِ جنگ کرتا ہوں......اسامہ اللہ کا دوست ہے......اسامہ اللہ کا ولی ہے......اسامہ وقت کا مجاہد ہے......اسامہ شہادت سے سرفراز ہوا ہے......اس صدی کا شہیدِ اعظم ہے......اسامہ دنیا سے گیا ہے......تو عزت کے ساتھ گیا ہے......ولایت کے درجے پہ فائز ہو کے گیا ہے......میرے پیغمبر کا اعلان ہے......حدیث قدسی ہے......اللہ کریم فرماتے ہیں......من عاد لی ولیا فقد آذنته بالحرب......جس نے میرے دوست کے ساتھ دشمنی رکھی......میرا اُس کے ساتھ اعلان جنگ ہے...... پاکستان والو! رعایا والو! حکمرانو! مقتدر قوتو! تم امریکہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے......تم امریکہ کے کسی حکم نامے کے سامنے اعتراض نہیں اٹھا سکتے......تم امریکہ کی کسی بات نہیں ٹال سکتے......رب کعبہ کی قسم! امریکہ کی قوت کوئی قوت نہیں ہے......میرا رب فرماتا ہے......تم نے میرے ولی کے ساتھ دشمنی رکھی ہے...... اب میرا تمہارے ساتھ اعلانِ جنگ ہے...... ہے کوئی پاکستان کی مقتدر قوت...... ہے کوئی پاکستان کی ایٹمی قوت......جو رب ذوالجلال کے اس جنگ کے چیلنج کو قبول کرے؟......اور یہ کہے کہ ہم رب کا مقابلہ کریں گے......تم اعلان بھی کر دو پہلے فرعونوں کا جو حشر ہوا......وہی تمہارا بھی ہوگا......یہ بخاری شریف کی روایت ہے......حدیث قدسی ہے......اب سوچو! پاکستان کا انجام کیا ہوگا......اب سوچو! اس دھرتی کا انجام کیا ہوگا......سوچو! تم نے غداری کی ہوگی، تم نے اسامہ کا پتہ دیا ہوگا......تمہارے بیانات متضاد ہیں......کہ جناب ہماری انٹیلی جنس رپورٹ کے مطابق امریکہ نے کارروائی کی ہے......کبھی کہتے ہیں کہ ہمیں کسی قسم کی کوئی اطلاع ہی نہیں ہے......دونوں حالتوں میں تمہاری حالت بے غیرتی کی ہے......

اسامہ زندہ ہے......ہم اللہ کے بندے ہیں......امریکہ کے بندے نہیں ہیں......دنیا کے کسی انسان کے بندے نہیں ہیں......ہمیں فخر ہے......اسامہ کی جرأت پہ فخر ہے......اسامہ کی غیرت پہ فخر ہے......اسامہ کی شجاعت پہ فخر ہے......اسامہ کے مقابلے پہ فخر ہے......جان دی دی ہوئی اُسی کی تھی......حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا......کس راستے سے گیا ہے اسامہ؟......یہ راستہ کونسا ہے؟......معمولی راستہ نہیں ہے......امام الانبیاء ہیں...... نبیوں میں افضل ہیں فرشتوں میں افضل ہیں......زمینوں میں افضل ہیں......آسمانوں میں افضل ہیں......رب کعبہ کی قسم! میرا محمد صلی اللہ علیہ وسلم قسم کھا کے کہتا ہے......اُس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے میں چاہتا ہوں کہ میں اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں......ہماری بھی یہی چاہت ہے......شیخ اسامہ کی بھی یہی چاہت تھی......ہم اسامہ کو شہادت پر مبارک باد پیش کرتے ہیں......

☆☆☆☆☆

اسامہؓ اسلام سے تھا، اسامہؓ سے اسلام نہیں تھا

مولانا محمد ابراہیم صاحب مدظلہ العالی
حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتھم العالیہ کے پوتے

اسلام کا معیار اللہ تعالیٰ نے کسی شخصیت پر نہیں رکھا، اسلام کا معیار اس چیز پر نہیں تھا کہ اسامہ زندہ تھا تو اسلام چلتا.....آج اسامہ اگر دنیا کے اندر نہیں ہے تو اسلام مٹ جائے گا..... یہ کفر کی غلط فہمی ہے.....اسامہ اسلام سے تھا، اسامہ سے اسلام نہیں تھا..... جب اسامہ سے اسلام نہیں تھا بلکہ اسلام سے شیخ اسامہ تھے۔ آج اگر اُن کو دنیا جانتی ہے تو اسلام کی وجہ سے جانتی ہے اور آج اگر اُن سے مسلمان محبت کرتے ہیں تو اسلام کی وجہ سے کرتے ہیں۔ آج اُن (کفار) کو جلن یہ ہے کہ مسلمان ہم سے کیوں نہیں محبت کرتے..... آج مسلم خطوں کے حکمرانوں کو یہ جلن ہے کہ مسلمان ہم سے کیوں نہیں محبت کرتے..... تم اسلام کے اوپر آجاؤ، آج پاکستان کے ۱۸ کروڑ عوام تم سے محبت کرنے لگیں گے۔ آج کیوں لوگ گالیاں دیتے ہیں؟ لیکن حیا مرگئی.....حدیث پاک میں آتا ہے "جب تیری حیا مرجائے تو تیرا جو جی چاہے تو کر گزر"۔

آج پاکستان کے اندر آکر ایک مسلمان کو مار کر چلے گئے..... آج پوچھنے والا کوئی نہیں ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام..... امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک صحابیٔ رسول تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے..... جب غیرت ہو انسان کے اندر تو پھر غیرت ایسا کام دکھاتی ہے..... یہ صحابیٔ رسول گئے مکہ شریف اور ایک سردارِ مکہ کے مہمان بنے۔ جب مہمان بنے تو اُس نے دیکھا میزبان نے کہ ایک دن یہ دوپہر کو طواف کر کے آرہے ہیں۔ اس نے پوچھا آپ کہاں سے آرہے ہیں..... کہا طواف کرنے کے لیے گیا تھا، اللہ کے گھر کا طواف کر کے آرہا ہوں..... کہا کیا آپ نے اپنا مذہب چھوڑ دیا..... کہا ہاں میں نے اپنا مذہب چھوڑ دیا..... کہا اس کا مطلب کہ اگر ہم اہلِ مکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حملہ کریں گے تو آپ میرے آمنے سامنے کھڑے ہوں گے؟ اُنہوں نے کہا بالکل۔ اُس نے کہا میں تو ایسا نہیں ہونے دوں گا۔ کہا کیوں؟ جواب دیا میرے اور آپ کے درمیان آج کل مفاہمت ہوتی ہے اس پر کہ اگر آپ کو کوئی کافر قتل کرنے آئے گا تو میں اپنی طرف سے لڑنے کے لیے آؤں گا اور اگر میرے اوپر حملہ ہوگا، کوئی مسلمان حملہ آور ہوگا تو آپ میری طرف سے دفاع کریں گے۔ انہوں نے فرمایا چلو ٹھیک ہے..... جب احد کا میدان سجا، جب یہ کافر میدان میں آیا تو اس کے اوپر مسلمانوں نے حملہ کیا..... یہ صحابیؓ آکر اُس کے اوپر لیٹ گئے..... صحابہ نے فرمایا یہ کافر ہے..... فرمایا نہیں، اس کا اور میرا وعدہ ہو چکا ہے۔ صحابہؓ نے کھینچا، ہٹایا، یہاں تک کہ زبردستی جدا کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد میں سمجھایا کہ اس طرح امان کا وعدہ مناسب نہیں..... پھر اُنہیں الگ کیا اور الگ کر کے اُس کافر کو قتل کیا..... لیکن اُنکی غیرت وحمیت کیا تھی..... اگر ایک دفعہ کہہ دیا کہ امن ہے..... پھر اپنی جان کیوں نہ دینی پڑے امان دیتے تھے.....اور آج..... امن کا نام لے کے دنیا کو بے وقوف بنایا جارہا ہے.....اسلامی نظام.....اسی کے اندر امن ہے..... آج مسلمان کہتا ہے کہ ہماری جان محفوظ نہیں ہے، ہمارا مال محفوظ نہیں ہے، کیوں محفوظ نہیں ہے؟ ہم نے اُس نظام کو ہی نہیں لیا جس میں امن تھا..... کس نظام میں امن ہے؟ اسلام سے بڑھ کر امن کسی نظام کے اندر نہیں ہے۔ جتنا امن اللہ تعالیٰ نے اسلام کے اندر رکھا ہے اتنا امن اللہ تعالیٰ نے کسی دین میں رکھا ہی نہیں ہے۔ آج مسلمان نفرت کر رہا ہے دینِ اسلام سے..... کہتا ہے مولانا! کونسا اسلام؟ طالبان والا اسلام؟ نعوذ باللہ طالبان پہلے نازل ہوئے اسلام بعد میں آیا.....!!! ارے طالبان کیا چیز ہیں..... طالبان کی پہچان اسلام سے ہوئی ورنہ وہاں بھی زمانۂ جاہلیّت سے پہلے والی رسومات تھیں..... جب روس سے آزادی ہوئی، مسلمانوں نے روس کو شکست دی، روس کا لوہا پگھلا دیا..... حالانکہ روسی یہود ونصاریٰ کی طرح بہانے کر کے بھاگنے والے نہیں تھے.....

آج لوگ کہتے ہیں کہ مسلمان دہشت گرد ہیں..... ارے اسلام نے تو جو امن کا پیغام دیا ہے وہ اور کوئی دے ہی نہیں سکتا..... اس کی واضح مثال افغانستان ہے..... کہ جب روسی فوجیں نکل گئیں تو سکون اور چین حاصل نہیں ہوا..... بلکہ اقتدار کی جنگ شروع ہوئی..... مسلمان آپس میں لڑنے لگے اور قتل وغارت ایسی شروع نہیں ہوئی..... یہ حالت ہو گئی تھی کہ جب لوگ افغانستان جاتے تو بارڈر پر ہی اپنی گھڑیاں اپنے ازار بند سے باندھ کر شلوار کے انڈر لٹکا لیتے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اسی کے لیے مارا جاؤں..... لیکن اللہ تعالیٰ نے جب طالبان کو حکومت عطا فرمائی..... تو ایسا امن آیا..... ایسا امن آیا..... کہ جس کی وجہ سے یہود ونصاریٰ کو اصل تکلیف شروع ہوئی..... کہ اسلام کا اصل چہرہ مسلمانوں میں متعارف ہو رہا ہے..... اگر دنیا نے دیکھ لیا کہ اصل امن اسلام کے اندر ہے تو ایسا نہ ہو کہ پوری دنیا اسلام قبول کرلے..... اُنہوں نے اس لیے اسلامی حکومت کو ختم کیا..... یہ ہے اسلام میں امن کی کیفیت..... غازی عبدالرشید شہید رحمہ اللہ یہ پکارتے پکارتے شہید ہوئے کہ شریعت یا شہادت..... لیکن حکمرانوں کو معلوم تھا کہ پاکستان کے اندر اسلام آگیا تو پھر ہم کھائیں گے کیا..... ہم عیاشی کس طرح سے کریں گے..... پھر ہمارے آگے سیکورٹی اور پروٹوکول کے نام پر پچاس پچاس گاڑیاں کس طرح سے چلیں گی..... اُنہوں نے کہا اسلامی نظام خلافت؟ نہیں یہ نہیں ہوسکتا..... ایسا نظام نہیں چاہیے جس نظام کے اندر گردن ماردی جائے..... جس نظام کے اندر حدود اللہ جاری کر دی جائیں..... ہمیں تو نظام وہ چاہیے جو آزاد ہو..... مادر پدر آزاد..... جو جیسی چاہے گناہ کی زندگی گزارے.....

آج مسلمان کیوں مغلوب ہو گئے؟ آج وہ حالت ہے جس کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال پہلے فرمایا تھا..... کہ اے صحابہ ایک دن ایسا آئے گا کہ

جب کفار تمہیں یوں کھائیں گے جیسے بھوکوں کو کھانے کے دسترخوان پر چھوڑ دیا جاتا ہے...... صحابہؓ کے پسینے چھوٹ گئے......فرمایا یارسول اللہ! ہم تین سو تیرہ سے بھی کم ہوں گے؟ فرمایا تم تو اتنے ہوگے جتنا سمندر کے اوپر جھاگ ہوتا ہے......(آج ایک ارب تیس کروڑ مسلمان ہیں)......فرمایا یارسول اللہ! پھر یہ کیوں ہوگا؟ فرمایا تمہارے دلوں کے اندر 'وھن' گھر کر جائے گا......فرمایا اے اللہ کے نبی یہ وھن ہے کیا چیز؟ فرمایا **حب الدنیا** تم دنیا کی محبت میں مرے جاؤ گے کہ یا اللہ مجھے موت نہ آئے، مجھے موت نہ آئے، میری زندگی بڑھادے، میری زندگی بڑھادے، میرا مال بڑھادے......فرمایا **حب الدنیا**......تم دنیا سے محبت کرو گے......**وکراھیۃ الموت**......اور موت سے نفرت کروگے......ورنہ حدیث پاک میں کیا فرمایا؟......فرمایا **تحفۃ المومن الموت**......مومن کے لیے تحفہ کیا ہے؟ موت ہے..........اس لیے کہ وہ اپنے مالک سے ملتا ہے......اور مومن کے لیے سب سے بڑی اعزاز کی چیز کیا ہے؟ اپنے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنا......آج اللہ تعالیٰ کو بھول گیا......اللہ نے بھی ضرورت کے حوالے کردیا......کہ جاؤ دنیا کے حوالے......آج دنیا کے حوالے ہوگئے تو آج مسلمان دردر پہ ٹھوکریں کھا رہا ہے......جہاں جاتا ہے وہیں ٹھکرا دیا جاتا ہے......کس لیے **حب الدنیا وکراھیۃ الموت**......اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا......تم دنیا سے محبت کروگے......میرا مال، میری جان، میری عزت، میری آبرو، میری زندگی......اللہ فرماتا ہے......تیری زندگی نہیں ہے میری زندگی ہے......میں جس کو چاہتا ہوں اُسی کو دیتا ہوں ......زندگی کا مالک کون ہے؟ ہمارے مال کا مالک کون ہے؟ ہماری صحت کا مالک کون ہے؟ جب اللہ ہی مالک ہے تو اللہ کو اختیار ہے کہ جب چاہے دے اور جب چاہے واپس لے لے......یہ زندگی اللہ تعالیٰ کی امانت ہے، اللہ تعالیٰ جب چاہیں اس کو لے لیں، جیسے چاہیں اس کو لے لیں......لیکن مبارک ہیں وہ بندے جو اللہ تعالیٰ کے راستے کے اندر ایمان کی حالت میں چلے گئے......اور افسوس ہے اُن بندوں پر جو اللہ کے پاس تو گئے لیکن ایمان ساتھ لے کر نہیں گئے......قبر کے اندر یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ تم نے دنیا کے اندر فیکٹریاں کتنی بنائی تھیں......تم نے دنیا کے اندر کیا کیا کام کیے تھے......تم ڈاکٹر بنے تھے یا نہیں بنے تھے......کیا پوچھا جائے گا؟ پروفیسر بنے تھے یا نہیں بنے تھے؟!......

آج مسلمان نے قرآن کو اٹھا کر کے رکھ دیا مساجد کے اندر......قرآن کو اٹھا کر کے رکھ دیا گھر میں اوطاق کے اندر......اور دوسرے ذرائع کو لے لیا......جو اہل یورپ سکھا رہے ہیں وہی بول رہا ہے......مسلمان اُسی سے متاثر ہے جو یورپ کی اقوام کی طرف سے آتا ہے......بھئی روزانہ انسان جس چیز کو دیکھے گا تو یہ فطرتی بات ہے کہ اُس کا دل اُس کی طرف مائل ہوجائے گا......آج جب مسلمان کفر دیکھتا ہے، اُس کا دل کفر کی طرف مائل ہونے لگتا ہے......**یا ایھا الذین کونوا مع الصادقین**..................''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو'......اللہ نے تو یہ حکم دیا ہے کہ جب تم سچوں کے ساتھ رہو گے، سچوں کو دیکھو گے......تو آہستہ آہستہ اُن کا رنگ تمہارے اوپر غالب آجائے گا......اور جب تم یہود و نصاریٰ کے ساتھ رہو گے......تو ایک نہ ایک دن اُن کا رنگ تمہارے اوپر غالب آجائے گا......آج قرآن اٹھانے کی تکلیف......مسلمان دانش ور ہو......مسلمان فلاسفر ہو......مسلمان پروفیسر ہو......وہ یہ زحمت ہی نہیں کرتا کہ قرآن اٹھا کر دیکھے کہ قرآن کیا کہہ رہا ہے......

قرآن کہتا ہے **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَتَّخِذُواْ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاء بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاء بَعْضٍ (المائدۃ ۵۱)** ''اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ تمہارے دوست نہیں ہوسکتے...... وہ آپس میں دوست ہوسکتے ہیں لیکن تمہارے دوست کبھی نہیں ہوسکتے''......آج ہمارا ایمان اتنا کمزور ہوگیا کہ ذرا سا معاملہ ہوتا ہے......ہماری نگاہ اللہ کی طرف نہیں اُٹھتی......ہماری نظر یہود و نصاریٰ کی طرف اُٹھتی ہے کہ وہ ہماری مدد کریں......

ذرا سوچیں کہ حضرت بلال حبشیؓ آگ کے اوپر یونہی نہیں لٹائے گئے......حضرت بلال حبشیؓ کا جرم کیا تھا......وہ کیا کہتے تھے......احد احد احد......اللہ ایک ہے، اللہ ایک ہے، اللہ ایک ہے......آج مسلمان شہید کیے جا رہے ہیں......اُن کا جرم کیا ہے؟ وہ کہتے ہیں تم رب نہیں ہو......رب تو اوپر ہے......ایک ہے......آج اُن کا جرم کیا ہے؟ وہ یہی کہتے ہیں......رب تم نہیں ہو......رب تو اللہ ہے......جب اللہ کی ربوبیت کا اعلان کرتے ہیں تو دنیا کے جو خدا بنے بیٹھے ہیں......اُن کو غصہ آتا ہے کہ ہماری ربوبیت کا انکار کر رہے ہیں یہ......ہماری بادشاہت کی نافرمانی، ہماری اسٹیٹ کے خلاف اِنہوں نے بغاوت کی ہے......ارے تمہاری اسٹیٹ کیا ہے؟ تمہیں اسٹیٹ دی کس نے ہے؟ تمہیں انسان بنایا کس نے ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا کفار کے بارے میں......**أُولَـئِكَ كَالأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ (الاعراف: ۱۷۹)**............یہ جانور نہیں جانوروں سے بھی بدتر ہیں......کیونکہ قیامت کے دن جانور سے حساب وکتاب نہیں لے گا اللہ......لیکن ان سے حساب وکتاب لیا جائے گا......کہ تم نے کتنے مسلمانوں کو شہید کیا تھا؟

آج اسامہ اگر دنیا کے اندر نہیں ہے تو اسلام مٹ جائے گا...... یہ کفر کی غلط فہمی ہے......اسامہ اسلام سے تھا، اسامہ سے اسلام نہیں تھا......جب اسامہ سے اسلام نہیں تھا بلکہ اسلام سے شیخ اسامہ تھے۔ آج اگر اُن کو دنیا جانتی ہے تو اسلام کی وجہ سے جانتی ہے اور آج اگر اُن سے مسلمان محبت کرتے ہیں تو اسلام کی وجہ سے کرتے ہیں۔

ایک اللہ کا ولی جب دنیا سے جاتا ہے......خواہ وہ کوئی بھی ہو......دنیا کے کسی خطے کا ہو......کالا ہو یا گورا ہو، امیر ہو یا غریب ہو......اللہ کی رحمت کے ساتھ جاتا ہے تو لوگ کیا کہتے ہیں......ارے ہم نے فلاں بزرگ کا چہرہ دیکھا......گلاب کی طرح کھلا ہوا تھا......حدیث پاک میں کیا آتا ہے......کہ جب مومن کی روح قبض کی جاتی ہے......تو اللہ تعالیٰ کیا کرتے ہیں......یہاں سے

لے کر جنت تک کے سارے حجابات اس پہ سے اللہ تعالیٰ ہٹا دیتے ہیں......

پھر فرمایا کہ عزرائیلؑ روح نکالتے نہیں ہیں......وہ جب جنت دیکھتا ہے، اللہ تعالیٰ کے انعامات دیکھتا ہے......تو اُس کی روح خود بخود نکل کر جنت کی طرف چلی جاتی ہے......اور جب کافر کی روح نکالی جاتی ہے......تو حدیث پاک کے اندر آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جہنّم تک کے سارے حجابات ہٹا دیتے ہیں......آج دیکھو جو کفار افغانستان کے اندر مر رہے ہیں......اُن کی صورتیں دیکھو......خنزیر کی طرح مسخ ہوئی......ایک دن نہیں گزرتا اُن کی لاشوں سے بدبو آنے لگتی ہے......اب بولو یہ بھی مسلمانوں کی سازش ہے کہ وہ آئے اور بدبو بھر کے چلے گئے......اللہ تعالیٰ جس کو چاہے، مرنے کے بعد بھی اُس کے جسم سے خوشبو آتی ہے......اُس کی قبر سے خوشبو آتی ہے......اُس مٹی کا بھی لوگ ادب کرتے ہیں......جس مٹی کے اوپر اُس کا خون گرا ہو......یہ خون، خونِ مسلم ہے......یہ معمولی خون نہیں ہے......یہ خون اللہ تعالیٰ کو اتنا محبوب ہے......کہ اللہ تعالیٰ اس سے صرف حکومتیں نہیں......اللہ تعالیٰ سارے عالم کو تبدیل فرما دیتا ہے......

آج مسلمان مٹھی بھر ہیں......لیکن جہاں مسلمان آج بھی دین سے چمٹا ہوا ہے اللہ وہاں اُنہیں یہود و نصاریٰ کے ہاتھوں ذلت نہیں دکھاتا......افغانستان کے اندر کرو نا!!!......وہاں کیوں مار مر رہی ہے؟......مجاہدین نے اعلان کیا کہ آج کے بعد کسی سے کوئی مذاکرات نہیں ہیں......اور یہ موسم گرما ہم بدر کے نام سے لڑیں گے......اور اصحابِ بدر کی یاد کو تازہ کر دیں گے......

ایک طرف ہمارے حکمران ہیں جو کفار سے کہتے ہیں کہ آپ نے (اسامہؒ کے معاملے میں) جو کیا ہے بالکل سچ کیا ہے، حق کیا ہے......نعوذ باللہ جیسے وحی نازل ہوئی ہے......دنیا کی زندگی کتنی ہے دوستو؟ میں کہتا ہوں کہ اسامہؒ کی قبر کو اللہ تعالیٰ نور سے بھر دے......اُنہیں شہادت کی موت ملی ہے......یہ موت کافر اور منافق کے نصیب میں نہیں ہے......مرتد کے نصیب میں نہیں ہے......یہ صرف مومن کا خاصہ ہے......کہ اللہ تعالیٰ اُس کو شہادت کی موت عطا فرماتے ہیں......

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں، حضرت ابوعبیدہ ابن جراح رضی اللہ عنہ کو رومیوں سے لڑنے کے لیے بھیج رہے ہیں......اور حضرت ابوعبیدہ ابن جراح رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا آتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا......امین الامۃ......میری امت کے اندر سب سے زیادہ امانت دار ہیں......حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کتنا لشکر دیا......ساٹھ ہزار کا لشکر دیا......ساٹھ ہزار کا لشکر چلتا ہے......کتنوں سے لڑنے جا رہا ہے......ساٹھ لاکھ کے لشکر سے لڑنے جا رہا ہے......ساٹھ لاکھ کا لشکر ہے سامنے......رومیوں کا لشکر ساٹھ لاکھ کا لشکر تھا......جس کا صرف مقدمۃ الجیش یعنی آگے لڑنے والا جو دستہ تھا وہ دس لاکھ نفوس پر مشتمل تھا......جب وہاں پہنچے اور مسلمانوں نے اپنے خیمے گاڑے......یہ تاریخ اس لیے بار بار دہراتا ہوں تا کہ مسلمانوں کو اپنی عزت کا، اپنی آبرو کا، اپنی عظمت کا احساس ہو کہ ہم کیا تھے آج کیا ہو گئے اور کیوں ہو گئے......حضرت ابوعبیدہؓ ہمارے سروں کے تاج ہیں......یہ صحابہ کرامؓ ہمارے سروں کے تاج ہیں......ہم اُن کے غلام ہیں......اللہ تعالیٰ نے اُن کو عزت عطا کی تو جب ہم اُن کے راستے پر چلیں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں بھی عزت عطا فرمائیں گے......حضرت ابوعبیدہؓ لشکر لے کر کے پہنچے......اپنے جاسوسوں کو بھیجا، فرمایا جاؤ معلوم کر کے آؤ دشمن کا لشکر کتنا ہے......واپس آئے تو حضرت ابوعبیدہؓ کو بتایا کہ ساٹھ لاکھ کا لشکر ہرقل نے بھیجا ہے......فرمایا جاؤ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بلا کر لاؤ......حضرت خالدؓ آتے ہیں......فرمایا حضرت ابوعبیدہؓ نے کہ اے خالد! رومیوں کا لشکر آیا ہے......ساٹھ لاکھ کا لشکر ہے......دس لاکھ اُس میں سے مقدمۃ الجیش کے طور پر آ رہے ہیں......آپ کو کتنے مسلمان چاہئیں اُن سے لڑنے کے لیے؟......تاریخ کے اندر سونے کے حروف سے بھی اگر یہ الفاظ لکھے جائیں تو بھی اُن کا حق ادا نہیں ہو سکتا کہ حضرت خالدؓ نے کہا صرف چھے ہزار کا لشکر درکار ہے......چھ ہزار کا لشکر لے کر میں دس لاکھ سے لڑنے جاؤں گا......اُن کے پاس کیا سام میزائل تھے؟ ڈیزی کٹر بم تھے؟ كم من فئة قليلة......اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے تو قلیل کو کثیر کے اوپر غالب کر دیتا ہے......فرمایا اے خالد! دس لاکھ کا لشکر ہے، حضرت ابوعبیدہؓ سمجھانا چاہ رہے تھے......حضرت خالدؓ نے فرمایا، اے ابوعبیدہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے سیف اللہ کے لقب سے نوازا ہے......آپ اس کی فکر مت کیجیے......ہم شہید ہو جائیں گے لیکن اُس لشکر کو آپ تک نہیں پہنچنے دیں گے......وہی ہوا......اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غلبہ عطا فرمایا......ساٹھ ہزار کا لشکر، ساٹھ لاکھ کے لشکر کو شکست دینے کے بعد مالِ غنیمت سے لدا مدینے واپس آیا......

آج یہ ہمیں ڈرون سے ڈرا رہے ہیں، ہم میزائل حملے کریں گے......ہمارے پاس ایسی ٹیکنالوجی ہے......ہم تمہارے ریڈار جام کر دیں گے......ارے تمہارا ریڈار تو بجلی سے چلتا ہے......اللہ نے مومن کو جو فراست کا ریڈار دیا ہے، وہ آنکھ بند کرتا ہے اور دیکھ لیتا ہے......

(بقیہ صفحہ ۱۲۶ پر)

غازی عبدالرشید شہید رحمہ اللہ یہ پکارتے پکارتے شہید ہوئے کہ شریعت یا شہادت......لیکن حکمرانوں کو معلوم تھا کہ پاکستان کے اندر اسلام آ گیا تو پھر ہم کھائیں گے کیا......ہم عیاشی کس طرح سے کریں گے......پھر ہمارے آگے سیکورٹی اور پروٹوکول کے نام پر پچاس پچاس گاڑیاں کس طرح سے چلیں گی......اُنہوں نے کہا اسلامی نظام خلافت؟ نہیں یہ نہیں ہو سکتا......ایسا نظام نہیں چاہیے جس نظام کے اندر گردن ماردی جائے......جس نظام کے اندر حدود اللہ جاری کر دی جائیں......ہمیں تو نظام وہ چاہیے جو آزاد ہو......مادر پدر آزاد......جو جیسی چاہے گناہ کی زندگی گزارے......

شیخ اسامہؒ کی شہادت آج لاکھوں شہادتوں سے بڑی شہادت ہے

مولانا عبدالستار صاحب مدظلہ العالی
مسجد بیت السلام، ڈیفنس کراچی

اس وقت جو عالمی سطح پر ایک واقعہ پیش آیا، یعنی شیخ اسامہ رحمہ اللہ کی شہادت کا.....ایک طرف تو وہ طبقہ ہے جو الحمدللہ قرآن حدیث سے جُڑا ہوا ہے، علما سے جُڑا ہوا ہے۔ غم اُسے بھی ضرور ہوا اور وہ اُس کی تکلیف محسوس کرتا ہے لیکن الحمدللہ اُس کا ایمان بجائے گھٹنے کے اور بڑھتا چلا گیا کہ اللہ نے اس دور کے اندر بھی ایسے مسلمان اور ایسی مائیں پیدا کیں، جن کے ایسے لعل اور شہزادے ہیں جو اللہ کے دین کے لیے اُس انداز کی قربانیاں دیتے ہیں جو صحابہؓ کی زندگیوں میں نظر آتی تھیں۔ ایک سوچ تو یہ ہے، یہ سوچ اُس طبقے کی ہے جس کا تعلّق قرآن سے حدیث سے صحابہؓ سے ہے، جس کے سامنے کامیابی کا معیار یہ چیزیں ہیں۔ وہ ان سے معیار دیکھتا ہے۔ تو وہ اس حالت اور اس واقعے سے یہ سبق لیتا ہے، وہ اندر ہی اندر خوش ہوتا ہے کہ اللہ نے اس دور کے اندر بھی ایسے لوگ پیدا فرمائے ...... جہاں لوگ قومیت کے نام پر مر رہے ہیں، وطن کے بت اُن کے سامنے ہیں، زبان کے بت اُن کے سامنے ہیں، علاقے کے بت اُن کے سامنے ہیں اور اپنی زندگیاں ان بتوں کے سامنے قربان کر رہے ہیں......اور ایک یہ شخص ہے جو عرب سے نکلتا ہے......وہ روتا ہے تو فلسطین کے مسلمان کے لیے، وہ تڑپتا ہے تو افغانستان کے مسلمان کے لیے، وہ روتا ہے تو تنزانیہ کے مسلمان کے لیے، وہ تڑپتا ہے تو الجزائر کے مسلمان کے لیے، وہ روتا ہے تو حرمین شریفین کے لیے، وہ روتا ہے تو بیت المقدس کے لیے......مسلمان اس کا کردار دیکھ کر حیران ہوتا ہے کہ اللہ نے اس صدی کے اندر بھی ایسے مسلمان پیدا فرمائے ہیں۔ ایک سوچ کا زاویہ یہ ہے......کہ اس صدی کے اندر بھی ایسے قیمتی لوگ موجود ہیں......آج تو لوگ چند ٹکوں کے لیے اپنے بھائی کو ذبح کر دیتے ہیں......چند ٹکوں کے لیے مسلمانوں کو قتل کر دیتے ہیں اور ایک یہ ماں کا بیٹا اور ایک شہزادہ......اور مسلمانوں کے سر فخر سے بلند کرنے والا......جس نے کروڑوں اربوں روپے کی دولت صرف اللہ کے دین کے لیے قربان کر دی۔ تو ایک سوچ اُن لوگوں کی ہے جن کے نزدیک معیار وہ جو قرآن نے بتایا، جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا، جو صحابہ کرامؓ نے بتایا۔ اس لیے کہ صحابہؓ کی زندگی اگر سامنے ہو تو پھر شیخ اسامہؒ کی شہادت سمجھ میں آئے گی۔ اور جو ان زندگیوں سے دور ہیں اُنہیں تو سمجھ میں نہیں آئے گی۔

اُحد کا میدان ہے......حضرت سعدؓ ہیں اور حضرت عبداللہ ابن جحشؓ ہیں......دونوں احد کے میدان میں......سنیے گا صحابہ ہیں......حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں کہ سعدؓ آج میدان لگ رہا ہے......ایسا کرتا ہوں میں دعا کرتا ہوں تُو آمین کہنا پھر تُو دعا کرنا میں آمین کہوں گا......اس لیے کہ اس سے ہماری دعائیں جلدی قبول ہو جائیں گی۔ دعا کیا کرتے ہیں......پہلے حضرت سعدؓ دعا کرتے ہیں......اے اللہ! ایک زور دار دشمن سے میری مڈ بھیڑ ہو......وہ مجھ پہ حملہ کرے، میں اُس پہ حملہ کروں اور آخر یہ ہو کہ میں اُس پہ غالب آ جاؤں اور اُس کا مالِ غنیمت میرے حصّے میں آ جائے......یہ حضرت سعدؓ کی دعا ہے......حضرت عبداللہ ابن جحشؓ دعا کرتے ہیں......اے اللہ! میرا ایک سخت دشمن سے مقابلہ ہو......کبھی وہ مجھ پہ حملہ کرے......کبھی میں اُس پہ حملہ کروں......آخر وہ مجھ پہ غالب آ جائے......اور میری ناک بھی کاٹ ڈالے......زبان بھی کاٹ سے......جسم کے ٹکڑے بھی کاٹ لے......تاکہ کل قیامت کے دن اللہ کے دربار میں جاؤں اور اللہ پوچھے کہ یہ کیوں کٹا ہوا جسم لے کے آیا ہے......تو اللہ سے کہوں، اللہ! سب کچھ تیرے لیے کر کے آیا ہوں......

ہاں میرے عزیزو! جب مسلمان قوم کے سامنے صحابہؓ کی زندگی سامنے تھی تب اُسے پتہ ہوتا تھا کہ امت کے محسن کون ہیں...... پہلے مسلمان کی تعلیم میں محمدؒ بن قاسم کے واقعات، محمود غزنویؒ کے تذکرے، صلاح الدین ایوبیؒ کے تذکرے، ٹیپو سلطانؒ کے تذکرے، نور الدین زنگیؒ کے تذکرے فخر سے پڑھے اور پڑھائے جاتے تھے......یہ قوم کے محسن تھے...... لیکن جب سے مسلمانوں نے فنکاروں اور اداکاروں کو پڑھنا شروع کیا ہے اور کافران کے آئیڈیل اور ان کے لیڈرز بن گئے تو پھر شیخ اسامہؒ کی شہادت ان کی نظر میں یقیناً مشکوک ہو جائے گی۔ اُس طبقے کی نظر میں یقیناً مشکوک ہو گی لیکن جن کا الحمدللہ آج بھی قرآن سے، حدیث سے، صحابہؓ سے واسطہ ہے، جن کے دلوں میں آج بھی صحابہؓ کی عظمت ہے......اُن کی نظروں میں تو شیخؒ کی شہادت آج لاکھوں شہادتوں سے بڑی شہادت ہے۔ اور اُن کے سر تو فخر سے بلند ہیں کہ اللہ نے اس دور کے اندر بھی...... جہاں ہر طرف قومیت کی بنیاد پر، وطن کی بنیاد پر، علاقائیت کے نعرے ہیں...... ایسے لعل بھی اللہ نے اس امت کی ماؤں کو دیے ہیں جو آج بھی مسلمانوں کے لیے تڑپتے ہیں......اپنا گھر بار مسلمانوں کے لیے چھوڑتے ہیں......اپنی دولت کی تجوریاں اسلام کی سر بلندی کے لیے کھول دیتے ہیں......ایسے لوگ آج بھی ہیں......مسلمان فخر کرتا ہے ان پر......اس لیے کہ کافر اتنا گھبرایا ہے، ایسے کرداروں سے اتنا گھبرایا ہے، اُس کی اتنی بھی ہمت نہیں ہوئی کہ مسلمانوں کو اس کا جسم دِکھا سکے۔ اُس کی اتنی بھی ہمت نہیں ہوئی کہ دھرتی پہ مسلمان اُس کی قبر کو دیکھیں......اُسے پتہ ہے اس سے قوم میں نئی زندگی پیدا ہو گی......اتنا ڈرتا ہے......اب بتائیں زندگی میں اُس سے کتنا خوف کھاتا ہو گا، جو مرنے کے بعد بھی دشمن کو ڈرا رہا ہے سبحان اللہ......جو جتنا بڑا ایمان والا ہوتا ہے، اُس کا رعب کافروں پہ اُتنا ہی زیادہ ہوتا ہے......زندگی میں اُس سے ڈرتے تھے، مرنے کے بعد بھی ڈر رہے ہیں......وہ بھی ڈر رہے ہیں، منافق بھی ڈر رہے ہیں۔ اس لیے کوئی اُس کی لاش لینے کے لیے تیار نہیں، ڈرتے ہیں اتنے......اللہ نے ایسا رعب رکھا تھا......تو حضرت سعدؓ کہنے لگے، دعائیں دونوں کی قبول ہو گئیں، عبداللہ کی بھی قبول ہو گئی، میری بھی قبول ہو گئی لیکن میں نے دیکھا کہ عبداللہؓ کی دعا میری دعا سے بڑھی ہوئی تھی۔

میرے عزیزو! قرآن سے، علما سے، مدارس سے تعلّق رکھنے والوں کی سوچ تو یہ ہے کہ الحمدللہ! شیخؒ کو اللہ تعالیٰ نے اس دور کا بہت بڑا آدمی بنایا تھا۔ اس میں کوئی دو رائے نہیں ہیں۔ سب یہ کہتے ہیں کہ اللہ نے اس دور کا سب سے بڑا انسان بنایا تھا۔ ہزاروں

لاکھوں مائیں اولادیں جنیں گی......لیکن شیخؒ اُن سب پر فائق تھا۔جس نے اربوں ڈالر اللہ کے دین کے لیے لگا دیے، پورا خاندان ہی یہ عجیب تھا......شیخؒ کہنے لگے کہ میری ایک بہن تھی جس نے تین ارب اللہ کے دین کے لیے دیے۔جب میں قرآن پڑھتا ہوں تو بسا اوقات ایسا لگتا ہے کہ قرآن کی آیتیں اللہ تعالیٰ نے شیخؒ کی زندگی میں زندہ کردی تھیں۔الـــذیـــن اٰمنوا ایمان بھی لایا، وھــاجروا ہجرت بھی اللہ کے دین کے لیے کی وجــاھدوا جہاد بھی کیا اور بعض لوگ تو صرف مال لگاتے ہیں اور بعض صرف صلاحیتیں لگاتے ہیں لیکن اللہ اکبر! اللہ نے اس شیخؒ کو ایسی سعادت دی......مال بھی لگایا، اولاد بھی قربان کردی، بیوی بھی قربان کردی اور اپنی جان بھی قربان کردی......**جاھدوا باموالھم وانفسھم**......اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے......**اعظم درجة عنداللہ**......اُس کا اللہ کے ہاں بہت بڑا درجہ ہے۔

اور ایک طبقہ وہ ہے جو بے چارہ مغربی طبقے سے متاثر ہے۔قرآن جس کے گھروں میں نہیں پڑھا جاتا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی جن کے گھروں میں نہیں ہوتی، جو صحابہ کرامؓ کی عظمت سے واقف نہیں......وہ اس قسم کے واقعات سے بسا اوقات اور گمراہی میں چلے جاتے ہیں اور زبان سے ایسے اول فول بکتے ہیں کہ اُن کا ایمان جو رہا سہا وہ بھی ختم ہوجاتا ہے۔وہ بے چارے ٹی وی کی اسکرینوں پر آنے والے اُن کیڑے مکوڑے، اُن بے دین تجزیہ نگار اور بے دین تبصرہ نگار اور بے دین اینکرز......اُن سے متاثر ہوکر اپنا رہا سہا ایمان بھی کھو بیٹھتے ہیں۔اُنہیں قرآن نظر نہیں آتا، وہ قرآن کے آئینے میں نہیں دیکھتے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آئینے میں نہیں دیکھتے، وہ صحابہ کرامؓ کی زندگی کے آئینے میں نہیں دیکھتے......اس لیے اُن کا رہا سہا ایمان بھی چلا جاتا ہے۔عام طور پہ جب بھی کوئی ایسا عالمی واقعہ پیش آتا ہے تو یہ دو طبقے وجود میں آجاتے ہیں۔تو میرے عزیزو! یہ فتنے کا دور ہے۔اپنے آپ کو بھی، اپنی نسلوں کو بھی......اللہ کے لیے اہلِ دین سے جوڑلو، جوڑلو۔صرف نماز پڑھنا کافی نہیں، صرف حج کرنا کافی نہیں، اور صرف بیت اللہ میں اعتکاف کرلینے پر مطمئن نہ ہونا......اپنی سوچ اور فکر اور ذہن کے لحاظ سے پکا مسلمان بننا ضروری ہے ورنہ ذہنی فکری مرتد بن جائیں گے۔

اگر یہ چیز سمجھ میں آئے گی تو پھر اللہ کی خاطر جان دینے والے سمجھ میں آئیں گے۔تو مسلمان......الحمدللہ اُن کے اندر نئی زندگی پیدا ہوگئی اور اللہ کا احسان ہے۔شہادت کی بڑی برکتیں ہیں......اس واقعے کے بعد کتنے نوجوان ہیں جنہوں نے گناہوں سے توبہ کی ہوگی......کتنی مائیں بہنیں بیٹیاں ہوں گی جن کو دنیا پرستی سے نفرت ہوگئی ہوگی......کتنی مسلمان ماؤں بہن بیٹوں نے یہ فیصلہ کیا ہوگا کہ اولادیں اللہ کے دین کے لیے پالیں گے اور اللہ کے دین کے لیے قربان کریں گے۔اقبال کہا کرتا تھا کہ 'شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے' وہ سچ ہے......اس سے قومیں ختم نہیں ہوا کرتیں......زندگی آیا کرتی ہے۔لیکن دشمن، دشمن قومیں اور اُن کے ذرائع ابلاغ اس شہادت پر پروپیگنڈے کے پردے ڈالنا چاہتے ہیں۔اس روشن مینار پر پروپیگنڈے اور شک اور شبہات کے پردے ڈالنا چاہتے ہیں تاکہ مسلمانوں پر اس کا کردار واضح نہ ہو اور مسلمانوں کے اندر ایک نئی زندگی نہ پیدا ہونے پائے۔لیکن الحمدللہ! مسلمان تو قرآن سے روشنی لیتے ہیں، مسلمان تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے روشنی لیتے ہیں، مسلمان تو صحابہ کرامؓ کو دیکھ کر اپنی زندگی کی سوچ بنایا کرتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: اسامہ اسلام سے تھا، اسامہ سے اسلام نہیں تھا

اسی لیے حدیث پاک میں کیا فرمایا......**اتقوا فراسة المومن**......مومن کی فراست سے ڈرو......کیونکہ مومن، اس آنکھ سے نہیں دل کی آنکھ سے دیکھ رہا ہے......تمہارا ریڈار کیا ہے؟ وہ جو جہاز وہاں گرا ہے، ہیلی کاپٹر......کہہ رہے ہیں اُس کا ملبہ ہمیں واپس دے دو......اللہ تعالیٰ نے مومن کا ریڈار اُس کے دل میں نصب کیا ہے......کوئی چھین نہیں سکتا......جان تو لے سکتا ہے لیکن اُس کا ریڈار نہیں چھین سکتا......

آج دوستو! ہم اتنا عزم کریں کہ ہم گناہ چھوڑ دیں گے......واللہ ہم گناہ چھوڑ دیں......اللہ کی مدد آج بھی ہمارے ساتھ ہوگی......اللہ کی مدد پیچھے نہیں ہٹی......اللہ کی مدد آج بھی ہمارے ساتھ شامل حال ہے بشرطیکہ ہم اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنا چھوڑ دیں......آج ہم نے اللہ کو اتنا ناراض کیا کہ ہم سود کھانے میں سب سے آگے ہوگئے......آج مسلمان سود کھانے کو فخر محسوس کرتا ہے......آج مسلمان اپنی ماں، بہن، بیٹی کو بے برقعہ بازار میں گھما کر فخر محسوس کرتا ہے۔کیا کہتا ہے......ارے ہم وہ چودہ سو سال پہلے والے نہیں ہیں......مولانا! ہم ترقی پسند لوگ ہیں......ارے اپنی ماں، بہن، بیٹی کو گھمانا ترقی پسندی ہے؟ دادا محترم نے فرمایا کہ ایک زمانے میں ہندو عورت بھی اگر باہر نکلتی تھی تو وہ اپنا پلّو گرا کر چلتی تھی کہ میرا چہرہ کوئی دوسرا نہ دیکھے......اور آج بے شرمی کی یہ حد آگئی کہ مسلمانوں نے جو سود کھایا......اُس سود کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ایمان کی غیرت ختم کردی......اپنی بیٹیوں کو جینز کی پتلون اور شرٹ پہنا کر فخر محسوس کرتے ہیں......

آج گھروں میں لاشیں آرہی ہیں......جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ان کا مقابلہ کرو، ان امریکیوں کا......کیوں ڈرتے ہو؟ تو کہتے ہیں مولانا ہمیں پتھر کے دور میں نہیں جانا......کہتے ہیں، مولانا! اگر ہم لڑیں تو ہماری یہ سڑکیں کہاں بچیں گی، ہمارے گھر کہاں بچیں گے؟ یہ تو اللہ کے ہاتھ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو بچاتا ہے......جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد ہوگی وہی بچے گا......وہی غالب رہے گا......واللہ غالب علی امرہ......................اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں کہ تمام کاموں میں اللہ تعالیٰ غالب ہے لیکن اکثر لوگ جانتے ہی نہیں......اللہ تعالیٰ نے فرمایا......**وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ (المنافقون:۸)** آج امریکہ بھی سن لے......یورپی یونین بھی سن لے......**وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ (المنافقون:۸)** عزت اللہ کے لیے، اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے، مومنین کے لیے ہے لیکن یہ منافقین اس چیز کو نہیں سمجھتے......وہ سمجھتے ہیں کہ عزت شاید اُن کے لیے ہے......کیونکہ ہمارے آگے پیچھے گاڑیاں گھوم رہی ہیں......اگر گاڑیوں سے عزت ہوتی تو تم آج ساری دنیا میں بھیک نہیں مانگ رہے ہوتے......اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقلِ سلیم عطا فرمائے......فہم سلیم عطا فرمائے اور یہ جو واقعہ ہوا......اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے غیرت مند حکمران عطا فرمائے جو ہمارے ایمان کی حفاظت کرسکیں......اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے

☆☆☆☆☆

مجددِ جہاد

مولانا محمد سلیمان بالاکوٹی صاحب مدظلہ العالی

میری چھ سالہ بیٹی مجھے بڑی حسرت اور معصومیت سے کہتی ہے ''دیکھیں نا ابو! آپ اسامہ بن لادن کی دعوت کردیتے تو میں ان سے بات کرلیتی، اب تو وہ شہید ہوگئے ہیں، آپ نے دیر کردی، اب کیا کریں''۔ اور میں نے اپنے آنسو اپنی آنکھوں میں جذب کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا ''جنت میں مل لیں گے''۔ میں نے اپنی بیٹی کو سرشاری اور وارفتگی سے بارہا گنگناتے دیکھا ''میرا شیر...... اسامہ بن لادن''۔ شیخ اسامہؒ کی شہادت کی خبر سے دلوں میں جو کہرام مچا ہے او رصبر کے گھروندے جس طرح ٹوٹتے ہوئے محسوس ہوئے وہ ہر غم زدہ جانتا ہے۔ پانچ دن ایسے گزرے کہ میری اہلیہ مجھے تھوڑی تھوڑی دیر بعد روتے ہوئے کہتی ''شیخ کا کچھ پتہ چلا''، ''وہ زندہ ہی ہوں گے نا''، ''سارا کچھ بے مزہ اور بے رونق ہے'' اور پھر بے چینی سے ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں، اِدھر اُدھر پھرنے لگتی۔

اللہ تعالیٰ نے کیسی محبوبیت عطا کی تھی کہ امت مسلمہ کی نسلوں کے دل اس مردِ قلندر کے ساتھ دھڑکتے تھے اور دھڑکتے رہیں گے۔ اور کیوں نہ دھڑکیں کہ ظلم و جبر کی سفاک راتوں میں آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی امت مسلمہ کی مدھم ہوتی نبضوں کے لیے اس کی آواز زندگی کی حرارت تھی۔ اس کے نرم لہجے میں بلا کا رعب تھا، وہ دور کسی کہف میں بیٹھا بولتا تھا اور اس کی آواز کی گونج سے ساتوں براعظموں کے اہل کفر پر لرزہ طاری ہوجاتا تھا۔

میں جب شیخؒ کو سوچتا ہوں تو مجھے ان کی فدائیت، ان کے زہد اور ان کے جذبے میں حضرت مصعب بن عمیرؓ کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ آسائشوں کی زندگی گزارتے ہوئے جب جادۂ حق کی مسافت اختیار کرتے ہیں تو سب ناز و نعم کو خوشی خوشی خیر باد کہتے ہیں۔ ہمیشہ ریشم اور کمخواب پہننے والے مصعبؓ ایک مرتبہ اس حال میں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے ہیں کہ کھال کے دو ٹکڑوں سے جسم ڈھانپا ہوا ہے اور اس کھال میں بھی پیوند لگے ہیں۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اس حال پر رو پڑے اور کہا میں نے مکہ میں اس سے زیادہ خوش پوشاک اور خوبرو نوجوان نہیں دیکھا تھا اور آج اللہ کے لیے اس کا یہ حال ہے کہ اس کے بال غبار آلود اور لباس بوسیدہ ہے۔ تین ہجرتوں کا شرف حاصل ہوا اور زندگی محض اللہ کے لیے اسی کربِ مسلسل میں گزارتے گزارتے جان جانِ آفرین کے سپرد اس طرح کی کہ احد کے میدان میں آپ کی لاش مٹی اور خون سے آلود پڑی ہے اور آپ کے دونوں بازو کٹے ہوئے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی لاش کے پاس تشریف لائے، آبدیدگی کے عالم میں تلاوت فرمائی

فَمِنْهُم مَّن قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلاً (الاحزاب: ۲۳)

''پس اُن میں سے کوئی تو اپنی نذر پوری کرچکا اور کوئی وقت آنے کا منتظر ہے اور انہوں نے (اپنے قول کو) ذرا بھی نہیں بدلا''۔

شیخ اسامہؒ کی زندگی انہی نقوش کی حامل تھی اور ہم آج ان کی شہادت پر یہی تلاوت کرتے ہیں، فَمِنْهُم مَّن قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلاً۔

امت مسلمہ پر اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ زوالِ علم و عمل کے ہر موڑ پر تجدید دین کی کوئی آواز گونجتی رہی ہے اور اس موثر اور متاثر کن آواز میں باطل کی بھنبھناہٹیں دب کر مردہ ہوتی رہی ہیں۔ ہم جس صدی میں جی رہے ہیں اس میں بلاشبہ جس کارِ تجدید کی امت کو ضرورت تھی وہ عملِ جہاد کا اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں احیا اور استحکام تھا۔ اور عملِ جہاد کے احیا میں بڑی رکاوٹ عالمِ کفر کی طرف سے نہیں بلکہ اسلامی قیادتوں کی طرف سے تھی جن کے ذہنی سانچے وطنیت، مغربیت، مسلکی مذہبیت اور خود غرضانہ افادیت سے تشکیل پاکر اتنے پختہ ہوچکے ہیں کہ خالص حق ان کی طبیعتوں کے لیے تریاق کی بجائے زہر بن چکا ہے۔ جہاد پر اعتراضات و اشکالات اتنے لادین طبقے کو نہیں جتنے دین دار کہلانے والے طبقے کو ہیں۔ مساجد کے منبروں پر جہاد کی اصولی حمایت کے بعد جہاد کے عملی اطلاق کو گورکھ دھندا بنا کر مجاہدین کے ہر ہر فعل کو باریک بینی سے غلطیوں میں شمار کرکے فہرستیں طویل کرنے والے دنیا پسند قباپوشوں نے جتنا مجاہدین کے دلوں کو زخمی کیا ہے اتنا اہل کفر کی دشنام طرازیوں نے نہیں کیا۔ مجددِ جہاد شیخ اسامہ بن لادن شہیدؒ نے جہاد کے ہر ہر پہلو کو اپنی تجدیدی کاوشوں کا مرکز بنایا۔ وہ اہل کفر کے خلاف جہاد ہو یا کفر کے کلمہ گو حواریوں کے خلاف قتال ہو، وہ دینِ اسلام کے اندر نقب زنی کرنے والے روافض و منکرین ختم نبوت جیسے باطل فِرَق کے خلاف جہاد ہو یا مسلمان اکثریتی علاقوں پر مسلط حکمرانوں اور ان کی محافظ افواج کے خلاف قتال ہو...... یہ سب پہلو آپ کے تجدیدِ جہاد کے عمل کا حصّہ بنے، شہیدی حملوں کا مبارک اجتہادی عمل آپ کے استدلال اور عملی کاوشوں سے زندہ و پائندہ ہوگیا۔ اور اہل کفر و نفاق کے خلاف آپ نے حملوں کے لیے بالکل نئے زاویے متعارف کروائے جو یقیناً آپ ہی کا خاصا ہیں، جس میں گیارہ ستمبر کے مبارک حملے خاص طور پر نمایاں ہیں۔ تحریض علی القتال کے لیے آپ کی محنتیں اس نبویؐ اور قرآنی حکم کی اطاعت تھیں:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ (الانفال: ۶۵)

''اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! مومنین کو قتال پر ابھاریے''۔

آپؒ کی ذات 'تعیّشات کی زندگی کو ترک نہ کرنے والے جبہ و دستار کے حاملین کے لیے تازیانہ تھی کہ جن کی زندگیاں مرغن غذاؤں اور منصبوں کے حصول کی کوششوں کے سوا کچھ نہیں۔ البتہ اہل حق علمائے حق 'شیخؒ کی زندگی میں جہاد فی سبیل اللہ میں اُن کے دامے، درمے، قدمے، سخنے معاون و مددگار رہے اور اب اپنے دلوں کو ان کی جدائی میں زخمی پاتے ہیں۔ مذہبی دنیا پرستوں کی شریعت میں ہر وہ دینی عمل ناقابل برداشت ہے جس سے ان کی آرام دہ زندگی پر زد پڑے۔ سہولتوں سے لدے ہوئے گھروں میں پرتعیش زندگی گزارتے ہوئے ان کو اکثر شیطان وحی کرتا ہے کہ القاعدہ و طالبان میں سی آئی اے کا نفوذ ہے۔ یہ مذہبی عیاش' زندگی میں کبھی میدانِ جہاد کا رخ نہ کرنے کے باوجود مجاہدین کو جہاد کی حکمت عملی سمجھاتے ہیں۔

شیخ اسامہ بن لادن شہیدؒ کا تذکرہ دلوں کو تازگی بخشتا رہے گا۔ ان کے لہو نے اہل ایمان کے دلوں پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات نقش کردی ہے کہ

(بقیہ صفحہ ۱۳۱ پر)

شہیدامت، شیخ اسامہ بن لادنؒ

مولاناسیدضیاءالدین صاحب مدظلہ العالی

الحمد لله والصلاة والسلام علی رسول الله...... وبعد

اعوذبالله من الشیطٰن الرجیم

وَلَئِن قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَO وَلَئِن مُّتُّمْ أَوْ قُتِلْتُمْ لإِلَى الله تُحْشَرُوْنَ(ال عمران:۱۵۷۔۱۵۸)

وقال الله تعالیٰ فی مقام آخر

فَالَّذِيْنَ هَاجَرُواْ وَأُخْرِجُواْ مِن دِيَارِهِمْ وَأُوذُواْ فِيْ سَبِيْلِيْ وَقَاتَلُواْ وَقُتِلُواْ لأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِيْ مِن تَحْتِهَا الأَنْهَارُ ثَوَاباً مِّن عِندِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عِندَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ(آل عمران:۱۹۵)

وقال الله تعالیٰ فی مقام آخر

وَالَّذِيْنَ آمَنُواْ وَهَاجَرُواْ وَجَاهَدُواْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ آوَواْ وَّنَصَرُواْ أُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقّاً لَّهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيْمٌ(الانفال:۷۴)

عزیزو! آج ہم پر کفار کا قبضہ ہمہ جہت ہے......آج اُن کے قبضہ میں نہ صرف ہماری زمینیں ہیں، ہمارے وسائل ہیں...... بلکہ ہمارے ذہن، ہمارے قلوب، ہمارے اندازہائے فکر......سب کچھ اس دجالی تہذیب کی نذر ہو چکا ہے......آج ہماری آنکھیں وہی دیکھتی ہیں جو کفار دکھانا چاہتے ہیں......ہمارے کان وہی سنتے ہیں جو کفار کی طرف سے نشر ہوتا ہے......ہمارے ذہن اُسی نہج پر سوچتے ہیں جو کفار کی متعین کردہ نہج ہے......ہمارے فکروتدبر کے پیمانے وہی ہیں جنہیں کفار نے طے کیا ہے......وہ کہ جنہیں قرآن مجید میں ارذل اور مبغوض ترین مخلوق کہا گیا......ہم اُن کی ہر خبر، ہر پروپیگنڈے، ہر شرانگیز جھوٹ پر نہ صرف پوری طرح کان دھرتے ہیں بلکہ اُن پر بلادلیل یقین لاتے ہیں......جبکہ ہمارے رب، کائنات کے خالق کے ارشادات ہمیں ایک آنکھ نہیں بھاتے......اللہ ہم سے وعدہ فرماتا ہے کہ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ ''اللہ اپنے نور کا اتمام کر کے رہے گا، خواہ کفار کو یہ کتنا ہی ناگوار کیوں نہ ہو''......لیکن ہمیں اپنے مالک اور آقا کے وعدوں پر یقین نہیں ہے...... یہ کیسا ایمان ہے؟ شیطانی تہذیبِ مغرب نے ہماری آنکھیں چندھیا دی ہیں، ہماری عقلیں ماردی ہیں، ہماری سماعتیں ہم سے چھین لی ہیں، ہماری سیرتوں کو گہنا دیا ہے......ہمارے ایمان ویقین میں نقب لگایا ہے......

ایسے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے چند بندوں کو خاص فضل سے نوازا ہے......جن کے سامنے کفر کی تمام طاقتیں تارِ عنکبوت سے بھی زیادہ ناپائیدار ثابت ہو رہی ہیں......جن کے ایمان، یقین، تقویٰ اور للّٰہیت کے آگے دشمن کے تمام مکروفریب دھرے کے دھرے رہ گئے ہیں......جنہیں اپنے رب کے وعدوں پر کامل یقین ہے......جو امتِ محمد یہ علی صاحبھا السلام کی عزت وعظمت اور دفاع کی جنگ لڑ رہے ہیں...... یہ مجاہدین فی سبیل اللہ ہیں...... جو ہر طرح کی بے سروسامانی کے باوجود اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر تمام عالمِ کفر سے بھڑ گئے ہیں......اوران پر اللہ تعالیٰ کی نصرتوں کا نزول ہوتا ہے اور کفار کو ہر محاذ پر منہ کی کھانا پڑ رہی ہے......آج کے دور کے یہ اولیاء اللہ ہیں......جن کا ایک عظیم قائد ہم سے رخصت ہوا ہے......جی ہاں! شیخ اسامہ بن لادنؒ ہم سے رخصت ہوئے...... ہماری آنکھیں اُن کے فراق میں نم ناک ہیں لیکن زبانیں وہی الفاظ ادا کرتی ہیں جن سے ہمارا اللہ ہم سے راضی ہو اور ہم صدقِ دل سے اپنے رب کے فیصلوں کے آگے سرِ تسلیم خم کیے ہوئے ہیں۔

حفاظتِ الٰہیہ، جسے اللہ رکھے......:

اللہ تعالیٰ کے طریقے اور سنتیں بدلا نہیں کرتیں......ذرا بنی اسرائیل کی تاریخ کو دیکھیے......حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تلاش میں فرعون نے بنی اسرائیل کے نوّے ہزار بچوں کو ذبح کیا......جب کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے ایسا انتظام فرمایا کہ اُسی فرعون کے محل میں موسیٰ علیہ السلام کی تربیت کرائی......آج بھی دیکھ لیجیے......دنیا کی جدید ترین ٹیکنالوجی سر پیٹ رہی ہے......وہ جو زمین پر رینگنے والی چیونٹیوں کی بھی خبر رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں اُن کی ساری سٹیلائٹ ٹیکنالوجی بے کار اور فضول پڑی رہتی ہے......دنیا بھر کے بہترین جاسوسوں کو ہزاروں کی تعداد میں ایک شخص کی تلاش میں لگایا جاتا ہے......لیکن سب کے سب ناکام ونامراد رہتے ہیں......اُس شخص کی وجہ سے کفر کے سردار کو ۵۰ ارب ڈالر خرچ کرنے پڑتے ہیں......اس سب کے باوجود وہ ایک شخص پوری دو دہائیوں تک کفار کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹکتا رہتا ہے اور اُن سے سینے پر مونگ دلتا رہتا ہے......اور سبحان اللہ! ذرا غور کیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کی حفاظت بھی اپنی تدبیر اور سنت کے مطابق ہی کی......کہ فوج کی ناک کے نیچے بھی قادرِ مطلق نے اُس کی حفاظت فرمائی......

لفظِ 'ہلاکت' صرف اللہ کے باغیوں کے لیے مخصوص ہے:

شیخ اسامہؒ کی شہادت پر ذرائع ابلاغ نے (اِلاّ ماشاء اللہ) ہلاکت کا لفظ استعمال کیا ہے۔ یہود ونصاریٰ کی چاکری کرنے والے اور کفار سے دوستیاں اور محبتیں قائم کرنے والے......اُن کی خوشنودی کے لیے اسلام کے عظیم مجاہد کی شہادت پر ایسے الفاظ کو استعمال کیا گیا ہے۔ جب کہ قرآن میں ہلاکت کا لفظ کفار، مشرکین، مکذبین، ملحدین اور منافقین کے لیے استعمال ہوا ہے۔ یہ عنوان معذب اقوام کے لیے مستعمل ہے۔ مرنے والا کافر ہے تو 'ہلاک ہوا' یہ خبر ہو گی۔ اگر وہ مذبذب ہے، ایمان وکفر واضح نہیں تو 'جاں بحق ہوا'۔ مسلمان ہے اور کافر کے ہاتھ سے قتل ہوا تو وہ شہید ہے۔ شیخ اسامہؒ تو کافرِ اعظم کے ہاتھ سے قتل ہوئے لہٰذا وہ تو بلاشک وشبہ شہیدِ اعظم ہیں۔

تیس ہزار پاکستانیوں کا قاتل اسامہ یا اوباما؟:

پاکستان کے حکمران کہتے ہیں کہ اسامہ تیس ہزار پاکستانیوں کا قاتل تھا......کوئی ان سے پوچھے کہ ان پاکستانیوں کا اصل قاتل اسامہ تھا یا اوباما اور اُس کے اتحادی؟......

اسامہؒ نے کسی مسلم ملک پر چڑھائی نہیں کی......وہ تو امت کے مقدسات، مقبوضات، عزت و آبرو اور وسائل پر کفار کے قبضے کے خلاف کھڑا ہوا تھا۔ مسلمانوں کے اصل اور حقیقی قاتل تو کفار، اُن کے ایجنٹ اور حاشیہ نشین ہیں......جنھوں نے صرف پاکستان میں ہی نہیں...... عراق، افغانستان، فلسطین، کشمیر، شیشان، صومالیہ، سوڈان، الجزائر، یمن، لیبیا، انڈونیشیا، بوسنیا، کوسوو، مشرقی تیمور، فلپائن، بھارت، مشرقی ترکستان اور اریٹیریا میں مسلمانوں کا خون انتہائی بے دردی سے بہایا ہے......اسامہؒ کیوں کر مسلمانوں کا قاتل ہوسکتا ہے جب کہ اُس نے ہر قسم کا دنیاوی عیش و آرام کو تج کیا اور مسلمانوں کے دفاع کے لیے نکل کھڑا ہوا۔

کفار کی طرف سے یہ پروپیگنڈا ابھی زور شور سے کیا جارہا ہے کہ وہ معصوم و بے گناہ لوگوں کا قاتل تھا......اسی پروپیگنڈے کا شکار بعض مسلمان بھی ہوجاتے ہیں......ہم پوچھتے ہیں کہ معصوم اور بے گناہ کون ہوتا ہے؟ کیا کافر اور مشرک بھی معصوم و بے گناہ ہوتا ہے؟ قرآن مجید میں تو حکم دیا گیا ہے کہ

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لاَ تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّيْنُ كُلُّهُ لِلّه(الانفال: ۳۹)

''اور ان لوگوں سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ (یعنی کفر کا فساد) باقی نہ رہے اور دین سب اللہ ہی کا ہوجائے''۔

تو کیا شیخ اسامہؒ نے اس حکم کو پورا کر کے کوئی جرم کیا ہے؟ کفار کے نزدیک معصوم اور بے گناہ کی جو بھی تعریف ہو لیکن اسلام اُن کی وضع کردہ تعریف کا محتاج ہرگز نہیں ہے...... اسلام کے نزدیک انسان دو ہی قسم کے ہیں......یا عبادالرحمٰن، یا پھر عبادالشیطان......جو شیطان کے بندوں میں شامل ہوگا وہ ہرگز معصوم نہیں رہے گا بلکہ مجرم تصور ہوگا......اپنے خالق و مالک کا مجرم......اور اسلام ایسے مجرموں سے آہنی ہاتھوں سے نمٹنا ہی سکھاتا ہے......یاد رکھیے! کفار کے زہریلے پروپیگنڈے کا شکار ہوکر سمجھ کر یا ناسمجھی میں ایمان کی دولت سے ہی ہاتھ مت دھو بیٹھیے گا......اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کے بارے میں ایسے الفاظ ایمان کی بربادی کا سبب بنتے ہیں......

کفار کا دشمن ہی مومنین کا دوست ہوتا ہے:

جو شخص کفار کو جس قدر مطلوب و مبغوض ہوگا' وہ دنیائے اسلام کا اُتنا ہی محبُوب ترین ہوگا۔ جس شخص کا نام لے کر کفار کی مائیں اپنے بچوں کو ڈرائیں......اُسی شخص کی سیرت اور کارناموں کے تذکروں کو امت مسلمہ کی مائیں لوریوں کی شکل میں اپنے بچوں کو سناتی ہیں۔ جو شخص اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے، اُس کے دل میں لازماً دینِ اسلام کی حفاظت کی خاطر جہاد کے میدانوں کا رخ کرنے والے مجاہدین کی عزت اور محبت بھی ہوگی۔ ساتھ ہی اُس کے دل میں اللہ کے دشمنوں اور اُس کے باغیوں کے خلاف عداوت و نفرت کا ہونا بھی یقینی امر ہے۔ کسی دل میں اللہ کی محبت اور اس کے دشمن کی محبت جمع نہیں ہوسکتی۔

حق کی پہچان:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مشہور قول ہے کہ ''حق کو پہچاننا ہو تو دیکھو کہ باطل کے تیروں کا رخ کس طرف ہے''۔ یہ بدیہی حقیقت ہے کہ حق کی بہترین و صحیح پہچان باطل ہی کے پاس ہوتی ہے......باطل اپنے فال و فر کی حفاظت کے لیے حق کی قوت کا مقابلہ کرنے کو نکلتا ہے......آج بھی آپ دیکھ لیں......باطل کے تیروں کا رخ کس طرف ہے؟ کون ہے جو میزائلوں کے نیچے بیٹھا ہے......کس کی زبان سے ادا کیا ہوا ایک ایک لفظ باطل اور اہل باطل کے لیے تیرِ قضا کی سی حیثیت رکھتا ہے؟ کون ہے جو باطل کی سنگینوں میں بھی کلمۂ حق کہنے سے نہیں چُوک رہا؟ یہ شیخ اسامہؒ، اُن کے ساتھی، طالبان اور القاعدہ مجاہدین ہی ہیں جو باطل قوتوں کے لیے سوہانِ روح بنے ہوئے ہیں۔

کفار کا ازلی وطیرہ:

کافر و باطل ہمیشہ پہلے احق و اقویٰ سے نمٹتا ہے۔ اور یہ لازمی امر ہے کہ احق و اقویٰ وہی ہوگا جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نقشِ قدم کی پیروی کرے گا اور ان کے اوصاف سے متصف ہوگا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا گیا:

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ أَشِدَّاء عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاء بَيْنَهُم (الفتح: ۲۹)

''محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پیغمبر ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے حق میں تو سخت ہیں اور آپس میں رحم دل''۔

یہ تو سادہ سی بات ہے کہ اقویٰ سے نمٹنے کے بعد قوی سے بآسانی نمٹا جاسکتا ہے۔ احق کے بعد حق کا نمبر آتا ہے۔ اسی قاعدے اور ترتیب کو مدنظر رکھ کر غزوہ احد کے موقعہ پر ابوسفیان نے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، پھر ابوبکر صدیقؓ اور پھر عمر فاروقؓ کے متعلق پوچھا تھا۔ آج مجاہدین اسلام 'اقویٰ و احق' ہیں۔ اسی لیے دنیائے کفر کا سردار اپنے تمام اتحادیوں اور لاؤلشکر سمیت ان کے مقابل آگیا ہے۔ یاد رکھیں! ہماری تاریخ میں ایسی مثالیں موجود ہیں کہ جب کفار نے مجاہدین کی تحریک کو وقتی طور پر دبا دیا تو اُس کے بعد کچھ بھی محفوظ نہیں رہا۔ سید احمد شہیدؒ، شاہ اسماعیل شہیدؒ اور اُن کے ساتھیوں کی شہادت کے بعد دین اور شعائرِ دین پر کیا بیتی......یہ سب تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہے۔

یہ بات واضح ہے کہ یہ مجاہدین ہمارے لیے دفاعی حصار ہیں۔ اگر خاکم بدہن، خدانخواستہ یہ حصار قائم نہ رہا تو پھر دیکھ لینا کہ یہ مساجد و مدارس اور خانقاہیں اصطبلوں میں بدل دی جائیں گی......علما، فضلا، اتقیا، مفتیان......کوئی بھی کفر کی یورش کے آگے بن باندھنے والا نہیں ہوگا......منبر و محراب ویران ہوں گے اور کسی میں ہمت نہیں ہوگی کہ کوئی اس صورت حال پر لب کشائی بھی کرسکے......ہسپانیہ کی تاریخ کو دیکھو......کہ یہی کچھ اُس سرزمین پر بیت چکا ہے۔

ایک فرد......ایک امت:

بعض مرتبہ اللہ رب العالمین ایک فردِ واحد سے پوری امت کے برابر کام لے لیتے ہیں۔ اس امت پر دو لوگوں کا بہت بڑا احسان ہے، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا، کہ جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مرتد ہوجانے والے قبائل، جھوٹے داعیان نبوت اور مانعین زکوٰۃ کے خلاف ڈٹ گئے، دوسرا امام احمد ابن حنبلؒ......کہ جب اکثر و بیشتر علما فتنہ خلق قرآن کے بارے میں بات کرنے سے ڈرتے تھے تو آپ رحمہ اللہ نے حاکم وقت کے سامنے

خلق قرآن کے فتنہ کو باطل قرار دیا اور اس کی پاداش میں سخت ترین آزمائش سے دوچار ہوئے۔

یہ دو افراد تھے، جن سے اللہ نے حسب موقع امتوں کے برابر کام لیا...... اسی طرح آج کے دور میں شیخ اسامہؒ سے اللہ تعالیٰ نے ایسا کام لیا کہ جو اصل میں امتوں کے کرنے کا کام ہے...... باطل اور کفر کے سرغنہ کو للکارنے اور چیلنج کرنے کا کام کسی ایک فرد کا نہیں ہے الا من رحم ربی...... اور اللہ تعالیٰ کی یہی رحمت اور یہی فضل شیخ اسامہؒ کے ہمراہ رہا...... تبھی تو وہ کفر کی ایسی مہیب طاقت کے سامنے استقامت کے ساتھ کھڑے ہو گئے کہ جس کی دہشت اور ٹیکنالوجی کی مار سے بڑے بڑوں کا پتہ پانی ہوا جاتا ہے...... آپ نے فرعونِ عصر کو نہ صرف یہ کہ للکارا بلکہ اُسے عسکری، معاشی اور معاشرتی محاذوں پر بری طرح شکست سے دوچار کیا اور اب حالت یہ ہے کہ وہ مضمحل اور ناگفتہ بہ حالت کے ساتھ اپنی بقا کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔ بے شک یہ شیخ اسامہؒ کا کارنامہ ہے، جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی معیت اور نصرت کے سبب سرانجام دیا اور اب وہ اس کا بدلہ بھی اپنے رب سے خوب خوب پا رہے ہوں گے، ان شاء اللہ۔

شیخ اسامہؒ کی قول و فعل میں یکسانیت:

شیخ اسامہؒ کی شخصیت خالی خولی نعروں اور دعووں والی شخصیت نہیں تھی...... آپؒ نے اپنے ہر قول کی سچائی ثابت کرنے کے لیے اُسے عمل کے پیرائے میں ڈھالا...... نوجوانانِ اسلام کو ہجرت و جہاد کی ترغیب دینے سے پہلے اور دنیا کی آسائشوں کو خیر باد کہنے کی دعوت دینے سے پہلے آپ نے بالفعل دنیا کی رنگینیوں سے کنارہ کشی اختیار کی...... مال و دولتِ دنیا اور آرام و آسائش کی زندگی کو خیر باد کہہ کر پہاڑوں اور غاروں کی طرف رخ کیا...... اپنے مال کو اللہ کی راہ میں جس طرح آپ نے کھپایا، اُس کی مثال اس دور میں شاذ ہی ملتی ہے۔ شیخ اسامہؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ''امریکہ مجھے کبھی زندہ گرفتار نہیں کر سکے گا''۔ آپ نے اپنے اس قول کو بھی عمل کا جامہ پہنایا...... آپ نے اپنے فلسطینی بھائیوں کو مخاطب کر کے فرمایا ''ہم رب العزت کو گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ ہم تمہیں تنہا نہیں چھوڑیں گے یہاں تک کہ یا تو ہمیں فتح حاصل ہو جائے یا پھر ہم وہی مزہ چکھ لیں جو حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے حصے میں آیا''...... اور آپ کا عمل آپ کے قول کی تصدیق کر رہا ہے کہ فتح بھی قریب آ لگی ہے اور آپ نے بھی سید الشہداء حمزہ ابن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی مانند ہی خلعت شہادت زیبِ تن کی ہے۔

غم اور مصیبت میں مومن کا طرزِ عمل:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مومن کا معاملہ تو بھلائی ہی بھلائی ہے...... اگر اُسے کوئی خوشی پہنچتی ہے تو اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اور اگر کوئی غم کی کیفیت پیش آتی ہے تو صبر کرتا ہے...... دونوں صورتوں میں اجر و ثواب کا مستحق قرار پاتا ہے''۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **و اذا أصابک شیء فقل قدر الله و ماشاء فعل و لا تقل لو أنی فعلت کذا**...... ''اور جب تمہیں کوئی مصیبت پہنچے تو یہی کہو کہ اللہ نے جو تقدیر میں لکھا تھا اور جو چاہا وہ کیا اور یہ نہ کہو کہ اگر میں ایسا کرتا اور ایسا کرتا (تو یہ نہ ہوتا)''۔ پس ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو چاہا وہ کیا...... ہم اُس کی رضا میں راضی ہیں۔ دل مغموم ہیں لیکن نظریں اجر و ثواب پر ہی ہیں۔

شیخ اسامہؒ کی ایمانی کیفیت:

شیخ اسامہؒ نے اللہ کی خاطر جس قدر قربانیاں دیں اور جیسی مشقت بھری زندگی گزاری، پھر کفار پر اُن کی دہشت کا جو عالم تھا...... ان سب حقائق کے پیش نظر یہ بات بلا خوف کہی جا سکتی ہے کہ اگر ایک پلڑے میں شیخ اسامہؒ کا ایمان رکھ دیا جائے اور دوسرے میں پوری امت کا ایمان رکھا جائے تو شیخؒ کا پلڑا پھر بھی بھاری ہی ہوگا۔ اور ایسا کیوں نہ ہو کہ وہ تو شہادت کے بعد میں زبانِ حال سے یہی کہہ رہے ہیں

؎ تیرے نام پہ مٹا ہوں مجھے کیا غرض نشاں سے

امیر المومنین کا ایمان:

اسی طرح امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نصرہ اللہ کی ایمانی کیفیت ہے...... آپ نے بھی باطل قوتوں کے سامنے سرنڈر کرنے کو قبول نہیں کیا...... شیخ اسامہؒ کی حفاظت کی اور اُن کی حفاظت کی خاطر حکومت اور منصب تک کی قربانی دے دی۔ اُن کے ایمان کی پختگی اور مضبوطی کا اندازہ اُن کے ان الفاظ سے لگائیے:

> ''تمام حکومتیں ہمارے مقابلے پر آئیں تو بھی دنیا کی کوئی طاقت ہمیں اسامہ کو حوالے کرنے پر مجبور نہیں کر سکتی۔ شیخ اسامہ ہمارے مہمان ہیں انہیں ہم کسی دباؤ یا لالچ پر کسی کے بھی حوالے نہیں کر سکتے، کوئی بھی غیرت مند مسلمان کسی مسلمان کو کسی کافر کے حوالے نہیں کر سکتا۔ ہم اسامہ کی حفاظت آخر دم تک کریں گے اور ضرورت پڑی تو ان کی حفاظت اپنے خون سے کریں گے''۔

اس انٹرویو کے چند دن بعد امریکہ نے افغانستان پر شب خون مارا لیکن اس مردِ قلندر کے موقف میں کوئی فرق نہیں آیا۔ چنانچہ حملوں کے بعد بی بی سی نے دوبارہ انٹرویو کیا تو انہوں نے کہا:

> ''پورا افغانستان بھی اُلٹ جائے اور ہم تباہ و برباد بھی ہو جائیں تو بھی شیخ اسامہ کو کسی کے حوالے نہیں کریں گے۔ میری غیرت برداشت نہیں کرتی کہ کسی مسلمان کو کافر کے حوالے کروں۔ ہماری قوم اسلامی غیرت سے سرشار ہے اور ہم ہر قسم کے خطرات کو برداشت کرنے کے لیے تیار ہیں۔ امریکہ جو کرنا چاہتا ہے کر لے، ہم بھی جو کر سکتے ہیں کریں گے''۔

ایک مرتبہ سعودی شہزادے ترکی الفیصل سے کہا:

> ''جب تک ہمارے اندر خون کا ایک قطرہ بھی باقی ہے ہم شیخ اسامہ کی حفاظت کریں گے، خواہ افغانستان کے سب گھر تباہ ہو جائیں، پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں اور لوہا پگھل جائے ہم پھر بھی اسامہ کو حوالے نہیں کریں گے''۔

شیخ اسامہؒ کی شہادت کے بعد کفار کا زہریلا پروپیگنڈہ:

شیخ اسامہ کی شہادت کے بعد مجاہدین کے خلاف کفار کے زہریلے پروپیگنڈے میں مزید تیزی آئی ہے...... کبھی کہا جاتا ہے کہ القاعدہ کی کمر توڑ دی گئی، کبھی شیخ کی جگہ امیر

الجہاد کے تقرر میں اختلاف اور مجاہدین کے درمیان دھڑا بندی کی در فنطنی چھوڑی جاتی ہے، کبھی شیخ کی جعلی وصیّت منظر عام پر لائی جاتی ہے، کبھی شیخ اسامہ رحمہ اللہ اور شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کے درمیان اختلافات کی ''مصدقہ اطلاعات'' فراہم کی جاتی ہیں......

اس تمام پروپیگنڈے سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے......کفار کے پاس یہ چند دن ہی تو ہیں اپنی کامیابی کا جشن منانے کے لیے......ان کی تباہی و بربادی دنیا میں بھی بہت قریب آ گئی ہے اور آخرت کا خسارہ تو ان ہی کے لیے مخصوص ہے۔

شیخؒ کی شہادت پوری امت کے لیے مبارک ہے:

شیخ اسامہؒ کی شہادت پوری امت کے لیے مبارک ہے۔شیخؒ اپنی منزلِ مراد کو پا گئے۔اس تمنا کی آبیاری کے لیے اُنہوں نے زندگی گزارنے کا کٹھن ترین سفر اختیار کیا۔سو مسافر کو منزل مل گئی......رب کی رضا، جنتوں میں اعلیٰ اور بلند ترین مقام، انبیاء، صدیقین، شہدا اور صالحین کی معیت نصیب ہوگئی......

کفار اور اُن کے حواری گمان کیے بیٹھے ہیں کہ شیخ اسامہؒ کی شہادت سے جہاد اور امت مسلمہ میں موجود جذبۂ جہاد ماند پڑ جائے گا......ان عقل کے اندھوں، سفاہت اور غباوت کے مارے ہوئے کو اندازہ ہی نہیں کہ یہ دین مٹنے کے لیے نہیں آیا۔شیخؒ کا نظریہ اور القاعدہ ختم ہونے والی نہیں ہیں...... یہ تو اللہ کا وعدہ ہے

يُرِيدُونَ لِيُطْفِؤُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ O هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ(الصف: ۸۔۹)

''یہ چاہتے ہیں کہ اللہ (کے چراغ) کی روشنی کو منہ سے (پھونک مار کر) بجھا دیں حالانکہ خدا اپنی روشنی کو پورا کر کے رہے گا خواہ کافر ناخوش ہی ہوں۔وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اسے اور سب دینوں پر غالب کرے خواہ مشرکوں کو برا ہی لگے''۔

اسامہؒ جننے والی امت بانجھ نہیں ہوئی......ہزاروں مزید ایسے آئیں گے......اگر اسلام و جہاد کا نور کسی شخصیت کی موت یا شہادت پر بجھنے والا ہوتا تو سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر، فاروقِ اعظمؓ کی محراب نبوی میں شہادت پر، عثمان غنیؓ کی قرآن کی تلاوت کرتے وقت شہادت پر، علی مرتضیٰؓ کی شہادت پر، حسین ابن علی کی کربلا میں شہادت پر......ہی یہ نور بجھ چکا ہوتا......لیکن یہ تو رحمانی فیصلہ ہے کہ اس شمع کی لو کو جلنا ہے، اس کی روشنی شہدا کے لہو سے مزید فروزاں ہوتی ہے......اس کے نور کا اتمام کرنا میرے رب کا وعدہ ہے اور بھلا اُس سے زیادہ وعدے کی پاس داری کرنے والا کون ہوسکتا ہے!!!

اس داغ کو مٹائیے!:

آج ہر مسلمان کے لیے از حد ضروری ہے کہ اپنی زبان و قلم کو قابو میں رکھے، کفار کے ترجمان نہ بنے۔یقین جانیے اس جنگ میں جس نے فقط ایک لفظ کے ساتھ بھی کفار کی مدد کی تو وہ اللہ کے ہاں مجرم کی حیثیت سے پیش کیا جائے گا۔کفار تو چاہتے ہیں کہ

وَدُّواْ لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُواْ فَتَكُونُونَ سَوَاء(النساء: ۸۹)

''وہ تو یہی چاہتے ہیں کہ جس طرح وہ خود کافر ہیں (اسی طرح) تم بھی کافر ہو کر (سب) برابر ہو جاؤ''۔

جو لوگ اللہ کے دشمنوں کی حمایت میں مصروف ہیں اُنہیں جان لینا چاہیے کہ اُن کی یہ حمایت اللہ کے دشمنوں کے تو کچھ کام نہیں آئے گی لیکن اس جنگ میں اپنا سارا وزن مغضوبین اور ضالین کے پلڑے میں ڈال دینے اور شب و روز اُن کی حمایت کرنے کے جرم میں وہ دعوائے ایمانی کے باوجود اسلام سے خارج ہی تصور ہوں گے......رب کے دربار میں حاضری کے وقت اپنی روسیاہی اور بدنصیبی اُن پر پوری طرح عیاں ہو جائے گی۔

اے مسلمانو! اپنے اندر غیرت و حمیت کا جوہر پیدا کرو......آج مجاہدین کفر سے نبرد آزما ہیں......اسی لیے تم اپنے گھروں میں آرام اور چین سے بس رہے ہو......یہ مجاہدین اگر ہٹ جائیں تو کفر تمہیں غارت کرنے میں ایک لمحہ تاخیر نہیں کرے گا......لہٰذا تم پر فرض ہے کہ اپنے ان مجاہد بھائیوں کی نصرت کرو......جن کے دم قدم سے اسلام کی عزت و رفعت کا دور شروع ہونے والا ہے۔

پاکستان کے مسلمانوں کو اپنے ماتھے پر لگے عار و ذلت کے اس داغ کو دھونا ہوگا جو شیخ اسامہؒ کی اس سرزمین پر شہادت کے بعد لگا ہے......وہ اسامہؒ جس کی حفاظت کے لیے ملا عمر نصرہ اللہ نے امارت اسلامیہ افغانستان کی قربانی دی......وہ اسامہؒ جوامت کا محسن تھا......جو لشکر مہدی کے ساتھ مل کر دجال کے خلاف جہاد کرنے والوں کا قائد تھا......اُس عظیم مجاہد کا اس سرزمین پر کفار کے ہاتھوں شہید ہونا، پاکستان کے مسلمانوں کے لیے شرم و عار کا باعث ہے......پس اس جرم تغافل سے توبہ کا ایک ہی راستہ ہے کہ اس ملک میں شریعت کے نظام کے نفاذ کے لیے اٹھنے والے مجاہدین کے ہم رکاب ہو جاؤ......مجاہدین کے معاون بنو، خود بھی جہاد کرو، اپنی اولادوں کو بھی جہاد کے لیے تیار کرو اور اسامہؒ کے لشکر کے ساتھی بن جاؤ......

☆☆☆☆☆

بقیہ: مجدد جہاد

لو وددت ان اقتل فی سبیل الله ثم احیا ثم اقتل ،ثم احیا ثم اقتل ، ثم احیا ثم اقتل

''میں چاہتا ہوں کہ میں اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں''۔

وہ عملِ جہاد کے اس شاندار ماضی کے ساتھ منسلک بطل جلیل تھے جو بدر و احد سے شروع ہوا اور پوری آب و تاب سے جاری رہا۔جس کو صحابہ کرامؓ، صلحائے امت، اولیائے عظام نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے توانائی عطا کی۔آج مجاہدین پورے عزم و ہمت کے ساتھ میدان جہاد میں ڈٹے ہوئے ہیں۔مظلومیت و بے چارگی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صدا دلوں کو حوصلہ دیتی ہے فطوبیٰ للغرباء ''اجنبیوں کے لیے خوش خبری ہے''۔

☆☆☆☆☆

وہ عرب کا شہزادہ

عالم فانی کی رنگینی سے رخ موڑ کر
دلنشیں محلوں میں سامانِ تعیش چھوڑ کر
ہوگیاآزاد زنجیرِ غلامی توڑ کر
رکھ دیا اس نے عدوُ اللہ کا سر پھوڑ کر
اس کے دشمن کی جبیں اب بھی عرق آلود ہے
منزلِ مقصود کا ہر راستہ مسدود ہے

زہد اپنایا تھا اس نے مال و زر ہوتے ہوئے
دربدر پھرتا تھا عالی شان گھر ہوتے ہوئے
اپنی ہستی کو مٹایا کروفرہوتے ہوئے
بن گیا معیوب وہ اہلِ ہنر ہوتے ہوئے
لیکن اس کے عیب پر اہل ہنر قربان ہیں
اہلِ دل، اہلِ وفا، اہلِ نظر قربان ہیں

کیا تڑپ تھی اس کے اندر کیف و کم کے باوجود
کیوں فقیری اس نے لی جاہ و حشم کے باوجود
کیوں جفاکش بن گیا نازونعم کے باوجود
کیوں عجم کا رخ کیا اس نے حرم کے باوجود
کوئی تو مقصود تھا اس کی نظر کے سامنے
جس کی خاطر ڈٹ گیا خوف و خطر کے سامنے

وہ نہیں الجھا کبھی بھی فکرِناوَنوش میں
شوقِ جنت موجزن تھا اس کے عقل و ہوش میں
وہ جواں نکلا تھا کل جو دینِ حق کے جوش میں
آج وہ پہنچا بالآخر حور کی آغوش میں
باغ رضواں منتظر تھا اس کی آمد کے لیے
کٹ مرا جو گلشن دینِ محمد ﷺ کے لیے

ذریت روحانی وہ غازی صلاح الدین کی
جس نے ازخود منزل مقصود کی تعیّن کی
ازسرِ نو مسلکِ عشاق کی تدوین کی
گلشن آقا ﷺ کی اپنے خون سے تزئین کی
گرمجاہد تھا وہ دن کا رات کا زاہد بھی تھا
مرشدِ اہل عزیمت رہبروراشد بھی تھا

وہ نہیں پیچھے ہٹا تنقید کے الزام سے
بے نیازانہ بڑھا وہ رنجش و آلام سے
سر کیے اس نے ہمالہ جرأتِ اقدام کے
کانپتے تھے عہد کے فرعون اس کے نام سے
حلقِ بزدل میں اٹکتا تھا وہ کانٹے کی طرح
چشمِ باطل میں کھٹکتا تھا وہ کانٹے کی طرح

وہ عرب کا شاہزادہ بن کے درویشِ عجم
چھوڑ کر بابِ حرم پہنچا گلستان ِ ارم
اس کی فرقت پر ہے گو اہلِ وفا کی آنکھ نم
جذبۂ شوق ِ شہادت تاابد ہوگا نہ کم
اک اسامہ کیا گیا لاکھوں اسامہ چھوڑ کر
رکھ دیااہلِ وفا کی سوچ کا رخ موڑ کر

کون کہتا ہے کہ دنیا میں فساد اس نے کیا
زندہ گُل عالم میں پھر فرضِ جہاد اس نے کیا
ذکردنیا چھوڑ کر فکرِ معاد اس نے کیا
راحت و آرام کو یوں خیربادُاس نے کیا
کردی تازہ اس نے یادِ خالدؓ ابن ولید
بھردیا ذوقِ جہادِ خالدؓ ابن ولید

آج ثابت مرد حق کی بے قصوری ہوگئی
اس کو حاصل بزم آقا ﷺ کی حضوری ہوگئی
عالم فانی سے اگرچہ لاکھ دوری ہوگئی
زندگی کی آخری خواہش تو پوری ہوگئی
دشمنانِ دین ِحق کو بھیج کر سجّین میں
آج محوِ استراحت ہے وہ علیّین میں

(اثر جون پوری)

....

شیخ اسامہ بن لادن (رحمہ اللہ) کے نام ان کی شہادت پر......!

یمنی قبا کو اوڑھ کے قحطان کا باسی
لشکر میں خراساں کے عجب چاند تھا ابھرا
حق کا علم وہ قبلۂ اولیٰ میں گاڑنے
اسلام کا جھنڈا لیے آیا تھا اسامہ

سلطانیت کے تاج میں فقیری کی چمک تھی
انسانیت کے روپ میں فرشتوں کی صفت تھی
سنت کی پیروی میں صحابہؓ کی جھلک تھی
اللہ نے اپنے نور سے سجایا تھا اسامہ

عالم کفر کی اینٹ سے اینٹیں بجا گیا
امریکا کی راتوں کی جو نیندیں اڑا گیا
پڑتا تھا میلوں دور سے کفر پہ جس کا رعب
طاغوت کو بس نام ہی کافی تھا اسامہ

وہ راہِ حق کا راہی تھا شہید ہوگیا
جہاد کا دنیا میں سچّا بیج بوگیا
گلشن میں اس کے اب کے بہاراں ہی آئے گی
ہر نوجواں کہے گا ہوں میں ابن اسامہ

تھی جس کو اپنے رب سے شہادت کی تمنا
اسلام کے گلشن کو اپنا خون دے گیا
آنکھوں میں جس کے نور ہدایت تھا چمکتا
اللہ کے دین کے چاند کا ہالہ تھا اسامہ

ہے آنکھ نم پر دل پہ سکینت سی ہے طاری
کہ آج اسامہ صاحبِ حیات ہوگیا
حبِ یزداں کا اِک استعارہ تھا وہ
اور داستاں بننے کو ہی آیا تھا اسامہ

جنت میں ہوئی گونج ابنِ محمدؐ آ گیا
خود چل کے محمد ﷺ نے گلے سے لگالیا
صدیقین و صالحین و شہدا کے سنگ سنگ
اخروی محل کو لوٹنے آیا تھا اسامہ

کرتی ہوں دعا رب سے کہ الفاظ یہ میرے
اللہ کرے یوں ہی حقیقت بھی بنے ہوں
آخر میں دعا ہے کہ دعا ہو میری مقبول
رہے عرش کی قندیل میں امت کا اسامہ

(اُم مومن)

....

تھی جس کو اپنے رب سے شہادت کی تمنا
اسلام کے گلشن کو اپنا خون دے گیا
آنکھوں میں جس کے نورِ ہدایت تھا چمکتا
اللہ کے دین کے چاند کا ہالہ تھا اسامہ

(ابوسفیان)

....

وہ مقتل کو کیسے سجا کر گیا ہے

وہ مقتل کو کیسے سجا کر گیا ہے
لہو سے وضو کو بنا کر گیا ہے
وہ موت کے پیچھے لگا مجنوں بن کر
جوانی بھی رب پر لٹا کر گیا ہے
نہیں تھی تمنا اُسے مال و زر کی
وہ اہلِ جہاں کو بتا کر گیا ہے
کہ صد آفریں شیرِ اسلام اسامہ!
تو غیرت مسلم جگا کر گیا ہے
تیرے نام سے اب بھی لرزاں ہے کافر
تو دہشت دلوں میں بٹھا کر گیا ہے
تمھیں کیا خبر وہ کتنا حسیں تھا
جو مقتل کی سمت مسکرا کر گیا ہے
میں عابد کیوں اُس کو مردہ کہوں
شہادت کا رتبہ جو پا کر گیا ہے

(محمد عابد)

....

اسلام کا ہیرو نمبرون

اسلام کا ہیرو نمبرون   میرا شیر اسامہ بن لادن
اسلام پہ وار اتن من دھن   میرا شیر اسامہ بن لادن
اسلام کا ہیرو نمبرون   میرا شیر اسامہ بن لادن
امریکہ صاحب جلدی کرو   حرمین سے نکلو گھر جاؤ
دوراہیں میں نے چھوڑی ہیں   یا گھر جاؤ یا مر جاؤ
میں عرب کے تپتے صحرا کو   گوروں کا بنا دوں گا مدفن
اسلام کا ہیرو نمبرون   میرا شیر اسامہ بن لادن
میں فاتح بن کر امریکہ   میں ان شاء اللہ آؤں گا
اسلام کے دشمن امریکہ   کو بھولا سبق پڑھاؤں گا
وہ وقت بھی آنے والا ہے   نہ جلدی کرو بل کلنٹن
اسلام کا ہیرو نمبرون   میرا شیر اسامہ بن لادن
آیا وقت تیری بربادی کا   سورج بھی شعلے اگلے گا
تیرے ہوش ٹھکانے آئیں گے   دھرتی سے وہ لاوا ابلے گا
وہ آگ بھڑکنے والی ہے   کہ لرز اٹھے کا واشنگٹن
اسلام کا ہیرو نمبرون   میرا شیر اسامہ بن لادن
ابھی ایک اسامہ دیکھا ہے   کئی لاکھ اسامے دیکھو گے
اپنی ہی آگ میں تم خود کو   امریکیو! جلتا دیکھو گے
نکلے ہیں جہاں سے امریکی   وہیں کر دیں گے ہم ان کو بھسم
اسلام کا ہیرو نمبرون   میرا شیر اسامہ بن لادن
کل روس کا سورج ڈوبا تھا   امریکہ کی اب باری ہے
میرے ملک میں بن لادن کے لیے   امریکہ نے فوج اتاری ہے
امریکی سفیرو! غور کرو   نہیں پہنے ہوئے ہم نے کنگن
اسلام کا ہیرو نمبرون   میرا شیر اسامہ بن لادن
میرا پیرا اسامہ نہ گھبرا   کر دیں گے تجھ پر جاں فدا
امریکہ الٹا لٹک جائے   تمہیں ہم سے کر نہیں سکتا جدا
اسلام کا ہیرو نمبرون   میرا شیر اسامہ بن لادن
میرا شیر اسامہ نہ گھبرا   میرا عرب مجاہد نہ گھبرا
میرا ویرا اسامہ نہ گھبرا   کر دیں گے تجھ پہ جان فدا
امریکہ الٹا لٹک جائے   تمہیں ہم سے کر نہیں سکتا جدا
تو مسلم ہے، ہم مسلم ہیں   مضبوط ہمارا ہے بندھن
اسلام کا ہیرو نمبرون   میرا شیر اسامہ بن لادن
دنیائے یہودیت کے لیے   بن لادن نام ہی کافی ہے
بابائے یہودیت کے لیے   بن لادن نام ہی کافی ہے
کفر کے خرمن کے لیے   ارشد ہے قوم غیور کا ایٹم بم
اسلام کا ہیرو نمبرون   میرا شیر اسامہ بن لادن
اسلام پہ وار اتن من دھن   میرا شیر اسامہ بن لادن

....

اسامہ مر نہیں سکتا

مثالِ شمس زندہ ہے، عدو سے ڈر نہیں سکتا
اسامہ اِک علامت ہے، اسامہ مر نہیں سکتا
جو ڈر کے صلح کر لے وقت کے فرعون و ہاماں سے
مجاہد ہو تو یہ گھاٹے کا سودا کر نہیں سکتا
زمانہ منتظر ہے کس قدر ضربِ کلیمی کا
عصا ڈالے بِنا یہ معرکہ سر ہو نہیں سکتا
صفیں آراستہ کرلو، یقیں کو راستہ کرلو
صداقت کا علَم تھامو، علَم یہ گر نہیں سکتا
بہت ہوشیار رہنا ہے ہمیں دجّالی فتنوں سے
کوئی جعلی مسیحا اپنا رہبر ہو نہیں سکتا
شکست دجّال کو ہوگی، ختم اسلام پر ہوگی
میرے آقا ﷺ کے کہنے میں تغیّر ہو نہیں سکتا
خطاؤں کے تسلسل سے دعائیں بے اثر ٹھہریں
نہ جب تک حق کا سایہ ہو یہ دامن بھر نہیں سکتا

(اُمِّ سعد)

اسامہ بن لادن

تم بازوئے طہٰ، یزداں کا قدم ہو
تم آن ہو یثرب کی، تم فخرِ حرم ہو
طوفان بلاخیز ہو، تم بادِ صبا بھی
ہیبت ہو عمرؓ کی، عثماںؓ کا حلم ہو
جس سمت بھی جاؤ تو اک برق سی کوندے
تلوار ہو خالدؓ کی، طارقؒ کا عزم ہو
سیماب کی صورت ہو، اِدھر بھی اُدھر بھی
للکار ہو ٹیپو کی، رومی کا علم ہو

(ڈاکٹر عابد رضا عابد)

غیرت وقوت کا استعارہ

وہ طوفان ہے، وہ بجلی ہے، وہ شعلہ ہے، شرارا ہے
شجاعت، غیرت و قوت کا نادر استعارہ ہے
کہاں ہمت اُسے گہنا سکیں تاریخ کی زلفیں
جبینِ غلبۂ اسلام کا روشن ستارا ہے
لٹا کے ریزہ ریزہ روح و تن کے آبگینے کا
جوانوں کے حسین بے تاب جذبوں کو نکھارا ہے
عجب للکار اور یلغار ہے مردِ قلندر کی
نظامِ میکدۂ قصر ابیض پارہ پارہ ہے
نگاہِ کفر میں کھٹکے نہ کیوں وہ خار کی مانند
کہ ظالم کے جگر میں اس نے دہشت کو اتارا ہے
محاذ جنگ پہ، تیغوں کی زد میں، نوک خنجر پہ
ہراک پل زیست کا اس نے عزیمت سے گزارا ہے
وہ رکھیں نام بچوں کا نہ کیوں کر نام پہ اس کے
مسلمانوں کا وہ محبُوب، ملت کا دلارا ہے
بنے مرکز نہ کیوں کر وہ عقیدت اور الفت کا
ضعیفوں، بے کسوں، مظلوم دنیا کا سہارا ہے
فدا کرکے خود اپنی جان و مال و آبرو انوؔر
جہادی قرض تھا امت پہ جو اس نے اتارا ہے

(انور جمیل)

....

وہ عجیب پیکرِ عزم تھا

وہ عجیب پیکر عزم تھا،اسے وسوسے نہ ڈرا سکے
وہ کمال صاحبِ رزم تھا کہ محاصرے نہ ڈرا سکے
وہ الم کی رات میں مطمئن، کوئی ڈر نہ تھا بڑا پرسکوں
وہ عجیب صاحبِ خواب تھا، اسے رت جگے نہ ڈرا سکے

وہ وفورِ شوقِ جہاد میں، کبھی اس جگہ کبھی اُس طرف
وہ اپنے دل کی مراد میں، کبھی اس جگہ کبھی اس طرف
وہ تو ہجرتوں کا امین تھا، سو مسافتوں میں جیا کیا
وہ رضائے ربِ عباد میں، کبھی اس جگہ کبھی اس طرف

وہ پکارتا تھا دیارِ عشق میں مقتلوں کی طرف بڑھو
یہ جو زندگی ہے فریب ہے سو شہادتوں کی طرف بڑھو
یہ تعیّشات کی زندگی نہیں اہلِ دین کی آرزو
کہ بلا رہا ہے تمہیں خدا، مری جنتوں کی طرف بڑھو

کئی کلمہ گو بھی تھے حملہ زن، صفِ دشمناں میں کھڑے ہوئے
کئی شیخِ دیں بھی تھے طعنہ زن، صفِ دشمناں میں کھڑے ہوئے
اسے راہِ حق کا یقین تھا، وہ رکا نہیں،وہ تھکا نہیں
سبھی رہنما بھی تھے شعلہ زن، صف دشمناں میں کھڑے ہوئے

کہیں قید ہے، کہیں موت ہے، بڑے کرب ہیں، بڑے روگ ہیں
کہیں زخم ہیں، کہیں اشک ہیں، کہیں آہ ہے، کہیں سوگ ہیں
یہ عطائے رب کریم ہے کہ یہ عزم و صبر کا قافلہ
ہے رواں دواں بڑے جذب سے یہ گنے چنے ہی تو لوگ ہیں

(مولانا محمد سلیمان بالاکوٹی)

....

تو ہی کانٹا بن کے قلبِ کفر میں تھا کھٹکتا......!

کیوں مجھے وہ آج اس شدت سے یاد آنے لگے
میری چشمِ نم میں آنسو مچل جانے لگے
چھوڑ کر اب کیوں چمن جانے لگے اہل چمن؟
چمن کی مٹی میں کیوں گُل کھِل کر مرجھانے لگے؟
وہ تھے جب تو تھیں مِرے صحراؤں میں بھی رونقیں
ان کے جانے سے مجھے گلشن میں ویرانے لگے
کررہی ہے رشک ان پر آج تک فرزانگی
کیا ہوا گر وہ زمانے بھر کو دیوانے لگے؟

ان پہ یہ دیوانگی بھی رب کا اک انعام ہے
وہ نہیں ناکام جس کو جگ کہے ناکام ہے

لاکھ تھے اہلِ ہنر جگ میں مگر اک مردِ حُر
عرب کے صحراؤں سے اٹھا جہاں پہ چھا گیا
عالمِ اسلام کی آنکھوں کا وہ تارا ہوا
کوئی شہزادہ تھا جو سب کے دلوں کو بھا گیا
شب کا عابد بھی تھا وہ دن کا مجاہد بھی تھا وہ
اتر کر میداں میں لڑنے کے ہنر سکھلا گیا
عمرؓ کا کوڑا تھا وہ حیدرؓ کی تیغ بے نیام
دشمنانِ دین کوناکون چنے چبوا گیا

اہل حق کرتے ہیں یونہی بسر اپنی زندگی
کفر نے تجھ سے اٹھائی ہے سدا شرمندگی

تو ہی کانٹا بن کے قلبِ کفر میں تھا کھٹکتا
تب ہی تو شام و سحر تجھ سے پریشاں تھا کفر
تونے ہی باندھے تھے بندھ راہِ کفر میں جابجا
اہلِ ایماں پر وگرنہ مثلِ طوفاں تھا کفر
روبروہوکر نہ جانے اس پہ کیا کیا بیتی
نام سن کر ترا تجھ سے ہراساں تھا کفر
تیری اک اک ضرب سے ٹوٹی قیامت کفر پہ
آج بھی لرزاں کفر ہے کل بھی لرزاں تھا کفر

زندگی تیری تھی گویا جرأتوں کی داستاں
تیرے نقشِ قدم ہیں امت کی منزل کے نشاں

ازل سے تاریخ نے چومیں ہیں شیروں کے قدم

آج ہم پہ وقت مشکل آپڑا تو کیا ہوا؟
قافلہ تو ہے ابھی تک پُرعزم باحوصلہ
قافلہ سالار رخصت ہوگیا تو کیا ہوا؟
وقت پر اہلِ خرد کرکے بہانہ چل دیے
آزمائش میں ہیں ہم اہلِ وفا تو کیا ہوا
خالدؓوضرارؓ کے وارث ہیں کیوں گھبرائیں ہم
معرکۂ حق و باطل ہے بپا تو کیا ہوا؟

بازوؤں میں اپنے ہیں وہ بجلیاں باقی ابھی
جلد اب مٹنے کو ہیں طاغوت کے نقشے سبھی

رہبرانِ ملک و ملت !آج ہے وقتِ قضا
جو کیا تھا عہد رب سے وہ نبھانا چاہیے
بات ہو قرآن کی تو مصلحت کافی نہیں
آگ میں بھی کود کر اس کو بچانا چاہیے
ہم ہیں اک آزاد ملت بے بسی کیسی ہے یہ ؟
چھوڑ کر گھربار اب میداں میں آنا چاہیے
دیکھ کر ظلم و ستم اب بھی ہیں محوِ خواب کیوں؟
نوجوانانِ وطن اب جاگ جانا چاہیے

کب تلک بیٹھے رہیں گے؟آؤ کچھ کرتو سکیں
جی نہیں سکتے اگر عزت سے پھر مرتو سکیں

کب تلک معصوم لاشے خاک میں ملتے رہیں؟
کب تلک اپنے جوانوں کے لہو بہتے رہیں؟
ہم بھی انسان ہیں ہمارے صبر کی ہے حد کوئی
کب تلک ہم اس طرح ظلم و ستم سہتے رہیں؟
کیا ابھی بھی اس میں کوئی مصلحت درکار ہے؟
کب تلک ہم قاتلوں کو پاسباں کہتے رہیں؟
گھر کی چوکھٹ چھوڑ دو لوگو!یہ فرض عین ہے
کب تلک اپنے گھروں میں یوں عَلی رہتے رہیں؟

گھرگھروندے اب تو آخر چھوڑنے ہوں گے ہمیں
سیکڑوں بت بن چکے ہیں توڑنے ہوں گے ہمیں

(محمدعلی مجاہد)

عظیم شہید شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کی شہادت کی بابت امارت اسلامیہ کی سپریم کونسل کا اعلامیہ

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُم مَّن قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلاً (الاحزاب: ۲۳)

اللہ تعالیٰ کی قضاوتقدیر کے مطابق کفری لشکر کے خلاف اسلامی جہاد کے داعی شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ امریکی افواج سے مقابلہ کرتے ہوئے جام شہادت نوش فرما گئے۔ **اناللہ واناالیہ راجعون**

امارت اسلامیہ افغانستان شیخؒ کی شہادت کے موقع پر اُن کے خاندان، ہم سفر ساتھیوں، مجاہدین فی سبیل اللہ اور مسلم امہ کو ہمت وحوصلہ کی نصیحت کرتی ہے، اللہ تعالیٰ ہمارے عظیم شیخؒ کی قربانی کو قبول فرما کر ان کے مبارک جہاد اور شہادت کی برکت سے امت مسلمہ کو حالات کی موجودہ تنگی سے نجات عطا فرما دیں۔

شیخؒ نے سوویت یونین کے افغانستان پر حملے کے بعد افغان مسلمانوں کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑے رہے۔ وہ مکمل خلوص اور شجاعت کا پیکر بن کر مجاہدین کی صفوں کو مضبوط کرتے رہے اور اس راہ میں ایسی عظیم قربانی دی، جس پر امت مسلمہ کی تاریخ میں ہمیشہ فخر کیا جائے گا۔

شیخؒ مسلمانوں کے قبلہ اول مسجد اقصیٰ اور مقبوضہ فلسطین کے دفاع کے لیے پیش پیش تھے، عالم اسلام میں صلیبی اور صیہونی چڑھائی کے خلاف مضبوط اور فولادی مزاحمت کا رتھے، انہوں نے اس راہ میں کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔

اُن کا سینہ اسلام کے درد سے معمور تھا اور وہ اسی راہ میں ساری زندگی قربانیاں پیش کرتے رہے، اُن کا کردار اسلامی تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔

جہاد کا راستہ اور دینِ اسلام کے دفاع کا راستہ' قربانیوں اور شہادتوں کا راستہ ہے اور شہید اسامہ رحمہ اللہ علیہ اس راہ کے ہر راہی کی طرح اپنی ابتدائی جہادی زندگی سے ہی اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہادت کے آرزومند تھے، اور اُنہوں نے اپنی یہ آرزو زندگی کی آخری لمحات میں نہایت بہادری وشجاعت سے کفر کا مقابلہ کرتے ہوئے پالی۔

اگر امریکہ اور اس کے صلیبی اتحادی یہ گمان کیے بیٹھے ہیں کہ شیخ اسامہ بن لادنؒ کی شہادت سے افغانستان یا دیگر مقبوضہ اسلامی سرزمینوں میں مجاہدین دل شکستگی کا شکار ہوں گے یا اُن کی صفوں میں کم ہمتی اور بزدلی در آئے گی تو یہ ان کی بڑی غلطی ہوگی، کیونکہ جہاد کا شجر ہمیشہ پاکیزہ لہو سے سیراب ہوکر برگ وبار لاتا ہے اور ایک شہید کی شہادت کے بعد سیکڑوں مسلمان شوق شہادت سے سرشار ہوکر قربانی کے میدان میں قدم رکھتے ہیں۔

افغانستان کی موجودہ جہادی تحریک میں عامۃ المسلمین ہی تمام تر کردار ادا کر رہے ہیں، بہادروں کی اس سرزمین میں کفر کے ہر حملے کے نتیجے میں مجاہدین کے لیے عامۃ المسلمین کی مزید ہمدردیاں سامنے آتی ہیں۔

اگر طاقت وقوت کے بل بوتے پر اس مجاہد قوم کو زیر کرنا ممکن ہوتا تو گزشتہ دس برس کے دوران امریکہ اس میں کامیاب ہو گیا ہوتا کیونکہ امریکی فوجیوں نے مجاہدین کو نیچا دکھانے کے لیے کون سا شیطانی حربہ باقی چھوڑا ہے؟ لیکن حقائق آج بھی یہی بتا رہے ہیں کہ یہاں طاقت اور قوت کے استعمال کے نتائج خواہشات کے برعکس ہی نکلتے ہیں کیونکہ

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے

امارت اسلامیہ کا یقین ہے کہ تحریک جہاد کے اس نازک موڑ پر شیخ اسامہ رحمہ اللہ کی شہادت صلیبی فوجوں کے خلاف جہاد میں نئی روح پھونک دے گی، جہاد کی لہریں بلند سے بلند تر ہوکر طوفان کی شکل اختیار کر لیں گی اور آنے والے دنوں میں دشمن پر پوری طرح واضح ہو جائے گا کہ جنگ مجاہدین ہی جیت رہے ہیں۔ ان شاء اللہ

☆☆☆☆☆

شیخ عبداللہ عزام شہید رحمہ اللہ کی وصیّت سے اقتباس

میرے مجاہد بھائیو!

آپ پر لازم ہے کہ راہ جہاد میں جمے ہوئے پرانے مجاہدوں بالخصوص اسامہ بن لادن، ابوالحسن المدنی، نورالدین، ابوالحسن المقدسی، ابوسیاف اور ابوبرہان کی قدر کریں۔ جہاں تک ابومازن کا تعلّق ہے تو انہیں تو میں بارہا آزما چکا ہوں، میں نے انہیں آسمان سے برستے پانی سے زیادہ پاکیزہ اور جہاد کے معاملے میں چٹان کی سی مضبوطی کا حامل اور انتہائی غیور پایا ہے۔ وہ اللہ کی طرف سے مجاہدین کے لیے ایک تحفہ ہیں، خاموشی اور مستقل مزاجی کے ساتھ جہاد کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں اور اس کے بنیادی ستونوں میں سے ایک ہیں۔ ان سب ساتھیوں کی غلطیوں سے چشم پوشی کرو اور ان کی قدر ومنزلت کی حفاظت کرو۔ بھائی ابوالحسن المدنی کے مقام ومرتبے اور جہاد میں ان کے زبردست کردار کو ہمیشہ یاد رکھو۔ ابوھاجر کی نصیحتوں کو غور سے سنا کرو اور تمہیں نماز بھی وہی پڑھایا کریں، اللہ نے انہیں رقّتِ قلب اور خشوع سے نوازا ہے۔

میں ڈھیروں دعائیں کرتا ہوں اپنے مجاہد بھائی ابوعبداللہ اسامہ بن لادن کے لیے جنہوں نے اپنے ذاتی مال سے جہاد کی بھرپور خدمت کی اور ''مکتب الخدمات'' کے اخراجات کا بوجھ اٹھایا۔ میری دعا ہے کہ اللہ ان کے اہل وعیال اور ان کے مال میں برکت ڈالے اور ہمیں ان جیسے اور بہت سے ساتھی عطا کرے۔ میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ مجھے پورے عالم اسلام میں اسامہ جیسا کوئی دوسرا نظر نہیں آتا۔ اسی لیے میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ایمان اور آپ کے مال کی حفاظت فرمائے اور آپ کی زندگی کو بابرکت بنائے۔

وسبحانک اللّٰھم وبحمدک وأشھد ان لاالہ الاأنت أستغفرک وأتوب الیک

منگل، ۱۳ شعبان، ۱۴۰۶ھ (۲۲-۴-۱۹۸۶)

عبداللہ بن یوسف عزام

الشیخ المجاہد اسامہ بن لادنؒ کی شہادت پر امیر المومنین دولۃ العراق الاسلامیہ کا بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریف اللہ کے لیے جیسا کہ اس کی تعریف کا حق ہے اور درود وسلام اللہ کے بندے اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی آل، اصحاب اور لشکر پر اما بعد!

صلیبی لشکر کے امام اور دنیائے کفر کے سردار امریکہ نے ایک دردناک واقعے کا اعلان کیا اور ہم بھی ساری دنیا کے مسلمانوں کی طرح دل میں غم وغصہ لیے امید اور خوف کی کیفیت میں خبر کی تصدیق کے منتظر رہے۔ **لاحول ولا قوۃ الا باللہ** ، اللہ کی قسم اے ابو عبداللہ آپ کے فراق میں ہمارے دل مغموم ہیں۔لیکن غم چاہے جیسا بھی ہو، ہم زبان سے وہی کہیں گے جس سے ہمارا رب راضی ہو، سب کچھ اللہ ہی کے لیے ہے جسے چاہے لے لیں اور جسے چاہے باقی رکھیں اور ان کے ہاں ہر چیز کا وقت مقرر ہے۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون**۔

بے شک آپ امت کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں، اللہ کی قسم اگر ہم سے پوچھا گیا تو ہم تصدیق کریں گے اور گواہی دیں گے: آپ نے اللہ کی راہ میں جہاد کا حق ادا کیا، اپنے اوپر عائد فرض کو پورا کیا، جو کہا اس پر عمل کیا، اپنے عہد کو وفا کیا، نہ دھوکہ دیا نہ خیانت کی، دین کے معاملے میں کبھی جھکے نہیں، کبھی ظلم کے مقابلے میں غفلت نہ دکھائی اور نہ کبھی حق کے معاملے میں مداہنت کی، آپ زاہد، مہاجر، مجاہد فی سبیل اللہ امام تھے جو یقین کے ساتھ راہ حق پر چلے اور کبھی حق کے پرچم کو سرنگوں نہیں ہونے دیا۔ کفار کے لیے شدید اور مؤمنین کے لیے نرم تھے اور انہیں قتال پر ابھارتے رہے یہاں تک کہ آپ کے رب نے آپ کو قبول کرلیا......اے اللہ اپنے بندے اسامہؒ کے بارے میں ہماری یہ گواہی قبول فرما۔

اور ہم کہتے ہیں اے قصر سیاہ کے چوہے اوباما! برباد ہو جا دشمنِ خدا، تو محل میں جا کر بھی چوہا ہی رہے گا، اور تیرے لیے تجھ سے پہلے والے کے انجام میں نشانی ہے جب تمام تر فوجی اڈوں اور تیاریوں کے باوجود شیخ اسامہؒ کے درجن بھر جاں نثاروں کے مبارک حملے کے نتیجے میں امریکہ کے زمین وآسمان اس پر تنگ ہو گئے، آج یہی انجام بفضل للہ تیرا مقدر ہے، شیخ کی شہادت کے خوف اور رعب کی وجہ سے یہ دنیا تم پر تنگ ہوتی جا رہی ہے اور ان کی زندگی کی طرح ان کی موت بھی تمہارے حلق کا کانٹا بن گئی ہے، ایک ایسا بوجھ جو تمہاری زندگیوں کو اجیرن بنا دے گا، تمہارے امن وامان اور اموال کی تباہی کا پیش خیمہ ثابت ہو گا، بے شک شیخ اسامہؒ کی قسم کو پورا کرنا ان کے جاں نثاروں کی زندگیوں پر قرض ہے۔

امت مسلمہ کے غیور بیٹو اور دین اسلام کے مجاہد بھائیو! بلا شبہ گھاؤ بہت گہرا ہے اور سانحہ بہت عظیم ہے پس صبر کرو، اپنا محاسبہ کرو، اللہ پر بھروسہ رکھو اور اسی سے مدد طلب کرو، شیخؒ نے تو اس فرض کو ادا کر دیا جو ان کے ذمہ تھا، ایسی زندگی گزاری کہ کم ہی لوگ گزارتے ہیں، کبھی آزادی پر سمجھوتہ نہیں کیا، عزت کے ساتھ جیے اور صف اول میں شہید ہوئے، پیٹھ پھیر کر نہیں بھاگے، ہم ان کے بارے میں یہی گمان رکھتے ہیں اور اللہ بہتر جانتا ہے۔ تم شیخ کے نقش قدم پر گامزن رہو اور اسی راہ خیر میں جان دو جس پر انہوں نے دی۔

مجھے اس بات پر پورا یقین ہے کہ شیخ کی شہادت سے ان کے مجاہد بھائیوں کے ثبات واستقلال کے علاوہ کسی چیز میں اضافہ نہیں ہو گا، میں اپنے تنظیم القاعدہ کے بھائیوں خصوصاً الشیخ المجاہد ایمن الظواہری حفظہ اللہ اور تنظیم کے دوسرے قائدین سے کہوں گا: اللہ آپ کے اجر میں اضافہ فرمائے اور اس مشکل گھڑی میں آپ کو صبر عطا کرے، اللہ کی برکت سے آپ اپنے کام میں ڈٹے رہیں اور میں آپ کو خوش خبری سناتا ہوں کہ **دولۃ العراق الاسلامیۃ** کی صورت میں آپ کے بہت سے وفادار جاں نثار موجود ہیں جو راہ حق پر گامزن ہیں اور پیچھے ہٹنے والے نہیں اور اللہ کی قسم خون کا بدلہ خون ہے اور تباہی کے بدلے تباہی۔

اے اللہ آپ اپنے بندے اسامہ پر رحم فرمایئے اور انھیں اپنے ہاں شہدا میں قبول کیجیے، ان کی پہلی منزل کو باعزت بنایئے، ان کے مدخل کو وسیع کر دیجیے، ان افراد میں شامل کیجیے جن کو جنت میں ان کا مقام دکھا دیا جاتا ہے، ان کے اور ان کی خطاؤں کے مابین ایسی دوری فرمایئے جیسے آپ نے مغرب ومشرق کے درمیان فرمائی ہے، انہیں خطاؤں سے ایسے پاک فرما دیجیے جیسے سفید کپڑا دھل کے میل سے پاک ہو جاتا ہے، انہیں پانی اور برف سے دھو دیجیے، ان کے درجات کو بلند فرمایئے اور صدیقین، شہدا اور صالحین کا ساتھ عطا فرمایئے اور ہمیں بھی ان سے ملا دیجیے۔ اے اللہ، اے زندہ اور قائم رہنے والی ذات ہمیں اس مصیبت سے نجات دلایئے اور اس میں سے ہمارے لیے خیر نکالیے۔

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علیٰ نبینا محمد و علیٰ آلہ و صاحبہ اجمعین۔

آپ کا بھائی

ابوبکر الحسینی البغدادی۔ خادم الاسلام والمسلمین

امیر المومنین دولۃ العراق الاسلامیہ

☆☆☆☆☆

شیخ المجاہدین اُسامہ بن لادن رحمہ اللہ کی یاد میں

شیخ ابوبصیر ناصر الوحیشی (امیر القاعدۃ الجہاد فی جزیرۃ العرب)

الحمد لله و الصلاة و السلام على رسول الله...... و بعد

اے ابوعبداللہ! آپ پر میرے ماں باپ اور میری جان قربان ہو۔

جان کنی کا وہ ذائقہ جو آپ کے لیے لکھا گیا تھا وہ آپ نے چکھ لیا اور اب آپ اسے دوبارہ ہرگز نہیں چکھیں گے۔ ایک لمبے عرصے تک آپ نے اس (شہادت فی سبیل اللہ) کا بڑے شوق سے انتظار کیا اور یہ سب سے قیمتی اور محبوب ترین چیز تھی کہ جس کا آپ کو انتظار تھا۔

خليلي لو نفس فدت نفس ميت......فديتك مسرورا بنفسي و ماليا

و قد كنت أرجو أن تعيش و ان أمت......فحال قضاء الله دون رجائنا

''اے میرے خلیل! اگر کوئی جان کسی فوت شدہ جان کے لیے قربان ہو سکتی تو میں خوشی خوشی آپ پر اپنی جان و مال قربان کر دیتا۔ اور میری تمنا تو یہ تھی کہ آپ زندہ رہتے اگر چہ میں مرجاتا لیکن میری اس تمنا کے درمیان اللہ کی تقدیر حائل ہوگئی''۔

اے سعادت مند شہید! شہادت کی طلب میں گزارے گئے زندگی کے اس طویل اور کٹھن سفر کے اختتام پر اب آپ اللہ کی رحمتوں تلے استراحت فرمایئے۔ آپ کو تو اس بات کی فکر تھی کہ آپ نے اپنی تمنا سے زیادہ زندگی دنیا میں گزار لی ہے لہٰذا اب سفر کی لاٹھی رکھ دیں کہ آپ نے اپنی دلی تمنا اور محبوب چاہت پالی اور اب آپ کا ٹھکانہ شہیدوں کا درجہ ہے ان شاء اللہ۔

وَلَئِن قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللّهِ أَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ (ال عمران: ۱۵۷)

''تم اگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید کیے جاؤ یا اپنی موت مرو تو بے شک اللہ تعالیٰ کی بخشش اور رحمت اس سے بہتر ہے جسے وہ جمع کر رہے ہیں''۔

ہمیں معلوم ہے کہ اب بھی جنتوں کی سیر کے دوران آپ کی تمنا ہوگی کہ آپ دنیا کی طرف دوبارہ لوٹیں تا کہ ایک مرتبہ پھر اللہ کی راہ میں قتل کیے جائیں اور ایک بار پھر......جیسا کہ دُنیا میں آپ ہمیں ہمارے اور اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بتایا کرتے تھے کہ'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم قسم اُٹھاتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش ہے کہ اللہ کی راہ میں قتل کیے جائیں پھر زندہ ہوں پھر قتل کیے جائیں پھر زندہ ہوں پھر قتل کیے جائیں''۔ آپ جیسا امتی ہی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار کا پَرتو ہوتا ہے......

آپ کی فرقت ہم پر بہت گراں ہے، ہم اپنا غم نہیں چھپا سکتے۔ اللہ کی قسم میرے تو حاشیۂ خیال میں بھی نہ تھا کہ میں آپ کی تعزیت کے لیے کچھ لکھوں گا۔ میری تو تمنا تھی کہ میں آپ سے پہلے اللہ سے جاملوں۔ لیکن اللہ نے اپنی تقدیر کے مطابق آپ کو چن لیا اور میرے وہم و خیال میں نہ تھا کہ میں آپ کے بچھڑنے کا غم کرنے کے لیے زندہ رہوں گا۔

ما بَعدَ يَوْمِكَ ما يَسلُو بِهِ السّالي...... و مثل يومک لم يخطر على بالي

وَ كيفَ يَسلُو فُؤادُهاضَ جانبَهُ...... قوارع من جوى همّ و بلبال

يا قَلبِ صَبراً، فَانّ الصّبرَ مَنزِلَةٌ......بعد الغلو اليها يرجع الغالي

وَ لا تَقُلْ سَابِقٌ لمْ يَعْدُ غايَتَهُ......فَمَا المُقَدَّمُ بالنّاجي، وَلا التّالي

دَهرٌ تُؤَثِّرُ في جِسْمي نَوَائبُهُ......فما اهتمامي اذا أودى بسربالي

مَضَىّ الذي كُنتُ في الأيامِ آمُلُهُ ......من الرجال فيا بعداً لآمالي

ما بالي اليوم لم ألحق به كمداً...... أو أنزع الصبر و السلوان من بالي

''تیرے قتل کے بعد کوئی ایسی چیز تو نہیں کہ جس سے ہم تسلی حاصل کریں اور تیرے قتل ہونے والے دن جیسا کوئی دن تو میرے وہم و خیال میں بھی نہ آیا تھا۔ اور ایسے دل کو کیسے سکون و قرار حاصل ہو سکتا ہے جو مصیبتوں سے زخمی ہے۔ اے دل! صبر......صبر......کیونکہ صبر ایسی چیز ہے کہ جزع و فزع کرنے والا بھی بہر حال اسی کی طرف لوٹتا ہے۔ اور (موت) پر سبقت حاصل کرنے والے کو یہ مت کہو کہ اس نے اپنا مقصد حاصل نہیں کیا۔ کیونکہ اس کی طرف پہل کرنے والا اور اس سے پیچھے رہنے والا ہر حال اِس (موت) سے بچ نہیں سکتا''۔

لیکن ہم صرف وہی کہیں گے کہ جو ہمارے رب کو راضی کرے۔ اے اللہ! ہمیں ہماری اس مصیبت کا اَجر دے اور ہمارے لیے اس کا نعم البدل پیدا کر۔ انا لله و انا اليه راجعون۔

ابوعبداللہ! شہید کر دیے گئے، اس میں کچھ اچنبھا نہیں......کیونکہ بہادر اسی طرح میدان معرکہ میں قتل ہوتے ہیں۔ وہ آگے (شہادت کی) موت کی طرف اسی رغبت سے بڑھتے ہوئے جیسے زندگی سے محبت کرنے والے دنیا کی زندگی پر ریجھتے ہیں۔

شیخؒ اس حال میں شہید ہوئے کہ اُن کی اُنگلی ٹریگر پر تھی۔ وہ اللہ کے دُشمنوں کا مقابلہ کرتے ہوئے گھبرائے نہیں......وہ مومنوں کی روش پر پوری طرح ثابت قدم رہے اور سرِ مو بھی اس روش سے ہٹے نہیں اور نہ ہی کفار کے سامنے عاجز اور مغلوب ہوئے۔

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُم مَّن قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا (الاحزاب: ۲۳)

''مومنوں میں (ایسے) لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا وعدہ سچّا کر دکھایا بعض نے تو اپنا عہد پورا کر دیا اور بعض منتظر ہیں اور انہوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی''۔

اللہ کی قسم! ہمیں اپنے قائد پر فخر ہے، وہ اپنے عہد میں کچھ بھی تبدل وتغیّر کیے بغیر شہید ہوئے ہیں تا کہ ان کی شہادت سے امت زندہ ہو اور ان کے خون سے عزائم و ہمتیں بلند ہوں اور ہم میں سے کون ہے کہ جو اپنے محبوب کے لیے شہادت کی موت جیسے مرتبے کو پسند نہ کرے؟

شیخؒ اُن لوگوں کی طرح جہاد سے پیچھے نہ رہے جو اُمت کے مصائب و تکالیف سے بے پرواہ ہو کر اپنے محلوں میں آرام سے بیٹھتے ہیں اور اپنی دنیا میں مگن ہیں اور کہتے ہیں کہ یہی زندگی آسان اور خوش حال ہے......حقیقت یہ ہے کہ کفر و اسلام کے یہی وہ معرکے ہیں جن سے طاغوتوں اور ظالموں کے ایوان کانپ اُٹھتے ہیں اور انہی سے کفر و الحاد کی بنیادیں ہلنے لگتی

ہیں اور شیخؒ کی شہادت اُن لوگوں کی موت سے قطعی مختلف ہے کہ جو بے مقصد و بے وقعت زندگی گزار کر موت کی وادیوں میں اتر جاتے ہیں۔

وقد یموت أناس لا تحس بھم کأنھم من ھوان الخطب ما وجدوا

''کئی لوگ ایسے بھی مرتے ہیں کہ آپ کو اُن کا احساس بھی نہ ہوگا بلکہ اُن کی موت تو ایسے ہے کہ گویا وہ تھے ہی نہیں''۔

امریکیوں نے شیخؒ کو تو قتل کر دیا لیکن کیا انہوں نے شیخؒ کے دین، شیخؒ کے منہج، ان کی دعوت اور امت کے تن میں شیخ کی جانب سے پھونکی جانے والی جہادی روح کو بھی قتل کر دیا؟ امریکی جان لیں کہ جہاد کی چنگاری پہلے سے زیادہ اور بڑے پیمانے پر بھڑک اُٹھی ہے جتنی کہ شیخؒ کی زندگی میں تھی۔ سورۃ البروج میں بیان کردہ نوجوان قتل ہوا تھا تو لوگ ایمان لے آئے تھے اور ہم ایسی امت ہیں کہ جو اپنے بہادروں کی موت کے ساتھ مر نہیں جاتی۔ بلکہ اپنے بہادروں کے خون سے زندہ ہوتی ہے۔ ہم اس امت پر اپنے قائدین کو قربان کرتے ہیں اور ہمارے پیغام کی سچّائی ہماری قیادت کی شہادت ہے۔

اے کافرو! تمہیں تو اب ہماری ایک نسل کے بعد دوسری نسل سے لڑنا ہوگا، اسی لڑائی میں تمہاری زندگی تباہ و برباد ہو جائے گی اور تمہاری دنیاوی زندگی کے چند دن بھی تکلیف دہ بن جائیں گے اور آخر کار تم تباہی و بربادی کا مزہ چکھو گے۔ ہمارے اور تمہارے درمیان معرکہ صرف اُسامہؒ نے ہی تو شروع نہیں کیا تھا بلکہ یہ جھنڈا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسامہ بن زیدؓ کے ہاتھ میں دیا تھا اور یہ ہمیشہ بلند رہے گا...... اسے ایک اسامہؓ سے دوسرا اُسامہؒ اور ایک شیر سے دوسرا شیر لیتا رہے گا...... حتیٰ کہ اسے امام مہدی رضی اللہ عنہ تھامیں گے...... پھر وہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے ساتھ مل کر شام کے بڑے معرکے لڑیں گے اور حقیقتاً وہ تمہارے آخری ایام ہوں گے۔

لہٰذا اس معرکے کو اتنی سطحی سوچ سے نہ لو اور تمہارے بے وقوفوں کو یہ وہم ہو گیا کہ تم نے اسامہؒ کو شہید کر دیا تو معاملہ ختم ہو گیا...... یاد رکھو آنے والے دن تو تمہارے لیے بہت زیادہ سخت اور کڑوے ہیں اور مستقبل میں اس سے زیادہ شدید اور نقصان دہ دن تمہارے انتظار میں ہیں...... تب تم اپنے نقصان اور خسارے کو دیکھ کر غیظ و غضب سے اپنی انگلیاں کاٹ کھاؤ گے...... اور شیخؒ کی زندگی کے دنوں کو شدت سے یاد کرو گے۔ ہم شیخؒ کے عہد پر چلتے رہیں گے حتیٰ کہ ہم بھی اُسی راہ میں شہید ہو جائیں کہ جس پر شیخؒ شہید ہوئے، ان شاء اللہ۔ یا پھر ہم تمہیں زمین سے نکال پھینکیں گے اور اسے تمہاری گندگی سے پاک کر دیں گے۔

رہے وہ لوگ کہ جو شیخؒ کے قتل کا خیر مقدم کرتے ہیں تو ہم انہیں کہتے ہیں کہ تم انتظار کرو شیخ کے بیٹوں اور ان کے شاگردوں کا...... کہ جب وہ تم پر حملہ آور ہوں گے...... اللہ تمہارے چہروں کی سیاہی کو مزید بڑھائے...... تاریخ تمہارے اس رسوا کن موقف اور اس قبیح قول اور کردار کو اس انداز میں لکھے گی کہ جسے کوئی مٹانے والا مٹا نہ سکے گا۔

اب تاریخ کا وہ صفحہ لپیٹ دیا گیا جس میں اُس بہادر آدمی کی پاکیزہ، طیب اور اعلیٰ ترین حیاتِ دنیا کے حالات رقم تھے...... آج ہر مومن کی دلی تمنا ہے کہ کاش! ان صفحات میں مرقوم سیرت کے قالب میں وہ بھی ڈھل جائے۔ یہ تو اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔ ان کے اعمال تو ایسے تھے کہ اگر ہم میں سے کوئی اس عمل کے ساتھ اللہ کے سامنے پیش ہو تو یقیناً وہ یہی سمجھ رہا ہوگا کہ اُس نے اس (عمل) کے ذریعے امت کا حق ادا کر دیا، اس کے ساتھ وفا کی اور یہی اللہ کے ہاں ان کا عذر ہوگا۔

اے زاہد و مجاہد! اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام کی جانب سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ یقیناً آپ نے دین کے معاملے کو اچھے طریقے سے نبھایا۔ ایک لمحے کی تاخیر نہیں کی اور کبھی بھی کوئی بہانہ نہیں بنایا اور ایک مرتبہ بھی پیچھے نہیں ہٹے۔ آپ آگے بڑھنے والے، شجاع، زاہد، عابد، قوی، عزیمت والے، بلند ہمت، بہادر، سچّے لہجے والے اور حق کو ڈنکے کی چوٹ پر کہنے والے تھے، آپ نے جب بھی کچھ کہا تو اس پر عمل کر کے دکھایا۔ ہم نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ پر اللہ کی راہ میں کسی طرح کی ملامت نے کوئی اثر کیا ہو اور آپ اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے۔ اور آپ نے جو بھی اقدام کیا اس سے کفار کو غیظ و غضب میں مبتلا کر دیا اور آپ نے جب بھی ہاتھ بڑھایا تو کفر سے لڑائی کے لیے یا کسی نیکی کے لیے۔

آپ نے اُمّت میں جہاد، جماعت اور ہجرت کا شعور اُجاگر کیا۔ آپ نے عقیدہ الولاء والبراء کے رکن عظیم کا احیا کیا اور لوگوں کو دو گروہوں میں تقسیم کر کے رکھ دیا...... یعنی ایمان والوں کا گروہ اور کفار کا گروہ!!!

میں نے آپ کی مانند کسی کو بھی سنت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع اور اس پر عمل کرتے نہیں دیکھا اور نہ کسی کو آپ کی طرح دینی شعائر کی عظمت کرتے دیکھا۔ آج جو میں نے آپ کے دین و اخلاق کی مدح کی وہ تو اس کا عشر عشیر بھی نہیں کہ جس کے آپ مستحق تھے۔

سلام ہو آپ پر اے ابو عبداللہ! اللہ کی قسم آپ تو مہربان باپ تھے اور ہم آپ کی گواہی دیتے ہیں کہ بلاشبہ آپ نے پہنچا دیا اور نصیحت کی اور اپنے دین اور اپنی امت کے ساتھ نیکی کی، جیسا کہ ہمارا گمان ہے اور اللہ آپ کا حسیب ہے۔

ہمیں انتظار ہے آپ سے اگلی ملاقات کا جو کہ رحمٰن کے عرش کے سائے تلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ ہوگی، ان شاء اللہ۔

والحمد للہ رب العالمین

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ

اور اللہ اپنے معاملے پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

☆☆☆☆☆

> ''مجاہدین روس اور اس کی آلہ کار فوج کے خلاف بیک وقت لڑتے تھے کیوں کہ دونوں کا حکم ایک جیسا تھا۔ پاکستان اور دیگر ممالک کے علما نے ان کے خلاف فتوے بھی دیے، چاہے وہ نماز پڑھتے رہیں، روزے رکھتے رہیں...... آج پاکستان کی فوج کا حال بالکل ویسا ہی ہے۔ آج پاکستانی فوج اور امریکہ ایک ہی خندق میں کھڑے اسلام کے خلاف جنگ میں مصروف ہیں۔ ایمان کے سچّے دعوے داروں پر فرض ہے کہ وہ ان کے خلاف علَمِ جہاد بلند کریں''۔
> (شیخ اسامہ بن لادنؒ)

نہ ہم منہ موڑیں گے اور نہ پسپائی اختیار کریں گے

شیخ ابو مصعب عبدالودود حفظہ اللہ

امیر القاعدة الجهاد فی بلادالمغرب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفیں اس ذاتِ اقدس کے لیے ہیں جس نے فرمایا: ''اور بہت سے نبی ہوئے ہیں جن کے ساتھ ہو کر اکثر اہل اللہ (خدا کے دشمنوں سے) لڑے ہیں تو جو مصیبتیں ان پر راہ خدا میں واقع ہوئیں ان کے سبب انہوں نے نہ تو ہمت ہاری اور نہ بزدلی کی نہ (کافروں سے) دبے اور خدا استقلال رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔'' (آل عمران۔۱۴۶)

اور درود وسلام ہو ہمارے آقا سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کا فرمان ہے: ''اللہ سبحانہ تعالیٰ ضمانت دیتا ہے کہ، جو شخص اللہ پر ایمان لانے اور اس کے رسولوں کی تصدیق کرنے کے بعد صرف اس کی راہ میں جہاد کے لیے نکلے نہ کہ اس غنیمت کے لیے جو اس راستے میں ملے تو اللہ سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ضمانت دیتا ہوں کہ اس کو جنت میں داخل کروں گا یا اس کے مسکن کی طرف لوٹا دوں گا۔''

امابعد! ہمارے مسلمان بھائیو، ہمارے محبوب شیخ، امام، مجاہد، مہاجر، مرابط اسامہ بن لادنؒ گزشتہ دنوں ہم سے رخصت ہو گئے۔ وہ عزم و ہمت کا جبلِ عظیم، قائدِ انقلاب، صفِ اول کا شہسوار جو اسلام اور امتِ مسلمہ کے خلاف دورِ حاضر کی صلیبی یلغار کے سامنے بغیر کسی تھکن اور ملال کے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کے کھڑے ہو گئے۔ وہ پرخار راستے پر، مشقتوں پر صبر کرتے ہوئے، طویل سفر طے کرنے کے بعد اپنے رب کی طرف چلا گیا۔ اپنے عقیدے اور اصول سے نہ بدلے نہ پھرے اور دشمنوں کے خلاف قتال میں اور دیارِ اسلام پر ان کے قبضے کے خلاف جنگ میں ان کے پایۂ استقلال میں ذرا برابر بھی لغزش نہ آئی۔ وہ ہمیں الوداع کہہ گئے، جو دنیا کو طلاق دینے کے بعد، اپنے رب کی رضا اور جنت کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ امت کی عظمت کی خاطر، اپنے گھوڑے کی لگام تھامے، موت کو بمباری کی سختیوں، جنگ کے میدانوں اور موت کی وادیوں میں تلاش کرتے رہے، وہ اپنی زبانِ حال سے کہہ رہے ہیں:

فلست ابالی حین أقتل مسلما　　علیٰ ای جنب کان فی الله مصرع

و ذالک فی ذات الالله وان یشأ　　یبارک علیٰ اوصال شلو ممزع

اگرچہ آج ہم ان کے فراق میں غمزدہ ہیں، لیکن ہمیں اس بات کی خوشی ہے کہ وہ اپنی مراد کو پا گئے، اللہ سبحانہ تعالیٰ نے انھیں بہترین خاتمے کا شرف عطا کیا اور ایک معزز اور بلند مرتبے یعنی شہادت فی سبیل اللہ پر فائز کیا۔ بلاشبہ یہ ایک عظیم مرتبہ ہے، جس کی ہر مجاہدِ صادق سعی کرتا ہے اور اسے پانے کی تڑپ رکھتا ہے۔ آج کا دن رونے کا دن نہیں ہے جبکہ وہ ایسی ہستی ہیں کہ جن کے فراق میں رونا لازمی امر ہے، بلکہ آج کا دن اللہ سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ بیعت اور عہد کی تجدید کا دن ہے، عہد اس بات کا ہو کہ انتقام لیا جائے گا اور فتح تک جنگ جاری رہے گی چاہے ہمیں سب کچھ قربان کرنا پڑے۔

رکزوا رفاتک فی المیاه لواء　　یستنهظ البحر صباح مساء

یاو حیهم نصبوا منارا من دم　　یوحی الیٰ جیل الغد البغضاء

جرح یصیح علی المدی و ضحیةل　　تتلمس الحریة الحمراء

اے امریکیو، صلیبیو اور ان کے مرتد وکیلو اور غلامو! شیخؒ کی شہادت اور ان کے جسد کو سمندر میں پھینکنے کی خبر نے ہمارے انتقام کی آگ پر تیل چھڑکا ہے اور ہمارے دلوں میں تمہارے پیہم جرائم کے خلاف غیظ وغضب اور نفرت کو تازہ کر دیا ہے۔ تمہارے اس عمل نے جنگ کی آگ کو مزید بھڑکا دیا ہے، تم نے اپنی مصیبت میں اضافہ کر لیا ہے اور امت کے دلوں میں تمہاری دشمنی میں اضافہ ہو گیا ہے۔ ان کے دلوں میں تم سے انتقام لینے کی تمنا جاگزیں ہو گئی ہے اور تمہارے خلاف قتال اور تمہیں ہزیمت سے دوچار کرنے پر اسرار پیدا ہوا ہے۔ بے شک شیخؒ اور القاعدہ کی قیادت کے قتل سے تم جہاد کا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے، بلکہ شیخؒ امت کی تاریخ اور وجدان میں عزم و ہمت کی ایک علامت کے طور پہ زندہ رہیں گے اور علامتیں کبھی مرا نہیں کرتیں، عظمت کا ایک پہاڑ اور پہاڑ کبھی مٹا نہیں کرتے، ایک بطلِ عظیم اور بطل کبھی بھولا نہیں کرتے۔ آج مسلمانانِ عالم یہ پکار پکار کر یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم سب اسامہ ہیں۔ اگر جہاد کو شیخ اسامہ کی موت پر ختم ہونا ہے تو یہ شیخ عبداللہ عزامؒ کی شہادت پر ہی ختم ہو چکا ہوتا جب کہ ان کی موت سے ایک مبارک جہادی تحریک نے جنم لیا، آج ہم جس کا حصّہ ہیں۔ جس طرح ہمارے شیخ عبداللہ عزامؒ کی شہادت کمیونسٹ استعمار کے زوال کی نوید ثابت ہوئی تھی اسی طرح آج شیخ اسامہ کی شہادت ان شاءاللہ امریکی استعمار کے زوال اور شیرازہ بکھرنے کی قبل از وقت بشارت ہے۔ ہمارے شیخؒ نے دشمن کو بہت سے میدانوں میں شکست دی ہے، انہوں نے امریکہ اور اس کے حلیفوں کو سنگین معاشی بوکھلاہٹ میں مبتلا کر دیا اور یہ اقتصادی ہزیمت ہے۔ اسی طرح عراق وافغانستان میں عسکری شکست سے دوچار کیا۔

(بقیہ صفحہ ۱۴۵ پر)

اے یہود یو اور صلیبیو اور ان کے مرتد غلامو، تم خوشیاں مت مناؤ، اللہ نے تمہارے لیے بہت برا انجام تیار کر رکھا ہے اور جنگ جاری ہے۔ ہم اللہ سبحانہ تعالیٰ سے آئندہ نسل تک نہیں بلکہ قیامت کے دن تک تمہارے خلاف قتال کا عہد کرتے ہیں۔ تمہارے لیے ہمارا پیغام روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ تمہاری نجات اسی میں ہے کہ تم ہماری زمینوں سے نکل جاؤ، دولت کی لوٹ مار چھوڑ دو اور ہمارے ملکوں میں مرتد، فاسد اور مفسد حکمرانوں کی پشتی بانی ترک کر دو۔

امت مسلمہ کو شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کی شہادت پر مبارکباد، اور تعزیت

تنظیم القاعدہ مغرب اسلامی

تمام تعریفیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے ہیں، وہ جو موت وحیات پر قادر ہے، جو ہر زندہ شے کے نشورِ ثانی کا وعدہ کرتا ہے، جو ہر امر کو اپنی رضا سے کرنے والا ہے اور اس کے امر میں کوئی شرکت کی جرأت نہیں کرسکتا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنی کتابِ عظیم میں فرماتے ہیں:

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ (الانبياء: ٣٥)

''ہر نفس کو موت کا مزا چکھنا ہے، اور ہم تم کو خیر اور شر سے آزماتے ہیں اور ہماری طرف ہی تمہیں لوٹ کے آنا ہے''۔

وَلَئِن قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللّهِ أَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ (آل عمران: ١٥٧)

''اور اگر تم اللہ کے راستے میں قتل کر دیے جاؤ یا مر جاؤ تو یقیناً رحمت اور مغفرت اس (دولت) سے بہتر ہے جو یہ اکٹھی کر رہے ہیں''۔

اور درود وسلام ہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پر اور اصحابؓ پر کہ جن کی رحلت کی یاد آج بھی مسلمانوں کے دلوں کو تڑپا دیتی ہے۔ اس تاریخی دن پر جب جہادِ اسلامی کے جاں باز سپاہی اور شیر دل مجاہد شیخ اسامہ بن لادن ہم سے رخصت ہوئے۔ ایک دانا، عابد اور جاں نثار مجاہد اپنی منزل پا گئے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کو اپنی پناہ میں لے لیا جس نے امریکہ کو جو دنیا میں کفر کا امام، برائی کی جڑ، استبداد کا فریب، مکر وفریب میں تاک اور ظلم وستم کا نشان جانا جاتا ہے اپنی تلوار سے زیر کیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت ہو ان پر کہ جو امریکہ کے لیے زہرِ قاتل تھے۔ انہوں نے امریکہ کے سینے میں ایسا گہرا گھاؤ لگایا جس کا بھرنا ممکن نہیں۔

جب امریکہ اس گھمنڈ میں مبتلا تھا کہ دشمن اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اور وہ اپنی طاقت کے غرور میں اپنے ظلم کی داستان طویل کرتا جا رہا تھا تو یہ شیخ اسامہؒ ہی تھے جنہوں نے اُس کو اُس کے گھر میں پچھاڑا اور وہ اعزاز حاصل کیا جو بڑی سے بڑی طاقتور اقوام بھی نہ حاصل کرسکیں۔

ہم امت مسلمہ سے ان کے بچھڑ جانے اور شہادت پر تعزیت کرتے ہیں (**نحسبہ کذلک واللہ حسیبہ**)۔ مگر ساتھ ہی ہم امت کو اس فرزندِ عظیم کی شہادت پر مبارک باد پیش کرتے ہیں جس نے نڈر غازی کی زندگی اور دلیر مجاہد کی طرح شہادت پائی، جن کا نام کئی سالوں تک کفار کے دلوں میں حرزِ جاں بنا رہا اور اب ان کی یاد طویل عرصہ تک ہر جگہ خواب پریشان بن کر اُن کا پیچھا کرے گی۔

محترم بھائیو! آج یوم سوگ بھی ہے اور خوشی کا دن بھی، ایک ایسا دن جس میں حزن و ملال، مسرت وشادمانی سب یکجا ہیں۔ ہاں ہم اپنے دلوں میں اپنے محترم شیخ کی جدائی کا غم محسوس کرتے ہیں، جن کی زندگی سعادت اور بلند کردار کی مثال تھی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کو اس دنیا میں بھی مقبولیت واکرام اور نیک صفات عطا کیں، آخرت میں بھی وہ اُن کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ (آمین) وہ دین کے احکام پر سختی سے کاربند تھے۔ امت کی ابتر حالت اُن کو مغموم رکھتی، اپنے مقصد کی قدر و منزلت کا اس قدر خیال رکھنے والے تھے کہ اُس کی خاطر اُنہوں نے بڑی سے بڑی قربانی سے گریز نہیں کیا۔ مگر ہمیں اس بات کی خوشی ہے کہ وہ جس شہادت کا شوق لے کر نکلے تھے وہ اُس سے سرفراز ہوئے، اور ان شاء اللہ شہدا اور صالحین کے مسکن میں پہنچ گئے۔ سبحان اللہ! وہ نہ صرف اپنے پیچھے آنے والوں کے لیے ایک نمونہ ہیں بلکہ آنے والی کئی نسلوں کے لیے جہاد، ایمان داری، وفاداری اور صبر وعزیمت کی ایک قابلِ تقلید مثال قائم کر گئے ہیں۔

میں تو گزر جاؤں گا، نیک ارادوں والے شیر دل مجاہد کے لیے موت قابلِ شرم نہیں ہوتی، اُس نے اپنی غیرتِ اسلامی کے تحت جہاد کا آغاز کیا۔

ہم اپنے امام، مجدد، شیخ اور قائد کے رخصت ہونے پر غم زدہ ہیں ایک ایسا مجاہد جس کے لیے جہاد باعثِ راحت تھا، لیکن ہم اس یقین پر مسرور ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کے لشکر کو ایسے سپہ سالار سے ضرور نوازیں گے جس کی قیادت میں یہ مبارک جہادی کارواں چلتا رہے گا۔

ایک امام کی موت بلاشبہ ایک صدمہ عظیم ہے، لیکن یقین جانو یہ ایک نئے امام کے ظہور کی روشن دلیل ہے۔

ہم اس وجہ سے غمگین ہیں کہ امت کے اس شہید کی تدفین اُس طرح نہیں کی گئی جس طرح شہداء کی تدفین کی جاتی ہے۔ اُن کی میت کو سپردِ خاک نہیں کیا گیا جو طریقہ تدفین تمام الہامی مذاہب میں بتایا گیا ہے۔ بلکہ امریکیوں نے اُن کی نعش کو کھلے سمندر کے حوالے کر دیا جس طرح بحری قزاق اپنے دشمنوں کے ساتھ سلوک روا رکھتے ہیں یا جس طرح پتھر کے زمانے میں رہنے والے اپنے مخالفین کے ساتھ جہالت اور درندگی کا برتاؤ کرتے رہے ہیں۔ مگر یہ بات ہمارے لیے باعثِ مسرت بھی ہے کہ اپنے اس عمل سے اُنہوں نے اس بات کا اعلانیہ اعتراف کیا ہے کہ شیخ اسامہؒ جو ہم میں ایک عرصہ رہے دراصل ایک گوہرِ نایاب تھے جسے اللہ بزرگ وبرتر نے اُس کے شایانِ شان سمندر کے سینے میں محفوظ کر لیا اور جسے وہ قیامت کے دن شہداء کے اُس گروہ کے ساتھ اُٹھائیں گے کہ جن کے بدن شیروں، جنگلی درندوں اور ویل مچھلیوں کی خوراک بن چکے ہیں۔

ہماری خوشی کی ایک وجہ یہ بھی ہے امریکہ کا یہ عمل دنیا پر یہ واضح کر گیا ہے کہ وہ نہ صرف شیخ اسامہؒ سے اُن کی زندگی میں خوف زدہ تھے بلکہ اُن کی موت سے بھی وہ سہمے ہوئے ہیں۔ اس سے بڑی اعزاز کی بات اور کیا ہوسکتی ہے۔

ہمیں اس بات کا افسوس ہے کہ اُن کو اس وقت شہید کیا گیا جبکہ وہ غریب الوطنی کی حالت میں اپنے اہلِ خانہ سے دور تھے۔ لیکن ہمارے لیے یہ بات باعثِ اطمینان ہے کہ اللہ

تعالیٰ نے اُن کی جان اُس وقت قبض فرمائی جب شیخ اسامہؒ کی آنکھیں کفار اور اُن کے چیلوں کے زوال سے ٹھنڈی ہو چکیں تھیں ، ایسے غلاموں کے زوال سے جو جہالت، بدعنوانی اور کفر کی آلہ کاری میں حد سے گزر چکے تھے۔

اپنی شہادت سے قبل انہوں نے یہ دیکھ لیا کہ کس طرح تیونس کا صدر بوکھلاہٹ کے عالم میں اپنے ملک سے فرار ہوا۔ اُنہوں نے مصر کے صدر کو بھی پابند سلاسل ذلیل و رسوا ہوتے دیکھا۔ وہ اُس وقت رخصت ہوئے جب لیبیا کا کذاب، شام کا بے دین حکمران اور یمنی غاصب اپنے عوام کی بغاوت کے آگے بند باندھنے میں مصروف ہیں۔ بادشاہوں اور صدور کی راتوں کی نیندیں اس خیال نے حرام کر رکھی ہیں کہ اب ان کی عیش کوشی کے دن گنے جا چکے ہیں اور اب سزا اور احتساب کا وقت آنے کو ہے۔

اس بات کے تو سب گواہ ہیں کچھ دلی اعتراف کے باوجود گریزاں ہیں اور کچھ برملا اس بات کا اظہار کر رہے ہیں کہ عرب میں یہ تبدیلی کی لہر جہاد کے ثمرات میں سے ہے اور یہ سب شیخؒ کے کردار کے بغیر ادھورا ہے۔

شیخ اسامہؒ کے خلاف امریکیوں کے دلوں میں بغض و عداوت دیکھ کر یقیناً ہم افسردہ تو ہیں کہ کس طرح وہ اُن کی شہادت کی خبر سنتے ہی سڑکوں پہ ناچتے گاتے نکل آئے لیکن دل ان کی اس جہالت پہ مسکرا رہا ہے کہ کاش ! ان بدنصیب لوگوں کو اُس مقام، اُس آرام و راحت کا علم ہو جائے جو اللہ تعالیٰ نے شہداء اور صالح بندوں کے لیے تیار کر رکھی ہیں تو ان کے یہ شادیانے نوحوں میں تبدیل ہو جائیں ان کے قہقہے سسکیوں میں اور خوشیاں غموں میں بدل جائیں۔ مگر یہ بدتہذیب کافر ان باتوں پر کیوں کر یقین کر سکتے ہیں جبکہ اللہ بزرگ و برتر ان کے کردار کو قرآن میں کھول کر بیان کر چکے ہیں۔

أُولَـٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ (الاعراف: ۱۷۹)

''یہ لوگ مویشیوں کی مانند ہیں بلکہ اُن سے بھی بدتر ہیں''۔

ہم شیخؒ کی رحلت پر مغموم ہیں جنہوں نے اللہ کی رحمت سے اس پراگندہ حال امت کو امامت سے سرفراز کیا اور آئندہ بھی امت ان کی ضرورت محسوس کرتی رہے گی۔ لیکن ساتھ ہی خوش کُن احساس یہ ہے کہ شیخؒ کی شہادت اُس وقت تک نہیں ہوئی جب تک اُنہوں نے صلیبیوں کو ناک رگڑنے پر مجبور نہیں کر دیا اُن کی طاقت کے گھمنڈ کو خاک میں نہیں ملا دیا، اور اس طرح نہ صرف مسلمانوں کی بلکہ باقی تمام اقوام کی بھی حوصلہ افزائی ہوئی۔ اُنہوں نے مسلمانوں کے زورِ بازو اور اللہ کی نصرت سے اُن کے عزائم کو یہاں تک ناکام بنا دیا کہ مسلمانوں کی آشیر باد حاصل کرنا اُن کی خارجہ پالیسی کی اولین ترجیح بن گئی۔

وہ اسلام کے غلبے، مسلمانوں کے از سر نو طاقت پکڑنے اور مجاہدین کے اتحاد تک ہمارے ساتھ رہے اور دنیا نے یہ دیکھا کہ کس طرح مشرق اور مغرب میں مجاہدین نے اُن کی آواز پر لبیک کہا یہ ایک ایسا اعزاز ہے جو اس سے قبل بہت کم لوگوں کو حاصل ہوا ہے۔

اے امت مسلمہ شیخ اسامہؒ کی رحلت وہ صدمہ اور آزمائش ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے لیے بڑی ابتلا ہے۔ لیکن ہم اللہ کے فیصلے کے آگے سرِ تسلیم خم کرنے کے علاوہ اپنے لیے کوئی راستہ پسند نہیں کرتے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں اپنی رضا پر راضی رکھے، اس صدمے پر ہمیں صبرِ عظیم عطا کرے اور اپنی رحمت اور فضل سے ہمیں کافروں کے مقابلے میں فتح و نصرت عطا فرمائے۔

اے امت مسلمہ آج رو کر ہم اپنا غم ہلکا کر تو سکتے ہیں مگر رونا مردانِ حق کو زیب نہیں دیتا۔ ہم وہ امت ہیں آج جس کے لہو کی کوئی دیت نہیں ہے تو پھر یہ وقت گریہ زاری کا نہیں بلکہ ظالموں پر قہر بن کر ٹوٹ پڑنے کا اور اپنے خون کا بدلہ چکانے کا ہے۔

''جب جنگ اپنے عروج پر ہو، اور اس کی آگ سب کچھ جلا کر خاکستر کر رہی ہو تو ایسے میں رونا حرام ہے''۔

اے امت مسلمہ اسامہؒ کی وجہ سے نہ رو کیوں کہ جو اللہ کے پاس اُن کے لیے ہے وہ بہتر اور دائمی ہے۔ بلکہ جہاد میں داخل ہو جاؤ جس طرح وہ داخل ہوئے، قربانی دو جس طرح اُنہوں نے قربانی دی اور صبر کرو جس طرح انہوں نے صبر کیا۔

اُس کی موت پر آنسو نہ بہاؤ آج تو وہ زندہ ہوا ہے، کہ شہید تو اپنی موت کے دن جیا کرتا۔

یہ وقت ہے اُٹھ کھڑے ہونے کا، اور اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کا۔ زندگی اُن کی طرح گزارو کہ جس طرح وہ دین کی سربلندی اور مسلمانوں کی عفت کی بقا کے لیے زندہ رہے۔ مرو تو اس طرح جیسے وہ اور اُن کے ساتھی شہید ہوئے۔ یہ شیخؒ کو شہید کرنے والے دشمنانِ دین کے لیے دور رس اور منہ توڑ جواب ہوگا۔ یہی وہ کام ہے جو ہم اُن کے باغیرت فرزند ہونے کے ناتے کر سکتے ہیں۔

یہ وہ وقت ہے کہ تم اُٹھو اور امریکی، مغربی اور صہیونی طاقتوں کے جبر کے سامنے اپنی پوری صلاحیتوں اور توانائیوں کے ساتھ ڈٹ جاؤ بالکل اُسی طرح جیسے وہ ہمارے خلاف اپنی تمام قوموں، گروہ بندیوں اور معاشی وسائل کے ساتھ برسرِ پیکار ہیں۔ اسلام کی سربلندی کا فریضہ ہر مسلمان کے ذمے ہے شیخ اسامہؒ نے یہ فریضہ کما حقہٗ ادا کیا اور اس جہانِ فانی سے کوچ کر گئے، اس کا اجر ان شاء اللہ اُن کو ملے گا۔ ان حالات میں وہ شخص جو مسلم اُمہ کے ساتھ درپیش گھمبیر حالات سے غافل، بے حس اور خوابِ غفلت کا شکار ہے کل اللہ تعالیٰ کے سامنے کس طرح معذرت پیش کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی شانِ رحیمی کے صدقے شیخ اُسامہ بن لادنؒ پر اپنا رحم اور فضل فرمائے اُن کے درجات کو بلند فرماتے ہوئے اُنہیں صالحین و مقربین کی صحبت عطا فرمائے۔ اُن کے اہل خانہ پر اپنا فضل فرماتے ہوئے اُن کی عزت اور وقار میں اضافہ فرمائے اور امت مسلمہ کو اس صدمے پر اجر و ثواب، صبر کے ساتھ نصرت عطا فرمائے۔

آخر میں ہم اپنے عزیز قائد کے ساتھ کیے اپنے عہد کی تجدید کرتے ہیں۔ کہ:

ہم ثابت قدمی سے ان کے راستے پر حق کی اتباع کرتے ہوئے چل رہے ہیں ہم عیسائی، یہود اور اُن کے حواری، مرتدین اور اُن کے گماشتوں کے ساتھ ڈٹ کر جنگ کریں گے یہاں تک کہ اللہ ہمارے اور اُن کے درمیان فیصلہ کر دے اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

☆☆☆☆☆

رب کعبہ کی قسم شہید (اسامہؒ) کامیاب ہو گئے

قیادت عامہ حرکت شباب المجاہدین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفیں اس ذات اقدس کے لیے جس نے اپنی نازل کردہ کتاب میں فرمایا:

''مؤمنوں میں سے کچھ ایسے ہیں جنھوں نے سچ کر دکھایا وہ عہد جو انہوں نے اللہ سے باندھا تھا، ان میں سے کچھ ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے اور کچھ اپنی باری کے منتظر ہیں۔''

اور صلوٰۃ وسلام ہو اس کے نبی مجاہد صلی اللہ علیہ وسلم پر جنھوں نے فرمایا:

''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے، میری چاہت ہے کہ میں اللہ کی راہ میں لڑوں اور قتل کر دیا جاؤں، پھر لڑوں پھر قتل کر دیا جاؤں، پھر لڑوں پھر قتل کر دیا جاؤں۔''

اور سلامتی ہو ان کی آل پر، اصحاب پر اور جو کوئی ان کا ولی ہو اس پر امابعد!

ہم نے صابر، محتسب اور قناعت کرنے والے دلوں کے ساتھ اللہ کے وعدے کے مطابق شیخ المجاہد، المہاجر ابو عبداللہ اسامہ بن محمد بن لادنؒ شہادت کی خبر سنی، وہ اپنی ساری عمر ہجرت وجہاد اور دنیا بھر میں مستضعفین کی نصرت میں گزار کر اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ حتیٰ کہ ان کا نام امت اسلام کا ترجمان اور مغضوب یہودیوں کے ہاتھوں غصب شدہ بیت المقدس کی سرزمین کی بازیابی کی امید بن کر ابھرا کہ عرصہ دراز سے امتِ مسلمہ جس کی منتظر تھی۔

آج ہم ذرا توقف کر کے اُس ہستی کو خراج تحسین پیش کریں گے جو اپنی ذات میں ایک پوری امت تھی......ہم دور حاضر کی جہادی نسل پر اُن کے چند احسانات کا تذکرہ ضروری سمجھتے ہیں۔ اُنھوں نے اس تحریکِ جہاد کی بنیاد رکھی اور اس کی آبیاری کی، پھر یہ مبارک وقت آن پہنچا کہ تمام بلادِ اسلامیہ سے جہاد کے قافلے منزلوں کی جانب چلنے لگے اور وہ لفظ 'جہاد' جو کچھ عرصہ پہلے اجنبی ٹھہرا تھا اب ایک زندہ حقیقت میں ڈھل چکا ہے...... یہ مخلصانہ کوششوں کا نتیجہ ہی تھا کہ 'قاعدۃ الجہاد' کی بنیاد پڑی اور امریکہ کی زمین پر ایسے حملے ہوئے جن سے اُن کے ایوان متزلزل ہو گئے، بے شک ایسے حملوں کی مثال تاریخ میں ڈھونڈ نا ممکن نہیں۔ اور آج دنیا بھر میں صلیبی صہیونی دشمن کو مجاہدین اسلام کی طرف سے اس طرح کے سیکڑوں حملوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ مجاہد قائدین میں سے کوئی شہید ہوتا ہے تو وہ شہادت کی خلعت سے سرفراز ہونے کے بعد بھی کفار کے لیے ڈراؤنے خواب کی حیثیت سے زندہ رہتا ہے اور اُن کی نیندیں اڑائے رکھتا ہے۔

کیا کہنے، اُس شخص کے جو تمام دنیا سے کٹ کر شب و روز کتاب اللہ کی تلاوت میں مشغول رہتا ہو، اُس نے دنیا کی رنگینیوں کو مطلقاً چھوڑ دیا، اپنے اہل اور احباب سے کنارہ کشی اختیار کی اور اپنے نفس کو واقعتاً اللہ کی رضا کے حصول کے لیے اُس کے راستے میں کھپا دیا۔ اُس کو تو موت سے بالکل ویسی ہی محبت ہے جیسی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو زندگی سے ہے......

پس اے مسلمانانِ عالم! آپ اس دور کے امام المجاہدین کے فراق پر دل شکستہ نہ ہوں کہ موت کی گھاٹی سے تو ہر انسان کو بہر حال گزرنا ہے۔ جبکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ ہمیشہ بلندیٔ درجات، رضائے الٰہی کا بہترین راستہ رہے گا۔ اور شہید کی موت تمام اموات سے آسان اور افضل ہے، ہمارے شیخؒ اکثر اس کی خواہش کرتے تھے۔ شہادت کی موت کے حصول کے لیے اکثر لوگوں کو کٹھن ترین راستوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ یقیناً، رب کعبہ کی قسم! وہ کامیاب ہو گئے (جیسا کہ ہمارا گمان ہے)

مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاء وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَـئِكَ رَفِيقاً(النساء: ۶۹)

''جن پر خدا نے بڑا فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہدا اور نیک لوگ اور ان لوگوں کی رفاقت بہت ہی خوب ہے''۔

ہمیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس قول سے خوش ہونا چاہیے

وَلاَ تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُواْ فِي سَبِيلِ اللّهِ أَمْوَاتاً بَلْ أَحْيَاء عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ O فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللّهُ مِن فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُواْ بِهِم مِّنْ خَلْفِهِمْ أَلاَّ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ O(ال عمران: ۱۶۹۔۱۷۰)

''اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کو مرے ہوئے نہ سمجھنا (وہ مرے ہوئے نہیں ہیں) بلکہ خدا کے نزدیک زندہ ہیں اور ان کو رزق مل رہا ہے۔ جو کچھ اللہ نے ان کو اپنے فضل سے بخش رکھا ہے اس میں خوش ہیں اور جو لوگ ان سے پیچھے رہ گئے اور (شہید ہو کر) ان میں شامل نہیں ہو سکے ان کی نسبت خوشیاں منا رہے ہیں (قیامت کے دن) ان کو بھی نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے''۔

ہم امریکہ اور اُس کے حلیفوں سے کہتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَا إِلاَّ إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ أَن يُصِيبَكُمُ اللّهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِندِهِ أَوْ بِأَيْدِينَا فَتَرَبَّصُواْ إِنَّا مَعَكُم مُّتَرَبِّصُونَ(التوبة: ۵۲)

''کہہ دو کہ تم ہمارے حق میں دو بھلائیوں میں سے ایک کے منتظر ہو۔ اور ہم تمہارے حق میں اس بات کے منتظر ہیں کہ خدا (یا تو) اپنے پاس سے تم پر کوئی عذاب نازل کرے یا ہمارے ہاتھوں سے (عذاب دلوائے) تو تم بھی انتظار کرو ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتے ہیں۔''

اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن جان لیں کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔ پس ہمارے لیے یا تو نصرت اور فتح ہے یا شہادت اور جنت...... چاہیے یہ کہ وہ ہنسیں کم اور

روئیں زیادہ اس لیے کہ شیرِ خدا اسامہؒ اپنے پیچھے جری مجاہدین کے ایسے کثیر لشکر چھوڑ کر رخصت ہوئے ہیں جو عزت اور آزادی کی زندگی کے علاوہ کسی چیز کو قبول کرنے کو تیار نہیں۔ تمام تعریفیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے ہیں کہ جس نے ہمیں ایسے قائدین اور امام عطا فرمائے ہیں جو میدانِ جنگ کے اندر جانیں قربان کرتے ہیں۔ جبکہ تمہاری نامرد قیادت ہمیشہ بستروں پر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر ذلت کی موت مرتی ہے۔ بے شک تاریخ ایسے باعزیمت لوگوں کی زندگی پر گواہ ہے جو صفحۂ تاریخ میں اپنا نام خون کی سیاہی سے رقم کرتے ہیں اور آنے والی تمام نسلیں اُن پر فخر کرتی ہیں۔ اور بزدلوں کے سینے تنگ ہی رہیں گے!

اے ہمارے شیخ! ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے پوری زندگی کفار کے خلاف معرکوں میں عزم و بہادری کے کارنامے رقم کرنے میں گزاری۔ اپنے ذمہ امانت کو پوری طرح ادا کرنے کے بعد آپ کو شہادت مبارک ہو، اللہ تعالیٰ آپ کی آنکھیں ٹھنڈی رکھے لہٰذا اب آپ اللہ کی رحمتوں کے سائے اور جنتوں کی نعمتوں کے درمیان اپنے شہید احباب اور بھائیوں شیخ مصطفیٰ ابو یزید، ابو مصعب الزرقاوی، ابو عمر البغدادی، ابو حمزہ المہاجر، ابو اللیث اللیبی رحمہم اللہ تعالیٰ اور دیگر تمام شہدا کی صحبت سے لطف اندوز ہوں۔

اے محبوب امت مسلمہ! ہمارے لیے یہی موقع ہے کہ ہم اپنے شیخ کی سیرت اور زندگی کے کارناموں کو تواتر کے ساتھ پوری دنیا کے سامنے پیش کریں تا کہ اُن کی زندگی ہماری آنے والی نسلوں کے لیے مشعلِ راہ ہو اور آئندہ نسلیں اُن کی سیرت سے بہادری، سرفروشی اور شہادت کی روشنی حاصل کریں۔ آج اس چیز کی اشد ضرورت ہے کہ ہم اس بات کا پوری شد و مد سے ابلاغ کریں کہ کس طرح شیخ اسامہؒ نے ساری عمر اسلام اور جہاد کی خدمت میں گزاری۔

اے اسامہ! اللہ آپ پر رحمتوں کا نزول فرمائے، آپ نے پاکیزہ زندگی گزاری اور موت بھی سعادت والی پائی، بے شک آپ طواغیت سے آزادی کی زندگی جیئے اور آزادی ہی کی موت سے سرفراز ہوئے، کتنے ہی محبوب شہید ہیں جو اس قافلۂ شہدا میں شامل ہوئے...... آخر میں ہم صبر اور شکر سے لبریز قلوب کے ساتھ یہ کہتے ہیں کہ **انا للہ وانا الیہ راجعون** ...... اور بے شک ہم آپ کے فراق پر مغموم ہیں...... اللہ آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو فردوسِ اعلیٰ میں قبول فرمائے، آمین۔ ہم اس بات کی تجدید کرتے ہیں کہ ہم آپ کے عہد پر قائم ہیں اور آپ کی اُس قسم کا پاس رکھیں گے کہ ''یا تو فتح و نصرت مل جائے یا پھر ہم بھی وہی ذائقہ چکھیں جو حمزہ ابن المطلب رضی اللہ عنہ نے چکھا۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم

☆☆☆☆☆

بقیہ: نہ ہم منہ موڑیں گے اور نہ پسپائی اختیار کریں گے

اسی طرح ٹی وی چینلز اور انٹرنیٹ پر ان کے میڈیا کے دجل وفریب کو عیاں کیا اور گوانتاموں، ابو غریب اور بگرام میں ان کی اخلاقی پستی سے پردہ اٹھایا۔ آج ہم ان کے نقشِ قدم پر سفر جاری رکھنے کا بھرپور عزم کرتے ہیں اور ان شاء اللہ ان کی اس عظیم جدوجہد کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں گے، جس کے لیے انہوں نے اپنی جان مال اور عمر کو کھپا دیا۔ ہم پہلے سے بڑھ کر ان کے اصولوں کی پاسبانی کریں گے۔ باذن اللہ اسی منہج پر جس کو ہمارے شہدا اور ابطال نے اپنے خون سے نقش کیا ہے، ڈٹے رہیں گے۔ ہم ایثار و قربانی کے اس راستے پر گامزن رہیں گے اور تمارے خلاف قتال و جہاد میں اپنے خون کے آخری قطرے تک موت کی تلاش جاری رکھیں گے۔

ہمارے لیے یومِ خندق کو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قول مشعلِ راہ ہے :

نحن الذین بایعوا محمدا   علی الجهاد ما بقینا ابدا

ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد کی بیعت کی جہاد پر جب تک زندگی رہی۔

بے شک یہ ایک عظیم بیعت اور مبارک معاہدہ ہے جو طے پا گیا۔ اب ہم نہ ہٹیں گے نہ تھکیں گے۔ اے یہودیو اور صلیبیو اور ان کے مرتد غلامو، تم خوشیاں مت مناؤ، اللہ نے تمہارے لیے بہت برا انجام تیار کر رکھا ہے اور جنگ جاری ہے۔ ہم اللہ سبحانہ تعالیٰ سے آئندہ نسل تک نہیں بلکہ قیامت کے دن تک تمہارے خلاف قتال کا عہد کرتے ہیں۔ تمہارے لیے ہمارا پیغام روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ تمہاری نجات اسی میں ہے کہ تم ہماری زمینوں سے نکل جاؤ، دولت کی لوٹ مار چھوڑ دو اور ہمارے ملکوں میں مرتد، فاسد اور مفسد حکمرانوں کی پشتی بانی ترک کر دو۔ ہم تمہیں اپنے شیخؒ کی قسم سے یاد دہانی کراتے ہیں اور تم سے کہتے ہیں: اللہ کی قسم تم اس وقت تک چین نہیں پا سکو گے اور اس کا خواب بھی نہیں دیکھ سکو گے جب تک ہمیں فلسطین میں امن حاصل نہ ہو جائے اور تمہاری فوجیں ہمارے علاقوں سے نکل نہ جائیں۔

ہمارے مسلمان بھائیو: جو کوئی اسامہؒ کے لیے جہاد کر رہا تھا تو بے شک اسامہؒ تو قتل ہو چکے ہیں، اور جو کوئی اپنے دین، زمین، ناموس اور امت کے لیے لڑ رہا تھا، تو قتال کا وقت آن پہنچا ہے اور میدان گرم گئے ہیں اور جنگ بھڑک اٹھی ہے، ثابت قدم رہو اور صبر کرو یہاں تک کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ ہماری نصرت کے فیصلے فرما دے یا ہمیں شہادت نصیب کر دے اور ہم اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہؓ سے جا ملیں۔

ہمارا رب سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''خدا نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لیے ہیں (اور اس کے) عوض میں ان کے لیے بہشت (تیار کی) ہے۔ یہ لوگ خدا کی راہ میں لڑتے ہیں تو مارتے بھی ہیں اور مارے جاتے بھی ہیں۔ یہ تورات اور انجیل اور قرآن میں سچّا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا اسے ضرور ہے اور خدا سے زیادہ وعدہ پورا کرنے والا کون ہے تو جو سودا تم نے اس سے کیا ہے اس سے خوش رہو اور یہی بڑی کامیابی ہے''۔ (التوبۃ)

اللھم منزل الکتاب مجری السحاب ھازم الاحزاب، اھزم الکفرۃ الصلیبیین و المرتدین و انزل نصرک علیٰ عبادک المجاھدین ۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔

☆☆☆☆☆

رب کعبہ کی قسم آپ کامیاب ہوگئے

شوریٰ جماعت التوحید والجہاد
بیت المقدس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مؤمنین میں سے کچھ ایسے ہیں جنھوں نے سچ کر دکھایا وہ عہد جو انہوں نے اللہ سے باندھا تھا، ان میں سے کچھ ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے اور کچھ اپنی باری کے منتظر ہیں۔

تمام تعریفیں اس اللہ سبحانہ کے لیے ہیں جس نے اپنی نصرت سے اسلام کو عزت بخشی اور اپنے قہر سے کفر کو ذلیل کیا، اپنے حکم سے امور کو چلانے والا اور اپنی چالوں سے کفار کو پکڑنے والا، وہ ذات جس نے اپنے عدل سے گردشِ ایام کو مقرر کیا اور اپنے فضل سے عاقبت متقین کے لیے رکھی اور صلاۃ وسلام ہو ان پر جن کی تلوار سے اللہ نے اسلام کے کلمہ کو بلند کیا، امابعد:

تمام اہلِ توحید کی طرح ہم نے بھی امام المجاہدین، قائد الصادقین و الثابتین (**نحسبه کذلک و الله حسیبه**) شیخ اسامہ بن لادن (تقبلہ اللہ) کے بارے میں یقینی خبر کے انتظار میں گزشتہ ایام شدید اضطراب میں گزارے، آخر کار تنظیم القاعدہ کی قیادت عامہ کی طرف سے تصدیق کی خبر آئی، کہ ہمارے شیخ نے اپنی روح اپنے باری تعالیٰ کے حضور تسلیم کر دی اور اپنے رفیق اعلیٰ کی خدمت میں پیش ہو گئے، پیٹھ پھیر کر بھاگے نہیں اور بزدل چین کی نیند نہ سوئیں۔

شیخؒ نے ہمارے درمیان زمانے میں ایسا وقت گزارا، کہ دنیا کی خوبصورتی اور اس کی متاع فانی میں کوئی دلچسپی نہیں لی بلکہ ساری عمر توحید کی دعوت دینے اور امت کو جہاد فی سبیل اللہ پر ابھارنے میں گزار دی۔ ہم حق بجانب ہیں (**نحسبه کذالک والله حسیبه**) اگر ہم کہیں کہ شیخ اسامہؒ اکیسویں صدی کے مجدد تھے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ سبحانہ تعالیٰ ہر صدی کے سرے پر اس امت کے لیے ایک مجدد بھیجتا رہے گا جو ان کے دین کی تجدید کرے گا۔'' رواہ ابوداؤد۔

بلاشبہ شیخ اسامہؒ اس زمانے کے مجدد ہیں جیسا کہ اس کی گواہی دوستوں سے پہلے دشمنوں نے دی۔ وہی تو ہیں جنہوں نے چہار دانگ عالم میں جہاد کی شمع کو روشن کیا اور ساری دنیا کے مسلمانوں کے ذہن میں اس تصور کو اجاگر کیا کہ ان کی عظمتِ رفتہ کے حصول کا واحد ذریعہ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ اپنے قول کی دلیل اپنے عمل سے دی اور غزوہ نیویارک و واشنگٹن کے ذریعے امریکہ کی ناک کو خاک آلود کر کے اس کو اس کے گھر میں رسوا کیا۔ یقیناً انہوں نے امت میں فریضہ جہاد کو زندہ کر کے اس کے دین کی تجدید کی جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبردار کیا ہے کہ جہاد کو ترک کرنا دین کو چھوڑنا اور اس کو ضائع کرنا ہے۔ ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

''جب تم عینہ کی تجارت کرنے لگو گے، بیلوں کی دموں کو پکڑ لو گے، کھیتی باڑی پر راضی ہو جاؤ گے اور جہاد کو ترک کر دو گے تو اللہ تم پر ذلت مسلّط کر دے گا اور اس وقت تک نہیں ہٹائے گا جب تک تم دین کی طرف لوٹ نہ آؤ'' (رواہ۔ ابوداؤد)

شیخ ابومصعب الزرقاویؒ فرماتے تھے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول (جب تک تم دین کی طرف لوٹ نہ آؤ) اس بات کی دلیل ہے کہ جہاد کو ترک کرنا اور اس سے منہ موڑ کر دنیا میں سکونت اختیار کرنا دین سے خارج ہونا اور گناہ عظیم ہے''۔

ہم شوریٰ جماعت التوحید والجہاد بیت المقدس، اللہ کے ہاں شیر خدا شیخ اسامہؒ کی قبولیت کے لیے دعا گو ہیں اور اللہ عزوجل سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ان کو انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کا ساتھ نصیب کرے۔ شیخؒ کی شہادت میں ہمارے لیے عظیم اسباق ہیں جو ہمارا حوصلہ بڑھانے والے ہیں۔ وہ اپنے جسدِ اطہر کے ساتھ اس دنیا سے رحلت فرما گئے لیکن ان کی روح ہمارے درمیان یہ منادی کرتی پھر رہی ہے کہ ''تم عزت و عظمت کی راہ کو کبھی ترک نہ کرنا'' اور ان کی صدا ہمارے کانوں میں گونج رہی ہے ''الجہاد، الجہاد!''۔ پس ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے عہد کرتے ہیں، کہ اللہ کی قسم ہم ضرور راہ جہاد پہ ڈٹے رہیں گے اور اپنے امام مجدد کے نقشِ قدم پر چلتے رہیں گے، بزدلوں اور شکست کھانے والوں کی کثرت ہمیں ہرگز ضرر نہیں پہنچائے گی اور پسپائی اور طواغیت کی غلامی کی دعوت ہمیں متزلزل نہیں کرے گی۔ ہماری ماؤں نے ہمیں باعزت جنا ہے، ہم نے غیرت وحمیت کا جام نوش کیا ہے اور شیخ الاسلام اسامہؒ کی سیرت نے ہمیں اس کی حلاوت عطا کی ہے۔ اے اللہ کے دشمن یہود و نصاریٰ، مرتدین اور ان کے حلیفو تمہیں ہماری طرف سے تباہی کی نوید ہو۔

''اور بہت سے نبی ہوئے ہیں، جن کے ساتھ ہو کر اکثر اہل اللہ (خدا کے دشمنوں) سے لڑے ہیں تو جو مصیبتیں ان پر راہ خدا میں واقع ہوئیں ان کے سبب انہوں نے نہ تو ہمت ہاری اور نہ بزدلی دکھائی نہ (کافروں سے) دبے اور خدا استقلال رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور (اس حالت میں) ان کے منہ سے کوئی بات نکلتی تو بس یہی کہ ہمارے پروردگار ہمارے گناہ اور زیادتیاں جو ہم اپنے کاموں میں کرتے رہے ہیں معاف فرما اور ہم کو ثابت قدم رکھ اور کافروں پر فتح عنایت فرما''

آپ کے دینی بھائی

شوریٰ جماعت التوحید والجہاد

بیت المقدس۔ ۳ جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ (۶ مئی ۲۰۱۱)

☆☆☆☆☆

شیخ اسامہ بن لادنؒ کالم نگاروں کی نظر میں

[محسنِ امت شیخ رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے اس فضیلت سے بھی نوازا کہ اپنے ہوں یا پرائے حتیٰ کہ بدترین سیکولر عناصر چاہے وہ کالم نگار ہوں یا تجزیہ کار، سبھی شیخ رحمہ اللہ کی شہادت پر شیخ کو خراج تحسین پیش کرتے نظر آتے ہیں۔ کالم نگاروں کے اقتباسات ہم ذیل میں اس یاددہانی کے ساتھ نذرِ قارئین کر رہے ہیں کہ اُن کی دیگر آرا سے ہمارا اتفاق قطعاً ضروری نہیں۔]

شہید اسامہؒ کے بعد: عبدالقادر حسن، روزنامہ ایکسپریس

''سعودی عرب کا یہ باشندہ جس نے اپنے اہل وعیال اور اربوں روپوں کی مالی قربانی کے ساتھ اپنی جان اللہ تعالیٰ کے حوالے کر کے جہاد کے میدان میں قدم رکھا اور سرزمین پاکستان پر شہادت کا مقصد پالیا لاریب عہد حاضر کا سب سے بڑا شہید ہے۔ نقشے پر نگاہ ڈالیں تو دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک اسلامی دنیا پھیلی ہوئی ہے، اس لاکھوں ایکڑ زمین پر ایک مسلمان کو دو گز زمین بھی نہیں مل سکی جس نے اپنا سب کچھ اسلامی نظریات پر قربان کر دیا اور دنیا کو دکھا دیا کہ اسلام کا نام لینے اور اس پر مرمٹنے والے ابھی زندہ ہیں۔ اسامہ کی قبر نہ سہی اس کی موت اور اس کی ایمان افروز یادیں آفتاب و ماہتاب بن کر باقی رہیں گی۔ اسلام دشمن مغربی سامراج جس کی قیادت امریکہ کے پاس ہے یہ اس کے سامنے سینہ تان کر کھڑا رہا اور اسلامی عالمی مزاحمت کا نمونہ نشان اور علامت بن گیا۔ اس نے کبھی کہا تھا کہ میں دشمنوں کے ہاتھوں زندہ نہیں پکڑا جاؤں گا، اس بیماری میں بھی وہ زندہ نہیں لڑ کر مرا شدید ترین مزاحمت، اس نے ایک مدت ہوئی لڑنے اور لڑ کر جان دینے کا عزم کیا تھا۔ اعلیٰ جدید تعلیم اور بے حساب دولت کو اس نے اللہ کی راہ میں لگا دیا اور خوش نصیبی ملاحظہ کیجیے کہ قدرت نے اس کی قربانی قبول کر لی۔ آج وہ ایک قیدی نہیں شہید اسامہ بن لادن ہے اور مسلم حافظے میں وہ اسی لقب کے ساتھ زندہ رہے گا''۔

بیج بن کر دفن ہونے والے ختم نہیں ہوتے: محمد یونس قاسمی، اردو پوائنٹ

''اسامہ بن لادن مرا نہیں بلکہ امر ہو گیا ہے۔ اسے وہ سعادت ملی ہے جس کے حصول کے لیے اس دنیا میں آنے والی بڑی بڑی شخصیات آرزو کرتی رہیں۔ امریکہ یہ سمجھے کہ شاید اسامہ کو مار دینے سے اسامہ کا مشن ختم ہو گیا ہے تو یہ اس کی بھول ہے، یہ لوگ مرتے نہیں بلکہ بیج بن کر دفن ہوتے ہیں اور گندم کے دانے کی طرح دفن ہونے کے بعد پھر جب زمین سے نکلتے ہیں تو اکیلے نہیں بلکہ سینکڑوں ہزاروں کو ساتھ لے کر آتے ہیں اور زمین میں انقلاب برپا کر دیتے ہیں۔ آج اسامہ اور اس کے ساتھی بھی بیج کا کردار ادا کر رہے ہیں پھر جب یہ زمین سے پھوٹیں گے تو امریکہ جیسی طاقتوں کو خس وخاشاک کی طرح بہا لے جائیں گے''۔

اسامہؒ بن لادن کا خوف: اوریا مقبول جان، روزنامہ ایکسپریس

''جس شخص کی میت دکھانا امریکہ کی سلامتی اور سیکورٹی کے لیے خطرے کا باعث ہو، اُس کا خوف کتنی دیر تک امریکہ کے دلوں میں بستا رہے گا۔ شاید کئی نسلیں اس خوف سے کانپتی رہیں۔''

''میں آج صبح اسرائیل اور لبنان کی سرحد پر کھڑا خاردار تار کی دوسری جانب نہتے فلسطینیوں کو اسرائیل کے یومِ قیام پر احتجاج کرتے دیکھ رہا تھا اور پھر اچانک آنسو گیس، گولے اور پھر فائرنگ شروع ہوئی۔ فلسطینی اپنے زخمی ساتھی کو اٹھاتے، ایک طرف لے جاتے اور پھر نعرہ زن ہو جاتے۔ اس دن بارہ کے قریب نہتے اور معصوم شہید ہوئے۔ لبنان کی گلیوں، بازاروں میں گھومتے ہوئے دو چیزوں نے حیرت میں ڈالا۔ ایک ان کا بچہ بھی اسرائیل کو فلسطین کہتا ہے۔ یہ وہ ملک ہے جس نے اپنے سامنے صابرہ اور شطیلہ کی بمباری دیکھی ہے اور فلسطینی بچوں اور عورتوں کی لاشیں اٹھائی ہیں۔ دوسرا جو بھی ملتا، اسے پتہ چلتا کہ میں پاکستانی ہوں تو ایک دم سوال کرتا کہ کیا اسامہ بن لادن کو واقعی شہید کر دیا گیا ہے؟ میں جواب گومگو میں دیتا۔ اکثر کا جواب صرف ایک ہوتا، امریکہ اور اسرائیل کے مظالم کے سامنے صرف وہی ایک شخص سینہ سپر تھا۔ جس قوم نے روز امریکی اور اسرائیلی بمباروں کے ہاتھوں لاشیں اٹھائی ہوں، جن کے گھر برباد ہوئے ہوں، جن کے ہاں ہزاروں نہیں لاکھوں مہاجر فلسطینی غربت وافلاس میں ڈوبے ہوں' اُنہیں اسامہ بن لادن کی آواز میں بھی کشش محسوس ہوگی اور انہیں اُس کی موت کا دکھ بھی ہوگا''۔

ہر گھر سے اسامہ نکلے گا: مظفر اعجاز، روزنامہ جسارت

''اسامہ ایک فکر کا نام ہے، نظریہ کا نام ہے۔ شیخ فاتح، شیخ عبداللہ عزام، شیخ مصطفیٰ ابویزید، شیخ ابواللیث اللیبی، حمزہ ربیعہ، شیخ خالد حبیب، فہد الکینی، ایمن الظواہری، عطیۃ اللہ، ابویحیٰ اللیبی، عزام امریکی یہ سب کون ہیں؟ کوئی اسامہ سے پہلے گیا کوئی بعد میں جائے گا، یہ سب اسامہ تھے اور اسامہ ہی رہیں گے''۔

آگ ہے، اولادِ ابراہیم ہے، نمرود ہے: مولانا محمد ازہر، روزنامہ اسلام

''زمین پر تو ہزاروں شہدا کے پاک جسم موجود ہیں، شاید حق تعالیٰ شانہ کے تکوینی نظام کے تحت سمندر کا شکوۂ محرومی دور کرنا مقصود ہو کہ اسے یہ شکایت نہ رہے کہ میرا دامن سرخی خونِ شہیداں سے رنگین نہیں ہوا۔ شیخ اسامہ عظیم مجاہد تھے اور وہ خونِ شہادت سے سرخرو ہو کر اپنے مولیٰ کے پاس پہنچ چکے ہیں''۔

وہ شہید ہے: عباس اطہر، روزنامہ ایکسپریس

''بلاشبہ وہ شہید ہے، اللہ اس کی مغفرت کرے''۔

نخلِ دار: ہارون الرشید، روزنامہ جنگ

''ایک ایسا شخص جس نے تاریخ میں ایک نئے دور کی بنیاد رکھی۔ وسائل کے مقابل وسائل اور فوج کے سامنے فوج کی بجائے، عظیم الشان لشکروں اور خوف ناک اسلحے کے مقابل، جان سے گزر جانے کا حوصلہ رکھنے والے فدائی......اس سے بڑھ کر احمقانہ بات تو کوئی ہو ہی نہیں سکتی کہ اسامہ بن لادن امریکی ایجنٹ تھے۔ ایجنٹ مال و دولتِ دنیا سے آباد آسودہ زندگی چھوڑ کر غاروں میں بسر نہیں کیا کرتے۔ ہتھیلی پر جان رکھ کر جیا نہیں

کرتے۔ بیوی بچوں کی زندگیاں خطرے میں ڈالا نہیں کرتے''۔

امریکہ نے اسامہ کو سچ ثابت کر دیا: حامد میر، روز نامہ جنگ

''اسامہ بن لادن اپنی موت کے بعد بھی مسکرا رہا ہے۔ اس کے دشمنوں نے ناچ گا کر فتح کا جشن تو منا لیا لیکن وہ جانتے ہیں کہ اسامہ بن لادن اپنی جسمانی موت کے بعد بھی ان کا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔ امریکی فوج نے ۲ مئی ۲۰۱۱ء کو ایبٹ آباد میں ایک آپریشن کے ذریعہ القاعدہ کو ایک ایسا شہید فراہم کر دیا جس کے مردہ جسم سے دنیا کی طاقت ور ترین فوج شدید خوف زدہ تھی۔ خوف کا یہ عالم تھا کہ امریکی فوج اسامہ بن لادن کو دنیا کے کسی کونے میں دفن کرنے کی ہمت نہ کر سکی کہ کہیں مسلمانوں کو ایک اور شہید کا مزار نہ مل جائے۔ امریکی فوج نے اسامہ بن لادن کے جسم کو فضا کی بلندیوں سے سمندر میں پھینک کر ایک کہانی کو ختم کرنے کی کوشش کی لیکن شاید وہ نہیں جانتے تھے کہ اسامہ بن لادن کی زندگی کی کہانی تو ختم ہو گئی لیکن اس کے ساتھ ہی کئی نئی کہانیاں شروع ہو چکی ہیں۔ امریکی فوج نے اسامہ بن لادن کو سمندری لہروں کے حوالے کر کے مورخین کو یہ لکھنے پر مجبور کر دیا ہے کہ اپنے وقت کی سپر پاور ایک مردے سے سخت خوف زدہ تھی۔ شاید اسامہ بن لادن کے جسم کو سمندر برد کر کے امریکیوں نے اپنی خفت مٹانے کی کوشش کی''۔

نذیر احمد غازی: نوائے وقت

''پورا عالم اسلام خاموش، خانقاہ گنگ، محراب ساکت، واعظ رنگین نوا کی زبان پر تالے، ناقدین سلطنت کی زبان پہ چھالے' گویا سانپ نہیں اژدھا سونگھ گیا تھا لیکن فطرت جاگ رہی تھی، فطرت نے اسامہ کی زبان کو مقاصد کی تکمیل کے لیے استعمال کیا۔ اسامہ للکارا کہ حرمین کے جوار میں ناپاک امریکی وجود نہ بساؤ، ان کے عزائم بیت المقدس سے شروع ہو کر حرمین کے قلب تک جا پہنچے ہیں، اس لیے تمہاری زمین، تمہاری حکومت، تمہارے عوام اور تمہارے ایمان خطرات کی وادی میں گھر گئے ہیں۔ اسامہ کو حرمین کی ہمسائیگی سے محروم ہونا پڑا اور وہ بھی ہجرت حبشہ کے تتبع میں افریقہ میں مہاجر بن گیا۔

اب فرعون وقت کی یہ خبریں کہ ہم نے اسامہ کی لاش سمندر میں بہا دی ہے، ایک کمزور ابلیسی مظہر ہے۔ اسامہ تو اپنے ظرف کے مطابق سمندر کی لہروں پر سوار ہوا اور وسعتوں کے دامن میں جا سویا۔ ابھی کچھ وقت کروٹ لے گا تو بخارات بادل بن کر برسیں گے اور بری بارش کا نزول ہو گا، پھر آسمان کا عذاب ہر امریکی ریاست کو سونامی بنائے گا' خدائی غضب کا پانی نہ انہیں مرنے دے گا اور نہ جینے۔ امان کے دروازے بند ہو جائیں گے، ڈالر پھٹی ہوئی پرچیاں بن جائیں گے اور خدائی عذاب کے پے در پے کوڑے برسیں گے لیکن بچانے والا کوئی نظر نہیں آئے گا۔ اسامہ کو سمندر میں بہا دیا تو کیا ہوا، حق کی اونچی آواز میں بات کرنے والوں کی وسعتیں مرنے کے بعد بھی اپنا وجود منواتی ہیں۔ دیکھنا ایسا نہ ہو کہ اب سمندر ابلے اور تمہارے ساحلوں کو بھنور آشنا کر دے اور پھر تمہارے دیس کی مٹی میں اسامہ کے وجود کے ذرے پیوند ہو جائیں اور تمہاری ہر گلی میں ایک موسیٰ نظر آئے اور تم 'آمنّا آمنّا' کی مالا جپو لیکن خدائی فیصلہ غضب وعذاب کو کوڑا بن کر تم پر برسے۔ اسامہ توحید کا علم لیے اب بھی سمندروں میں دیوانہ وار رواں دواں ہے اور قیامت میں اس کے جنون توحید کو تسلیم کا تمغہ عطا کیا جائے گا''۔

اسامہ بن لادن کے بعد: سلیم صافی، روز نامہ جنگ

''اسامہ بن لادن القاعدہ کے فکری اور بانی امیر تھے۔ دنیا میں وہ دہشت کی علامت تھے لیکن اپنے پیروکاروں کی صفوں میں قربانی کے جذبے اور خوئے دل نوازی کی وجہ سے نہایت محبُوب تھے۔ وہ کمٹمنٹ کے اس مقام پر کھڑے تھے کہ لوگ ان کے گرویدہ ہو جاتے تھے۔ امیر ترین خاندان کے فرد تھے لیکن دنیا کی تعیّشات چھوڑ کر انہوں نے زندگی ہتھیلی پر رکھ کر پہاڑوں اور غاروں کی زندگی اختیار کی تھی''۔

اک معمہ ہے سمجھنے کا نہ سمجھنے کا: صفدر محمود، روز نامہ جنگ

''امریکہ نے اُسامہ کے مزار سے ڈر کر اسے غرق سمندر کر دیا حالاں کہ امریکہ جیسی مغرور سپر پاور کو چیلنج کرنے کے بعد وہ زندگی ہی میں لیجنڈ بن گیا تھا اور موت کے بعد وہ ہمیشہ امریکی مزاحمت کی علامت بن کر تاریخ میں محفوظ رہے گا''۔

وہ جو کوئی بھی تھا: عرفان صدیقی، روز نامہ جنگ

''میں دل گرفتہ اہل وطن کو سمجھا تا رہا کہ معصوم و سادہ دل لوگو! ہم اسے شہید نہیں کہہ سکتے۔ اس لیے کہ شہنشاہ عالم پناہ خفا ہو جائے گا۔ اس لیے بھی کہ ہم دس سال سے، امریکی جنگ کا دست بازو ہیں اور اسامہ ہمارے مخالف لشکر میں سے تھا۔ اس لیے بھی کہ ہم اپنا پیٹ پالنے کے لیے امریکی نان نفقے کے محتاج ہیں۔ اس لیے بھی کہ امریکا دنیا کا تاج دار اور جابر ملک ہے اور ہمارے حکمرانوں کی باگیں اس کے ہاتھ میں ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر اس لیے کہ ''دین غلامی'' میں امریکہ کو آنکھیں دکھانے اور اس سے پنجہ آزمائی کرنے والا غازی کہلا سکتا ہے نہ شہید۔ ہر پاکستانی چینل پر وہی بولی، بولی جا رہی تھی جو اسامہ کے بارے میں امریکہ، یورپ اور دنیا کے دیگر مسلم بے زار منطقوں میں بولی جاتی ہے۔ ہم اسے مسلسل امریکہ کی آنکھ سے دیکھتے رہے، اس کے بارے میں پھیلائی گئی امریکی کہانیاں دہراتے رہے اور وقفے وقفے سے امریکہ ہی کی زبان میں اس پر تبصرے کرتے رہے۔ غلامی اسی طرح دلوں اور ذہنوں کے اندر گھونسلے بناتی ہے۔ ہمیں کچھ ضرورت نہیں کہ اس کی زندگی کے نشیب و فراز کا جائزہ لیں اربوں اور کھربوں میں کھیلنے اور سونے کا چمچہ منہ میں لے کر پیدا ہونے والا شہزادہ، انجینئرنگ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے والا ہونہار نوجوان، اپنے خاندان کی بے کراں دولت لامحدود کاروباری امکانات اور عیش و عشرت سے پُر زندگی سے دست کش ہو کر غریب الوطنی، سخت کوشی، جہد و پیکار اور سامراج دشمنی کے خارزاروں کی طرف کیوں نکل آیا؟ دنیا میں کتنے ہیں جو شہزادگی ٹھکرا کر کسی مقصد کی لگن میں ایسی راہوں پر نکل آتے ہیں جہاں اذیتوں اور مشقتوں کے سوا کچھ نہیں ہوتا اور جہاں موت سائے کی طرح ساتھ ساتھ چل رہی ہوتی ہے۔ دو دو ٹکے کی نوکریوں اور رسوائیوں میں گندھی بے ننگ و نام حکومتوں کے لیے اپنی آن اور اپنا ایمان بیچ دینے والوں کی اس دنیا میں کتنے ہیں جو جنوں کا ایسا سرمایہ رکھتے ہوں؟ اب شیخ

اسامہ بن لادن کا معاملہ اپنے اللہ کے ساتھ ہے۔ جو ہر انسان کے ظاہری عمل کو بھی دیکھتا ہے اور نیتوں کا حال بھی جانتا ہے۔ اسے ہم جیسے خود فروشوں، بزدلوں، کمزوروں، شکم پرست بونوں اور بندگان امریکہ کی طرف سے ''شہادت'' کے کسی تمغے کی حاجت نہیں۔ اگر وہ اللہ کی میزان میں کم وزن نکلا تو سزا پائے گا۔ اگر اس کے اعمال بارگاہ عالی میں مقبول ٹھہرے تو اس کی لاش سمندر کی مچھلیاں کھائیں یا جنگل کے درندے، وہ شہیدوں کے جلو میں کسی سنہری مسند پر بیٹھا ہوگا۔ اگر شہنشاہ عالم برا نہ مانیں اور اس کی چوکھٹ پہ سجدہ ریز ہمارے حکمران خفا نہ ہوں تو آیئے اس کے لیے دست دعا بلند کریں۔ اللہ اس کی لغزشوں اور کوتاہیوں سے درگزر فرمائے، اسے اپنے بے پایاں عفو و کرم سے نوازے اور اسے اپنے بندگان خاص کے مقام سے سرفراز فرمائے۔ آمین''۔

اسامہ شہید امریکی استعمار کے خلاف بے مثال مزاحمت کی علامت: متین فکری، روزنامہ جسارت

''اسامہ بن لادن سعودی عرب کے انتہائی دولت مند خاندان میں پیدا ہوئے۔ ناز و نعم میں پلے بڑھے، انجینئرنگ کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی، دنیاوی اعتبار سے ان کا مستقبل بہت روشن اور کیریئر انتہائی شاندار تھا، وہ چاہتے تو اپنی صلاحیتوں کے ذریعے اپنی خاندانی دولت میں بے پناہ اضافہ کر سکتے تھے لیکن جب وہ عین عالم جوانی میں سوویت یونین کی ایک مسلمان ملک افغانستان پر وحشیانہ جارحیت کے خلاف اپنے مسلمان افغان بھائیوں کی مدد کے لیے افغانستان اور پاکستان آئے تو انہوں نے افغان قوم کی مالی مدد کرنے والے دیگر مالدار عرب باشندوں کے برعکس نہایت مشکل اور پر عزیمت فیصلہ کیا اور وہ فیصلہ یہ تھا کہ وہ عیش و آرام کی زندگی ترک کر کے اسلام کی سربلندی کے لیے اپنی جان لڑا دیں گے۔ وہ افغان جہاد میں عملاً حصّہ لیں گے اور ایک مجاہد کی طرح ہر مشکل اور آزمائش کا سامنا کریں گے''۔

بے نیازیاں، اجمل نیازی: نوائے وقت

''مسلمانوں کی تاریخ ایسی شان دار اموات سے بھری پڑی ہے۔ موت کی طرف جانے کے لیے زندگی کی راہ سے ہو کے جانا پڑتا ہے۔ مجھے لگتا ہے جو کوئے یار سے نکل کے نہیں جاتا وہ سوئے دار جانے کے قابل ہی نہیں ہوتا۔ رومانس یعنی عشق و مستی زندگی اور موت دونوں کے لیے ضروری ہے۔ اوباما کمپلیکس کا مارا ہوا ناکام اور کمزور امریکی صدر ہے۔ کتنے سالوں سے اسامہ کی طلسماتی شخصیت امریکیوں کے حواس پر حاوی ہے۔ اوباما کا یہ جملہ بش کی ظالمانہ، بزدلانہ اور احمقانہ پالیسیوں کی یاد دلاتا ہے کہ ''اسامہ کی ہلاکت (شہادت) سے دنیا محفوظ ہوگئی''۔ عراق کو جھوٹ بول کر ''فتح'' کرنے والے کو ایک نہتے صحافی نے جوتا مار کر مبارک باد پیش کی تھی۔ اب اوباما کس طرح کی مبارک باد کا منتظر اور مستحق ہے؟ اسامہ شہید کی لاش سمندر میں بہانے کی خوف زدگی کیا ہے؟ بڑے لوگوں کی قبریں دلوں میں ہوتی ہیں۔ پورا سمندر اسامہ کی قبر ہے۔ بہادر عرب کے لیے بحیرۂ عرب ہی مناسب تھا!

اسرار بخاری: نوائے وقت

''ناقابل تردید حقیقت یہ ہے کہ اسامہؒ کفر کے خلاف جہاد کی علامت تھا، مالک ارض و سما کے فرمان کے مطابق جو روزِ قیامت تک جاری رہے گا۔ مجاہد کی معراج شہادت ہے۔ وہ یارانِ تیز گام نکلا اور منزل کو پا گیا، اسے یہ خوش بختی مبارک ہو''۔

اسامہ کی روح: عطاء الرحمٰن، نوائے وقت

''اسامہ اگر واقعی اس دنیا میں نہیں رہے اور تاریخ کے اوراق کی نذر ہو گئے ہیں۔ لیکن ان کی شخصیت اور کردار نے دور حاضر پر جو اثرات چھوڑے ہیں انہیں آسانی سے مٹایا نہیں جا سکے گا...... دنیا کی حاکم قوتیں انہیں لمحہ موجود کا سب سے بڑا دہشت گرد سمجھتی ہیں...... لیکن مسلمانان عالم کے ایک بڑے طبقے میں یہ رائے پائی جاتی ہے کہ اس گوریلا لیڈر نے محکوم مسلمان قوموں کی آزادی کی جنگ برپا کی اور بہت بہادری سے لڑی۔ اس شخص نے مٹھی بھر ساتھیوں کی مدد سے جن کے پاس کوئی منظّم فوج نہ تھی امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے مقابلے میں ایک کا کئی ہزارواں حصّہ بھی وسائل نہ تھے لیکن اس دنیا کی پوری کی پوری اسٹیبلشمنٹ کی چولیں ہلا کر رکھ دیں...... تاریخ کا دھارا بدل ڈالا''۔

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا: بلال غوری، روزنامہ مشرق

''میں تو حیران ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اسامہ بن لادن کو کتنی بڑی سعادت اور نعمت بخشی ہے۔ دنیا بھر کے بڑے بڑے حکمرانوں کو یہ اعزاز حاصل نہیں کہ ان کے ایک جملے، ایک اشارے پر لوگ مقبول اور غیر مقبول ہو جائیں۔ پوری دنیا میں لوگ اسامہ بن لادن سے پیار کرتے ہیں، اس کی تصویریں لگاتے ہیں، اس سے عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔ امریکی کہتے ہیں کہ وہ دہشت گرد تھا، ستم گر تھا مگر کیا کبھی کسی دہشت گرد کو یوں پذیرائی ملی ہے؟ وحشی اور سفاک درندے تو وہ ہیں جنہوں نے اس کی لاش سمندر برد کر دی۔ اگر اس کی تجہیز و تکفین ہوتی اور لوگوں کو نماز جنازہ پڑھنے کا موقع دیا جاتا تو پھر معلوم ہوتا اسامہ بن لادن کے چاہنے والے کتنے ہیں''۔

مریم گیلانی: روزنامہ مشرق

''ہوا میں مسلسل وہ نام گردش کر رہے ہیں جو اسامہ بن لادن کے جانشین ہو سکتے ہیں۔ ایمن الظواہری سے لے کر القاعدہ کے ایک ادنیٰ کارکن تک ہر ایک شخص خود اسامہ بن لادن ہی تو ہے اور ہر وہ شخص جو امریکہ سے اپنی نفرت میں یکسو ہے خواہ کوئی بھی ہو، کیسا بھی ہو، اسے اسامہ بن لادن ہونے کے لیے القاعدہ کے ممبر ہونے کی بھی ضرورت نہیں۔ یہ تو بس ایک سمت کا سفر ہے، کوئی آگے ہے تو کوئی پیچھے اور اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ اسامہ بن لادن کا نیا جانشین کون ہوگا''۔

سعد اللہ شاہ: نوائے وقت

''اسامہ کا چلا جانا کوئی باعثِ حیرت نہیں۔ وہ سرخرو ہوا، تابندہ و پائندہ ہوا۔ واحد سپر پاور کے گلے کی پھانس، کفر کے دل میں کھٹکنے والا کانٹا اور مزاحمت کا استعارہ ایسے

لوگ صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ دنیا جہاں کی عیش وعشرت کو تیاگ کر کوہساروں اور غاروں کی نا قابل بیان مشکل زندگی کو گلے لگانے والا شخص۔ تاریخ بتائے گی کہ یہ عہد اسامہ کے نام سے پہچانا جائے گا۔ اسامہ مرا نہیں وہ زندہ ہوا ہے، ایسا زندہ کہ آئندہ بھی اس کا ہے۔ اسامہ کا واحد قصور کہ وہ عالم اسلام کو امریکہ کے پنجۂ استبداد سے آزاد کروانا چاہتا تھا۔ یہ شعور اب بچے بچے کا اثاثہ ہے۔ بہادر ماؤں نے تو اپنے بچوں کے نام بھی اسامہ رکھے ہیں۔ اسامہ کی شہادت پر دنیا بھر میں ۱۵ کروڑ آرٹیکل لکھے گئے ہیں۔ اخباروں، ٹی وی، مذاکروں اور محفلوں کو اس سے بڑا موضوع کبھی نہیں ملا۔ اسامہ ہر مسلمان کے دل میں زندہ ہے کیونکہ اسامہ اسلام کی محبت اور کفر سے نفرت کا نام ہے۔ آج مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ جیسے میں نے اپنے یہ دو اشعار خاص طور پر اسامہ کے بارے میں کہے تھے:

اے میرے دوست! ذرا دیکھ میں ہارا تو نہیں
میرا سر بھی تو پڑا ہے میری دستار کے ساتھ
وقت خود ہی بتائے گا کہ میں زندہ ہوں
کب وہ مرتا ہے جو زندہ رہے کردار کے ساتھ''

....

ملک احمد سرور: ماہنامہ ضیائے آفاق و ماہنامہ چشمِ بیدار

''شیخ اسامہ کی شہادت کی خبر پر مشرق و مغرب کے طاغوتی جس خوشی کا اظہار کر رہے ہیں، اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اسامہ کتنا بڑا مومن اور طاغوت کا کتنا بڑا دشمن تھا۔ عبداللہ بن ابی کے پیروکار ضراریوں کی خوشی بھی دیدنی ہے۔ منافقین اور طاغوت ہمیشہ ایک دوسرے کے دست و بازو اور راز داں رہے ہیں اور گزشتہ دس سالوں سے بھی اہل ایمان کا خون بہانے میں وہ ایک دوسرے کے ساتھی بنے ہوئے ہیں۔ حضرت اسامہؒ کی شہادت پر پاکستانی میڈیا کی خوشی انتہائی شرم ناک اور گھٹیا غلامانہ ذہن کی عکاس ہے۔ مغرب اور مشرق ہر دو خطوں کے طاغوتی اور ضراری نوٹ فرمالیں کہ اسامہ کی شہادت سے جہاد نہیں رکے گا بلکہ طاغوت کے خلاف جہاد ہر مسلمان پر فرض ہے۔ حضرت حمزہ، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان اور حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسی عظیم ہستیاں شہید ہو گئیں مگر جہاد رکا اور نہ مومنین نے اسلام ترک کیا''۔

''اسامہ نے تقریباً دو دہائیوں تک ہر قسم کے اسلحے سے لیس پورے مغرب اور اس کے مشرقی اتحادیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ان کی نیندیں حرام کیے رکھیں، اسے اس راستے سے ہٹانے میں مغرب کامیاب بھی ہوا تو منافقین اور کرائے کے قاتلوں اور اسلام کے غدار مرتدین کے ذریعے۔ تاریخ کے صفحات کھول کر دیکھ لیں کہ طاغوت کو ہر کامیابی اس دور کے میر جعفر و صادق کے ہاتھوں ہوئی اور اسامہ کی شہادت نے پھر بتا دیا کہ جب تک میر جعفر و صادق موجود ہیں ٹیپو سلطان شہید ہوتے رہیں گے۔ اللہ جہنم رسید کرے ان مرتدین کو اور ذلت و رسوائی کو مسلط کرے ان کے خاندانوں پر جنھوں نے ڈالروں کی خاطر اسامہ کی شہادت کے لیے شیطان کا ساتھ دیا، ان شاء اللہ طاغوت کے مقابلہ کے لیے اسامہ کے ہر قطرۂ خون سے مجاہدین کے لشکر اٹھیں گے اور ضراریوں پر تا قیامت لعنت برستی رہے گی۔ اسامہ ملت اسلامیہ کا عظیم ہیرو تھا، ہیرو رہے گا اور یہ مقام اس سے کرائے کے ٹٹو صحافی نہیں چھین سکتے''۔

''مسلم تاریخ میں اسامہ کا مقام تعیّن کرنے کے لیے کیا یہ کافی نہیں کہ ایک بے ریاست تنہا فرد کے خلاف چوالیس سے زیادہ ممالک کے لشکر جدید ترین اسلحہ کے ساتھ گیارہ سال تک لڑتے رہے اور ۳۰ کھرب ڈالر خرچ کر دیے جبکہ دوسری جنگ عظیم میں ۴۰ کھرب ڈالر خرچ ہوئے تھے۔ وہ امریکہ کو اپنی حکمت عملی سے سلطنتوں کے قبرستان افغانستان میں کھینچ لایا اور کرۂ ارض کو اپنی سلطنت بنانے کے امریکی خواب چکنا چور کر دیے۔ چند سال بعد جب دنیا کا سیاسی نقشہ بدلے گا تو اس کا سہرا اسامہ کے سر بندھے گا۔ صرف ایک روز میں پندرہ کروڑ سے زائد مضامین اور تبصرے اسامہ پر لکھے گئے اور اگلے چند روز میں یہ تعداد ۵ ارب سے بھی تجاوز کر گئی۔ کیا کوئی لیڈر رہے جو اس قدر موضوع بحث بنا ہو؟''

....

راشد الحق سمیع حقانی: ماہنامہ الحق

''وہ مردِ قلندر جس کی ہیبت سے کرۂ ارض کی تمام کفری قوتیں بشمول عالمی 'سپر پاور' امریکہ لرزہ براندام تھیں، کیونکہ ان شیطانی قوتوں کو اس حقیقت کا ادراک تھا کہ سوویت یونین کو شکست فاش سے دوچار کرنے میں جہاں افغان مجاہدین کا بڑا کردار تھا وہیں عرب مجاہدین اور خصوصاً شیخ عبداللہ عزام شہیدؒ اور شیخ اسامہ بن لادن شہیدؒ جیسے دیومالائی کرداروں کا جذبہ جہاد اور شوق شہادت بھی کارفرما تھا۔ اصل میں تو شہادت ہی شیخ اسامہ کی منزل مقصود اور حاصل زندگی تھی۔ اسی منزل کی جستجو اور تلاش میں تو اس شہزادے نے زندگی بھر دربدر کی ٹھوکریں کھائی تھیں۔ اسی معراج کو پانے کے لیے اس مسافرِ بے نوا نے سرزمین حجاز مقدس، ذاتی محلات اور دنیا کی بہت بڑی کاروباری ایمپائر 'بن لادن کمپنی کے شیئرز اور دیگر دنیاوی عیش و راحت کے عشرت کدوں، بے بہا نعمتوں، جوانی اور اپنی اولاد اور خون کی قربانی دے کر شہادت و جنت حاصل کرنا تھی۔ شیخ اسامہ بن لادنؒ تو شہادت دے کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے امر ہو گئے اور تاریخ میں اپنے لازوال کردار اور قربانیوں کی بدولت خیر القرون بلکہ شہدائے بدر کی صف میں پہنچ گئے''۔

''آج اسلامی تاریخ کے سارے عظیم کمانڈروں، سپہ سالاروں اور شہیدوں کے جھرمٹ میں اسامہ بدرِ کامل کی طرح چمک رہا ہے اور کیوں نہ ہو جس شخص نے دو سپر پاورز کا مقابلہ کیا ہو اور انہیں شکست فاش اور ہزیمت اور شرمساری سے دوچار کیا ہو، کرۂ ارض کی تن تنہا سپر پاور اور اس کے ہم نواؤں کی تمام جدید ٹیکنالوجی اور اسباب و وسائل مل کر بھی پندرہ برس تک اسے تلاش نہ کر سکے۔ اب بھی اگر پاکستانی حکمرانوں اور خفیہ ایجنسیوں کا تعاون امریکہ کو حاصل نہ ہوتا تو مزید کئی برس شیخ اسامہ امریکہ کے ہاتھ نہ آتا''۔

مولانا بریداحمد نعمانی: ماہنامہ الحق

''درد کی ایک ٹیس ہے جو وقفے وقفے سے دل کے سکون کو بے سکونی میں بدل

دیتی ہے۔کل تک جن کی سلامتی کی دعائیں لبوں پر تھیں،آج وہ ہم میں نہیں رہے۔وہ شخص جس کا ہر پل اور ہر سانس مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے ظلم وستم پر اشک بار تھا، جو قبلہ اول کی آزادی اور حرمین شریفین کے تحفظ کو اپنا مشن بنا چکا تھا،جس نے عشرت کدوں کو چھوڑ کر سنگلاخ پہاڑوں کو اپنا مسکن بنایا،جس نے وقت کے فرعونوں کے سامنے خدائے بزرگ و برتر کی توحید کا اعلان ڈنکے کی چوٹ پر کیا،جس نے صہیونی ارادوں کے سامنے سدسکندری کا کردار ادا کیا۔ لاریب اس دم،فردوس کے بالا خانوں میں اپنی کامرانی پر خوب نازاں اور شاداں ہوگا۔آخر اس کی عمر بھر کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا ہوگا''۔

مولانا محمود الرشید حدوٹی: ماہنامہ آبِ حیات

''شیر اسلام،مسلم دنیا کے عظیم ہیرو، جہاد کے عظیم داعی شیخ اسامہ بن لادن کل بھی زندہ تھے اور آج بھی زندہ ہیں،اور مسلم امہ کے دلوں میں ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ان کے تیار کردہ انقلابی لوگ کل اپنے پورے قہر وغضب کے ساتھ دشمنوں کے سامنے سینہ تان کر کھڑے ہوں گے،جس سے امریکہ سمیت بڑے بڑے کافروں کے دل ایک بار پھر لرزہ براندام ہوجائیں گے''۔

ہم نے رسمِ محبت کو زندہ کیا،عبد القدوس محمدی: روزنامہ اسلام

''دنیا میں کچھ لوگ جینے کی خواہش میں مر مر کے بمشکل جی تو لیتے ہیں لیکن ان کے دل بھی مردہ ہوتے ہیں، وہ خود بھی مردہ ہوتے ہیں اور آخر تاریخ کے کوڑے دان کی نذر ہوجاتے ہیں اور کچھ لوگ مرنے کے لیے جیتے ہیں، وہ زندگی بھر موت سے آنکھ مچولی کھیلتے رہتے ہیں،ان کی ظاہری موت وحیات کوئی معنی نہیں رکھتی، اگر وہ مرجائیں تو امر ہوجاتے ہیں۔شیخ اسامہ بن لادنؒ بھی انہی لوگوں میں سے تھے۔انہوں نے ایک سپر پاور کو شکست وریخت سے دوچار کیا اور دوسری سپر پاور اور اس کے جملہ اتحادیوں کو کامل ایک عشرے تک تگنی کا ناچ نچاتے رہے۔ وہ جو مشن لے کر اٹھے تھے،جس مقصد کی خاطر انہوں نے پرخار وادیوں اور کٹھن راستوں کا انتخاب کیا تھا وہ مشن تکمیل کے قریب ہے۔وہ ظلم کے خلاف بغاوت کا استعارہ تھے اور ان کی جرأت و بہادری سے ہزاروں لاکھوں چراغ جل اٹھے اور اندھیرے بھاگ کھڑے ہونے کے لیے بے تاب ہیں۔وہ زندہ تھے تو مجاہدوں کے لیے حوصلے کا ذریعہ تھے،اگر چل بسے تو ان کی شہادت ایک نئے دور کا آغاز ثابت ہوگی۔انہوں نے اپنے شاہی محلات اور عیش وآرام کو اس وقت تج کر پہاڑوں کی چٹانوں پر بسیرا کرنے کا فیصلہ کیا جب وہ عین عالم شباب میں تھے اور روس کی جارحیت کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنے۔انہوں نے امریکہ کو ایسے وقت میں للکارا جب لوگ امریکہ کی ہیبت ، طاقت ور سربریت کے سامنے تھر تھر کانپتے تھے۔جو استعماری ایجنڈے کی تکمیل کے راستے کی ایسی چٹان ثابت ہوئے کہ طاغوت کے ہر باغی کی آنکھ کا تارہ بن گئے''۔

نیو ورلڈ آرڈر کا فاتح ،سلطان محمود ضیاء: روزنامہ اسلام

''شیخ اسامہ بن لادنؒ دو سپر طاقتوں کے فاتح بن کر کامیاب ہوئے۔توسیع پسندانہ عزائم رکھنے والا امریکہ اور اس کا عالمی مشن نیو ورلڈ آرڈر ناکام ہوگیا اور افغانستان سے واپسی کے اعلانات کیے جارہے ہیں۔ایبٹ آباد آپریشن پر جشن منانے والے دراصل اپنی خفت اور شکست پر پردہ ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ان کو شاید مسلمانوں کی تاریخ کا علم ہی نہیں،شجر اسلام کے لیے جتنا قیمتی خون گرتا ہے گلشن اسلام میں اتنی ہی بہار اور تازگی پیدا ہوتی ہے،شہادتوں سے مایوسیاں پھیلتی ہیں نہ مشن رکتا ہے،لیکن یہ طے شدہ بات ہے کہ امریکہ کو ہر حال میں افغانستان سے نکلنا ہے۔اپنی متعین کردہ تاریخ کے مطابق جائے یا حالیہ ڈرامے کے بعد،اب اس خطے میں اس کے مزید رہنے کا کوئی جواز باقی نہیں رہ گیا۔امریکہ ایبٹ آباد آپریشن کو کسی بھی صورت ہضم نہیں کر پائے گا۔کیونکہ اس شب خون سے دوریاں اور غلط فہمیاں جس طرح پیدا ہوئی ہیں اور انتقام کے جذبے جس طرح پروان چڑھ رہے ہیں وقت کے ساتھ ساتھ یہ ایک خطرناک طوفان اور لاوے کی شکل اختیار کریں گے کیونکہ اسامہ کوئی تنہا شخص نہیں تھے کہ ان کے چلے جانے کے بعد میدان صاف ہوگیا ہے۔

رہی یہ بات کہ ایبٹ آباد آپریشن میں اسامہ بن لادن کی شہادت کی حقیقت کیا ہے،سردست اس معاملے پر گرد کی موٹی تہہ جمی ہوئی ہے۔غبار چھٹنے کے بعد ہی حقائق کا صحیح پتہ چل سکے گا لیکن یہ سچّی ناقابل تردید ہے کہ اسامہ کبھی فنا ہونے والا کردار نہیں، کیونکہ وہ ایک نظریے اور ایک مشن کا نام ہے۔نظریے،مشن اور کردار ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔صلاح الدین ایوبی آج بھی زندہ ہے، کیونکہ اس کا کردار زندہ ہے اور آج کے صلیبیوں کو ناکوں چنے چبوانے والا اسامہ کیسے فنا ہوسکتا ہے۔بلاشبہ وہ نیو ورلڈ آرڈر کا فاتح ہے''۔

ہیروں جیسے ہیرو،سمیعہ سالم

''تاریخ یہ نظارے اپنے دامن میں محفوظ کررہی ہے کہ اس امت کی گود ابھی خالی نہیں ہوئی۔ چاہے فلسطین کے میدان ہوں یا عراق کے معرکے ہوں یا افغانستان کی طویل گوریلا جنگ ہو اس امت نے شیخ احمد یٰسین شہیدؒ،انجینئر یحییٰ عیاش (جن کو مغربی یہودی میڈیا 'چھلاوہ' اور ہزار چہروں والا کہتا رہا)ابومصعب الزرقاوی شہیدؒ،عبداللہ عزام شہیدؒ،شیخ اسامہ بن لادنؒ جیسے ہیرے اور ہیرو پیش کردیے جنھوں نے دنیا بھر کے کفر کی متحدہ سازشوں اور عسکری یلغار اور ان کے کبر وغرور کو اپنے پیروں تلے روند ڈالا... ہاں مگر طاغوتی مغربی طاقتوں نے اتنی کامیابی ضرور حاصل کی کہ میڈیا کے ذریعے منافقانہ اور مکارانہ خیالات، تجزیوں،تبصروں اور رپورٹوں کی مدد سے وہ گرد اٹھائی کہ امت کی اکثریت نے انہیں پہچاننے سے انکار کر دیا۔طوطے کی طرح انہی کی بولیاں بولتے رہے۔''سی آئی اے کا ایجنٹ''''دہشت گرد'' ''فتنہ'' وغیرہ وغیرہ...... دجالی میڈیا کے سحر کی شکار عوام آج تک یہ نہ جان سکی کہ یہ وہ شہزادے ہیں جنھوں نے اپنا آج امت کے کل پر قربان کردیا،جنھوں نے اپنے خون سے کفری اتحاد کی راہ میں وہ لکیر کھینچی جسے سپر پاور اپنے ۴۹ نیٹو اور نان نیٹو اتحادیوں کی لاکھوں کی افواج اور بے پناہ قوتِ تاثیر اور عسکری طاقت کے باوجود ۱۰ سالوں میں عبور نہ کرسکا۔اس قوم کی بدنصیبی کا بھلا کیا ٹھکانہ ہوسکتا ہے جو اپنے محسنین کو نہ پہچانے ، نہ قدر کرے بلکہ چند ڈالروں کے عوض ان کے خون اور ان کی عصمتیں اور ان کی زندگیاں دشمنوں کو بیچ ڈالے۔ سچ

فرمایا میرے نبی صدق وصفا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ''مارے گئے عبدالدینار اور مارے گئے عبدالدرہم'' (آج کل یہ کہہ لیں کہ مارے گئے عبدالڈالر) حقیر دنیا کی محبت میں گرفتار اور موت سے خوف زدہ ان بونے سیاست دانوں، حکمرانوں اور سول وفوجی سرونٹس کی آنکھوں پر لالچ نے اتنی موٹی پٹی چڑھا رکھی ہے کہ انہیں نہ کل کے غداروں کا انجام یاد آتا ہے نہ آج کے غداروں کا حشر اپنے سامنے دیکھ پاتے ہیں۔ کیا کیا ان مغربی آقاؤں نے شاہِ ایران کے ساتھ، پرویز مشرف کے ساتھ، حسنی مبارک اور اس کے بیٹوں کے ساتھ؟ صدام حسین اور اس کے بیٹوں کے ساتھ، اور یاسر عرفات کے ساتھ اور معمر قذافی اور اس کے بیٹوں اور پوتوں کے ساتھ؟؟ (یا اللہ!! غداروں کی فہرست کتنی لمبی ہوتی جا رہی ہے!!)''۔

خوارزم شاہ چلا گیا، محمد اسماعیل ریحان: روزنامہ اسلام

''ہاں! شیخ اسامہؒ کی شہادت کی خبر سن کر اور پڑھ کر بالکل یوں محسوس ہوا جیسے جلال الدین خوارزم شاہ کو ایک بار پھر شہید کر دیا گیا ہو، بے اختیار میرے منہ سے نکلا'' اس دور کا جلال الدین خوارزم شاہ رخصت ہوا''۔

میں اکثر غور کرتا تھا کہ ان دونوں قائدین کی زندگی کتنی ملتی جلتی ہے۔

سلطان جلال الدین خوارزم شاہ نے ساتویں صدی ہجری میں کفر کی اس عالم گیر یلغار کا سامنا کیا جو چنگیز خان اور اس کی قوم کی شکل میں نمودار ہوئی تھی۔ اسامہ بن لادنؒ نے آٹھ سو سال بعد استعمار کی اس آندھی کا مقابلہ کیا جو امریکہ کی صورت میں دنیا پر مسلط ہوئی۔

سلطان جلال الدین خوارزم شاہ عمر بھر تاتاریوں کے لیے سب سے مطلوب فرد رہے۔ چنگیز خان نے انہیں زندہ یا مردہ گرفتار کرنے کا حکم دے رکھا تھا۔ سلطان جلال الدین خوارزم شاہ کی تلاش میں تاتاری بارہ سال تک دنیا کا کونہ کونہ چھانتے رہے۔ جہاں سلطان کی موجودگی کی سن گن ملتی وہاں کے لوگوں کی شامت آجاتی، علاقے کو گھیر لیا جاتا، حراست، تشدد اور پوچھ گچھ کا ایک کرب ناک سلسلہ شروع ہو جاتا۔

اسی طرح اسامہ بن لادنؒ امریکہ کو مطلوب ترین فرد تھے۔ امریکی حکومت انہیں گرفتار کرنے کی تمام کوششیں بروئے کار لاتی رہی، اسامہؒ کے بارے میں کوئی خبر معلوم کرنے کے لیے ہزاروں مقامات پر چھاپے مارے گئے۔ ہزاروں لوگوں کو گرفتار کیا گیا اور تفتیش کے لیے لوگوں پر بہیمانہ مظالم توڑے گئے۔

سلطان جلال الدین خوارزم شاہ کئی بار تاتاریوں کے ہاتھ آجانے سے بال بال بچے۔ شیخ اسامہ بھی کئی مواقع پر عین موقع پر امریکیوں کے نرغے سے نکل گئے۔ سلطان جلال الدین خوارزم شاہ کو تاتاری کبھی گرفتار نہ کر سکے۔ شیخ اسامہ بھی آخر تک گرفتار نہ ہوئے۔

سلطان جلال الدین خوارزم شاہ کو بار بار ٹھکانے تبدیل کرنے پڑتے رہے۔ اپنے مشن کو آگے بڑھانے اور دشمن کے وار سے بچنے کے لیے وہ کبھی ایک جگہ پر نہ رک سکے۔ انہوں نے وسط ایشیا، افغانستان، برصغیر، ایران، عراق، ترکی اور قفقاز کے سفر کیے۔ اسامہ بن لادن کو بھی خانہ بدوشی کی زندگی اختیار کرنا پڑی۔ وہ سعودی عرب سے سوڈان اور سوڈان سے افغانستان اور پھر افغانستان سے پاکستان آنے پر مجبور ہوئے۔

سلطان جلال الدین خوارزم شاہ شہزادے تھے مگر عیش وآرام تج کر جہاد کا راستہ اختیار کیا اور زندگی کا اکثر حصّہ گھوڑے کی پشت پر گزار دیا۔ اسامہ بن لادن بھی مال و دولت کے اعتبار سے کسی شہزدے سے کم نہیں تھے مگر انہوں نے سختی، مشقت اور قربانی کا راستہ اختیار کیا''۔

☆☆☆☆☆

محسنِ امتؒ کے اہل خانہ کی رہائی
اسلامیان پاکستان پر فرض بھی، قرض بھی

عن بريدة ،قال رسول الله صل الله عليه وسلم: (حرمة نساء المجاهدين على القاعدين كحرمة أمهاتهم, وما من رجل من القاعدين يخلف رجلاً من المجاهدين في أهله فيخونه فيهم الا وقف له يوم القيامة فيأخذ من عمله ما شاء, فما ظنكم [صحيح مسلم].

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مجاہدین کی خواتین کی حرمت گھروں میں بیٹھنے والوں کے حق میں ایسی ہے جیسی ان کی ماؤں کی حرمت۔ اور جو شخص جہاد سے پیچھے رہ کر کسی مجاہد کے اہل و عیال کی خبر گیری کا ذمہ دار ہوا اور پھر اس میں خیانت کا مرتکب ہو، تو قیامت کے دن وہ اُس کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اور مجاہد اس کے عمل سے جو چاہے گا لے لے گا، سوچ لو، تمہارا کیا خیال ہے؟''۔

اسلامیان پاکستان......تو پھر سوچ لیجیے آپ کا خیال ہے؟

کیا خدا کے حضور ہم یہ کہہ دیں گے کہ خاندانِ اسامہؒ کی خواتین کوئی پاکستانی تھوڑی تھیں جو ہم اُن کی خبر گیری کرتے اور ان کا سہارا بنتے؟

اٹھیے! اور ان بے بس و بے سہارا مسلم خواتین کے حق میں آواز بلند کیجیے۔ یہ مسلمانوں کی بچیاں ہیں اور ملت کی آبرو۔ یہ مجاہدین کی عزت ہیں اور امت کی امانت۔ کیا اٹھارہ کروڑ مسلمانوں کے ملک میں ان مسلم خواتین کو کفار کے حوالے کر دیا جائے گا؟ اسلام سے بغض رکھنے والے درندوں کے سپرد کر دیا جائے گا؟ ان حیوانوں نے باگرام اور ابوغریب میں کیا کیا نہیں کیا؟ عافیہ کی روداد کسے یاد نہیں؟ یاد رکھیے! اسلام کا رشتہ ہر رشتے سے مقدس تر ہے۔ کوئی اس وقت تک مسلمان نہیں جب تک وہ اسلام اور ایمان کے رشتے کو ہر رشتے سے بالاتر نہ جانے۔ اسلام کے نام پر بننے والے ایک ملک میں کیا اسلام کا رشتہ ہی پامال کر دیا جائے گا، اس لیے کہ مغرب نے ہمیں قوم اور وطن کو پوجنے کے سبق پڑھائے ہیں؟

غیرت ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان مسلمان خواتین کی بازیابی کے لیے ہر سطح پر تمام تر کوششیں کیجیے۔

خراسان کے گرم محاذوں سے

ترتیب وتدوین: عمر فاروق

افغانستان میں محض اللہ کی نصرت کے سہارے مجاہدین صلیبی کفار کو عبرت ناک شکست سے دوچار کر رہے ہیں۔اس ماہ ہونے والی اہم اور بڑی کارروائیوں کی تفصیل اور درمیانی رنگین صفحات پر صلیبیوں اور اُن کے حواریوں کے جانی و مالی نقصانات کے میزان کا خاکہ پیش خدمت ہے، یہ تمام اعداد و شمار امارت اسلامیہ ہی کے پیش کردہ ہیں جبکہ تمام کارروائیوں کی مفصل روداد امارت اسلامیہ افغانستان کی ویب سائٹ http://www.shahamat.info/urdu پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

16 اپریل

☆ مجاہدین نے صوبہ لوگر کے ضلع چرخ میں دو حملوں میں گھات لگا کر حملہ کیا جس کے نتیجے میں 10 صلیبی فوج کے سپاہی ہلاک و زخمی ہوئے۔

☆ صوبہ لغمان سے موصول اطلاعات کے مطابق ضلع قرغئی کے گمبیری ڈاگ کے مقام پر افغان فوج کے مرکز پر مجاہد شہید عبدالغنی تقبلہ اللہ نے ایسے وقت میں فدائی کارروائی انجام دی کہ جب صلیبی افواج کے کمانڈروں اور فرنٹیر کور کے سربراہوں کا اجلاس جاری تھا۔حملے کے نتیجے میں 12 غاصب،14 افغان فوجی ہلاک جبکہ درجنوں زخمی ہوئے۔فدائی مجاہد ایک ماہ قبل افغان فوج میں بھرتی ہوا تھا۔

☆ مجاہدین نے صوبہ قندھار،ضلع ڈنڈ میں امریکی مال بردار طیارہ کو اینٹی ایئر کرافٹ گن کا نشانہ بنا کر مار گرایا،ذرائع کے مطابق طیارے میں 30 امریکی فوجی عملے سمیت ہلاک ہوئے۔

18 اپریل

☆ وفاقی دارالحکومت کابل سے موصولہ اطلاعات کے مطابق پیر کے روز وزارتِ دفاع پر فدائی حملے کے نتیجے میں 4 نیٹو افسران سمیت 18 افراد ہلاک ہوئے۔وزارتِ دفاع کے مرکز پر امارتِ اسلامیہ کے مجاہد شہید اسداللہ تقبلہ اللہ نے ایک ایسے وقت میں فدائی کارروائی انجام دی کہ جب بگرام میں تعینات امریکی فوج کے ایک جنرل،فرانسیسی وزیرِ دفاع اور افغان ادارے کے وزیر دفاع کا اجلاس جاری تھا۔فدائی مجاہد گزشتہ تین برس سے افغان نیشنل آرمی میں تھا اور مجاہدین سے رابطے میں تھا۔حملے میں 22 افراد شدید زخمی ہوئے۔

☆ اطلاعات کے مطابق صوبہ قندھار کے ضلع ژڑئی میں یکے بعد دیگرے ہونے والے دو دھماکوں سے 13 امریکی فوجی جانی نقصان سے دوچار ہوئے۔امریکی فوجی نادہ گلی میں جا رہے تھے کہ دو شدید دھماکوں نے 13 امریکیوں کو ہلاک و زخمی کر ڈالا۔

20 اپریل

☆ اطلاعات کے مطابق صوبہ خوست ضلع نادر شاہ کوٹ میں امارتِ اسلامیہ کے مجاہدین اور امریکی فوجیوں میں شدید جھڑپ ہوئی۔ ہلکے اور بھاری ہتھیاروں کی مدد سے 13 امریکیوں کو جہنّم واصل کیا گیا،جبکہ متعدد زخمی ہوئے۔

☆ صوبہ ننگر ہار کے ضلع بٹی کوٹ میں فارم چہار کے علاقے میں امریکی فوجیوں پر مجاہد شہید عثمان تقبلہ اللہ کی جانب سے ایک شان دار فدائی حملہ کیا گیا۔شہید مجاہد نے طورخم،جلال آباد قومی شاہراہ پر امریکی فوجی قافلے پر 500 کلوگرام بارود بھری گاڑی ٹکرا کر حملہ کیا،جس سے 2 ٹینک تباہ ہوگئے اور 9 امریکی ہلاک جبکہ 2 زخمی ہوئے۔

23 اپریل

☆ معروف امریکی مبلغ محمد امیر مخلص (عرف خانہ میر ملا) صوبہ خوست ضلع زازئی میں 5 انٹیلی جنس اہلکاروں سمیت شدید زخمی ہوا۔خانہ میر ملا 2002ء سے 2009ء تک صوبہ خوست کے صحرا باغ ہوائی اڈے میں واقع امریکی ریڈیو سٹیشن پر 300 ڈالر ماہوار کے عوض اسلام اور مجاہدین کے خلاف تقریر کیا کرتا تھا اور امریکی افواج کی افغانستان میں موجودگی کو جائز،جبکہ جہاد کو فساد قرار دیتا تھا۔مجاہدین کی متعدد بار تنبیہ کے باوجود اپنی حرکتوں سے باز نہ آیا۔کچھ عرصہ بعد امریکیوں نے بھی اس کو اڈے سے نکال دیا۔جس کے بعد یہ شخص اپنے علاقے میں آ گیا۔لیکن اس کی اسلام دشمنی کم نہ ہوئی اور اس نے جہاد مخالف تقاریر بازاروں میں فروخت کرنی شروع کیں۔مجاہدین نے کافی تگ و دو کے بعد آخر کار اسے جمعہ کے روز ایک فدائی حملے میں شدید زخمی کر ڈالا۔

☆ صوبہ کاپیسا ضلع آلہ سائی میں مجاہدینِ امارتِ اسلامیہ نے نیٹو ہیلی کاپٹر مار گرایا۔ میں رات تین بجے کے لگ بھگ نے فرانسیسی فوج نے مجاہدین پر چھاپہ مارا، جسے شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔اسی اثنا میں ایک ہیلی کاپٹر نچلی پرواز کر رہا تھا، جسے مجاہدین نے اینٹی ایئر کرافٹ گن کا نشانہ بنا کر مار گرایا۔

24 اپریل

☆ اللہ کی نصرت کے سہارے 541 مجاہدینِ اسلام ایک بار پھر قندھار جیل سے فرار ہو گئے۔اس سے قبل 13 جون 2008ء کو مجاہدین نے فدائی حملوں کے ذریعے قندھار جیل توڑی تھی اور اپنے تمام ساتھیوں کو آزاد کروا لیا تھا۔حالیہ واقعے میں 541 قیدی مجاہدین،جن میں 106 کمانڈر بھی شامل تھے،360 میٹر لمبی سرنگ کے ذریعے آزاد کرائے گئے۔مجاہدین نے پانچ ماہ قبل جیل کے جنوب کی جانب سے سرنگ کھودنے کا کام انتہائی رازداری سے شروع کیا، جو کئی چیک پوسٹوں،قندھار-ہرات قومی شاہراہ کے نیچے سے گزر کر سینٹرل جیل کے سیاسی بلاک تک جا پہنچی۔جیل کے اندر صرف 3 افراد کو فرار کے واقعے کا علم تھا۔24 اور 25 اپریل کی درمیانی شب رات 10 بجے مجاہدین نے فرار ہونا شروع ہوا اور یہ سلسلہ 3 بجے تک جاری رہا۔کیل کانٹوں سے لیس 48 ممالک کی افواج کو صبح تک فرار کا علم نہ ہوسکا۔

☆ صوبہ قندھار سے موصولہ اطلاعات کے مطابق ضلع خاکریز میں بم دھماکوں سے 13 افغان فوجی ہلاک وزخمی ہوئے۔

27 اپریل

☆ وفاقی دارالحکومت میں کابل ائیرپورٹ کے اندر فضائیہ مرکز میں مجاہد شہید عزیزاللہ تقبلہ اللہ نے مجموعی طور پر 14 دشمنوں کو مارڈالا۔مجاہد نے فضائیہ کی وردی پہن رکھی تھی۔ملکی وغیرملکی فوجیوں کے اجلاس کے دوران فدائی مجاہد نے اجلاس کے شرکا پر گولیوں کی بوچھاڑ کی،جس سے9 صلیبی اور5 افغان فوجی ہلاک ہوگئے۔

یکم مئی

☆ مجاہدینِ امارتِ اسلامیہ نے دشمن کے خلاف 'بدر' آپریشن کا آغاز کیا۔اس سلسلے میں صوبہ لوگر کے ضلع چرخ میں بم دھماکے سے 15 پولیس اہلکار ہلاک وزخمی ہوئے۔دشمن کی گاڑی نوشہرہ کے علاقے میں دھماکہ خیز مواد کا نشانہ بنی۔جس سے گاڑی تباہ ہوگئی۔ضلع برہ کے کتب خیل کے علاقے میں امریکی پیدل دستے پر کیے جانے والے حملے سے 2امریکی فوجی ہلاک جبکہ 4زخمی ہو گئے۔دوسری طرف عبادقلعہ کے علاقے میں امریکی ٹینک دھماکہ خیز مواد کی زد میں آ گیا،جس سے اس میں سوار 3فوجی مارے گئے اور4 زخمی ہوگئے۔

☆ صوبہ کنڑ کے ضلع وٹہ پور کے مرکز میں واقع امریکی چوکیوں پر حملے کیے گئے۔یہ حملے مجاہدین کی جانب سے آپریشن 'بدر' کے سلسلے میں کیے گئے تھے۔ان حملوں میں 9فوجیوں کے مارے جانے جبکہ متعدد کے زخمی ہونے کی اطلاعات موصول ہوئیں۔دشمن کے ٹینک بھی جل کر خاکستر ہوگئے۔

2 مئی

☆ صوبہ بادغیس،ضلع غور ماچ میں امارتِ اسلامیہ کے مجاہدین اور صلیبی وافغان فوجیوں کے درمیان گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ابتدا،مجاہدین کی جانب سے اس وقت ہوئی جب مجاہدین نے آب گرمک کے علاقے میں مشترکہ دشمن کے قافلے پر حملہ کیا۔جس سے 12 فوجیوں کے ہلاک و زخمی ہونے کی اطلاعات موصول ہوئیں۔

☆ مجاہدینِ امارتِ اسلامیہ نے صوبہ ہرات ضلع شین ڈنڈ ائیرپورٹ پر اتوار اور پیر کی درمیانی شب بارہ بجے حملہ کیا۔نصف گھنٹے تک جاری رہنے والی لڑائی میں 10 فوجی ہلاک وزخمی ہوئے۔

☆ صوبہ نورستان میں امارتِ اسلامیہ کے مجاہدین اور صلیبی وافغان فوجوں کے درمیان لڑائی میں مجموعی طور پر دشمن کے 14 فوجی ہلاک ہوئے۔مجاہدین کے خلاف آپریشن کے لیے دشمن نے مقامی وقت کے مطابق صبح نو بجے اول گل گاؤں میں ہیلی کاپٹر کی مدد سے اپنے سپاہی اتارے ہی تھے کہ مجاہدین نے ان پر حملہ کردیا۔شدید لڑائی میں 3 صلیبی، 11 افغان ہلاک جبکہ متعدد کے زخمی ہونے کی اطلاعات موصول ہوئیں۔

4 مئی

☆ مجاہدین اور امریکی فوجیوں کے درمیان ایک خوں ریز معرکے میں 14 امریکیوں کی ہلاکت کی اطلاعات موصول ہوئیں۔صوبہ پکتیا ضلع زرمے میں دولت زئی علاقے کے سیکان گاؤں میں ایک مکان پر امریکیوں کی جانب سے حملہ کیا گیا۔جہاں انھیں مجاہدین کی جانب سے شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ایک گھنٹے تک جاری رہنے والی لڑائی میں 6امریکی ہلاک جبکہ 8 زخمی ہوئے۔

☆ بدھ کے روز مقامی وقت کے مطابق شام ساڑھے چار بجے صوبہ لوگر کے صوبائی دارالحکومت پل عالم شہر کے قریب پوراک کے مقام پر گھات کی صورت میں صلیبی فوجوں پر حملہ کیا گیا۔دشمن کے 2 ٹینک راکٹوں کی زد میں آ کر تباہ ہوگئے۔جس سے 5 فوجی مردار ہوئے۔جبکہ 2 زخمی ہوئے۔اسی طرح ضلع برہ کی برک میں امریکی فوجیوں کے پیدل دستے پر مجاہدین نے 2 دستی بم پھینکے،جس سے ایک فوجی مارا گیا،جبکہ 2 زخمی ہوئے۔

☆ صوبہ غزنی،ضلع گیلان کے مطیع پل کے علاقے میں نیٹو رسد کے قافلے پر ممکنہ حملے کے پیشِ نظر دشمن نے حفاظت کا انتظام کررکھا تھا۔ذرائع کے مطابق دو طیاروں نے سکیورٹی اہلکاروں پر شدید بمباری کی،جس سے 10 اہلکار ہلاک ہوگئے۔

☆ امارتِ اسلامیہ کے ترجمان کے مطابق صوبہ نورستان کے ضلع برگمٹال میں شدید جھڑپیں ہوئیں۔یہ جھڑپیں چپو اور سعید آباد گاؤں کے آس پاس ہوئیں،جو کافی دیر تک جاری رہیں۔اختتام پر دشمن 12 لاشیں اُٹھا کر راہِ فرار اختیار کرگیا۔

5 مئی

☆ صوبہ ہلمند کے ضلع گریشک سے موصولہ اطلاعات کے مطابق دہ آدم خیل خان گاؤں کے ایک خالی مکان میں امریکی فوجیوں نے پناہ لے رکھی تھی۔مجاہدین نے مقامی وقت کے مطابق رات آٹھ بجے 8 دستی بم مکان کے صحن میں پھینکے،جس سے 10 صلیبی فوجی ہلاک وزخمی ہوگئے۔

☆ صوبہ میدان وردک میں امارتِ اسلامیہ کے مجاہدین کے حملوں میں 11 سکیورٹی اہلکار ہلاک جبکہ 7 زخمی ہوگئے۔مجاہدین نے ضلع جلریز کے بند مالک کے علاقے میں سکیورٹی فورسز کے قافلے پر حملہ کیا،جس میں دشمن کی ایک گاڑی تباہ ہوگئی۔جس سے 4 اہلکار ہلاک جبکہ 2 زخمی ہوئے۔اسی طرح ایک ایسے قافلے کو ایک دوسری جگہ نشانہ بنایا گیا۔یہ لڑائی نصف گھنٹے تک جاری رہی،جس میں 3 فوجی ہلاک جبکہ 5 زخمی ہوئے۔تیسرا حملہ،جو میدان شہر کے قریب پاک علاقے میں پولیس کی رینجر گاڑی پر ہوا،جس میں بارودی سرنگ کے دھماکے سے 4 اہلکار ہلاک ہوئے۔

6 مئی

☆ صلیبی فوج کے مرکز اور پیدل دستے پر مجاہدین نے صوبہ لوگر ضلع چرخ میں حملے کیے۔نیٹو فوجی مقامی وقت کے مطابق شام چار بجے رستم قلعہ کے علاقے میں پیدل گشت کررہے تھے کہ مجاہدین نے گھات کی صورت میں حملہ کردیا،جو نصف گھنٹے تک جاری رہا۔لڑائی کے نتیجے میں 3 فوجی ہلاک جبکہ 3 ہی زخمی ہوئے۔

☆ صوبہ پروان کے صدر مقام چاریکار شہر میں مجاہدین اور صلیبی افواج کے درمیان شدید جھڑپ ہوئی۔صوبائی دارالحکومت کے قریب دشمن کو مجاہدین کی 4 کمین گاہوں کا سامنا کرنا پڑا۔دشمن پر ہونے والے ان تابڑتوڑ حملوں کے نتیجے میں 4 ٹینک تباہ،6 فوجی ہلاک جبکہ 8 فوجی زخمی ہوئے۔

7 مئی

☆ کنڑ میں امریکی فوجیوں پر مجاہدین نے گھات لگا کر حملہ کیا،جس سے فریقین میں 3 گھنٹے تک رہنے والی لڑائی میں 12 غاصب فوجی ہلاک جبکہ متعدد زخمی ہوئے۔

☆ مجاہدین کی جانب سے شروع کیے گئے بدر آپریشن کے تسلسل میں مجاہدین نے قندھار شہر میں

ایک بڑا حملہ کیا۔شہر کے وسط میں کیے جانے والے اس حملے میں مجاہدین نے اہم سرکاری املاک (گورنر ہاؤس، انٹیلی جنس سروس ڈائریکٹوریٹ، میونسپل کارپوریشن، پولیس اکیڈمی) پر ایک ہی وقت میں حملے کیے۔ مجاہدین سب سے پہلے بھاری ہتھیاروں سے لیس ہوکر گورنر ہاؤس کے نزدیک ایک عمارت میں مورچہ زن ہوگئے اور گورنر ہاؤس اور دیگر سرکاری املاک کو نشانہ بنانا شروع کیا۔اس کے ساتھ ہی مجاہدین نے شہر کے راستوں کو اپنے کنٹرول میں لے لیا اور دشمن کو آمد کو روکے رکھا۔مجاہدین ذرائع کے مطابق دن بھر جاری رہنے والے اس آپریشن میں 3 امریکی فوجی ہلاک ہوئے۔اس کے علاوہ 116 افغان فوجی ہلاک و زخمی ہوئے۔ راکٹ حملوں اور بم دھماکوں سے 19 فوجی گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔

8 مئی

☆ گزشتہ دنوں قندھار میں کیے جانے والے حملوں کے بعد اتوار کی صبح دس بجے ہونے والے ایک اور شدید حملے میں صوبائی گورنر ہاؤس، انٹیلی جنس سروس ڈائریکٹوریٹ، قندھار ہوٹل کو نشانہ بنایا گیا۔نتائج کے ضمن میں 12 صلیبی، 17 افغان ہلاک وزخمی ہوئے۔دشمن کی 12 فوجی ورسدی گاڑیاں راکٹوں کی زد میں آکر تباہ ہوئیں۔

9 مئی

☆ صوبہ لغمان، ضلع قرغئی میں امارتِ اسلامیہ کے جانثار سرفروش شہید حمید اللہ تقبلہ اللہ نے امریکی وافغان فوجوں پر فدائی حملہ سرانجام دیا، جس سے 7 امریکی اور 12 افغان فوجی ہلاک جبکہ متعدد زخمی ہوئے۔

☆ افغان ادارے کے 11 مقامی پولیس اہل کاروں کو صوبہ قندھار ضلع ڈنڈ میں مجاہدین نے موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ان پولیس اہل اروں پر گھات کی صورت میں حملہ کیا گیا، جس میں 11 اہلکار ہلاک جبکہ 2 فرار ہوئے۔مجاہدین نے ہلاک شدگان کا اسلحہ اور دیگر فوجی سازو سامان غنیمت کرلیے۔

10 مئی

☆ مجاہدین ذرائع کی جانب سے موصول ہونے والی اطلاعات کے مطابق امریکی فوجیں مقامی وقت کے مطابق صبح سات بجے صوبہ زابل کے صدر مقام قلات شہر کے قریب نورک کے علاقے میں ایک موجود تھے۔مجاہدین نے وہاں پہلے سے وہاں بم نصب کر رکھے تھے۔تین شدید دھماکوں سے 10 امریکی ہلاک وزخمی ہوئے۔

13 مئی

☆ صوبہ پکتیکا سے موصولہ اطلاعات کے مطابق ضلع یحییٰ خیل میں مجاہدین اور امریکیوں سے درمیان شدید لڑائی ہوئی۔صلیبی فوجی رات کے وقت عقل خیل گاؤں کے قریب گزر رہے تھے کہ ایک ٹینک پر دھماکہ ہوا، جس سے اس میں سوار 3 صلیبی ہلاک ہوئے۔اس واقعے کے بعد مزید فوجی علاقے میں پہنچ گئے، جس سے لڑائی شروع ہوگئی۔پانچ گھنٹے تک جاری رہنے والی لڑائی میں دشمن کے 8 فوجی ہلاک جبکہ 11 زخمی ہوئے۔

☆ صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر کے قریب سینٹرل جیل کے علاقے میں واقع نظم عام کے مرکز میں افغان پولیس اہلکار نے امریکی وافغان فوجیوں پر اندھا دھند فائرنگ کردی، جس کے نتیجے میں 8 امریکی ہلاک جبکہ متعدد زخمی ہوئے۔جوابی فائرنگ میں فدائی مجاہد محمد شہید ہو گیا۔

14 مئی

☆ صوبہ ننگرہار ضلع خوگیانی کے علاقے عرب میں ہونے والے بارودی سرنگ دھماکہ سے امریکی ٹینک مکمل تباہ اور اس میں سوار 4 امریکی فوجی واصل جہنّم ہوئے۔

☆ صوبہ کنڑ ضلع ناڑا جنگل بوشہ کے علاقے میں امریکی فوجی قافلہ کی صورت میں گشت کررہے تھے، مجاہدین نے گھات لگا کر اُن پر حملہ کیا ایک گھنٹے تک جاری رہنے والی لڑائی میں 9 امریکی فوجی ہلاک جبکہ متعدد زخمی ہوئے۔

15 مئی

☆ صوبہ پکتیکا ضلع اورگون میں مجاہدین نے امریکی فوجی قافلے پر حملہ کیا۔اس حملے کے نتیجے میں ایک بکتر بند ٹینک مکمل تباہ ہوا۔گھات کی صورت میں کیے جانے والے حملے میں 7 امریکی ہلاک جبکہ 5 زخمی ہوئے۔

☆ صوبہ خوست ضلع صبری فدائی مجاہد شہید جمال الدین نے 1200 کلوگرام بارود بھری ڈاٹسن گاڑی کو زازئی صحرا کے علاقے میں واقع امریکی وافغان فوجوں کی مشترکہ فوجی چیک پوسٹ سے اس وقت ٹکرادی، جب علاقے سے امریکی فوجوں کا قافلہ گزر رہا تھا۔فدائی حملے کے نتیجے میں چیک پوسٹ مکمل طور پر تباہ ہوگئی ااور وہاں تعینات فوجیوں میں 13 ہلاک جبکہ درجنوں زخمی ہوئے۔چوکی میں کھڑے 2 امریکی ٹینک بھی مکمل طور پر تباہ ہوئے۔

☆ صوبہ لوگر کے برہ کی برک اور خروار اضلاع میں مجاہدین کی حملوں اور دھماکوں سے 10 امریکی ہلاک جبکہ 7 زخمی ہوئے۔

16 مئی

☆ صوبہ پکتیکا کے ضلع اورگون میں مجاہدین نے جارح امریکی وافغان فوجوں کے مشترکہ قافلے پر گھات لگا کر حملہ کیا جس میں دشمن کے 8 ٹینک اور 17 فوجی واصل جہنّم ہوئے، 3 رینجر گاڑیاں بھی مکمل تباہ ہوگئی۔

☆ قندھار کے علاقے ضلع ژڑئی مجاہدین نے امریکی فوج کا ہیلی کاپٹر بھی مار گرایا۔

17 مئی

☆ افغان پولیس کے مشہور کمانڈر عبدالرزاق نے آٹھ پولیس اہل کاروں سمیت امارت کے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔

☆ صوبہ غزنی کے خوگیانی اور آب بند اضلاع میں مجاہدین نے ایک بکتر بند ٹینک اور ایک سکیورٹی فوج کی سرف گاڑی کو بارودی سرنگ کا نشانہ بنایا جس سے 8 جارح اور کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہوئے۔

☆ غاصب امریکی فوجوں کے دو ٹینک صوبہ ہلمند ضلع نوزاد میں بم دھماکوں سے تباہ ہوئے جس کے نتیجے میں 7 فوجی ہلاک ہوئے۔

19 مئی

☆صوبہ پکتیا میں امریکی فوجی کارواں کی فضائی نگرانی کرنے والے ہیلی کاپٹروں میں سے ایک ہیلی کاپٹر کومجاہدین نے اینٹی ائرکرافٹ گن سے نشانہ بنا کر مار گرایا۔

☆صوبہ لوگر کے صدر مقام پل عالم شہر اور ضلع محمد آغہ میں امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے حملوں اور دھماکوں سے 17 امریکی اور افغان فوجیوں کو مردار کیا اور 4 گاڑیاں بھی تباہ کردی۔

☆صوبہ پکتیا ضلع اومنہ کے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر پر مجاہدین نے حملہ کیا۔ مجاہدین نے ہیڈ کوارٹر پر مارٹر گولے اور 82 ایم ایم توپ سے متعدد گولے برسائے جس سے مرکز میں موجود اسلحہ ڈپو کو بھی شدید نقصان ہوا اس کے علاوہ 5 فوجی بھی مارے گئے۔

☆مجاہدین نے صوبہ غزنی ضلع انڈر میں شدید حملے کئے جس کے نتیجے میں 12 صلیبی اور افغان فوجی ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ ہلمند ضلع مارجہ میں امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے امریکی فوجی مرکز کو نذر آتش کردیا۔

☆امریکی فوجوں نے صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر میں اپنے 2 مراکز کو چھوڑ کر راہ فرار اختیار کرلی۔

21 مئی

☆صوبہ فاریاب ضلع گورزان کے گوگی کے علاقے میں افغان پولیس کے کمانڈر حکیم پہلوان کومجاہدین نے کارروائی میں مار ڈالا۔

☆مجاہدین نے ضلع گریشک کے شورآب ایئر پورٹ پر دن بھر درجنوں میزائل داغے، جن میں سے 20 اڈے کے اندر گرے جس کے نتیجے میں 6 ہیلی کاپٹر مکمل طور پر تباہ ہوگئے۔

☆امریکی پیدل فوجی دستوں پر صوبہ ہلمند ضلع نادعلی میں ریموٹ کنٹرول بم دھماکہ کیا گیا، جس میں 5 فوجی ہلاک ہوگئے۔

☆بدر آپریشن کے آغاز کے سلسلے میں امارت اسلامیہ کے دو فدائین نے وفاقی دارالحکومت کابل شہر کے وسط میں CMH (ملٹری کمپاونڈ ہسپتال) پر استشہادی حملے سرانجام دیے، جس کے نتیجے میں 51 صلیبی اور افغان فوجی ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ بغلان میں مجاہدین اور امریکی وکٹھ پتلی فوجوں کے درمیان شدید جھڑپوں کے دوران 10 امریکی وکٹھ پتلی فوجی ہلاک ہوئے۔

☆فرانسیسی فوجیوں پر صوبہ کاپیسا کے صدر مقام محمود راقی شہر کے قریب شدید دھماکے ہوئے جس میں 11 فرنچ فوجی ہلاک ہوگئے۔

☆امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے صوبہ پکتیکا کے ضلع یحییٰ خیل کے پولیس چیف کو کارروائی کرکے قتل کردیا۔

☆صوبہ ہلمند ضلع مارجہ میں امریکی فوجیوں پہ پے درپے 3 دھماکے ہوئے جس میں 7 جارح فوجی ہلاک ہوگئے۔

صوبہ فراہ ضلع بکوا میں امریکی فوجی ٹینک پر دھماکہ ہوا جس سے ٹینک مکمل تباہ ہوگیا اور 4 فوجی بھی ہلاک ہوگئے۔

22 مئی

☆خوست میں تین مجاہدین نے ٹریفک پولیس اور پولیس ہیڈ کوارٹر پر فدائی کارروائی کی، جس کے نتیجے میں نیٹو کے 55 فوجی، 16 افغان فوجی ہلاک ہوگئے، اس کے علاوہ 19 گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔

☆صوبہ لوگر میں مجاہدین نے ایک امریکی جاسوس طیارہ مار گرایا۔

23 مئی

☆مجاہدین نے صوبہ پکتیا کے ضلع چمکنئی میں امریکی فوجی مرکز پر حملہ کیا، اس حملے میں 8 امریکی فوجی ہلاک اور 9 گاڑیاں تباہ ہوئیں۔

☆صوبہ کنڑ میں دو فدائی حملوں میں 13 امریکی فوجی ہلاک ہوگئے۔

24 مئی

☆صوبہ بادغیس میں ایک صلیبی ٹینک بارودی سرنگ کی زد میں آگیا، جس سے 6 صلیبی فوجی موقع پر ہلاک ہوگئے۔

☆کابل میں فدائی مجاہد نے اُس قافلے کو نشانہ بنایا جس میں نیٹو کے اعلیٰ افسران اور افغان افسران سفر کررہے تھے، گیارہ صلیبی وافغان اہل کار اور آفیسرز ہلاک ہوئے۔

25 مئی:

☆صوبہ وردگ کے ضلع سید آباد میں مجاہدین کے حملے میں پولینڈ کے 4 فوجی جبکہ 7 افغان فوجی ہلاک ہوئے۔

26 مئی

☆صوبہ پکتیکا کے ضلع ناکا میں جنت خیل کے علاقے میں مجاہدین نے امریکی اپاچی ہیلی کاپٹر مار گرایا۔

☆صوبہ وردگ ک ضلع سید آباد میں مجاہدین نے پولیس کی ایک گاڑی پر راکٹوں سے حملہ کیا، جس سے گاڑی مکمل طور پر تباہ ہوگئی جبکہ گاڑی میں سوار سید آباد ضلع کا ڈپٹی پولیس چیف اپنے تین ساتھیوں سمیت ہلاک ہوگیا۔

☆ پکتیکا کے ضلع خوشامند میں مجاہدین نے امریکی فوجی قافلے پر حملہ کیا، جس میں 3 امریکی ٹینک تباہ ہوگئے اور اُن میں سوار امریکی فوجی ہلاک وزخمی ہوئے۔

27 مئی

☆لشکر گاہ شہر کے کوفلّی علاقہ میں مجاہدین نے امریکی ڈرون طیارہ مار گرایا۔

28 مئی

☆صوبہ کنڑ کے صدر مقام سرکانو میں ایک فدائی حملے میں 12 صلیبی اور افغان فوجی ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ تخار میں گورنر ہاؤس پر فدائی کارروائی میں تخار کا پولیس چیف جنرل داؤد ہلاک ہوگیا، یہ کارروائی اُس وقت کی گئی جب گورنر ہاؤس میں صلیبی اور افغان فورسز کے اعلیٰ ذمہ داران کا اجلاس جاری تھا۔ اس کارروائی میں کئی ایک اعلیٰ صلیبی اہل کار بھی ہلاک ہوئے، جبکہ 80 سے زائد افراد شدید زخمی ہوئے جن میں گورنر تخار عبدالجبار تقویٰ بھی شامل ہے۔

29 مئی

☆مجاہدین نے زابل میں امریکی ہیلی کاپٹر مار گرایا

30 مئی

☆ہرات میں گورنر ہاؤس کے قریب واقع نیٹو وافغان فوج کے مشترکہ فوجی اڈے پر 4 مجاہدین نے حملہ کیا، حملے کے بعد چھڑنے والی لڑائی 24 گھنٹے سے زائد جاری رہی، اس دوران چاروں مجاہدین نے فدائی کارروائیاں کیں، جن کے نتیجے میں اٹلی کے کئی فوجی اپنے ایک اعلیٰ کمانڈر سمیت ہلاک ہوئے جبکہ مجموعی ہلاکتوں کی تعداد 75 ہوگئی، اس کے ساتھ 35 صلیبی وافغان فوجی شدید زخمی بھی ہوئے۔

یکم جون

☆صوبہ پکتیکا میں مجاہدین کے ساتھ جھڑپوں میں 3 صلیبی فوجیوں سمیت 10 افغان فوجی ہلاک ہوگئے۔

☆کاپیسا میں فرانسیسی فوجی قافلے پر حملے میں 7 فرانسیسی فوجی ہلاک جبکہ 5 شدید زخمی ہوگئے، ایک فوجی ٹینک بھی تباہ ہوا۔

☆لوگر میں مجاہدین نے امریکی فوجی قافلے پر گھات لگا کر حملہ کیا، یہ لڑائی ایک گھنٹے سے زائد جاری رہی، اس دوران 6 امریکی فوجی ہلاک اور 7 زخمی ہوگئے جبکہ 4 امریکی ٹینک بھی تباہ ہوئے۔

4 جون

☆صوبہ غور کے ضلع شنکوٹ میں افغان انٹیلی جنس ایجنسی کے اہم ذمہ دار، کرنل عطا گل کو مجاہدین نے فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا۔

5 جون

☆ضلع شاہ جوئی میں امریکی ٹینک ریموٹ کنٹرول بم دھماکے میں تباہ ہوگیا، ٹینک میں سوار 5 امریکی فوجی ہلاک ہوئے۔

6 جون

☆صوبہ لوگر کے ضلع باراکی بارک میں مجاہدین کے ساتھ جھڑپ میں 6 امریکی فوجی ہلاک اور 7 زخمی ہوگئے۔

☆کاپیسا میں مجاہدین کے ساتھ جھڑپوں اور مجاہدین کے حملوں میں 5 فرانسیسی فوجی ہلاک اور 6 زخمی ہوگئے۔

7 جون

☆صوبہ غزنی کے ضلع اندر میں مجاہدین نے امریکی جاسوس طیارہ مار گرایا۔

☆کنڑ کے ضلع غازی آباد میں مجاہدین نے امریکی جاسوس طیارہ مار گرایا۔

8 جون

☆لوگر کے ضلع چرخ میں مجاہدین کے ساتھ جھڑپ میں 5 امریکی فوجی ہلاک، 4 زخمی ہوئے جبکہ 2 امریکی ٹینک تباہ کر دیے گئے۔

9 جون

☆بامیان کی صوبائی کونسل کا سربراہ جواد زہاک، پروان میں پولیس چیف کے ساتھ مجاہدین کے حملے میں مارا گیا۔

☆پکتیکا کے ضلع زازی ایوب میں امریکی فوجی قافلے پر حملے میں 5 امریکی فوجی ہلاک اور 6 زخمی ہوگئے جبکہ 2 امریکی ٹینک بھی تباہ ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع قرہ باغ پولینڈ کے فوجی قافلے پر بارودی سرنگ حملے میں پولینڈ کے 6 فوجی ہلاک اور پولش ٹینک تباہ ہوگیا۔

10 جون

☆صوبہ زابل کے پولیس ہیڈکوارٹر کی کریمنل برانچ کا سربراہ عبدالمتین اپنے 5 ساتھیوں سمیت مجاہدین کا نشانہ بنا اور ہلاک ہوگیا۔

11 جون

☆صوبہ خوست میں پولیس ٹریننگ سنٹر اور پولیس ہیڈکوارٹر پر فدائی حملے میں نیٹو کے 13 فوجی ٹرینرز ہلاک ہوگئے۔

☆کنڑ میں مجاہدین کے ساتھ کئی گھنٹے تک جاری رہنے والی جھڑپ میں 20 امریکی فوجی ہلاک ہوگئے۔

12 جون

☆صوبہ لغمان کے مختلف علاقوں میں مجاہدین کے حملوں اور بم دھماکوں میں 8 امریکی فوجیوں سمیت 22 افغان فوجی ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ وردگ کے علاقوں سید آباد، شیخ آباد، تاج باگی، اکاخیل، مالی خیل، سالار، یوسف خیل میں نیٹو سپلائی پر حملوں میں 40 آئل ٹینکر اور 32 کنٹینرز تباہ ہوگئے۔ جبکہ 25 سیکورٹی گارڈز 40 ڈرائیوروں سمیت ہلاک ہوئے۔

☆لوگر کے ضلع ازرا میں مجاہدین کے ساتھ ایک دن سے زائد جاری رہنے والی جھڑپ میں 11 امریکی فوجی ہلاک اور 16 شدید زخمی ہوگئے۔

13 جون

☆صوبہ غزنی کے ضلع گیلان میں مجاہدین نے فوجی مرکز پر بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا۔ اس حملے میں متعدد فوجی گاڑیاں تباہ اور کئی فوجی ہلاک ہوئے۔ اسی دوران میں امریکی ہیلی کاپٹر فوجی مرکز پر ہونے والے حملے کو پسپا کرنے کے لیے آیا، لیکن مجاہدین نے اُسے مار گرایا۔

14 جون

☆کاپیسا کے ضلع نجراب میں فرانسیسی فوجی قافلے پر حملے میں 8 فرانسیسی فوجی ہلاک اور 4 زخمی ہوگئے جبکہ 2 ٹینک بھی تباہ ہوئے۔

☆☆☆☆☆

غیرت مند قبائل کی سرزمین سے

عبدالرب ظہیر

قبائل اور مالاکنڈ ڈویژن کے ملحقہ علاقوں میں روزانہ کئی عملیات (کارروائیاں) ہوتی ہیں لیکن اُن کی تفصیلات بوجوہ ادارے تک نہیں پہنچ پاتیں اس لیے میسر اطلاعات ہی شائع کی جاتیں ہیں۔ متعلقہ علاقوں کے ذمہ داران سے بھی گذارش ہے کہ وہ تفصیلی خبریں ادارے تک پہنچا کرامت کو خوش خبریاں پہنچانے میں معاونت فرمائیں (ادارہ)۔

یکم اپریل: باجوڑ میں سالارزئی کے علاقے میں ریموٹ کنٹرول بم حملے میں حکومتی قبائلی سردار ملک چمن خان شدید زخمی ہوگیا۔

یکم اپریل: سیکورٹی فورسز کی گاڑی بارودی سرنگ کا نشانہ بنی، ۱۱ ایف سی اہل کار شدید زخمی ہوئے۔

۳ اپریل: درہ آدم خیل میں مجاہدین کی سیکورٹی فورسز کے ساتھ شدید جھڑپ ہوئی، جس میں سیکورٹی فورسز کا آفیسر لیفٹیننٹ فرحان اور حوالدار ممتاز مارے گئے اور ۳ دیگر سیکورٹی اہل کار شدید زخمی ہوئے۔

۳ اپریل: شمالی وزیرستان کی تحصیل رزمک میں سیکورٹی فورسز کے کیمپ پر میزائل حملہ کیا گیا، متعدد فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۴ اپریل: دیر پائیں میں حکومتی قبائلی سردار ملک اکبر خان پر فدائی حملہ کیا گیا، اس حملے میں ملک اکبر خان اپنے بیٹے اور ۸ ساتھیوں سمیت ہلاک ہوگیا۔

۶ اپریل: خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ میں سیکورٹی فورسز کی گاڑی بارودی سرنگ سے ٹکرا گئی جس سے ۱۳ ایف سی اہل کار شدید زخمی ہوگئے۔

۸ اپریل: پشاور میں رحمٰن بابا کالونی میں ریموٹ کنٹرول حملے میں ایس ایچ او ستار خان اپنے محافظ انصار گل سمیت شدید زخمی ہوگیا۔

۱۲ اپریل: ڈیرہ اسماعیل خان میں ایگل سکواڈ کے ۲ سپاہی حنیف اور آصف مجاہدین کی فائرنگ سے ہلاک ہوگئے۔

۱۲ اپریل: جنوبی وزیرستان کے علاقے لدھا میں بارودی سرنگ دھماکہ میں صوبیدار ابصار اور سپاہی حفیظ شدید زخمی ہوگئے۔

۱۲ اپریل: دیر میں مجاہدین نے چیک پوسٹ پر حملہ کرکے ۱۴ سیکورٹی اہل کاروں کو ہلاک کردیا۔

۱۲ اپریل: صوابی، چھوٹا لاہور میں پیپلز پارٹی کا سیکرٹری جنرل محمد زاہد مجاہدین کے ہاتھوں مارا گیا۔

۲۲ اپریل: مہمند ایجنسی میں حکومتی قبائلی سردار شیر محمد کو قتل کردیا گیا۔

۲۲ اپریل: مہمند ایجنسی میں بم دھماکہ میں ۳ سیکورٹی اہل کار شدید زخمی ہوگئے۔

۲۳ اپریل: مردان میں ایس ایس جی کمانڈو شاد محمد کو قتل کردیا گیا۔

۲۳ اپریل: باجوڑ میں سالارزئی امن لشکر اور فورسز پر کارروائی کی گئی جس کے نتیجے میں امن لشکر کے ۴ ملکان، ملک مناصب جو کہ امن کمیٹی کا سربراہ تھا، ملک خانوک، ملک محبّ اللہ، ملک شہزادہ اور ایک سپاہی فضل وہاب ہلاک ہوگئے جبکہ لیفٹیننٹ کرنل حیدر رضا اور ۴ دیگر سپاہی شدید زخمی ہوئے۔

۲۴ اپریل: باجوڑ ایجنسی کی تحصیل سالارزئی میں قومی لشکر اور سیکورٹی فورسز کے مشترکہ قافلے پر فدائی حملے میں لشکر کا سربراہ ملک مناصب ۵ ساتھیوں سمیت ہلاک ہوگیا۔

۲۷ اپریل: مہمند ایجنسی کی تحصیل یکہ غونڈ میں ایف سی اہل کار اسلام زادہ کو ہلاک کردیا گیا۔

۲۸ اپریل: وسطی کرم میں مجاہدین اور قبائلی لشکر کے درمیان جھڑپوں میں سرکاری ذرائع کے مطابق لشکر کے ۱۳ اہل کار زخمی ہوئے۔

۲۸ اپریل: مہمند ایجنسی کی تحصیل صافی کے علاقے علیین غر میں سیکورٹی فورسز کی گاڑی بارودی سرنگ سے ٹکرا گئی، سیکورٹی ذرائع نے ایک اہل کار کی ہلاکت اور پانچ کے زخمی ہونے کی تصدیق کی۔

۲۸ اپریل: پشاور کے نواحی علاقے خالد آباد ناصر باغ میں مجاہدین نے ۲ پولیس اہل کاروں کو ہلاک کردیا۔

۳۰ اپریل: وسطی کرم کے علاقے چنارک میں مجاہدین کے ساتھ جھڑپ میں قبائلی لشکر کے ۲ کارکن مارے گئے۔

یکم مئی: مہمند ایجنسی کی تحصیل بائزئی میں مجاہدین کے ساتھ جھڑپ میں ایک سیکورٹی اہل کار کے ہلاک اور ۵ کے زخمی ہونے کی سرکاری طور پر تصدیق کی گئی۔

۳ مئی: چترال سے ۵۷ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ارسون گاؤں میں قائم سرحدی پولیس کی چیک پوسٹ پر مجاہدین نے حملہ کیا، سرکاری ذرائع نے ایک اہل کار عبدالغفار کی ہلاکت کی تصدیق کی، جبکہ ۴ پولیس اہل کاروں غازی الدین، شیر احمد، خان شعیب اور محمد حسن کو مجاہدین نے قیدی بنایا۔

۳ مئی: مہمند ایجنسی کی تحصیل پنڈیالئی ترغاخی میں مجاہدین کی فائرنگ سے ایک سیکورٹی اہل کار ہلاک اور ایک زخمی ہوگیا۔

۳ مئی: جنوبی وزیرستان میں سیکورٹی فورسز کے اہلکاروں پر سروکئی کے نزدیک مجاہدین نے فائرنگ کردی، سرکاری ذرائع نے ۵ اہل کاروں کے زخمی ہونے کی تصدیق کی۔

۸ مئی: جنوبی وزیرستان کے علاقے لدھا میں آسمان منزہ کے مقام پر ریموٹ کنٹرول بم حملے میں سرکاری ذرائع کے مطابق ۲ سیکورٹی اہل کار قربان علی اور منشا ہلاک اور دو شدید زخمی ہو گئے۔

۸ مئی: مہمند ایجنسی میں مجاہدین کے ساتھ جھڑپ میں سیکورٹی ذرائع نے ۳ فوجیوں کے زخمی ہونے کی تصدیق کی۔

۸ مئی: مہمند ایجنسی کی تحصیل صافی میں سیکورٹی فورسز کے دستے پر بارودی سرنگ دھماکہ کیا گیا، سرکاری ذرائع نے اس دھماکہ میں ۵ سیکورٹی اہل کاروں کے زخمی ہونے کی اطلاع دی۔

۱۳ مئی: چارسدہ میں شب قدر ایف سی قلعہ کے گیٹ پر ۲ فدائی حملے کیے گئے، ان حملوں کے نتیجے میں ۱۹۵ ایف سی اہل کار ہلاک اور ۱۲۰ سے زائد زخمی ہو گئے۔

۱۳ مئی: اورکزئی ایجنسی کے علاقے ڈبوری میں مجاہدین نے سیکورٹی فورسز کی چیک پوسٹ پر حملہ کیا، سرکاری ذرائع نے ایک اہل کار کے ہلاک اور ۳ کے زخمی ہونے کی خبر جاری کی۔

۱۵ مئی: صوابی میں مجاہدین نے مہمند ایجنسی کی تحصیل ادیزئی کے امن کمیٹی کے سربراہ کو فائرنگ کر کے بیٹے سمیت ہلاک کر دیا۔

۱۵ مئی: شمالی وزیرستان میں ۱۳ افراد کو امریکہ کے لیے جاسوسی کا جرم ثابت ہونے پر قتل کر دیا گیا۔

۱۵ مئی: ہنگو میں امن لشکر کا سربراہ شاہ مومن بم دھماکے میں مارا گیا۔

۱۷ مئی: اورکزئی کے علاقے ڈبوری میں ریموٹ کنٹرول بم دھماکے کے نتیجے میں سرکاری ذرائع نے ۲ سیکورٹی اہل کاروں بشارت اور اجمل کے ہلاک اور ایک اہل کار ریاض کے زخمی ہونے کی تصدیق کی۔

۱۷ مئی: شمالی وزیرستان کے علاقوں دریہ خیل اور درگہ منڈی میں دو افراد کو امریکہ کی جاسوسی کا جرم ثابت ہونے پر قتل کر دیا گیا۔

۱۸ مئی: پشاور کے نواحی علاقے سنگو میرا میں پولیس چیک پوسٹ پر مجاہدین کے حملے میں سرکاری ذرائع نے ۱۲ اہل کاروں کی ہلاکت اور ۵ کے زخمی ہونے کی تصدیق کی۔

۲۳ مئی: مہمند ایجنسی کے علاقے سوران درہ میں مجاہدین کے ساتھ جھڑپ میں ۲ سیکورٹی اہل کاروں کی ہلاکت کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۴ مئی: مہمند ایجنسی کے علاقے ولی داد میں آپریشن کے دوران ۴ سیکورٹی اہل کاروں کے ہلاک جبکہ ۱۸ اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۵ مئی: پشاور میں سی آئی ڈی تھانے پر فدائی حملہ کیا گیا، اس فدائی کارروائی کے نتیجے میں ۸ سی آئی ڈی اہل کاروں کی ہلاکت اور ۴۶ کے شدید زخمی ہونے کی سرکاری سطح پر تصدیق کی گئی۔

۲۵ مئی: اورکزئی ایجنسی میں لیوی فورس کی گاڑی یخ کنڈاؤ کے مقام پر بارودی سرنگ سے ٹکرا گئی، سیکورٹی ذرائع نے ۴ لیوی اہل کاروں کے شدید زخمی ہونے کی خبر جاری کی۔

۲۷ مئی: شمالی وزیرستان کے علاقہ شاول میں مجاہدین نے چیک پوسٹ پر میزائل حملہ کیا، سرکاری ذرائع کے مطابق حملے میں ۲ اہل کار زخمی ہوئے۔

۲۸ مئی: سوات میں مجاہدین کے حملے میں اے این پی تحصیل مٹہ کا صدر مظفر علی خان اپنے ۳ ساتھیوں سمیت ہلاک ہو گیا۔

۲۸ مئی: باجوڑ ایجنسی کی تحصیل سالارزئی میں مجاہدین کے حملے میں امن لشکر کے رہنما ملک تحصیل خان اور ملک میں جان اپنے ۷ ساتھیوں سمیت ہلاک ہو گئے جبکہ امن لشکر کے ۱۴ کارکن زخمی بھی ہوئے۔

۲ جون: اپر اورکزئی کے علاقے ڈبوری میں سیکورٹی چیک پوسٹ کے قریب ریموٹ کنٹرول بم دھماکہ ہوا، سرکاری ذرائع نے ۱۴ اہل کاروں کے زخمی ہونے کی اطلاع دی۔

۲ جون: تحصیل جمرود کے حکومتی حمایت یافتہ قبائلی سردار ملک صلاح الدین کو مجاہدین نے اغوا کر لیا۔

۲ جون: ہنگو کے علاقہ ٹل میں مجاہدین نے سیکورٹی اہل کاروں پر فائرنگ کی، جس کے نتیجے میں سیکورٹی ذرائع نے حساس ادارے کے صوبیدار نسیم کے ہلاک جبکہ حساس ادارے کے ہی دو اہل کاروں کے زخمی ہونے کی تصدیق کی۔

۷ جون: کرم ایجنسی میں سیکورٹی فورسز کی چیک پوسٹ پر مجاہدین نے حملہ کیا، سرکاری ذرائع نے ۲ سیکورٹی اہل کاروں کی ہلاکت کی خبر جاری کی۔

۷ جون: بنوں کے علاقہ داؤد شاہ میں مجاہدین نے فائرنگ کر کے اے این پی بنوں کے ضلعی صدر اسرائیل خان کو اُس کے ۳ ساتھیوں سمیت ہلاک کر دیا۔

۹ جون: اپر دیر کے علاقے صابر کلے میں سیکورٹی فورسز کی گاڑی پر ریموٹ کنٹرول حملہ کیا گیا۔ سرکاری ذرائع نے ۲ سیکورٹی اہل کاروں کی ہلاکت کی تصدیق کی۔

۹ جون: جنوبی وزیرستان کے علاقے مکین میں سیکورٹی چیک پوسٹ پر مجاہدین نے حملہ کیا، سرکاری ذرائع نے ۱۰ سیکورٹی اہل کاروں کی ہلاکت جبکہ ۱۲ کے شدید زخمی ہونے کی تصدیق کی۔

۱۳ جون: جنوبی وزیرستان کے علاقے لدھا میں بارودی سرنگ دھماکے میں ۳ سیکورٹی اہل کاروں کی ہلاکت اور ۴ کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۱۶ جون: اپر اورکزئی کے علاقے غلجو میں سیکورٹی فورسز کی گاڑی پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ کیا گیا، سرکاری ذرائع نے ۲ سیکورٹی اہل کاروں کے زخمی ہونے کی خبر جاری کی۔

۱۷ جون: میران شاہ سر بند روڈ پر سیکورٹی فورسز کی چیک پوسٹ پر مجاہدین نے حملہ کیا، سرکاری ذرائع نے ایک سیکورٹی اہل کار ریاض کی ہلاکت کی تصدیق کی۔

۱۸ جون: جنوبی وزیرستان کی تحصیل لدھا میں مجاہدین نے سیکورٹی فورسز کی چوکی پر حملہ کیا، سیکورٹی ذرائع نے ۱۲ اہل کاروں کے ہلاک اور متعدد کے زخمی ہونے کی تصدیق کی۔

۱۹ جون: مہمند ایجنسی کی تحصیل بائیزئی کے علاقے ولی داد میں مجاہدین اور سیکورٹی فورسز کے

مابین جھڑپ ہوئی، سیکورٹی ذرائع نے ۳ اہل کاروں کے ہلاک اور ۱۳ کے شدید زخمی ہونے کی تصدیق کی۔

۲۰ جون: پشاور کے علاقے متنی بازار میں امن لشکر کے حجرے کے کے باہر بم دھماکہ ہوا، جس کے نتیجے میں امن لشکر کا ایک کارکن اور ۲ پولیس اہل کار ہلاک ہوگئے۔

۲۲ جون: خیبر ایجنسی کی تحصیل جمرود خاصہ دار فورس کے چیک پوسٹ کے قریب دھماکہ ہوا جس میں ایک اہل کار ہلاک اور تین کے زخمی ہونے کی سیکورٹی ذرائع نے تصدیق کی۔

پاکستانی فوج کی مدد سے صلیبی ڈرون میزائل حملے

۶ مئی: شمالی وزیرستان کی تحصیل دتہ خیل میں مدرسے، ہوٹل اور گاڑی پر امریکی جاسوس طیاروں نے ۶ میزائل داغے، اس حملے میں ۱۸ افراد شہید ہوگئے۔

۱۰ مئی: جنوبی وزیرستان میں انگوراڈا میں ایک گاڑی پر امریکی جاسوس طیاروں نے ۳ میزائل داغے، ۵ افراد شہید جبکہ ۷ زخمی ہوگئے۔

۱۲ مئی: شمالی وزیرستان کی تحصیل دتہ خیل میں امریکی جاسوس طیارے سے دو میزائل ایک گاڑی پر داغے گئے، اس میزائل حملے میں ۹ افراد شہید ہوگئے۔

۱۳ مئی: شمالی وزیرستان کی تحصیل دتہ خیل کے علاقہ ڈوگہ مداخیل میں ایک گاڑی پر امریکی جاسوس طیاروں کے حملہ میں ۱۶ افراد شہید اور متعدد زخمی ہوگئے۔

۱۶ مئی: شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے علاقے خیسور میں ڈرون طیارے کے ذریعے ایک مکان پر ۲ میزائل داغے گئے جس کے نتیجے میں ۱۹ افراد شہید اور متعدد زخمی ہوگئے۔

۱۶ مئی: شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی میں ایک گاڑی پر ڈرون طیارے کے ذریعے ۲ میزائل داغے گئے، جس کے نتیجے میں ۱۶ افراد شہید اور متعدد زخمی ہوگئے۔

۴ جون: جنوبی وزیرستان کے علاقے کریکوٹ میں ایک گھر پر امریکی جاسوس طیاروں سے دو میزائل داغے گئے، گھر میں موجود ۱۵ افراد شہید جبکہ ۶ زخمی ہوگئے۔

۲۰ مئی: شمالی وزیرستان میں رزمک میران شاہ روڈ پر ملک ثر بر کے علاقے میں امریکی جاسوس طیاروں نے ایک گاڑی پر دو میزائل داغے، جس سے گاڑی میں سوار ۶ افراد شہید ہوگئے۔

۲۳ مئی: شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے علاقے مچی خیل میں امریکی ڈرون سے ایک گاڑی پر ۲ میزائل داغے گئے، جس کے نتیجے میں گاڑی میں سوار ۷ افراد شہید ہوگئے۔

۲۴ مئی: شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی میں مسافر کوچ پر امریکی جاسوس طیارے سے ۲ میزائل داغے گئے، جس کے نتیجے میں ۷ افراد شہید ور متعدد زخمی ہوگئے۔

۴ جون: جنوبی وزیرستان کے صدر مقام وانا کے قریب غواخہ کے علاقے میں ایک گھر پر جاسوس طیاروں سے ۳ میزائل داغے گئے، جس کے نتیجے میں ۷ افرد شہید اور ۶ زخمی ہوگئے۔

۶ جون: جنوبی وزیرستان کی تحصیل برمل میں وچہ دانہ کے علاقے میں ۲ امریکی جاسوس طیاروں نے ایک مدرسے اور مکان کو نشانہ بنایا۔ اس میزائل حملے میں ۱۱ افراد شہید ہوگئے۔

۶ جون: جنوبی وزیرستان کی تحصیل برمل کے علاقے شاہ لم راغنڈئی مانزاں میں امریکی جاسوس طیارے نے ایک مکان پر ۲ میزائل داغے، اس حملے میں ۱۰ افرد شہید جبکہ متعدد شدید زخمی ہوگئے۔

۶ جون: جنوبی وزیرستان کی تحصیل برمل کے علاقے درے نشتر میں امریکی جاسوس طیاروں نے ایک ڈبل کیبن گاڑی کو میزائلوں کا نشانہ بناتے ہوئے ۲ میزائل داغے۔ اس حملے میں ۴ افراد شہید ہوئے۔

۸ جون: شمالی وزیرستان کی تحصیل دتہ خیل کے علاقے شاول میں امریکہ کے ۴ جاسوس طیاروں نے ایک گھر اور گاڑی پر ۷ میزائل داغے، ان میزائل حملوں کے نتیجے میں ۲۶ افراد شہید اور متعدد زخمی ہوگئے۔

۱۵ جون: جنوبی وزیرستان کے علاقے مری خیل میں ایک گھر اور گاڑی پر دو میزائل داغے گئے، ۱۶ افراد شہید اور متعدد زخمی ہوئے۔

۱۵ جون: شمالی وزیرستان میں میران شاہ کے قریب امریکی جاسوس طیاروں نے ایک گاڑی پر ۶ میزائل داغے، جس سے ۱۶ افراد شہید ہوگئے۔

۲۰ جون: لوئر کرم ایجنسی کی تحصیل علی زئی کے علاقے خڑ ڈھنڈ میں امریکی جاسوس طیاروں سے ایک گاڑی پر ۲ میزائل داغے گئے، جس کے نتیجے میں گاڑی میں سوار ۵ افراد شہید ہوگئے۔

۲۰ جون: کرم ایجنسی کے علاقے قمر میلہ میں واقع ایک ہسپتال پر امریکی جاسوس طیاروں نے ۳ میزائل داغے، جس کے نتیجے میں ۱۵ افراد شہید اور متعدد زخمی ہوگئے۔

۲۰ جون: کرم ایجنسی کے علاقے زرائی قمر میں ایک مکان پر جاسوس طیاروں کے ذریعے میزائل داغے گئے، جس کے نتیجے میں ۱۲ افراد شہید ہوگئے۔

۲۲ جون: لوئر کرم ایجنسی کے علاقے شبک میں امریکی جاسوس طیارے نے ایک گاڑی پر ۲ میزائل داغے، جس کے نتیجے میں ۱۴ افراد شہید ہوگئے۔

☆☆☆☆☆

نوائے افغان جہاد کو انٹرنیٹ پر درج ذیل ویب سائٹس پر ملاحظہ کیجیے۔

www.nawaiafghan.blogspot.com

muwahideen.co.nr

www.malhamah.110mb.com

www.ribatmedia.co.cc

www.ansarullah.co.cc/ur

www.jhuf.net

www.ansar1.info,

أبتاه (اے میرے ابو!)

شیخ اسامہؒ کے فرزند حمزہ بن لادن کے اشعار جن میں اُنہوں نے اپنے کم سنی کی عمر میں والدِ محترم کو مخاطب کرتے ہوئے اپنے اوپر بیتنے والے حالات کا تذکرہ کیا ہے۔

أبتاه أين هو المفر ومتى يكون لنا مقر؟
اے میرے ابو! کہاں ہے کوئی نکلنے کی راہ اور کب ہمارے لیے کوئی ٹھکانہ ہوگا؟

آه أبي كيف ما أبصرت دائرة الخطر؟
ہائے ابو! یہ کیسے ہوگا کہ میں خطروں کے چکر نہ دیکھوں؟

أكثرت ترحالي أبي بين البوادي والحضر
میرے ابو! آپ نے مجھے ہر وقت شہروں اور دیہاتوں میں حالتِ سفر میں دیکھا

أكثرت من سفري أبي بين وادي ومنحدر
میرے ابو! آپ نے میرے وادیوں اور ڈھلوانوں کے سفروں کی کثرت دیکھی ہے

حتى نسيت عشيرتي وبني العموم والبشر
یہاں تک کہ مجھے اپنے اقربا، اپنے عم زاد بلکہ انسان تک بھول گئے

ما بال منزلنا اختفى عني فليس له اثر؟
ہمارے گھر کو کیا ہوا کہ مجھ سے چھپ ہی گیا ہے، اس کا کوئی نشان ہی نہیں ملتا

ما بال أمي لم تعد عجبا اهل طاب لها سفر؟
میری ماں مزید اس مشکل میں نہ رہے لیکن کیا یہ سفر ہی اس کے لیے قابلِ مبارک ہے؟

وأخي الحبيب فديته مر الزمان وما حضر
اور میں نے اپنے محبوب بھائی کو بھی کھو دیا، اُسے دیکھے ایک زمانہ بیت گیا

لم لا نرى في دربنا الا الحواجز والحفر
ہم اپنے راستے میں رکاوٹوں اور گڑھوں کے علاوہ کچھ اور کیوں نہیں پاتے

اعرف ان أامريكا أتت تعبث بالخرج والخبر
مجھے معلوم ہے کہ یہ امریکہ جو آیا ہے وہ ہمارے نکلنے کی خبر رکھنے کی کوشش میں ہے

فهاجرت مغتربا الى ارض بها النيل انحدر
میں نے پردیسیوں کی طرح اس سرزمین کی طرف ہجرت کی جہاں نیل بہتا ہے

خرطوم بعد أن فتحت أبوابها أبت لي أن اقر
پھر خرطوم نے میرے لیے اپنے دروازے کھولے کہ میں وہاں ٹھہروں

ثم ارتحلت مشرقا حيث الرجال أولي الغرر
پھر مجھے مشرق کی جانب رختِ سفر باندھنا پڑا کیونکہ لوگوں نے دھوکہ بازی سے کام لیا

كابول ترفع رأسها رغم الخصاصة والخطر
کابل نے خطرے اور تنگی کے باوجود اپنا سر بلند رکھا

كابول يتبسم ثغرها تنصر وتؤوي من حضر
کابل کی مسکراتی ہوئی چٹانیں مددگار بنتی ہیں اور جو بھی ان کے پاس آئے اسے پناہ دیتی ہیں

الشيخ يونس خالص قد بدا ليث يهاب اذا زأر
شیر کی طرح بہادر، شیخ یونس خالص جب بھی آتے تو بہت حوصلہ دیتے

وأخو الرجولة والابا أميرنا الملا عمر
مردانگی سے آراستہ ہمارے امیر ملا عمر نے ہمیں پناہ دی اور حوصلہ دیا

أبي لماذا أرسلوا وابل من القذائف كالمطر
میرے ابو! ان ظالموں نے کیوں بارش کے قطروں کی طرح (پے درپے بم) برسائے

لم يرحموا طفلا ولا شيخا يحطمه الكبر
نہ کسی بچے پر رحم کیا اور نہ کسی بوڑھے کے بڑھاپے کا خیال رکھا

أبتاه ماذا قد جرى حتى لا يلاحقنا الخطر
ابو جی! یہاں کیا کچھ ہو رہا ہے، خطرات نے ہمیں گھیر لیا ہے

أفداؤك البيت العتيق جريمة لا تغتفر
کیا آپ کی کعبۃ اللہ سے محبت ناقابلِ معافی جرم ہے؟

أثبت أبي لا تبتغي عرض الحياة من البشر
ثابت ہو چکا کہ میرے ابو کسی بھی انسان سے متاعِ دنیا کے طلب گار نہیں تھے

الخلد موعدنا اذا شاء الاله لنا الظفر
ہماری موعودہ قیام گاہ جنت ہے اگر اللہ نے ہمارے لیے کامیابی چاہی

قل لي أبي فيما أرى قول مفيد ومختصر
اے ابو! میری باتوں کے جواب میں مختصر اور مفید باتیں کہہ دیجیے

شیخ اسامہؒ کی طرف سے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نصرہ اللہ کی اطاعت کا تحریری عہد نامہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الى حضرة أمير المؤمنين المجاهد ملا/ محمد عمر مجاهد حفظه اللّٰه ورعاه

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

وبعد:

حضرة أمير المؤمنين

إن الفتوحات والانتصارات الأخيرة التي منّ اللّٰه عليكم بها نعتبر مناسبة طيبة لنهنئكم بها ، ونؤكد لكم من جديد وقوفنا معكم ووضع أيدينا بأيديكم نصرة للإسلام، وتمكينا لدولته ، وإعلاء لكلمته ، حتى لا تكون فتنة و يكون الدين كله للّٰه

كما ننتهز هذه المناسبة لنؤكد لكم مرة أخرى إقرارنا وتأييدنا واعترافنا بحكمكم وإمرتكم الشرعية للإمارة الإسلامية في أفغانستان التي نرى أنكم حاكمها الشرعي الوحيد الذي يجب له من حقوق النصرة والمؤازرة وغيرها ما يجب للحاكم المسلم

كما ندعو جميع المسلمين لنصرتكم وتأييدكم والوقوف إلى جانبكم بكل ما يستطيعون من دعم ومساندة

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته

١٤١٩/٥/٢٤هـ

١٩٩٨/٩/١٥م

أخوكم

اسامة بن محمد بن لادن

"حضرت امیر المومنین !السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اللہ تعالیٰ نے آپ کو شمال کی تازہ ترین فتوحات سے نوازا۔ یہ ہمارے لیے خوش گوار لمحہ ہے کہ ہم آپ کو ان فتوحات پر مبارک باد پیش کریں اور اپنے اس عہد کی تجدید کریں کہ ہم آپ کے شانہ بشانہ کھڑے ہوں گے، ہم اسلام کی نصرت، اسلامی حکومت کے استحکام اور اللہ کے کلمہ کی بلندی کے لیے آپ کے ہاتھوں میں ہاتھ دیں۔ یہاں تک کہ فساد ختم ہو جائے اور دین صرف اللہ کا ہو جائے۔ ہم اس موقع پر اس عہد کا بھی اعادہ کرتے ہیں کہ آپ ہمارے شرعی امیر ہیں۔ ہم پر آپ کی نصرت اور اطاعت اسی طرح واجب ہے جس طرح شرعی حاکم کے لیے واجب ہوتی ہے۔ ہم تمام مسلمانوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ آپ کی نصرت وحمایت کریں اور آپ سے مل کر ہر وہ مدد کریں جو وہ کر سکتے ہوں"۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا بھائی اسامہ بن لادن